

ذوق خطیب

تالیف
ابوالوفاتاری
فیض المصطفیٰ عاتقی

مکتبہ نورانیا رضویہ

دوم

ذوقِ حطیب

تالیف

ابوالوفا فیض المصطفیٰ عتقی
قاری



مکتبہ نوریہ ضلیم پور گلبرگ فیصل آباد

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	_____	ذوقِ خطیب (حصہ دوم)
مؤلف	_____	ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ عتقی
		خطیب جامع مسجد عزیز یہ
		واٹر سپلائی روڈ سرگودھا فون 700405
طابع	_____	سید حمایت رسول قادری
کتابت	_____	عبدالعزیز خوشنویس فیصل آباد
ایڈیشن	_____	اول
تعداد	_____	ایک ہزار
صفحات	_____	۴۷۴
سن اشاعت	_____	اپریل ۲۰۰۱ء
ناشر	_____	مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد
قیمت	_____	روپے

ملنے کے پتے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11 گنج بخش روڈ لاہور فون 7313885

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد فون 626046

عتیقی کتب خانہ جامع مسجد عزیز یہ واٹر سپلائی روڈ سرگودھا

فہرست مضامین



صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۷۵	پہلی آیت	۷	الانتساب
۸۰	حیاتِ کریمہ ابوینِ مصطفیٰ	۸	نذر
۸۷	علیہ الصلوٰۃ والسلام	۹	حالاتِ مصنف
۸۹	قول فیصل	۱۳	نگاہِ اقل
۹۲	عقل میں نہیں آتا	۱۷	پہلا وعظ مبارک
۱۰۰	محبت کی نگاہ	۱۷	والدینِ کریمین رسالت مآب
۱۰۳	بعض محدثین کا فرمان	۲۰	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۱۰۳	میرے نبی کی پشت مبارک	۲۰	حضرت عبداللہ کا مقام
۱۰۸	پہلا اعتراض	۲۷	صدقہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
۱۱۰	جواب	۳۱	مختلف اقوال
۱۱۱	دوسرا اعتراض	۳۳	دعائے خلیل علیہ السلام
۱۱۲	جواب	۴۹	جبرئیل علیہ السلام گواہ
۱۱۳	تیسرا اعتراض	۵۳	تسرا آئی دلیل
۱۱۳	جواب	۷۰	مشرق تا مغرب
۱۱۹	مسجد نبوی کی توسیع	۷۲	دوسرا نقطہ نگاہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۶۱	قتل کی کوشش	۱۲۲	دوسرا وعظ مبارک
۱۶۶	شادی کا مشورہ	۱۲۲	امیر مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
۱۷۰	شادی کا منظر	۱۲۳	ایک تمہیدی بات
۱۷۹	نور کی جلوہ گری		رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۱۸۱	عجائبات کا ظہور	۱۲۲	ایک مثال
۱۸۷	برکات رسالت صلی اللہ علیہ وسلم		میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۱۹۱	ذکر الہی	۱۲۷	کب بنے؟
	حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۳۲	قرآنی تصدیق
۱۹۳	کی وفات	۱۳۶	ابن عباس کا سوال
۱۹۵	کائنات رو پڑی	۱۳۹	ساتھ رہنے کی حکمت
۱۹۷	شانِ یقینی کی حکمت	۱۴۲	امام اعظم کا عقیدہ
۲۰۱	انبیاء علیہم السلام کی بشارتیں		ولادت حضرت عبداللہ رضی اللہ
	حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ	۱۴۵	تعالیٰ عنہ
۲۱۱	عنها کا مقام		جناب عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۱۷	ربیع الاول کی بارہ راتیں	۱۴۸	کی جوانی
۲۲۳	موسم بہاراں	۱۵۱	شام کا بخومی
۲۳۸	پرنور ساعتیں	۱۵۵	قریشی عورت
۲۵۳	محرمہ طہارت	۱۵۷	جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ کا شکار

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
	حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ	۲۶۹	مختار کل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۳۷۱	عنہ کا وعظ	۲۷۵	کعبے کا کعبہ
۳۷۲	یتیم بادشاہ	۲۹۲	نام مبارک
۳۸۳	عاشقوں کا حج	۳۰۱	شیطان کی آہ و زاری
۳۸۶	یتیم کا خط	۳۰۹	تیسرا وعظ مبارک
۳۹۰	بریدہ کی قسمت	۳۰۹	جشن میلاد کا جواز
۳۹۷	سرکار کا انتظام	۳۱۰	اہلسنت کا طریقہ
۳۹۹	سرکار مدینہ میں	۳۱۲	امام بوعبیری علیہ الرحمۃ
۴۱۲	بقول ان کے	۳۲۰	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان
۴۱۶	محبت کا کام	۳۲۵	شکر کرو
۴۲۰	بیدرد	۳۳۳	خوب خوشی کرو
۴۲۵	میلاد پاک اور اولیاء امت		میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۴۳۳	میلاد کی چھٹی	۳۳۳	اور اہتمام الہیہ عزوجل
۴۳۶	محدث دہلوی کی دعا	۳۳۹	نتیجہ کیا نکلا؟
۴۳۹	ہر دور کے تقاضے	۳۵۷	نذرانہ عقیدت
۴۴۲	میلاد کے دشمن	۳۶۳	مخفی میلاد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
	حاجی امداد اللہ کے گھر		حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ
۴۴۳	مخفی میلاد	۳۶۳	عنہ کا وعظ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۶۳	ایک سوال	۲۴۸	اشرف علی کا طریقہ واردات
۲۶۳	جواب		عید میلاد کا جلوس اور
۲۶۴	دوسرا سوال	۲۵۱	مفتی محمود کی قیادت
۲۶۴	جواب	۲۵۲	ہندو نپڈت
	کتابوں کا مائیکسٹل	۲۵۹	مودودی اور میلاد شریف



الْإِنْتِسَابُ

فقیر اپنے سے اسے تالیف کے کو حضور سرکارِ مدینہ سرورِ قلب
 وسینہ حضور پر نور شافع یوم النشور، امام الانبیاء، حبیب کبریا،
 مالکِ ارض و سما، شافع روز جزا، ساتی کوثر، والیٰ جنتے،
 شبِ معراج کے دولہا، کائنات کے ماویٰ و ملیجا،
 بے سہاروں کے سہارا، امام الاویض و الآخرینے سیدنا
 و مولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 کے بارگاہِ مقدسے میں پیشے کرنے کے سعادت حاصلے
 کرتا ہے۔ شالا محبوبے قبولے کرے۔

سنگ کوچہ دربارِ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام

ابوالوفاء قاری فیض المصطفیٰ عتیقی



حالاتِ مُصَنَّف

آج سے چند سال پہلے فقیر سرگودھا سے بوچھال کلاں چکوال ایک عزیز سے ملنے گیا۔ وہاں نماز کا ٹائم ہوا تو ساتھ ہی ایک مسجد تھی بہارِ مدینہ نماز پڑھی نماز کے بعد مسجد کے متصل خطیب صاحب کا کمرہ تھا۔ سوچا چلو خطیب صاحب سے ملاقات کر رہی میں اجازت لے کر جب اندر داخل ہوا تو دل باغ باغ ہو گیا کیونکہ بظاہر دیکھنے میں وہ کمرہ تھا لیکن اندر تو ایک عظیم الشان اسلامی لائبریری تھی۔ کہیں احادیث کی کتب کہیں تفاسیر کی کتب کہیں سیرت کی کتب غرضیکہ مختلف موضوعات پر سینکڑوں کتابیں درمیان میں خطیب صاحب تشریف فرما تھے۔ ڈھیروں کتابیں سامنے لے کر مجھے اٹھ کر بڑے پڑتپاک طریقے سے ملے پھر گفتگو شروع ہوئی۔ ان کی گفتگو اور سن سیرت سے میں بڑا متاثر ہوا۔ دل چاہتا تھا کہ ان کی محفل میں بیٹھا رہوں۔ خطیب صاحب نے بڑے پیار سے لہجے میں فرمایا۔ حضرت صاحب آپ کا اسم گرامی کیا ہے اور کہاں سے تشریف لاتے ہیں۔ میں نے کہا میرا نام قساری محمد عمر حیات سیالوی ہے۔ قوم کا بلوچ ہوں۔ سرگودھا کے ساتھ ایک چک ۶۹ شمالی المعروف لہوڑے والا وہاں ذاتی زمین وغیرہ ہے لیکن اب سرگودھا شہر میں مسجد حنیفہ حسینیہ واٹر سپلائی میں خطیب ہوں۔ میں سے

پوچھا حضور آپ کا پورا تعارف کیلئے۔ فرمایا فقیر کا نام فیض المصطفیٰ عتیقی ہے۔ والد کا نام خادم حسین ہے۔ قوم کا کھوکھڑا ذاتی مکان ساہیوال سرگودھا میں ہے۔ میں نے پوچھا کہ تعلیم کہاں حاصل کی ہے۔ فرمایا قرآن پاک دھیرو سیال سرگودھا قاری فیض احمد سیالوی علیہ الرحمۃ سے حفظ کیا۔ پھر لاہور جامعہ نظامیہ میں قرأت کا کورس کیا۔ پھر جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو میں شرح جہا تک کتابیں پڑھی۔ پھر کراچی جا کر تمام کتابیں مکمل کر کے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ علامہ مولانا امجد علی مصنف بہار شریعت کے صاحبزادے علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری علیہ الرحمۃ سے دورہ حدیث کیا۔ میں نے پوچھا سلسلہ بیعت کہاں ہے۔ فرمایا شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ میں قطب زماں حضرت میاں غلام احمد شرقپوری نقشبندی علیہ الرحمۃ سے اس گفتگو کے بعد نہ چاہتے ہوتے بھی میں نے اجازت چاہی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو خیریت سے لے جائے۔ میں گھر آیا لیکن دل عتیقی صاحب کے پاس چھوڑ آیا۔ تمنا تھی پھر ملاقات ہو، لیکن مصروفیات کی وجہ سے زیارت نہ ہو سکی۔ میرے والد مکرم قبلہ حافظ محمد حیات علیہ الرحمۃ کا سالانہ عرس مبارک نزدیک آگیا۔ میں نے سوچا کیوں نہ اسی بہانے عتیقی صاحب کو دعوت دیں، زیارت بھی ہو جائے گی۔ تقدیر کا انداز بھی سن لیں گے۔ عتیقی صاحب تشریف لاتے اور بھی بہت سے خطبہ کرام تھے۔ آخر میں عتیقی صاحب کا خطاب شروع ہوا تو لوگ دیوانہ وار جھوم اٹھے۔ اندازِ خطابت دیکھ کر میں بڑا متاثر ہوا۔ تقریر کے بعد میں نے کہا عتیقی صاحب آپ سرگودھا کے ہو کر چکوال کیوں خطابت کر

رہے ہیں؟۔ آپ سرگودھا تشریف لے آئیں تو ہماری بڑی خوش قسمتی ہوگی مسکرا کر کہنے لگے۔ خان صاحب ہم جیسے بے علم اور بے سُرے خطیب کو سرگودھے والے کہاں پسند کریں گے۔ میں نے کہا حضرت یہ بات نہ کریں سرگودھا والے آپ جیسے لوگوں کو اپنے سُر اور آنکھوں پر بٹھائیں گے اور انشاء اللہ آپ کی ہماری ملاقات پچی سرگودھا میں ہوگی۔ عتیقی صاحب چکوال چلے گئے۔ میں اپنی مسجد میں آگیا۔ چند دنوں کے بعد واٹر سپلائی روڈ پر ایک خارجی مولوی کی مسجد اور مدرسہ ہے۔ اس کے بالکل سامنے اہلسنت کی ایک مسجد عزیز ہے۔ مسجد کے احباب میرے پاس آتے اور کہا کہ ہمیں ایک ایسے عالم کی ضرورت ہے جو کہ حافظ بھی ہو، قاری بھی ہو، عالم بھی ہو۔ مناظر بھی، مقرر بھی ہو، حاضر جواب بھی، حسن سیرت و کردار کا بھی مالک ہو، کیونکہ خارجی مولوی نے ہمیں بڑا پریشان کیا ہوا ہے۔ میرے ذہن میں فوراً علامہ عتیقی صاحب کی شخصیت آگئی کہ ان تمام خوبیوں سے مزین وہی ہیں۔ میں نے فون کیا علامہ عتیقی صاحب ایک جلسہ ہے تشریف لائیں آپ بروز پیر ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۶ء کو سرگودھے میرے پاس تشریف لاتے۔ جلسہ ہوا لوگوں نے تقریر کو بڑا سراہا۔ پھر لوگوں علامہ عتیقی صاحب ہمیشہ کے لئے سرگودھے تشریف لے آئے۔

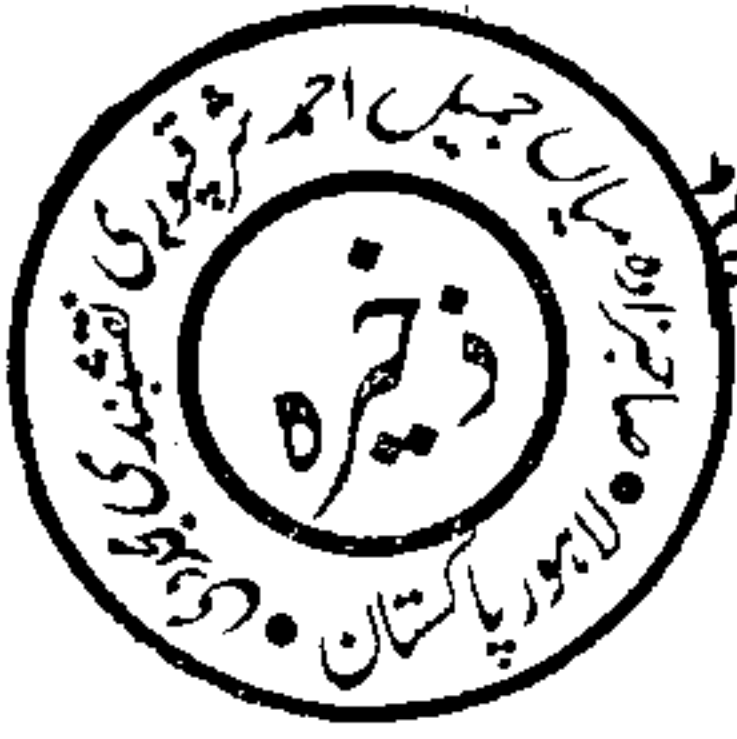
الحمد للہ! ہمارے سرگودھا کو یہ فخر حاصل ہے کہ علامہ عتیقی جیسے بزرگ بے باک جدید فاضل، عالم، مناظر، مقرر، محقق، مصنف، قاری، حافظ میسر ہیں جو کہ ہر وقت گستاخان صحابہ و اہلبیت اور گستاخان رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جواب دینے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ پورے

پاکستان میں آپ تشریف لے جاتے ہیں۔ تقریر کرنے سے پہلے آپ کا ہر جگہ اعلان ہوتا ہے۔ کہ بھائی اگر کوئی اعتراض کرنا چاہے تو ہماری طرف سے اجازت ہے۔ اگر کسی کو لکھنا آتا ہو تو کھڑا ہو کر سوال کر سکتا ہے فقیر کئی جلسوں میں علامہ عتیقی صاحب کے ساتھ گیا اور یہ تمام منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ پھر تقریر کا انداز بالکل منفرد، سمجھانے کا انداز بڑا لطیف، میٹھی اور محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بر نی زبان جس سے ہر سننے والا مطمئن ہو۔ علامہ عتیقی نے ایک علم غیب کے موضوع پر ایک گیا رہیں شریف کے موضوع مناظرے کئے۔ اور چوال میں دیوبندیوں کو شکست فاش دی، تیسرے مناظرہ سرگودھا اہلحدیث وہابیوں سے رفع یدین کے موضوع پر ہوا۔ جس میں آپ معاون مناظر تھے۔ اس مناظرے میں بھی الحمد للہ وہابیوں کو شکست ہوئی۔ حضرت صاحب اب ماشا اللہ غوثیہ مسجد مقام حیات میں اپنی خطابت کے پھول نچا کر رہے ہیں۔ جمعہ کے دن لوگ دور دراز سے حضرت کا خطاب سننے کے لئے آتے ہیں۔ جو ایک مرتبہ خطاب سنتا ہے۔ پھر الحمد للہ اور کہیں جمعہ نہیں پڑھتا۔ علامہ عتیقی صاحب عالم مناظر مقرر بھی نہیں بلکہ ایک بے مثال مصنف بھی ہیں۔ وقت ملنے پر آپ سرکار کی بارگاہ میں عقیدت کے پھول پیش کرتے رہتے ہیں۔ جو کہ کتابوں کی شکل میں عوام کے سامنے نمودار ہو رہے ہیں۔ میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعا کرتا ہوں کہ خالق کائنات علامہ عتیقی صاحب کے علم میں عمل میں آواز میں تحریر میں، تقریر میں ہر چیز میں کیمیں عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رہے، آمین ثم آمین۔ خادم اہلسنت قاری محمد عمر حیات سیالوی

خطیب جامع مسجد حنیفہ سنہری نزد وار سپلائی سرگودھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ



رنگہ اول

تمام تعریفیں اس خالق کائنات کے لائق ہیں۔ جو کائنات کے ذرے ذرے کا خالق اور مالک ہے۔ پھر بے شمار دُرد و سلام ہوں۔ اُس پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جس کے صدقے اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کے رنگ و بو کو سنوارا۔ آج سے چند سال پہلے فقیر نے نفاذیر کے ساتھ بجز اللہ تحریر کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ ماہِ اجمیر لکھی۔ امامت کا حقدار کون؟ لکھی عتیقی قاعدہ لکھا۔ ذوقِ خطیب حصہ اول لکھی۔ یہ کتابیں پورے پاکستان میں ہر کھیل پر پہنچیں۔ پھر عوام نے اطلبار نے، علمائے ان کو خریدنا۔ پھر پڑھا، پڑھ کر بڑی محبت کے ساتھ فقیر کو خطوط کے ذریعے ہدیہ تبریک پیش کیا۔ جس کا فقیر تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کئی دوست کتابیں پڑھ کے دُرد و دور سے فقیر سے ملنے کے لئے بھی تشریف لائے اور مبارکبادیاں پیش فرمائیں۔ کہ آپ نے بڑی پیاری عشقِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوب کر کتابیں لکھی ہیں اور میری ہمت بندھائی کہ یہ تحریر کا سلسلہ یہیں رک نہیں جانا چاہیے بلکہ تاحیات اس کو جاری رکھیں۔ آپ کی اس تحریر سے کئی لوگوں کا بھلا ہو جائے گا۔ کئی بگڑے ہوئے گستاخ اللہ تعالیٰ کی ہر بانی سے، سرکارِ مدینہ کی نگاہِ کرم

سے آپ کی تحریر کی برکت سے سیدھے راستے پر آجائیں گے۔ پچھلے دنوں بلوچستان صوبہ میں ایک ضلع ہے جین، اس کے ساتھ ہے داران۔ اس داران کے ضلع میں ایک دیہات ہے۔ وہاں سے ایک خط آیا، لکھا تھا۔ علامہ عتیقی صاحب ہم نے آپ کی زیارت نہیں کی۔ لیکن پچھلے دنوں آپ کی دوکتا میں ماہ اجمیر اور ذوقِ خطیب حصہ اول پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ بڑی پیاری تحریر تھی، بڑا لطف آیا، آپ نے دلائل کے ساتھ گستاخوں کا رد بھی کیا۔ اور محبوبوں کی شان بھی لکھی۔ ہمارے گاؤں میں چند دیوبندیوں، وہابیوں کے گھرتے ہم نے آپ کی چند کتابیں خرید کر مفت میں ان لوگوں میں تقسیم کیں۔ انہوں نے آپ کی کتابیں پڑھ کر مسک اہلسنت اختیار کر لیا ہم آپ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

ناظرین کرام! یقین جانئے میں یہ خط پڑھ کر اتنا خوش ہوا کہ شاید زندگی بھر اتنی خوشی نہیں ہوئی ہوگی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بارہ کے صدقے چند گستاخوں کو فقیر کی تحریر کے ذریعے سے سرکار کا سچا عاشق بنا دیا ہے اور مسک حق اہلسنت و جماعت کا راستہ دکھایا ہے۔ مجھے یقین ہے انشاء اللہ میری بخشش کا سامان ہو گیا۔ اسی طرح ضلع اٹک کی تحصیل پنڈی گھپ سے تمام علمائے اہلسنت کا متفقہ ایک خط آیا کہ عتیقی صاحب ذوقِ خطیب حصہ اول پڑھی۔ دوسری کا انتظار کرتے ہوئے کئی ماہ گزر چکے ہیں۔ لیکن بازار نہیں آئی۔ مہربانی کر کے ہماری درخواست ہے۔ اسے جلد مکمل کر کے بازار بھیجنے پر آپ کا اہلسنت پر احسان ہوگا۔ انہی جیسے خطوط نے فقیر کو حوصلہ دیا ہمت بڑھائی اور آگے بڑھنے کی صورت پیدا کی۔ میں کتابیں لکھ بھی رہا تھا

اور سوچتا بھی تھا کہ شاید میری تحریر کسی کو اچھی لگتی بھی ہے کہ نہیں، کسی کو پسند آتی بھی ہے کہ نہیں، یہ میرے خالق کائنات کا احسان ہوا۔ میرے محبوب کی نگاہ کا صدقہ فقیر کی تحریر کو لوگوں نے بے حد پسند فرمایا اور محبت کا اظہار فرمایا۔ جس کے نتیجے میں ذوقِ خطیبِ حصّہ دوم تحریر ہو گئی۔ میں نے اس کتاب کو بڑی محنت اور تحقیق کے ساتھ لکھنے کی کوشش کی ہے۔ ہر بات باحوالہ لکھ کر کتاب صفحہ نمبر تک درج کر دیا ہے تاکہ ناظرین کرام پڑھ کر محسوس فرمائیں کہ یہ بات مؤلف کی اپنی کھڑی ہوئی نہیں بلکہ باحوالہ اور باسند ہے تاکہ وہ ڈنکے کی چوٹ پر لوگوں کے سامنے بیان کر کے ان کو محفوظ کریں۔ انشاء اللہ یہ کتاب ناظرین اور سامعین کے لئے ایک بیشال تحفہ ثابت ہوگی۔ اگر کوئی بات غلط نظر آئے یا تحریر پسند نہ آئے تو سمجھنا یہ مصنف کے گنا ہوں نہ نتیجہ ہے۔ اگر بات پسند آئے تو سمجھنا یہ سب کرم ہے میرے پیارے رب العالمین کی رحمت ہے۔ میرے پیارے بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اور نگاہ پاک ہے۔ میرے مُرشد قطبِ زماں میاں غلام احمد شرقی پوری علیہ الرحمۃ کی بات پسند آئے۔ تحریر اچھی لگے تو فقیر کو ضرور دُعاؤں سے نوازنا۔ دعائیں کہنا یہ سنجیوں کی علامت ہے۔ آپ کا بگڑ کچھ نہیں جائے گا۔ فقیر کی کھوئی قسمت انشاء اللہ سنور جائے گی۔ میں بھی دعا کرتا ہوں اے اللہ عزوجل اپنے پیارے یار کے توسل سے پاکستان اسلام اہلسنت کا بول بالا فرما فقیر کی تمام کتابوں کو قیامت تک ذخیرہ آخرت اور منظورِ نظر فرما۔ ناظرین اور سامعین کو اپنے محبوب کا سچا غلام بنا۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اس بات کے ساتھ اجازت چاہوں گا کہ۔

خدا کی عظمتیں کیا ہیں محمد ﷺ مصطفیٰ جانے
 مقامِ مصطفیٰ کیا ہے محمد ﷺ کا خدا جانے
 صدا کہنا میرے بس میں تھی میں نے تو صدا کر دی
 وہ کیا دیں گے میں کیا لوں گا سخی جانے گدا جانے

والسلام

خادم العلماء والاولیاء
 ابوالوفاء قاری فیض المصطفیٰ عتیقی
 سرگودھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پہلا وعظ مبارک

وَالِدَيْنِ كَرِيمَيْنِ رَسَّالَتْ مَا بَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ
أَمَّا بَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ه الَّذِي يَرْزُقُ حِينَ
تَقُومُ ه وَتَقْلُبُكَ فِي السَّجْدَيْنِ ه صَدَقَ اللّٰهُ
مَوْلَانَا الْعَظِيمِ وَبَلَّغْنَا رَسُولَهُ النَّبِيَّ الْكَرِيمِ
وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ه الَّذِي
يَرْزُقُ حِينَ تَقُومُ ه وَتَقْلُبُكَ فِي السَّجْدَيْنِ ه

ترجمہ : اور بھروسہ کیجئے سب سے غالب ہمیشہ رحم کرنے والے
پر، جو آپ کو دیکھتا رہتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور دیکھتا
رہتا ہے جب آپ چکر لگاتے ہیں۔ سجدہ کرنے والوں کے گھروں کا۔

حضراتِ محترم! یہ ساری کائنات زمین و آسمان، عرش و فرش، گرسی
 و فلک، لوح و قلم، فرشتے اور غلامان، حور و ملک، جنت و دوزخ،
 انس و جن، چمند و پرند، نباتات و حیوانات، یہ لہلہاتے کھیت، یہ بڑی
 بڑی وادیاں، یہ فلک بوس پہاڑ، یہ وسیع و عریض جنگلات، یہ کائنات
 کے حسین نظامے، یہ اٹھارہ ہزار عالم، یہ تمام چیزیں نہ تھیں۔ لیکن میرا
 ربُّ العالمین موجود تھا۔ میرے رب کی تمام صفات ازلٰی موجود تھیں۔
 میرے رب کی ہستی موجود تھی۔ کیوں؟ اس لئے کہ میرے ربُّ العالمین
 کو کوئی بنانے والا نہیں، بلکہ وہ خود بخود ازل سے ہے، ابد تک رہے
 گا۔ وہ حَسْبِيَ قَيُّوْمٌ ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ کل کائنات اس
 کی محتاج ہے۔ وہ کسی سے لپٹا نہیں، لیکن دیتا ساری کائنات کو ہے۔
 وہ خود کھانے سے بے پروا، لیکن روزی ساری کائنات کو دیتا ہے۔
 جب کچھ نہ تھا تو وہ تھا۔ میرے پروردگار عالم نے اپنی صفات کو ظاہر
 کرنے کے لئے یہ اٹھارہ ہزار عالم کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ جو چیز
 خالق ارض و سماء نے سب سے پہلے پیدا فرمائی وہ تھا کھلی والے آفاقیاب
 سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا نور پاک
 پھر اپنے حبیب پاک علیہ السلام کے نور سے میرے اللہ پاک نے یہ ساری
 کائنات کو بنایا اور اس میں خوبصورتی پیدا کر کے حضرت انسان کو اس
 دھرتی پر بسایا یہ ہیں نہیں کہتا بلکہ خود آقائے دو جہاں والضحیٰ کے کھڑے
 والے، واللیل کی عنبرین زلفوں والے، کانداز کی نوری آنکھوں والے،
 ظہا کے سینے والے، لیسین کے تاج والے، مَا يُنطِقُ عَنِ الْهَوٰی

کی مقدس زبان والے، جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:-

أَنَا مِنْ نُورِ اللَّهِ وَالْخَلْقُ كُلُّهُمْ مِنْ نُورِي

(مدارج النبوت دوم)

میں اللہ رب العزت کے نور سے ہوں اور ساری کائنات میرے نور سے ہے۔

مطلب کیا کہ اگر اللہ پاک نہ ہوتا تو میں نہ ہوتا، اور میں نہ ہوتا تو یہ ساری کائنات نہ ہوتی۔ اللہ غنی۔ یہی بات ایک دیوانے نے کہی کہ:-

سارا نور ظہور حضور والے بناں نور کیوں کائنات ہوندى

نہ ایہہ جن تارے کار و بار سارے، نہ ایہہ دن ہوندا نہ ایہہ رات ہوندى

نہ ایہہ جن ملک نہ نبی ہوندا، نہ کوئی اوسناں دی ذات صفا ہوندى

نہ دیوانیہ رب نون رب کہندے، جے نہ پیدا محمداً صلی اللہ علیہ وسلم دی ذات ہوندى

ہاں تو ساری کائنات کو بنانے سے پہلے اللہ پاک نے اپنے نور

سے حضور علیہ السلام کا نور بنایا۔ پھر یہ اٹھارہ ہزار عالم بنایا۔ پھر زمین کو

آباد کرنے کے لئے سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی اور اپنے محبوب

کریم علیہ السلام کا نور پاک بطور امانت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں

رکھا۔ آدم علیہ السلام جب زمین میں تشریف لاتے تو نور محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آدم علیہ السلام سے منتقل ہو کر جناب ثبیت علیہ السلام کے پاس آیا۔ وہاں

سے حضرت نوح علیہ السلام کے پاس پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس

پھر سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے پاس یہاں سے چلتا ہوا پشت در پشت

جناب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لایا۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام

عزروجل نے چھ بیویوں میں سے یازہ لڑکے اور چھ لڑکیاں عطا فرمائی تھیں۔
لڑکوں کے نام یہ ہیں :-

- (۱) حارث (۲) مصعب المعروف الغیث (۳) عبدالعزی المعروف
 - ابولہب (۴) ضرار (۵) قثم (۶) حضرت عباس (۷) المقرم (۸)
 - مغیرہ المعروف مجمل (۹) حضرت امیر حمزہ (۱۰) زبیر (۱۱) عبدمناف
 - یا عبدالکعبہ المعروف ابوطالب (۱۲) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
- لڑکیوں کے نام یہ ہیں :-

- (۱) حضرت صفیہ (۲) اُبَیْنُیَا الْمَعْرُوفِ اُمِّ حَکِم (۳) امیمہ (۴)
- بُرہ (۵) عاتکہ (۶) اُرْوٰی۔ (طبقات ابن سعد۔ جلد اول)

حضرت عبدالمطلب کو اپنی تمام اولاد میں سے سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والد ماجد سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت پیارے تھے کیوں؟ اس لئے کہ ایک تو نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبداللہ کی پشانی میں تھا۔ اور دوسرا ایک عجیب واقعہ نے آپ کو مزید اپنے باپ کی محبت کے قریب کر دیا وہ واقعہ کیا تھا تو سنئے۔

جس مقام پر آج کعبہ شریف ہے۔ اس کو بنانے والے اللہ عزوجل کے پیارے نبی حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے فرزند ارجمند حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ جس زمانے میں حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام

ظاہری حیات کے ساتھ مکہ شریف میں تشریف فرما تھے۔ تو آپ اپنی ظاہری حیات تک مکہ شریف کے تمام لوگوں کے سردار رہے۔ آپ کی وفات شریف کے بعد آپ کے فرزند ثابت بن اسماعیل علیہ السلام قوم کے سردار بنے۔ ثابت کے بعد ان کے نانا مفاض بن عمرو جُرحی مکہ شریف کے سردار بنے۔ یہ سرداری چلتے چلتے عمرو بن حارث جُرحی کے پاس آگئی۔ عمرو بن حارث جُرحی کی سرداری کے زمانے میں قوم جُرحم نے مکہ شریف میں ظلم کرنا شروع کر دیا۔ جو مسافر آتا اسے لوٹ لیتے جو حاجی کعبہ شریف کے لئے خاص نذرانے ہدیتے لے کر آتا۔ اس پر قبضہ کر لیتے کعبہ شریف کے استعمال کی بجائے اپنے کام میں لاتے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے یہ ظلم برداشت نہ ہوا انہوں نے بل کہ عمرو بن حارث کا مقابلہ کیا جس سے عمرو اور اس کا قبیلہ مکہ شریف چھوڑنے پر مجبور ہو گیا۔ جب وہ مکہ شریف سے جانے لگا تو اس نے حجرِ اسود کو رکن کعبہ سے اکھاڑ کر اور دوسونے کی ہرن کی مورتیوں کو جو زرو جو اہر سے مرقع تھے اور چند قیمتی ہتھیار سب ملا کر زم زم شریف کے کنوئیں میں پھینک دیتے۔ اوپر سے اچھی طرح مٹی اور پتھروں سے جگہ کو برابر کر دیا۔ یہاں تک کہ آب زم زم کا نام و نشان ختم ہو گیا۔ جس زمانے میں اللہ پاک نے مکہ شریف کی سرداری بنی کریم علیہ السلام کے جدِ امجد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائی۔ تو ارادہ الہی ہوا کہ زم زم کا کنواں دوبارہ ظاہر ہو۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ سو رہے تھے کہ کسی نے خواب میں آپ کو فرمایا کہ عبدالمطلب صبح اُٹھ کر طیبہ کھو دنا تو آپ نے فرمایا کہ وہ طیبہ کیا چیز ہے۔ لیکن جواب نہ ملا۔ دوسرے دن پھر وہ شخص آیا کہ عبدالمطلب

صبح اٹھ کر مَفْنُونَةَ کھودنا۔ آپ نے پوچھا مَفْنُونَةَ کیا ہے۔ خواب نہ بلا۔
 تیسرے دن پھر وہی آدمی آیا۔ اُس نے کہا عبدالمطلب صبح اٹھ کر زم زم کا
 کنواں کھودنا۔ وہاں سے پانی نکلے گا۔ لوگ اس پانی سے سیراب ہوں
 گے۔ تیری عزت میں اضافہ ہوگا۔ آپ نے پوچھا کس جگہ سے کھودوں۔
 خواب میں آنے والے نے تمام مقام کی نشاندہی کی اور کہا کہ تم جب صبح
 کھودنے آؤ گے تو ایک کو از زمین کو چوہنچ سے کہہ دیتے تمہیں نظر آئے گا۔
 جہاں اس کی چوہنچیں لگے وہیں سے کھودنا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ اُٹھے۔ اپنے بیٹے حارث کو ساتھ لیا۔ اور گدال اٹھا کر وہاں پہنچے جہاں
 آب زم زم شریف ہے۔ آپ نے کوئے کو چوہنچ مارتے دیکھا۔ آپ نے کھدائی
 شروع کی تو فریشس کے لوگوں نے آپ کو کہا کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ فرمایا میں
 یہاں سے ایک کنواں کھودوں گا تاکہ حج کی سہولت کے لئے پانی کا بندوبست
 ہو سکے۔ انہوں نے کہا کہ ہم یہاں سے آپ کو کھدائی نہیں کرنے دیں گے کیونکہ
 ہمارے یہاں دو معبود ناولد اور اساف ہیں۔ ان کی پوجا ہوتی ہے۔ لوگ
 نذرانے وغیرہ چڑھاتے ہیں۔ ہمیں فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ یہاں
 میں ضرور کنواں کھودوں گا۔ چلے کچھ ہو جاتے۔ جب انہوں نے زیادہ مزاحمت
 کی تو آپ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو اپنا ایک ہی بیٹا نظر آیا۔ آپ نے اللہ عزوجل
 کی بارگاہ میں نذر مانی کہ اے رَبِّ لِمَ بَنَيْتَ لِيْ اِذَا كُنْتُ فَتٰىرًا فَرَسًا
 فرماتے اور وہ جوان ہوتے تو میں ایک فرزند تیری بارگاہ میں قربان کر دوں
 گا۔ یہ دعا مانگ کر آپ نے پھر کھودائی شروع کر دی، ابھی تھوڑی سی زمین
 کھودی تھی کہ وہ اسلیٰ، عجر اسود، اور سونے کے ہرن نمودار ہو گئے۔ آپ نے

جب اُن چیزوں کو اٹھایا تو نیچے سے پانی نکل آیا۔ لوگ دیکھ کر حیران ہو گئے اور سب لوگوں نے حضرت عبدالمطلب کی خدمت میں بڑی آفرین پیش کی۔ یوں آپ کی عزت کو مزید چار چاند لگ گئے۔ اللہ پاک نے نبی کریم علیہ السلام کے دادا پاک کو پھر دس کی بجائے بارہ فرزند عطا فرمائے پھر سب جوان بھی ہوئے ایک دن حضرت عبدالمطلب رات کو کعبہ معظمہ کے پاس سوئے ہوئے تھے کہ خواب کے اندر کسی کہنے والے نے کہا کہ اے عبدالمطلب آج سے کئی برس پہلے جو تو نے منت مانی تھی اس کو پورا کرو۔ حضرت عبدالمطلب کی آنکھ کھل گئی گھبراتے ہوئے اٹھے۔ ایک دُنبہ ذبح کیا اور فقرا و مساکین میں تقسیم کر دیا۔ دوسری رات پھر خواب میں کسی نے کہا کہ عبدالمطلب وہ نذر پوری کرو جو رات کعبہ کے لئے ستم نے مانی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے مینڈھا تو ذبح کر دیا ہے۔ اب کیا ذبح کروں؟ آواز آئی کہ دُنبہ سے بڑی قربانی کرو۔ آپ صُبح اٹھے اللہ پاک کے نام پر ایک بیل ذبح کر کے فقرا میں بانٹ دیا۔ تیسری رات پھر حکم ہوا قربانی کرو، پوچھا بیل تو ذبح کر دیا۔ اب کس کی، آواز آئی بیل سے بڑی قربانی کرو، آپ صُبح اٹھے آپ نے ایک اونٹ ذبح کر کے مساکین میں بانٹ دیا۔ چوتھے دن رات کو سوئے تو خواب میں کسی کہنے والے نے کہا کہ عبدالمطلب قربانی کرو۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے دُنبہ ذبح کیا، بیل قربان کیا، اونٹ صدقہ کیا، اب کس کی قربانی کروں؟ آواز آئی عبدالمطلب ان سے بھی بڑی قربانی پیش کرو۔ آپ نے پوچھا اس سے بڑی کون سی قربانی کروں۔ آنے والے نے کہا کہ اپنے فرزندوں میں سے ایک فرزند کی قربانی دو۔ عبدالمطلب حیران ہوئے۔ لیکن حکم دینے والے نے فرمایا۔ سردار قریش

حیران کیوں ہو۔ کیا تم نے نرم نرم کنواں کھوڑتے وقت نذر نہیں مانی تھی کہ اگر اللہ پاک مجھے دس لڑکے عطا فرماتے اور سب میرے سامنے جوان ہو کر میرے مددگار بنے تو ایک لڑکا میں اللہ پاک کی بارگاہ میں قربان کر دوں گا۔ اب رب نے تمہاری دعائیں لی ہے۔ تم بھی اپنے وعدے کے مطابق نذر پوری کرو۔ حضرت عبدالمطلب صبح اٹھے آپ نے تمام بیٹوں کو جمع فرمایا۔ اپنا خواب بھی بتایا۔ اپنی نذر بھی بتائی۔ تمام بچوں نے کہا کہ ابا حضور آپ پریشان نہ ہوں۔ ہم حاضر ہیں۔ آپ جسے چاہیں اللہ پاک کے نام پر قربان کر دیں۔ آپ نے تمام بچوں کا نام لکھ کر اللہ عزوجل سے دعا کی کہ اے خالق ارض و سموات اے میری گودی کو اپنی نعمتوں سے بھرنے والے یہ تمام بچوں کے نام میں نے لکھ کر دکھ دیتے ہیں۔ آپ میں پرچی اٹھانے والا ہوں جس کی قربانی تیسری بارگاہ لم نزل میں مقبول ہو۔ اس کا نام میرے ہاتھ تھامے تاکہ میں تیسری بارگاہ میں اس کو قربان کر سکوں۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنکھیں بند کر کے ان بارہ بیٹوں میں سے ایک پرچی اٹھائی جب کھولی تو اس پر نبی کریم علیہ السلام کے والد ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام تھا۔ حضرت عبد اللہ اگرچہ حضرت عبدالمطلب کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے۔ لیکن اللہ عزوجل کے حکم کے سامنے سر جھکا کر یہ فیصلہ تسلیم کرتے ہوئے پھری ہاتھ میں لے لی۔ اور فرمایا عبد اللہ عرض کی جی بابا جی فرمایا بیٹا چلو تیاری کرو اور اللہ عزوجل کے نام پر ذبح ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ قربان جاؤں باوقا بیٹا ہاتھ باندھ کر عرض کرتا ہے بابا میں تیار ہوں یہ تو ایک جان ہے۔ نبی کے نام پر آپ اگر مجھے ہزار

بار بھی زندہ کروا کر ذبح کریں تو میں سر نہیں پھیروں گا۔ حضرت عبدالمطلب جب پھری لے کر بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے کعبہ شریف کی طرف چلے تو تمام قریشی سرداروں، تمام آپ کے سسرال والوں نے آپ کا راستہ روک لیا اور پوچھا حضرت جی آپ کیا کرنے لگے ہیں۔ فرمایا میں نے منت مانی تھی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پوری کرنے لگا ہوں۔ تمام قریشیوں اور حضرت عبد اللہ کے ننھیال نے عرض کی حضور آپ ایسا قدم نہ اٹھائیں اور بیٹے کی قربانی نہ کریں نہیں تو یہ ایک رسم بن جائے گی۔ جس کے لئے آپ کی قربانی حجت ہوگی۔ لوگ دلیل آپ کی قربانی کی دے کر اپنے لخت جگر وں کو ذبح کریں گے۔ لہذا اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دُعا کرو کہ اے خالق کائنات ہر بانی فرمائے کی قربانی کی بجائے کسی جانور کی قربانی قبول فرما کر راضی ہو جا۔ آپ نے فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ قریشی سرداروں نے کہا۔ خیبر کے مقام پر ایک بہت ہی عقلمند اور دانا خاتون رہتی ہے۔ جس کا نام قطبہ یا سجاج ہے۔ وہ خوابوں کی تعبیر جو بھی بتاتی ہے بالکل صحیح نکلتی ہے۔ ہمارا مشورہ ہے آپ بھی اس کے پاس تشریف لے جائیں۔ اللہ عزوجل کوئی بہترین طریقہ عطا فرمادے گا۔ حضرت عبدالمطلب تمام مکہ والوں کی بات ٹال نہ سکے آپ چند دوستوں کو ساتھ لے کر خیبر کے مقام پر اس کاہنہ عورت کے پاس پہنچے اور تمام خواب والا واقعہ سنایا اس کاہنہ عورت نے خواب سن کر کہا کہ تم یہ بتاؤ تمہارے شہر میں کوئی آدمی مارا جائے تو اس کی دیت اس کا جرمانہ قاتل سے کتنا لیتے ہو۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا کہ دنس اونٹ، اس عورت نے کہا کہ آپ مکہ شریف جا کر ایک

پیرچی پر عبداللہ کا نام لکھیں اور ایک پیرچی پر دس اونٹ لکھیں اور ان دونوں پیرچیوں کو اٹھائیں۔ اگر اونٹوں کے نام والی پیرچی نکل آئے تو ٹھیک اگر عبداللہ والی پیرچی نکلے تو دس اونٹ اور زیادہ کر کے دس کی بجائے بیس لکھیں اور پیرچی ڈالیں۔ پھر اٹھائیں اگر اونٹوں والی پیرچی نکل آئے تو خیر نہیں تو دس اور اضافہ کر کے تیس لکھ کر پیرچی ڈالیں اسی طرح پیرچی اٹھاتے جائیں۔ اگر اونٹوں والی نہ نکلے تو دس اونٹوں کا ہر مرتبہ اضافہ کرتے جائیں۔ جب اونٹوں والی پیرچی نکل آئے سمجھ لینا کہ اللہ عزوجل ہماری قربانی پر راضی ہو گیا ہے۔ وہ سائے اونٹ ذبح کر کے اللہ عزوجل کے نام کی خیرات کر دینا۔ حضرت عبدالمطلب یہ بات سن کر اپنے دوستوں کے ہمراہ واپس مکہ شریف آگئے اور ایک پیرچی حضرت عبداللہ کا نام لکھا ایک پر دس اونٹ جب اٹھائی تو نام حضرت عبداللہ کا نام نکلا۔ پھر پیرچی ڈالی ایک پر حضرت عبداللہ کا نام ایک پر بیس اونٹ۔ پیرچی پھر حضرت عبداللہ والی نکلی۔ انہوں نے پھر دس کا اضافہ کر کے پیرچی ڈالی۔ اسی طرح پیرچی ڈالتے رہے۔ لیکن نام حضرت عبداللہ کا نکلا رہا۔ جب پیرچی پرستو اونٹ لکھ کر ڈالا۔ تو اونٹ والی پیرچی نکل آئی۔ لوگوں نے بلند آواز سے نعرہ لگایا اور قریش سردار نے اور تمام مکہ والوں نے حضرت عبدالمطلب کو مبارکباد دی کہ اے ہمارے سردار گلے اللہ عزوجل راضی ہو گیا ہے۔ لہذا اونٹ ذبح کیجئے۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا خدا کی قسم میرے دل کو تسلی نہیں ہوتی۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کو تسلی کب ہوگی۔ فرمایا جب تک تین مرتبہ اونٹوں کی پیرچی نہ نکلے۔ آپ نے پھر پیرچی ڈالی۔ خدا کی قدرت

سے اونٹوں والی پرچی نکلی تیسری مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ آپ نے جب تین مرتبہ ایسے دیکھا تو فوراً سجدہ شکر بجالاتے اور نتوا اونٹ ذبح کر کے درندے پرندے مساکین کو کھلا دیا۔ سیرت ابن ہشام اول۔ مدارج النبوت دوم۔
 مواہب لدنیہ اول۔ الوفا باحوال المصطفیٰ خصائص البکری اول)

صدقہ مصطفیٰ علیہ السلام | میرے دوستوں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد حضرت

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قربانی سے بچ جانا یہ سب صدقہ تھا۔ محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کیونکہ آپ کی پیشانی میں حضور علیہ السلام کا نور پاک تھا۔ اللہ عز و جل نے نتوا اونٹ لے کر حضرت عبداللہ کی جان بچالی۔ اسی طرح حضرت عبداللہ کی قربانی کا واقعہ پیش آنے سے ہزاروں سال پہلے نبی نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی پیشانی میں آیا تو اللہ پاک کی طرف سے خلیل علیہ السلام کو بھی اپنے بیٹے کی قربانی کا حکم ہوا۔ خلیل اسماعیل کو لے کر منیٰ کے مقام پر پہنچتا ہے۔ بیٹے کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر لٹاتا ہے۔ گلے پر تیز دھار چھری چلاتا ہے۔ ادھر اللہ عز و جل اپنے نوری جبرئیل کو فرماتا ہے۔ جبرئیل عرض کی جی، رب جلیل فرمایا۔ خلیل اپنا خواب پورا کرنے کے لئے میری بارگاہ میں بیٹے کے گلے پر چھری چلانے کے لئے تیار ہے۔ تو بھی تیار ہو جا۔ جبرئیل نے عرض کی، مولا میں کیا تیاری کروں فرمایا۔ جبرئیل میرا خلیل اپنے بیٹے کے گلے پر چھری چلانے کا ارادہ کرے تو جنت میں سے ایک دنبہ لے کر اسماعیل علیہ السلام کی جگہ لٹا کر اسماعیل کو خلیل کی چھری سے بچالے۔ یا اللہ عز و جل

یہ کیوں اگر بچانا ہی تھا تو حکم کیوں دیا۔ فرمایا جبرئیل تو میرے راز نہیں جانتا۔ میں لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ اے دنیا والو دیکھ لو خلیل اپنے جلیل کے حکم پر سب کچھ قربان کر کے دوستی کا حق ادا کر رہا۔ ہے اور جلیل یار کی ہر چیز بچا کے اپنی قدرت کا اظہار فرما رہا ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کے ہاتھ میں میرے پیارے حبیب صاحب لولاک، محبوب کائنات، جلوہ ربّ ارض و سموات محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور منور موجود ہے۔ اگر اسماعیل آج قربان ہو گیا تو جس ہستی کے لئے میں نے کائنات تخلیق کی اس کی ذات دنیا میں کیسے جلوہ گر ہوگی۔ جبرئیل اسماعیل کو محبوب کے نور کے صدقے چھری سے بچالے تاکہ خلیق اس آرزو بھی پوری ہو جاتے۔ اسماعیل کو ذبح اللہ کا لقب بھی مل جائے اور میرے یار کے نور کا صدقہ بھی لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔ اللہ غنی۔ گویا حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قربانی سے نجات ملی تو کھلی والے کے صدقے قربان جاؤں آقا تیری ذات پر مولانا ظفر علی خان صاحب نے کیا خوب اس مقام پر چند اشعار فرمائے کہ :-

جیسا کوئی ہوا ہے نہ ہو گا تمہیں تو ہو
بعد از خدا بزرگ وہ تمنا تمہیں تو ہو
محبوبِ کبریا شہِ بظا تمہیں تو ہو
دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہیں تو ہو
ہم جس میں بس ہے ہیں وہ دنیا تمہیں تو ہو

پہونچی نہ عقل جن و بشر جس مقام پر
 مٹھری نہ قدسیوں کی نظر جس مقام پر
 ہے دو جہاں کا سفر جس مقام پر
 جلتے تھے جبریل کے پر جس مقام پر
 اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہیں تو ہو
 معلوم ہوا کہ نبی کریم علیہ السلام دو ذبیحوں کے بیٹے ہیں۔
 حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
 لئے یہی بات خود آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے
 صحابہ سے فرمایا کرتے تھے۔ اَنَابِیْنُ الذَّبِیْحِیْنِ۔ اے میرے
 غلاموں میں دو ذبیحوں حضرت اسماعیل و حضرت عبداللہ کا بیٹا ہوں
 (مواہب لدنیہ اول، قربان جاؤں نبی کریم علیہ السلام کے ان دونوں آبا
 پر ان دونوں بزرگوں پر، ان دونوں مقدس ہستیوں پر، ان دونوں خدائے
 بزرگ کی مٹھری ہستیوں پر، اللہ عز و جل نے حضرت اسماعیل علیہ السلام
 کو نبوت رسالت کا تاج عطا فرمایا کہ کائناتِ عالم میں ممتاز فرما دیا اور بغیر
 قربانی کے، بغیر جان قربان کرنے کے ذبح اللہ کا لقب عطا فرما دیا اور حضرت
 عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زمانہ جاہلیت میں پیدا فرمایا کہ جب کہ ہر طرف
 شرک ہی شرک تھا۔ ہر طرف کفر ہی کفر تھا، ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا
 تھا۔ ہر طرف ظلمت ہی ظلمت تھی۔ ہر طرف بت پرستی ہی بت پرستی تھی۔
 کے تاریک دور میں بھی شرک سے بچایا، کفر سے بچایا، بت پرستی سے بچایا
 غلط رسم و رواج سے بچایا، زنا سے بچایا، شراب سے بچایا، چوری ڈاکے

یہ مسئلہ چھیڑ کر پھر قرآن و حدیث و تفاسیر سے اس کو حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ عز و جل بنی کریم علیہ السلام کے والدین شریفین کے صدقے اس کو مقبول فرما کر ذخیرہ آخرت فرمائے۔ آمین۔

مختلف اقوال

معزز دوستو! بنی کریم علیہ السلام کے والدین شریفین کے ایمان کے بارے

مختلف اقوال ملتے ہیں۔ پہلے وہ اقوال سنئے پھر دلائل کی بات کرتے ہیں۔ بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ بنی کریم علیہ السلام کے والدین نہ زندگی میں مومن تھے نہ موت کے وقت اور نہ اب۔ بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ اس سلسلہ میں خاموشی ہی بہتر ہے کیونکہ ان کے مشرکانہ اور مومنانہ دونوں طرز طریقے کی روایات ملتے ہیں۔ بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ وہ زندگی میں بھی کافر تھے، موت کے وقت بھی، لیکن اب وہ مومن ہیں۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے ان کو زندہ کر کے کلمہ پڑھا کے صحابی بنا لیا تھا۔ لیکن اکثر مفسرین محدثین مؤرخین اور علماء کرام کا یہ عقیدہ ہے کہ بنی کریم علیہ السلام کے والدین کریمین زندگی میں بھی مومن تھے، موت کے وقت بھی مومن تھے اور اب بھی الحمد للہ اپنی قبر شریف کے اندر مومن ہیں۔ (تفسیر نعیمی ۱/۴ ص ۶۴۳) اور یہی عقیدہ تمام اہلسنت و جماعت کا ہے۔ تمام عاشقانِ مصطفیٰ علیہ السلام کا ہے، تمام دیوانوں کا ہے، تمام مستانوں کا ہے، تمام یا رسول اللہ کا نعرہ لگانے والوں کا ہے، تمام بریلویوں کا ہے، تمام غلامانِ حبیب عز و جل خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے، تمام میلاد منانے والوں کا ہے اور یہی عقیدہ دسویں ہجری کے مجدد و امام المحدثین فنا فی الرسول حضرت علامہ

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے بیش فرمایا، کون سیوطی جو ایک نامور بلند پایہ مجتہد مفسر محدث فقیہ ادیب مؤرخ تھے۔ کون سیوطی جنہوں نے اپنے ہاتھوں سے چار سو پچاس تفاسیر احادیث اور تواریخ کی کتابوں تحریر فرمائیں، کون سیوطی جو دو لاکھ احادیث کا حافظ تھا۔ کون سیوطی جس کو پندرہ علوم پر مکمل دسترس حاصل تھی، کون سیوطی جس نے پچھتر مرتبہ جاگتی آنکھوں سے مصطفیٰ کریم علیہ السلام کا دیدار پر انوار کیا۔ (مقدمہ تاریخ الخلفاء) یہی علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب الدرر المنیفة فی الابرار الشریفہ ص ۲۱ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

ذَهَبَ جَمْعٌ كَثِيرٌ مِنَ الْأَيْتَةِ الْأَعْلَامِ
إِلَى أَنَّ الْبَوِيَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاجِيَانِ مَحْكُومٌ لَهُمَا
بِالنَّجَاةِ فِي الْآخِرَةِ.

ترجمہ: اکابر آئمہ کی اکثر جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ
نبی کریم علیہ السلام کے والدین شریفین ناجی ہیں یعنی جنتی
ہیں اور آخرت میں نجات پائیں گے۔

معلوم ہوا کہ عالم اسلام کے اکثر مسلمان اس بات کے قائل ہیں کہ حضور
علیہ السلام کے والدین کریمین بجز اللہ مسلمان تھے۔ اور یہ بات مسلمانوں
نے کہاں سے سیکھی یہ عقیدہ کس لئے اپنایا۔ اس لئے کہ قرآن حدیث اور
علمائے کرام کے اقوال اس بات پر گواہی دے رہے ہیں کہ سرکارِ دو عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین موحّد تھے۔ اللہ عزّوجلّ کو

دردہ لاشرک سمجھتے تھے۔ جب دنیا سے جانے لگے تو پھر بھی وحدانیت
 رب پر ایمان رکھتے ہوئے دنیا سے تشریف لے گئے۔ آیت قرآن پاک
 کا مطالعہ کرتے ہیں۔ قرآن پاک سے پوچھتے ہیں کہ اے اللہ عزوجل کی پاک
 کتاب، اے رب ذوالجلال کی لاریب کتاب، اے خدائے برتر کی سچی کتاب
 اے کائنات کے ذرے ذرے کی خبر دینے والی کتاب تو بتا تو ہمیں خبر عطا
 فرما، تو ہمیں مطلع فرما کہ جس پیارے آقا پر تو تشریف لائی، جس مدنی آقا
 کی تجھے کتاب بننے کا شرف حاصل ہوا آیا اس آقا کے والدین کے بارے
 تو کیا خبر رکھتی ہے۔ تو رب کائنات کی سچی کتاب سے آواز آئی اے میرے
 بنی کریم علیہ السلام کے والدین کے بارے سوال کرنے والے ذرا آج سے
 کئی ہزار سال پہلے بنی کریم علیہ السلام کے پیارے دادا حضرت سیدنا
 ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا مطالعہ کر تمہیں خود ہی پتہ چل جائے گا کہ وہ کس
 عقیدے سے تعلق رکھتے تھے۔

میرے دوستو! آج سے
دعاے خلیل اللہ علیہ السلام
 ہزاروں سال پہلے جب اس

دنیا میں اللہ عزوجل نے اپنے دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام کو
 بنی بنا کر مبعوث فرمایا تو سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی ولادت شریف
 کے بعد اللہ پاک نے اپنے خلیل کو اور خلیل کے بیٹے ذبیح کو حکم فرمایا
 کہ میرے گھر بیت اللہ شریف کی دوبارہ تعمیر کرو۔ چنانچہ حکم خداوندی
 عزوجل سن کر خلیل و ذبیح تعمیر کعبہ میں مشغول ہو گئے۔ اللہ، اللہ
 آج ہمارے مسلمان مستری معمار مکان بنانے والے جب کام پر لگتے

ہیں تو کام کے ساتھ ساتھ ٹیپ پر بے حیا، عزت و غیرت کو ختم کرنے والے نفاذی خواہشات کو ابھارنے والے عشقی گانے لگا اور مالکوں سے لٹوا کر کام کرتے ہیں۔ اگر ٹیپ کا بند و بست نہ ہو سکے تو خود ہی منہ سے گانے غزلیں ملہیے عشقی اشعار گنگنائے رہتے ہیں۔ اگر کوئی منع کرے تو کہتے ہیں یا کیا کر میں ٹائم جو پاس کرنا ہے۔ مجبور ہیں۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔ لیکن قربان جاؤں میں ان اللہ عز و جل کے گھر کے بستریوں پر جو کام بھی کرتے ہیں، جو گارا بھی لگاتے ہیں جو مسالہ بھی لگاتے ہیں جو اینٹیں بھی لگاتے ہیں جو مزدوری بھی کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ اللہ عز و جل کی بارگاہِ نازنین میں دعائیں بھی کرتے ہیں، عاجزی بھی کرتے ہیں اور اپنی اور اپنی آنے والی نسلوں کے لئے اسلام میں قائم رہنے کی دعائیں بھی کرتے ہیں باپ دعا کرتا ہے بیٹا آمین کرتا ہے۔ کون سی دعا کی کون سی آرزو کی اپنے مالک سے کیا مانگا، اپنے خالق سے کیا سوال کیا اپنے پیدا کرنے والے سے کیا خواہش کی۔ آیت قرآن پاک سورۃ بقرہ کو ع ۱۵ کا مطالعہ کرتے ہیں اللہ عز و جل نے قرآن پاک میں اپنے دونوں رسولوں کی دعاؤں کا یوں ذکر فرمایا کہ :-

وَ اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ
الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ
اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

ترجمہ: اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد کیجئے جب اٹھا رہے تھے ابراہیم علیہ السلام بنیادیں خانہ کعبہ کی

اور اسمعیل علیہ السلام بھی۔

(اور دعا کر رہے تھے کون سی کہ لے لے ہمارے پر دگار قبول فرما ہم سے یہ عمل بے شک تو ہی سب کچھ سُننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ جب ابراہیم اور اسمعیل علیہم السلام نے بارگاہِ رَبِّ الْعِزَّتِ میں یہ عرض کیا تو بارگاہِ صمدیت سے آواز آئی۔ لے میرے خلیل و ذریعہ مانگو جو کچھ مانگنا چاہتے ہو۔ مانگنا تمہارا کام ہے۔ دستِ سوال بڑھانا تمہارا کام ہے۔ تمہارے اُٹھے ہوئے خالی ہاتھوں کو اپنی رحمتوں سے اپنی برکتوں سے، اپنی نعمتوں سے، اپنی نوازشات سے، اپنی عطاؤں سے، اپنی کرم نوازیوں سے بھرنا وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَكَ کام ہے۔ اللہ اللہ قربان جاؤں اُن مانگنے والوں پر اُن باپ بیٹوں پر اور نثار جاؤں اُس حقیقی داتا پر، اس خالقِ ارض و سما پر اس رحمن و رحیم پر اس کریم شفیق مولا پر جس نے اپنے محبوب نبیوں کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت نوازا اُن پاک پیغمبروں نے دعا کیا مانگی آیت یہیں سے آگے قرآن مجید کا مطالعہ کرتے ہیں کہ اُن مقدس رسولوں نے کون سی دعا مانگی مولا کریم کی بارگاہِ بے نیاز میں یوں عرض کیا۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا
 أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ
 عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ
 رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ
 يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

وَالْحِكْمَةَ وَبِزَكَاةِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ
الْحَكِيمُ ۝

ترجمہ: اے پیارے رب بنا دے ہم کو فرمانبردار
اپنا اور ہماری اولاد سے بھی ایک ایسی جماعت پیدا
کرنا جو تیری فرمانبردار ہو اور بنا دے ہمیں ہماری
عبادت کے طریقے اور توجہ فرما ہم پر اپنی رحمت
سے بے شک تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا ہمیشہ
رحم فرمانے والا ہے۔ اے ہمارے رب بھیج ان میں
ایک برگزیدہ رسول انھیں میں سے تاکہ پڑھ کر سنائے
انھیں تیری آیتیں اور سکھائے انھیں یہ کتاب اور
دانائی کی باتیں اور پاک صاف کر دے انھیں بیشک
تو ہی بہت زبردست اور حکمت والا ہے۔

عزیز دوستو! ان دونوں آیتہ کریمہ کو پڑھنے سے معلوم ہوا
کہ آج سے ہزاروں سال پہلے اللہ عزوجل کے دو پاک پیغمبروں نے
بارگاہِ حمدیت میں تین دعائیں مانگی تین خواہشیں ظاہر کیں، تین مرادیں
مانگیں۔ کون کون سی۔

(۱) یا اللہ عزوجل ہمیں اپنا فرمانبردار بندہ بنا۔ ہمیں اپنا محبوب
عبادت گزار بنا۔

(۲) ہماری اولاد میں سے ایک جماعت کو بھی اپنا فرمانبردار بنانا۔
اپنا برگزیدہ بنانا، اپنا پیارا بنانا۔

۱۳۱ پھر اسی جماعت سے، اسی ہماری اولاد سے ایک شاتوں والا کمال
والا، بزرگی والا، عظمتوں والا رسول بھی مبعوث فرمانا۔

جب رب کائنات کے پاک رسولوں نے یہ دعائیں اللہ عزوجل کی
بارگاہ میں مانگیں۔ پھر قبول ہوئیں یا نہیں ہوئیں۔ ضرور ہوئیں۔ ہوتی بھی قبول
نہ۔ جب تقسیم کرنے والا، رحمتیں برسانے والا خود جو رحمت بھری آواز سے
فرما رہا تھا کہ اے میرے محبوب نبیو، تم مانگو میں عطا کروں گا۔ ادھر اللہ پاک
کے بنی دعا مانگ رہے ہیں ادھر صدائے خدا بلند ہو رہی ہے کہ :-

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى قَدْ فَعَلْتُ - اللہ تعالیٰ نے فرمایا

میرے نبیو، میں نے تمہیں اپنا برگزیدہ اپنا محبوب، اپنا پیارا بنا لیا ہے۔ نبیوں
نے عرض کی مولا کریم ہماری اولاد سے بھی ایک جماعت اپنی فرما بردار بنانا
صدائے وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ پھر بلند ہوتی ہے۔ قَالَ اللَّهُ
تَعَالَى قَدْ فَعَلْتُ۔ اے میرے پیغمبروں میں نے یہ بھی تمہاری دُعا سن کر
قبول فرمائی۔ تمہاری اولاد میں سے ضرور ایک جماعت ایسی پیدا کروں گا
جو میری تابعدار رہے گی۔ (تفسیر ابن کثیر جلد اول ص ۱۸۳)

محترم سامعین کرام! معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام
اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازا اور
ان کی اولاد میں چند ہستیاں ایسی بھی کفر و شرک کے دور میں رہیں۔ جنہوں
نے سوائے اللہ عزوجل کے کسی کو اپنا معبود تسلیم نہیں کیا۔ سر جھکا یا تو اسی
کی بارگاہ میں سجدہ کیا تو اسی معبود کو حقیقی اور وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ خالق
مانا۔ تو اسی کم بیزل کو وہ ہستیاں کون تھیں، وہ بزرگ لوگ کون تھے۔

وہ حقیقی مسلمان کون تھے؟ وہ نبی کریم علیہ السلام کے آبا و اجداد تھے وہ کھلی والے علیہ السلام کے خاندان کے بزرگ لوگ تھے۔ وہ محبوب کریم علیہ السلام کے معزز احباب اور عزیز واقارب تھے۔ جن کی زندگیاں بتوں کو پوچھنے کی بجائے معبودِ برحق کو پوچھتی رہیں۔ چنانچہ سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم، حبیبِ کبریا تاجدارِ دو جہاں محبوبِ خدا عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود اس بات کو واضح فرما کر یہ سرعام اعلان فرما دیا کہ اے میرے صحابہ۔ عرض کی جی آقا۔ فرمایا تمہیں اپنے خاندان کا شاید پتہ ہو یا نہ ہو۔ لیکن میں کھلی والا آدم علیہ السلام سے اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک تمام خاندان کو اپنے تمام آبا و اجداد کو جانتا ہوں۔ صحابہ نے عرض کی آقا آپ کا خاندان کیسا تھا؟ آپ کے آبا و اجداد کیسے تھے؟ تو سرورِ کائنات نے فرمایا صدیقِ اکبر کے بارے فرمایا۔ سنیوں کے تاجدار نے فرمایا۔

كُرِيذِلِ اللّٰهُ يُنْقِلُنِي مِنَ الْاَصْلَابِ
الطَّيِّبَةِ وَالْاَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ حَتَّى اُخْرِجَنِي
مِنْ حَيْبِهِ: اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ پاک پشتوں سے، پاکیزہ
رحموں سے منتقل فرماتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھے (میرے والدین
سے) نکالا۔ (زررقانی شریف جلد اول ص ۴۷۰ خصائص الکبریٰ
جلد اول ص ۳۹۔ دلائل النبوت سفار شریف اول جواہر البحار

چہارم۔

حضرات محترم! ان دو آیاتِ کریمہ اور احادیثِ کریمہ سے ثابت
ہوا کہ نبی کریم علیہ السلام کے والدین شریفین دعائے خلیل و اسماعیل علیہم السلام

کی برکت سے پاک لوگوں سے منتقل ہو کر دنیا میں تشریف لاتے اور خود بھی مومن ہو کر دنیا سے تشریف لے گئے۔ لیکن اب دوسری آیت کریمہ سنتے ہیں۔ جس سے نبی کریم علیہ السلام کے والدین کے ایمان کا ثبوت ملتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید فرقان جمید کے پارہ ۲۵ سورۃ زخرف میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا وہ فرمان نقل فرماتا ہے۔ جو آپ نے اپنے چچا آذر اور اپنی قوم کو تبلیغ کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ۝

اے میرے حبیب علیہ السلام وہ وقت یاد فرمائیے جب فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ یعنی چچا آذر سے اور اپنی قوم سے کہ میں بیزار ہوں ان سے جن کی تم عبادت کرتے ہو۔

إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيُجِدُنِي ۝
سوائے اُس کے جس نے مجھے پیدا فرمایا، بے شک وہی میری رہنمائی کرے گا۔

وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ
يَرْجِعُونَ ۝

اور آپ نے بنا دیا کلمہ توحید کو باقی رہنے والی بات اپنی اولاد میں تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔

معزز دوستو! اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کے اندر اپنے

خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ فرمان نقل فرمایا۔ جب آپ آگ سے نکل کر اپنی قوم کو چھوڑ جانے لگے۔ تو فرمایا کہ میں بتوں کی عبادت کبھی نہیں کروں گا۔ بلکہ میں تو اس خالق کائنات کی پوجا کروں گا۔ جس نے پیدا فرمایا۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ جس توحید پر میں قائم ہوں۔ جس طرح میں اللہ پاک کو وحدہ لا شریک مانتا ہوں قیامت تک میری اولاد بھی اسی طرح توحید پر قائم رہے اور شرک سے بچتی رہے۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے بنی کریم علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ **وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقْبِهِ** کا مطلب یہ ہے کہ:-

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بَاقِيَةٌ فِي عَقْبِهِ اِبْرَاهِيمُ

عقب کہ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وصال شریف کے بعد قیامت تک آپ کی اولاد کو **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کے عقیدے پر قائم دائم رکھے گا۔

اسی طرح حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کلمہ باقیہ سے مراد ہے عقیدہ توحید **عَنْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقْبِهِ** قَالَ التَّوْحِيدُ وَالْإِخْلَاصُ وَلَا يَزَالُ فِي ذُرِّيَّتِهِ مَنْ يُوحِدُ اللَّهَ وَيُعْبُدُهُ۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کلمہ باقیہ سے مراد توحید اور اخلاص ہے اور ہمیشہ سے آپ کی اولاد میں اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرنے والے اور اس کی عبادت

کہنے والے موجود رہے ہیں۔ امام ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:-

فَلَمْ يَزَلْ نَاسٌ مِّنْ ذُرِّيَّتِهِ عَلَى الْفِطْرَةِ
يَعْبُدُونَ اللَّهَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ

کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں کچھ لوگ ہمیشہ دین فطرت پر رہیں گے اور قیامت تک اللہ عزوجل کی عبادت کرتے رہیں گے۔

حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت شریف کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:-

أَيُّ فِي ذُرِّيَّتِهِ فَلَا يَزَالُ فِيهِمْ مَنْ
يُوحِدُ اللَّهَ وَيَدْعُوا إِلَى تَوْحِيدِهِ -

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہمیشہ ایسے لوگ رہیں جو اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک مانیں گے اور دوسروں کو بھی توحید کی دعوت دیں گے۔

الْحَاوِي لِفَتْاوَى جلد ۲ ص ۲۱۶ - تفسیر طبری ہی آیت - تفسیر ابن کثیر
یہی آیت - تفسیر کبیر ہی آیت -

اس آیت کریمہ اور تفاسیر سے پتہ چلا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے کچھ لوگ ہمیشہ دین الہی پر قائم دائم رہے اور یہ سلسلہ نبی کریم علیہ السلام کی ذات پاک تک پہنچا اور یہ بات یقینی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام اور آپ کا خاندان سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی نسل پاک

سے ہے تو پتہ چلا کہ سرکار کے والدین شریفین محمد اللہ دعائے خلیل علیہ السلام کی برکت سے موجد تھے اور دین الہی اور دین فطرت کے پاسبان تھے اگر سرکار کے آباؤ اجداد کو مومن نہ مانا جائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون لوگ تھے جو ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا مظہر بن کر سرکار کی ذات تک پہنچے۔ تو آپ تاریخ کا مطالعہ کر کے دیکھیں کہ وہ یہی لوگ تھے ان کے سوا کوئی تھا ہی نہیں۔ کیونکہ اولادِ خلیل جو یہی تھے۔ دعائے خلیل تو سرکار کی ذات تھی۔ جن کی زیارت خلیل علیہ السلام کے دل کی حرمت تھی۔ اللہ اکبر۔

اب تیسری آیت شریف سنئے۔ خالق کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ
هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ
نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ ۝

اے میرے حبیب علیہ السلام وہ وقت یاد فرمائیے جب عرض کی ابراہیم علیہ السلام نے کہ اے میرے پلنے والے بنائے اس شہر کو امن والا اور بچالے مجھے اور میرے بچوں کو کہ ہم پوجا کرنے لگیں بتوں کی۔

(سورۃ ابراہیم آیت ۳۵)

اللہ تبارک و تعالیٰ کا پیارا خلیل جب اللہ پاک کے حکم سے اپنی بیوی سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور معصوم سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ شریف کے ویران جنگل میں چھوڑ کر جانے لگا تو بارگاہ

خداوندی میں ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ اے پروردگار میں تو جا رہا ہوں لیکن میری اولاد کو اور مجھے بچوں کی عبادت سے بچالینا۔ اللہ پاک کی طرف سے آواز آتی خلیل گبھرا نہیں، تو نے میری خاطر یہودی بچے کو اس جنگل میں پھوڑا، میں تیری دعا کے صدقے، تیری اولاد کو بچوں سے پھڑا کر اپنا قریب عطا کروں گا۔

حضرت علامہ امام ابن جریر، تفسیر ابن جریر کے اندر اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں کہ حضرت مجاہد تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے اس آیت کریمہ کی تشریح کے بارے میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ :-

قَالَ فَاسْتَجَابَ اللَّهُ لِابْرَاهِيمَ يُودِعُوتَهُ
فِي وُلْدِهِ قَالَ فَلَمْ يَعْبُدْ أَحَدًا مِنْ
وُلْدِهِ صَنَمًا بَعْدَ دَعْوَتِهِ ۔

اللہ پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا آپ کی اولاد کے حق میں قبول فرمائی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس دعا کے بعد آپ کی اولاد میں سے کسی نے بھی کسی بت کی پوجا نہیں کی۔ اسی طرح کسی نے حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی نے اللہ کی عبادت کی تو آپ نے فرمایا نہیں پھر اس سائل سے فرمایا کہ :-

قَالَ أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَهُ دَا جُنُبِي وَبَنِيَّ
أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ ۔

کیا تو نے قرآن پاک میں اللہ عزوجل کے خلیل کی دعا نہیں

پڑھی۔ جو آپ نے کی تھی کہ یا اللہ عز و جل مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا سے بچالینا۔ تو سائل نے عرض کی کہ حضور ہو سکتا ہے۔ یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد کی نیت سے کی ہو فرمایا نہیں یہ اسحاق علیہ السلام کی اولاد کے لئے نہیں بلکہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے واسطے اس کی دلیل یہ ہے کہ:-

لَا مَنَّةَ دَعَا لِأَهْلِ هَذَا الْبَلَدِ أَنْ لَا يَعْبُدُوا
إِذَا أَسْكَفَهُمْ آيَاتُهُ

ابراہیم علیہ السلام نے شہر مکہ کے باشندوں کے لئے اللہ پاک کے حضور دعا مانگی تھی کہ جب مکہ شہران کی رعایت گاہ بن جائے تو یہ بتوں کی پوجا نہ کریں۔

(الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَلَدَ ۲ ص ۲۱۶)

حضرات گرامی معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تحت جگر سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد جو نبی کریم علیہ السلام تک پہنچی تو وہ بتوں کے پجاری نہیں تھے۔ خدا کے پجاری تھے۔ وہ غیر اللہ کے سامنے جھکنے والے نہیں تھے۔ بلکہ اللہ پاک کے سامنے سر جھکانے والے تھے۔ وہ اللہ پاک کی توحید کے قائل تھے۔ خدا پرست تھے اور دینِ فطرت پر قائم رہتے ہوئے وہ دنیا سے تشریف لے گئے۔ اگر حضور علیہ السلام کے والدین شریفین خدا کے سامنے دلے نہ ہوتے تو اللہ پاک کبھی بھی اپنے بے مثل محبوب کا نور پاک ان کے اندر منتقل نہ فرماتا کیونکہ کافر مشرک دنیا کی ہر چیز سے بدتر ہیں۔ اور ناپاک ہیں۔ آج ہم چار روپے کا پاؤ دودھ ناپاک برتن میں

نہیں ڈالتے تو بہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ پاک نے پاک محبوب کا نورِ ناپاک لوگوں کی پشت میں رکھ دیا ہو۔ قرآن پاک کا مطالعہ فرمائیے گا فر مشرک دنیا کے بدترین اور بُرے انسان ہیں۔ اور مومن مسلمان بہترین اور اچھے انسان ہیں۔

اللہ پاک مُشْرکوں اور مُسْلِمَانوں کی بدتری اور بہتر سزا اور جزا کا ذکر کرتے ہوئے

مُشْرکُ بَدْتَر

فرماتا ہے:-

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ
وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ
فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ -

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب سے وہ اور مُشْرک سب جہنم کی آتش میں ہوں گے اور

اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی لوگ تمام مخلوق میں بدترین ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ -

اور یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔ یہی لوگ

تمام مخلوق میں بہترین ہیں۔ ان دو آیتہ کریمہ سے پتہ چلا کہ مشرک بدتر

مومن بہتر، مشرک ذلیل، مومن شریف، مشرک گھٹیا، مومن افضل،

مشرک ناپاک، مومن پاک، مشرک جہنمی، مومن جنت کا وارث۔

ایک دوسرے مقام پر رَبُّ الْعِزَّتِ مُشْرِكِ كِي نَدَمْت كِرْتِي هُوِي

فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ
نَجَسٌ

اے ایمان والو یہ مُشرک تو بالکل ہی ناپاک ہیں۔

(پارہ ۱۰، آیت ۲۸، سورۃ توبہ)

قرآن مجید کی اس آیتِ کریمہ سے پتہ چلا کہ مُشرک ناپاک ہے چاہے وہ نسب و حسب کے لحاظ سے کتنا ہی اونچا کیوں نہ ہو، چاہے وہ کتنے بڑے عہدے پر فائز ہو، وہ ناپاک ہی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ سرکارِ کا حسب و نسب کیسا تھا۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں محبوب کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ
عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ
رَءُوفٌ رَّحِيمٌ

بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک مقدس رسول
تم میں سے گراں گزرتا ہے اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا
بہت ہی خواہشمند ہے تمہاری بھلائی کا مومنوں پر بڑی
مہربان فی کرنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔

(پارہ ۱۱، سورۃ توبہ، آیت ۱۲۸)

نبی کریم علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
عنه فرماتے ہیں جب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی تو ساری کائنات کے آقا و مولا

جانِ جہاں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیتہ کریمہ کو دو طریقوں سے پڑھا ایک تو مِنْ اَنْفُسِكُمْ فَا پر پیش دے کر پڑھا۔ دوسری مرتبہ مِنْ اَنْفُسِكُمْ یعنی "فا" پر تہ بردے کر پڑھا اور پھر فرمایا کہ :-

اَنَا اَنْفُسِكُمْ نَسَبًا وَصِهْرًا وَحَسَبًا لَيْسَ
فِي الْبَآئِي مِنْ لُدُنِ اَدَمَ مِنْ سَقَاحِ
كُلَّنَا نِكَاحٌ۔

اے میرے صحابہ، عرض کی جی آقا، فرمایا سُنُو۔ میں تم میں سے نہیں، بلکہ پوری رت کی مخلوق میں سے نفسِ ترین ہوں میرا نسب بھی اونچا، میرے والد سے لے کر میرے باپ آدم علیہ السلام تک کوئی بھی زانی نہیں تھا۔ سب نکاح کر کے دنیا میں تشریف لاتے۔ (مدارج النبوت دوم ص ۷۔ جواہر البحار جہا ۱ ص ۲۹۸)

حضور علیہ السلام کے چچا زاد بھائی راس المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے پیارے حبیب کریم علیہ السلام نے اپنے حب و نسب کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا کہ :-

لَمُيَزَلِ اللّٰهُ يُقْلِنِي مِنْ الْاَضْلَابِ
الطَّيْبَةِ اِلَى الْاَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ مُصَفًّى
مُهَذَّبًا لَا تَنْشَعِبُ شَعْبَتَانِ اِلَّا كُنْتُ
فِي خَيْرِهِمَا۔

اللہ عزوجل نے مجھے ہمیشہ پاک پشتوں سے پاکیزہ ارحام

میں منتقل فرماتا رہا۔ بڑے صاف ستھرے اور مہذبانہ
 طریقے سے اور جب بھی اُن کے دو گروہ بنے ہیں اُن دونوں
 میں سے پہنچ کر وہ میں تشریف لاتا رہا۔

دلائل النبوة۔ مطالع المرات، الحاوی للفتاویٰ جلد دوم ص ۱۱۲ (الوفاء)
 نبی کریم علیہ السلام کے ان دونوں فرمانات سے پتہ چلا کہ سرکار کا
 پورا خاندان پاک کوئی بھی آپ کا باپ ناپاک نہیں تھا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا
 ہے۔ کہ مُشْرک ناپاک ہیں۔ کھلی والا فرماتا ہے میرا پورا خاندان پاک ہے۔
 اب بتائیے اگر سرکار کے والدین کو ایمان دار نہ مانا جائے تو قرآن کے
 نظریے کے مطابق ناپاک لیکن سرکار فرماتے ہیں کہ پاک، تو اب نتیجہ کیا
 نکلا۔ کہ نبی کریم علیہ السلام کے والدین شب ہی پاک ہو سکتے ہیں۔ جب مومن
 مانا جائے۔ اگر مومن نہ مانا جائے تو سرکار کے فرمان کی تکذیب لازم آئے
 گی۔ لیکن یاد رکھو دنیا کی ہر تاریخ، ہر بات غلط ہو سکتی ہے لیکن اللہ پاک
 کے محبوب کی کوئی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ محبوب کریم علیہ السلام کی
 زبان پر رُت بولتا ہے۔ قرآن گواہ ہے۔ اس لئے ہمارے میاں نوالی کے
 ایک بزرگ نعت گو شاعر جناب فتح محمد مائی کہتے ہیں کہ :-

کیوں مُنکر ہیں تو رُت دی عطا دا
 تے پڑھ دیکھ تو رُت دا قرآن
 نبی بول دا رُت دی مرضی تے !
 تے خود رُت دا ایویں فرمان !

چاہے توڑے بچن بھاویں موڑے دن
تے دتے رب نے گل نظام !
مائی سب کچھ اختیار صلی اللہ علیہ وسلم سے
تے آتا گل کائنات دی جان

حضرت جبرئیل گواہ

حضرت علیہ السلام کے والدین شریفین
کے ایمان کی گواہی اللہ عزوجل کے محبوب

فرشتے جبرئیل علیہ السلام کی زبانی سنئے حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی
علیہ الرحمۃ الحدیثی لفتاویٰ جلد دوم ص ۲۲۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مولا
علی شہر خدا حسین کریمین کے بابا جان فرماتے ہیں۔ ایک دن سرکارِ دو عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ صحابہ کرام بھی موجود ہیں۔
کہ اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام بارگاہِ نبی میں حاضر ہوتے اور آکر
عرض کیا۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یُقْرِئُکَ السَّلَامَ۔ اے میرے آقا
ساری کائنات کا خالق و مالک آپ کو نبوت کا تاج پہننا کے بھیجنے والا اللہ
عزوجل آپ کو محبت بھرا سلام دیتا ہے قربان جاؤں یا رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کے حسن و کمال پر کہ جس کو ساری دنیا کا رب سلام
بھیجے نبی کریم علیہ السلام اپنے پیارے خدا کا سلام سن کر مسکرا پڑے۔
بڑا لطف آیا، بڑا سرور آیا، بڑی چاشنی آئی ہوگی۔ میرے آقا نے فرمایا
جبرئیل میرا پالنہ مار کیا فرماتا ہے۔ کیا حکم لے کر آتے ہو۔ عرض کی آقا حکم
ہنیں بشارت آرہے نہیں خوشخبری میرے آقا نے فرمایا کون سی بشارت
کون سی خوشخبری، جبرئیل نے ہاتھ باندھ کر عرض کی۔

وَيَقُولُ إِنِّي حَرَمْتُ النَّارَ عَلَىٰ صُلْبٍ

أَنْزَلْتُكَ وَبَطْنٍ حَمَلْتُكَ وَحَجْرٍ كَفَّلْتُكَ

میرے آقا آپ کا شفیع رب آپ کو بشارت دیتا ہے

کہ میں نے ہر اس بندے پر دوزخ حرام کر دی ہے۔

جس کے صلب یعنی پشت میں میرے جلیب تم ہے

ہو اور ہر اس پیٹ پر جس نے تمہیں اٹھائے رکھا اور

اس گود پر جو تمہیں لاڈ پیار سے کھلاتی رہی۔

سُبْحَانَ اللَّهِ! قربان جاؤں ان مقدس ہستیوں پر جنہوں نے

میرے جلیب علیہ السلام کے نور کو اپنے سینوں میں چھپاتے رکھا اور

پھر صدقے جاؤں اس مقدس مطہر منور ماتی کے جس نے نوہینے اپنے بطن

شریف میں اللہ عزوجل کے پار کو رکھ کر ساری کائنات کی رحمتیں

لوٹ لیں۔ اس لئے تو ایک عاشق بولا کہ :-

روشنی جی چھاں کوئی نہیں

میرے آقا دی ماں درگی

دو جگہ دچہ ماں کوئی نہیں

ہو بھی کیسے سکتی ہے۔ ارے جس کو نکتے کے پہاڑ سلام کریں۔

درخت محبت سے جھک کر آداب عرض کریں۔ پھرتی دموں کے بوسے

لیں۔ جانور مبارک بادیوں دیں۔ بادل سر پر سایہ کریں۔ انبیاء کرام علیہم السلام

بشارتیں دیں۔ فرشتے طواف کریں۔ کعبہ سجدہ کرے۔ جبریل با حقہ باندھ

کر زیارت کرے۔ نہیں نہیں خود خدا سلام فرماتے۔ ایسی ماں نہ کوئی اس

جہاں میں ہوتی نہ ہوگی، نہ قیامت تک پیدا ہو سکتی ہے۔ اللہ اللہ۔
 اب سوچو ان لوگوں کے بارے جو سرکار کے والدین شریفین کو بے
 ایمان سمجھتے ہیں۔ ان کا ایمان کہاں ہے؛ آپ قرآن و حدیث تاریخ سیرت
 کا مطالعہ کر کے دیکھیں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 تک کسی نبیؑ کی ماں کافرہ مُشرک نہیں ہوتی۔ جب تمام انبیاء کرام علیہ السلام
 کی مائیں کافرہ مُشرکہ نہیں تھیں تو کھلی والا تو تمام انبیاء کرام علیہ السلام کا
 سردار ہے، امام ہے۔ جب مقتدیوں کی ماؤں کا یہ عالم ہے تو امام اور
 سردار کی پیاری پیاری ماں کا کیا مقام ہوگا۔ بھلا سوچو تو یہی قیامت والے
 دن تمام انبیاء کرام علیہ السلام کی مائیں حضرت شیث کی ماں، حضرت نوح
 کی ماں، حضرت ابراہیم کی ماں، حضرت یعقوب کی ماں، حضرت یوسف
 کی ماں، حضرت داؤد کی ماں، حضرت سلیمان کی ماں، حضرت موسیٰ کی
 ماں، حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی ماں جنت میں جائیں اور نعوذُ باللہ
 میرے آقا، میرے مدنی، میرے نبی، میرے سلطان، میرے حبیب، میری
 جان کے مالک، میرے شفیع، میرے ہادی، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّی جہنم میں جاتے۔ ایمان سے بتانا خدا کو حاضر
 ناظر کر کے کہنا کیا یہ خدا بر داشت کرے گا؟

حالانکہ قیامت والے دن جب سب نبی نفسی نفسی کریں گے
 میرا محبوب اُمّی اُمّی کرے گا۔ اگر کسی کو جنت ملنی ہے تو صدقہ کھلی والے
 کا یہ ہمارا ایمان ہے۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے۔ یہ ہمارا مسک ہے اور
 یہی بات ہم کہتے ہیں کہ نہ

یا نہ میرے دی سنو نشانی اُس دے تین نشیے
 کُنڈلاں وِالیاں زُلغاں اندر دل دو جگ دے کیلے
 خلقت ساری موہ لئی صائم ماہی زنگ زنگیے
 جنت دچہ کوئی جا نتیں سکدا اُس دے باہجہ ویلے

جب ساری دنیا کو، سامے انانوں کو، بخشتا کے کملی والا جنت میں
 میں لے جاتے گا تو ماں اپنی جنت نہ جلتے تو بولو میرے نبی سے برداشت
 ہوگا؟ اس بات پر تمام مسلمانوں کے فرقے متفق ہیں، چاہے کوئی فرقتہ ہو
 وہابی ہوں یا دیوبندی، شیعہ ہو یا مودودی، احراری ہو یا غلام خانی مقلد
 ہوں یا غیر مقلد، یا رسول اللہ کا نعرہ لگانے والے ہوں یا منکر کہ جس جگہ
 میرے آقا علیہ السلام کا مزار شریف ہے۔ جس مٹی کے ساتھ دو جہاں کے
 والی کا جسم پاک لگا ہوا ہے۔ وہ جگہ عرش معلیٰ سے افضل، وہ خدا کے
 عرش سے اعلیٰ ہے۔ ایمان والو ذرا غور و فکر تو کرو کہ مٹی کے جس ٹکڑے
 میں میرے آقا تشریف فرما ہوں وہ تو سامے مکان عرش سے افضل و اعلیٰ
 ہے۔ تو جس باپ کی پشت میں آپ رہے۔ جس ماں کے بطن میں آپ نو
 مہینے جلوہ گر رہے۔ پھر اس کا دودھ نوش فرمایا وہ جہنم کے قابل ہو وہ
 دوزخ میں جاتیں؟ تو بہ تو بہ ایسا اندھیر نہیں ہو سکتا۔

میرے دوستو! قرآن مجید فرقان حمید کی چند آیات کریمہ اور احادیث
 شریفہ نے مستند واضح کر دیا کہ میرے محبوب علیہ السلام کے والدین شریفین
 بچے موحدا اللہ پاک کے پجاری اور خداتے لم یزل کو وحدہ لا شریک ماننے
 والے تھے۔ اب آیتے ایک اور قرآنی دلیل کُنیتے جس سے سرکار کے والدین

کا ایمان ثابت ہوتا ہے۔

اللہ عزوجل نے قرآن پاک پارہ ۱۹ سورہ شعرا
قرآنی دلیل
 رکوع ۱۵، آیت ۲۱۸ میں اپنے حبیب

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ
 يَا مَعْ تَقُومُ هِ وَتَقَلِّبُكَ فِي السَّجِدِينَ
 إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

اور بھروسہ کیجئے سب سے غالب ہمیشہ رحم کرنے والے
 پر۔ وہ ذات آپ کو دیکھتی رہتی ہے۔ جب آپ کھڑے
 ہوتے ہیں اور دیکھتا رہتا ہے۔ جب آپ چکر لگاتے ہیں
 سجدہ کرنے والوں کے گھروں کا بے شک وہی سب
 کچھ سُننے والا جاننے والا ہے۔

ان تمام آیتہ کریمہ کے مفسرین نے چند اقوال پیش فرماتے ہیں۔
 لیکن سب سے زیادہ مضبوط قول وہ ہے جو میں آپ کی خدمت میں
 پیش کرتا ہوں۔ حضرت علامہ امام احمد صاوی مالکی علیہ الرحمۃ، کون صاوی
 جس کی تفسیر ہر دینی ادارے میں تفسیر جلالین کے حاشیہ پر پڑھائی
 جاتی اور جس کے ہر ہر سانس میں سرکار کا عشق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا
 تھا۔ وہ اپنی تفسیر صاوی جلد ۳ ص ۱۸۲ میں بھی آیتہ کریمہ کے تحت لکھتے ہیں۔

الْمُرَادُ بِالسَّاجِدِينَ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمَعْنَى
 يَا مَعْ مُتَقَلِّبًا فِي أَصْلَابِ وَأَنْحَامِ

الْمُؤْمِنِينَ مِنْ لَدُنْ أَدْرَأِ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ
فَأَمُولِهِ جَمِيعًا مُؤْمِنُونَ -

ساجدین سے مراد مؤمنین ہیں اور آیت کا معنی یہ ہے کہ
حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک
آپ جن مؤمنین کے رجموں اور پشتوں میں گردش کرتے
رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی ملاحظہ فرمایا۔

اس تفسیر سے پتہ چلا کہ سرکار کانسب شریف حضرت آدم علیہ السلام
سے جناب عبداللہ تک کفر و شرک سے پاک تھا۔ اب دوسری تفسیر
ملاحظہ فرمائیں۔ صاحب تفسیر جمل اپنی تفسیر جمل جلد ۳ ص ۳۹۴ میں اسی
آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں۔

أَمْ يَرَىٰكَ مُتَقَلِّبًا فِي أَصْلَابِ وَأَرْحَامِ
الْمُؤْمِنِينَ مِنْ لَدُنْ أَدْرَأِ إِلَى
عَبْدِ اللَّهِ وَأَمِنَةً فَجَمِيعَ أَمْوَالِهِ رِحَالًا
وَنِسَاءً مُؤْمِنُونَ -

اے میرے جلیب علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام سے
لے کر حضرت عبداللہ و حضرت آمنہ تک جن جن مومن
مردوں اور عورتوں کے رجموں اور پشتوں میں منتقل
ہوتے رہے ہو ان سب کو آپ کا رب ملاحظہ فرما
رہا ہے۔ یقیناً آپ کے تمام آباء و اجداد یعنی باپ
دادا پردادا خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں تمام کے تمام

ایماندار ہیں۔

میرے دوستو! ان دو تفاسیر کی روشنی سے مسئلہ ثابت ہوا کہ سرکار کے والد ماجد بھی ایماندار تھے اور آپ کی پاک اُمّی جان بھی مومنہ تھیں۔ اب جو سرکار سے سچا عشق، سچا پیار کرتا ہے وہ تو ضرور آپ کے والدین شریفین کو مومن تسلیم کرے گا اور اگر سرکار سے پیار نہیں تو پھر اس کی مرضی پھر یہ بھی یاد رہے سرکار سے محبت ایمان کی جان ہے محبت نہیں تو ایمان بھی نہیں اور یہی سستی کہتے ہیں کہ

۴ اُلفت بنی دی عین ایمان سمجھو جے نہیں آپ دی اُلفت تے ایمان بھی نہیں
 ۵ بناں آپ دی اُلفت دے سمجھ اندر آسکدی آپ دی شان بھی نہیں
 اُلفت آپ دی جے کر نہ ہووے دل وچہ تے مل سکر اکر دی رحمان بھی نہیں
 اُلفت آپ دی جس انسان نوں نہیں اوہ انسان کی بلکہ حیوان بھی نہیں
 ایمانداروں کے لئے یہی دو حوالے کافی ہیں۔ لیکن ضعیف الامان لوگوں کی تسلی کے لئے مزید تفاسیر سے حوالے حاضر خدمت ہیں۔ امام اجل امام العاشقین حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ جن کے علم جن کی فضیلت، جن کے فنا فی الرسول ہونے میں کسی کو شک نہیں وہ اپنی تفسیر در منشور جلد ۵ صفحہ ۹۸ میں اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن سرکار مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں۔ صحابہ کرام سرکار کی زیارت سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ میں نے ہاتھ باندھ کر کہا سرکار مجھے ایک بات تو بتاؤ۔

سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ
 مَتَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَقُلْتُ يَا بِي أَنْتَ وَ
 أُمِّي

میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم آپ کے قدموں پر میرے
 ماں باپ قربان۔

مجھے ایک بات تو بتائیے میرے آقا نے فرمایا۔ عبد اللہ کونسی
 بات پوچھنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا آقا جب آدم علیہ السلام جنت
 میں تھے تو آپ اس وقت کہاں تھے۔ قربان صحابہ تمہارے عقیدے پر
 گو یا حضرت عبد اللہ کا یہ عقیدہ ہے۔ جب آدم علیہ السلام جنت میں
 تھے۔ دنیا میں انسان کا نام و نشان نہیں تھا۔ میرے آقا اس دور کی
 بات کو بھی جانتے ہیں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو اپنے آپ کو سپاہ صحابہ
 صحابہ کا سپاہی کہلاتے ہیں۔ صحابہ زندہ باد کے نعرے لگاتے ہیں۔ خدا کے
 لئے صحابہ کا عقیدہ دیکھو۔ صحابی ہزاروں سال پہلے کی بات پوچھ رہا
 ہے۔ جب کوئی انسان دنیا میں نہیں تھا۔ یہ غیب کی خبر ہے کہ نہیں
 اور سپاہ صحابہ کا عقیدہ کیا ہے۔ جو رسول کو غیب دان سمجھے وہ
 مشرک ہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ اس کا نکاح ٹوٹ گیا۔
 یقین نہ آتے تو اٹھائیں فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی
 ص ۶۵ پر اس کی پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں۔ جو شخص اللہ
 جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور اللہ تعالیٰ
 کے برابر کسی دوسرے کا علم جانے بے شک وہ کافر ہیں۔ اس کی امانت

اور اس سے میل جول محبت و مروت سب حرام ہیں۔ اسی طرح مولوی غلام خان دیوبندی اپنی تفسیر خواہر القرآن جلد ۱ کے مقدمہ کے صفحہ ۴۲ پر لکھتا ہے۔ جو ایسے عقائد باطلہ پر مطلع ہو کر جو ایسے لوگوں (یعنی سرکار کے علم غیب ماننے والوں) کو کافر مشرک نہ سمجھے وہ بھی ویسا کافر ہے۔ حضور علیہ السلام کے علم غیب ماننے والا پکا کافر ہے اس کا نکاح نہیں۔

میرے دوستو! خدا کے لئے سوچو اور صحابہ کے سپاہی بننے والوں سے سوال کرو کہ تم کہتے ہو سرکار کے علم غیب کا قائل مشرک ہے۔ پکا کافر۔ لیکن صحابی ہزاروں سال پہلے کی بات پوچھ رہا ہے بتاؤ یہ غیب کی خبر ہے کہ نہیں ہے؟ اگر نہیں تو بتاؤ پھر یہ کیا ہے؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو صحابی نے سوال سرکار کے علم شریف کو جان کر کیا۔ تو تمہارا فتویٰ اب کیا کہتا ہے؟ کچھ خیال کرو پتہ چلا صحابہ کا عقیدہ اور تھا نام نہاد سپاہ صحابہ کا عقیدہ اور ہے۔ صحابہ کرام سرکار کے علم غیب کو جان کر سرکار کی آمد سے پہلے اور سرکار کی وفات شریف کے بعد کی باتیں پوچھتے تھے۔ تم ایسے انسان کو کافر مشرک کہتے ہو۔ اب دو ہی راستے ہیں۔ یا تو صحابہ کے عقائد اختیار کر کے اپنے مولویوں کی عبارت سے تائب ہو کر یکے صحابہ کے سپاہی بن جاؤ یا پھر یہ نام بدل کر سپاہ نیرید۔ سپاہ ابن زیاد وغیرہ نام رکھو۔ اگر نام بھی نہیں بدلتے اور عقائد بھی نہیں بدلتے تو پھر کہنا پڑے گا۔ یہ جماعت سپاہ صحابہ نہیں سپاہ خرابہ ہے اور

ہے بھی حقیقت یہ مسلمانوں کے دشمن، یہ ولیوں کے دشمن، یہ نبیوں کے گستاخ، یہ پاکستان کے دشمن، آپ پاکستان کی تاریخ کا مطالعہ کر کے دیکھیں پاکستان میں جتنی فرقہ پرستی کی ہوا چلی ہے۔ یہی سپاہ صحابہ والوں کی مہربانیاں ہیں۔ میں یہ بات پورے دُشوق سے عرض کر رہا ہوں تقریباً آج سے بیسٹ سال قبل ۱۹۷۷ء میں جھنگ شہر میں ایک دیوبندی مولوی نمودار ہوا نام تھا حق نواز۔ اس نے اپنی سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے اہلسنت وجماعت بریلوی کے خلاف اپنی مسجد پلپیانوالی سے آواز اٹھائی۔ کہ سُنئی بریلوی مشرک ہیں، کافر ہیں۔ یہ گستاخانِ انبیاء کرام علیہم السلام ہیں۔ گستاخِ رسول علیہ السلام ہیں۔ یہ ہیں وہ ہیں؟ جس طرح ان کی عادت ہوتی ہے۔ پین سال تک یہ سُنئی علماء ادلیابہ صوفیاء کے خلاف شرانگیز اور بدزبان استعمال کرتا رہا آپ جانتے ہیں جب باطل عروج پر جاتا ہے تو میرا رب عزوجل اس کو ذلیل ورسوا بھی کرتا ہے۔ یہی ہوا کہ ۱۹۷۹ء ۲۷ اگست کو اسی مولوی حق نواز دیوبندی کا مناظرہ امام المناظرین ثبوت اہلسنت وجماعت پیرسیال کے پروردہ شیخ الحدیث حضرت علامہ قیذہ محمد اشرف سیالوی سے گستاخِ رسول کون؟ پر سرکاری حکام کی زیر نگرانی چھ گھنٹے تک ہوا۔ چھ گھنٹے کے بعد متصفین نے فیصلہ کر دیا کہ مولانا محمد اشرف سیالوی بھاری دلائل کی وجہ سے فاتح ہیں۔ لہذا ہمارا فیصلہ ہے کہ سُنئی بریلوی جیت گئے۔ بس پھر کیا تھا۔ حق نواز پسینہ میں غرق ہو گیا۔ پہلے یہی کہتا تھا۔ اگر میں نے بریلویوں کو نہ ہرایا تو مجھے کسی کُتے نے جنا ہے۔ اب

شکست سُن کر پتہ نہیں کیا بن گیا۔ کئی دیوبندی تائب ہو کر سُنی ہو گئے۔ یوں حق نواز نے سُنی بریلویوں کا بیچا چھوڑا۔ اب اُس نے دیکھا کہ میری یہاں تو دال نہیں گلی۔ اب اُس نے شیعوں کے خلاف محاذ کھولا۔ اور ایک تنظیم بنائی۔ سپاہ صحابہ اور پھر شیعوں کے خلاف لوگوں کو اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ کہتا کیا کہ شیعہ صحابہ کے دشمن ہیں۔ اگر تمہارے اندر غیرت ایمانی ہے تو یا مارو، یا مر جاؤ۔ یا غازی یا شہید، یہ ٹھیک ہے شیعہ صحابہ کے دشمن ہیں۔ لیکن ان کو قاتل کرنے کا یہ طریقہ نہیں کہ ہاتھ میں بندوقیں، پستول، مشین گن، کلاشنکوف، بم اٹھا کر ان کے گھروں کو جلا دیا۔ ان کے امام وارثوں میں لوگوں کو قتل کر دیا۔ یہ منوانے کا طریقہ نہیں۔ آخر شیعہ حضرات پہلے بھی اسی نام پر رہتے تھے۔

الحمد للہ! اہلسنت وجماعت کے علماء اولیاء نے کئی کامیاب مناظرے کر کے کئی شیعہ حضرات کو سُنی کیا۔ اگر آپ کو بھی صحابہ کی سچی محبت ہے تو بات دلائل سے، قرینے سے، سلیتے سے، پیار سے، محبت سے کریں۔ انشاء اللہ آپ دیکھیں کئی دشمن سجن بن جائیں گے۔ کئی شیعہ سُنی بن جائیں گے۔ کئی دشمن صحابہ غلام صحابہ بن جائیں گے، پر اس کا طریقہ بدلنا پڑے گا۔ اندازہ بدنا پڑے گا۔ لیکن ان لوگوں نے پیار کے بجائے ہتھیار کی زبان استعمال کی تو نتیجہ کیا نکلا آپ اندازہ فرمائیں جب حق نواز دیوبندی کے کہنے پر شیعہ قتل ہونے لگے تو وہ بھی ان مامے تو نہیں لگتے تھے حیا کرتے۔ انہوں نے پہلا نشانہ حق نواز کا بنایا پھر ایشیا رقبالی کا، اب ان کا نشانہ طارق اعظم۔ آج ۱۹۹۶ء ۲۳ ستمبر

کا اخبار پڑھ کر دیکھیں شیعہ حضرات نے حملہ کر کے ملتان میں دیوبندیوں
کی مسجد خیر العلوم میں بنیوں و مایوں کو قتل اور اکتالیس کو شدید زخمی کر دیا۔
صبح کی جماعت میں اب آپ سوچتے کیا اس طرح شیعہ ختم ہو جائیں گے
نہیں، بلکہ پاکستان میں مذہبی فرقہ پرستی بڑھے گی۔ جنگ و جدل کا بازار
گرم ہو گا۔ بجائے اسلام پھیلنے سے لوگ اسلام سے، علامہ سے متنفّر
ہوں گے۔ میری دعا ہے۔ اللہ پاک سرکار کی تبلیغ جیسی تبلیغ کا ڈھنگ
عطا فرمائے آمین۔

یہ ضروری تھا۔ اب آیتے میں کیا عرض کر رہا تھا۔ کہ حضرت عبداللہ
بن عباس نے عرض کی۔ آقا میرے ماں باپ آپ کے قدموں پر نثار
مجھے یہ بتائیں۔ کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تھے تو آپ
اس وقت کہاں تھے۔ مٹی تھے یا نور۔ پیدا بھی ہوئے تھے کہ نہیں۔
فرش پر تھے یا عرش پر۔ سرکار اپنے صحابی کی بات سن کر غصے میں
نہیں آتے۔ کہ عبداللہ یہ کیا پوچھنے بیٹھ گئے ہو۔ یہ غیب کی خبریں
ہیں۔ اللہ عزوجل کے علاوہ کوئی نہیں جانتا نہ۔ بلکہ حضرت عبداللہ
فرماتے ہیں۔

کہ میری بات سن کر میرے آقا اتنے
ہنسنے لگے کہ آپ کی مبارک داڑھی
نظر آنے لگیں۔

پھر آپ نے سکا کہ فرمایا جب
آدم علیہ السلام جنت میں تھے

فَتَبَسَّوْا حَتَّى بَدَتْ
نَوَاجِزُهُ

ثُمَّ قَالَ إِنِّي كُنْتُ فِي
صُلْبِهِ وَهَبِطَ إِلَيَّ

میں اُن کی پشت میں تھا۔ پھر جب وہ جنت سے نکل کر زمین پر تشریف لائے پھر بھی میں اُن پشت میں تھا۔

الْأَرْضِ وَأَنَا فِي
صُلْبِهِ -

حضرت عبداللہ کا سوال یہی تھا۔ جو جواب دے دیا گیا۔ لیکن سزا

نے فرمایا۔ عبداللہ آگے بھی میں تمہیں بتاؤں پھر کیا ہوا فرمایا:-

پھر میں نوح علیہ السلام کی پشت میں ہوتے ہوئے۔ نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار ہوا۔

وَرَكِبْتُ السَّفِينَةَ فِي
صُلْبِ أَبِي نُوْحٍ -

جب میرے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلتی آگ میں

ڈالا گیا۔ میں اس وقت بھی ان کی پشت میں تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام

سے حضرت عبداللہ تک جتنے بھی میرے والدین گزے کسی نے کبھی کوئی

حرام کاری نہیں کی کیوں؟

اس لئے کہ:-

اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمیشہ پاک لشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل فرمایا۔ میرے تمام والدین چاہے مرد تھے یا عورتیں تھیں۔ صاف اور مہذب تھے۔ جب اللہ پاک ایک قبیلہ کی دو شاخیں

لَمْ يَزَلِ اللَّهُ يَنْقِلُنِي
مِنَ الْأَصْلَابِ إِلَى
الْأَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ
مُصَفًّى مَهْدَبًا لَا
تَتَشَعَّبُ شُعَبَاتٍ
إِلَّا كُنْتُ فِي خَيْرٍ -

بنانا۔ مجھے بہترین شاخ اور
قبیلہ میں رکھنا۔

یہی علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب الحاوی للفتاویٰ

جلد ۲۔ ص ۲۱۱ میں یہی آیت کرمیہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں۔

قِيلَ مَعْنَاهُ أَنَّهُ

كَانَ يُنْقَلُ نُورُهُ

مِنْ سَاجِدٍ إِلَى

سَاجِدٍ وَبِهَذَا

التَّصْدِيرِ فَالْأَيَّةُ

وَأَنَّهٗ عَلَى أَنَّ جَمِيعَ

أَبَاءِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

كَانُوا مُسْلِمِينَ۔

کہا گیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ
بیشک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا نور پاک ایک ساجد سے دوسرے

ساجد (یعنی سجدہ کرنے والے)

کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ اس روایت

کی رو سے یہ آیت کرمیہ اس بات

پر دلیل ہے کہ نبی کریم علیہ السلام

کے تمام آباء کرام یعنی باپ دادا

پر دادا وغیرہ مسلمان تھے۔

معلوم ہوا کہ سرکار کے تمام والدین ساجدین تھے۔ اللہ پاک کی

بارگاہ میں ہمیشہ نیاز جبین جھکانے والے تھے۔ کیوں نہ ہوتے۔ ان

کی پشتوں میں، ان کی گودوں میں وہ نبی تشریف لانے والا تھا۔

جو جہاں قدم رکھے گا وہی جگہ جنت بن جائے گی یہی سنی کہتے ہیں۔

کیا کہ :-

اُوہ تھا واں بن گتیاں جنت جتھے کھلی والے دالبیراے

اُوہ دل وی عرش معلیٰ جہدے وچہ مدنی دا ڈیراے

جس دل و چہ عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے داستان اُجیرا لے
 امیر عرش نواز چہرے کیا اڈے عرش تے اوہ فریہ لے
 حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کون
 ثناء اللہ جو ولی کامل غوث زمان حضرت مرزا مظہر جانان شہید علیہ الرحمۃ
 کے مرید تھے۔ مرزا صاحب کے مرید تو بڑے تھے۔ لیکن آپ کو قاضی
 صاحب سے بڑا پیار تھا۔ آپ قاضی صاحب پر فخر فرمایا کرتے تھے کہ
 میرے مریدین کی جماعت میں قاضی جیسا فاضل بھی میرا مرید ہے ایک
 مرتبہ کسی نے مرزا صاحب سے پوچھا۔ کہ سرکار قیامت کو اللہ پاک
 نے جب آپ سے سوال کیا۔ کہ مرزا میں نے تمہیں انسان بنایا۔ مسلمان بنایا
 یار کا غلام بنایا، اپنی ولایت عطا فرمائی میرے لئے تم کیا لاتے ہو۔ آپ
 کیا جواب دیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ جب میرے رب نے مجھ سے
 سوال کیا کہ کیا لاتے ہو تو میں ثناء اللہ کو بارگاہِ خداوندی میں پیشی کر
 کے عرض کروں گا۔ میں ثناء اللہ لے کر آیا ہوں۔

(سیرت نبی بعد وصال نبی جلد سوم ص ۲۲۷)

قاضی صاحب اپنے مرشد کی مراد تھے۔ یعنی آپ کے مرشد نے
 اللہ پاک سے دعا فرمائی۔ اور مانگ کر قاضی صاحب کو اپنا مرید بنایا۔
 ایک ہوتا ہے مرید۔ ایک ہوتی ہے مراد۔ مرید وہ جو خود چل کر اپنے
 مرشد کی بیعت کرے۔ مراد وہ جس کو مرشد اپنے اللہ پاک سے مانگ
 کر اپنا مرید کرے۔ جیسے میرے ہادی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وآلہ وسلم کے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابی تھے۔ تمام صحابی سرکار

کے مرید تھے۔ لیکن فاروق اعظم سرکار کی مراد تھے۔ تمام صحابہ نے خود آ کر کھلی والے کا کلمہ پڑھ کر بیعت اختیار کی۔ لیکن فاروق اعظم کو میرے ہادی نے اللہ پاک سے مانگ کر لیا۔ تو قاضی ثناء اللہ مرزا صاحب کے خاص مرید تھے۔ جن کے بارے دیوبندی حضرات کہتے ہیں کہ وہ اپنے زمانے کے ابو حنیفہ تھے۔ بہت ہی وقت تھے۔ یہی قاضی صاحب اپنی تفسیر منظرہ جلد ۱ ص ۸۹ پر اسی آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے مراد یہ کہ آپ کا نور پاکیزہ اور اللہ پاک کو سجدہ کرنے والوں کی پشتوں سے ان عورتوں کے رحم کی طرف منتقل ہوا۔ جو پاک تھیں سجدہ کر نیوالی تھیں۔ پھر ان پاکیزہ اور سجدہ کرنے والیوں کے رحم سے ایسے ظاہر لوگوں کی طرف منتقل ہوا۔ جو تمام اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل تھے۔ یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء و اجداد بچے موحّد اور مومن تھے

الْمُرَادُ مِنْهُ تَقَلُّبُكَ
مِنْ أَصْلَابِ الطَّاهِرِينَ
السَّاجِدِينَ لِلَّهِ إِلَى
أَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ
السَّاجِدَاتِ وَمِنْ
أَرْحَامِ السَّاجِدَاتِ
إِلَى أَصْلَابِ الطَّاهِرِينَ
أَيُّ الْمُؤَحَّدِينَ
وَالْمُؤَحَّدَاتِ حَتَّى
يَدُلُّ عَلَى أَنَّ آبَاءَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ
كَانُوا مُؤْمِنِينَ

رئیس المفسرین حضرت علامہ امام سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر روح المعانی جلد ۱۹ ص ۱۳۷-۱۳۸ میں اسی آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں کہ :-

حضرت ابو نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کریمہ کا مقصد مطلب اور تفسیر پوچھی تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی کریم علیہ السلام اپنے آباء و اجداد کی پشتوں میں منتقل ہوتے رہے۔

یہاں تک نبی کریم علیہ السلام
کی والدہ ماجدہ نے سرکار کو
بیدا فرمایا۔

حَتَّىٰ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ
عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

یہ تفسیر بیان کرنے کے بعد علامہ آلوسی فرماتے ہیں :-

کہ اس آیت کریمہ سے رسولِ کریم رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان دار ہونے پر استدلال کیا گیا۔ یعنی سرکار پاک کے والدین کے ایمان کو ثابت کیا گیا۔

وَأَسْتَدِلُّ بِآيَةِ عَلِيٍّ
إِيمَانِ الْبُؤْيَةِ صَلَّى
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَ
آلِهِ وَسَلَّمَ۔

فرماتے ہیں یہی میرا عقیدہ ہے میرا ہی عقیدہ نہیں بلکہ :-

اہل سنت و جماعت کے جلیل القدر
اور اکثر علماء کرام کا یہی مذہب

كَأَنَّهُ ذَهَبٌ إِلَيْهِ كَثِيرٌ
مِنْ أَجَلَةٍ أَهْلٍ

السُّنَّةُ

| ہے۔

معلوم ہوا جو سنی ہوگا۔ جو بزرگ ہوگا، جو اللہ پاک کا پیارا ہوگا، جو ان کا غلام ہوگا۔ وہ سرکار کے پیارے والدین کو پکارتا ہوگا۔ مومن مسلمان تسلیم کرے گا۔ جو نہیں تو پھر گلہ شکوہ بھی نہیں۔ جب علامہ آلوسی یہ تفسیر بیان کر رہے تھے تو کسی نے کہا علامہ صاحب شاہ صاحب آپ کا عقیدہ سمجھ آ گیا۔ جلیل القدر ہستیوں کے عقیدے کا پتہ چل گیا۔ سنی عاشق کے عقیدے کی وضاحت ہو گئی۔ سرکار عرض یہ کرنا ہے اگر کوئی سرکار کے والدین کے ایماندار ہونے کے دلائل پڑھ کر یاسن کر بھی نبی کریم علیہ السلام کے والدین شریفین کو ایماندار تسلیم نہ کرے۔ مسلمان نہ مانے موقد نہ کہے تو اس کے پاس آپ کا کیا حکم ہے۔ کیا فتویٰ ہے کیا جرم ہے کیا سزا ہے۔ تو علامہ آلوسی نے کیا فرمایا۔

سنو فرمایا:-

وَأَنَا أَخْشَى الْكُفْرَ

جو میرے آقا کے والدین کو مومن نہیں مانتا۔ میں نگاہ ولایت سے دیکھ رہا ہوں کہ کہیں سرکار کے والدین کو کافر کہنے والا خود کافر ہو کر نہ مرے۔ اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ۔

حضرات محترم! ان تمام حوالہ جات کو پڑھنے کے بعد ایک ایماندار آدمی کے لئے کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ وہ سرکار کے والدین کو ایماندار تسلیم نہ کرے۔ ویسے ذرا خدا کو سامنے جان کر دل سے کہتے جب

کوئی بد بخت میرے آقا علیہ السلام کے والدین کو کافر کہتا ہوگا بنی کریم علیہ السلام کے دل کو تکلیف نہیں ہوتی ہوگی، ضرور ہوتی ہوگی۔ تو پھر سوچئے اس وقت میرے آقا علیہ السلام کیا کہتے ہوں گے۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ الحاوی للفتاویٰ جلد دوم ص ۲۱۱ پر مسند بزاز کے حوالے سے یہ صحیح حدیث نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ قریش کے چند سردار بنی کریم علیہ السلام کی بھوپھی حضرت سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس کسی کام کے لئے آئے وہیں بیٹھے بیٹھے خاندان کے حسب نسب کا ذکر چھڑ گیا تو ان قریشیوں نے کہا کہ ہمارا حسب بھی سب سے اونچا ہے۔ ہمارا نسب بھی سب سے اونچا ہے۔ کوئی بھی ہمارے حسب و نسب کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جب ان کی باتیں بنی کریم علیہ السلام کی بھوپھی جان نے سنیں تو آپ نے ان قریشیوں سے فرمایا کہ تمہارا حسب نسب ٹھیک ہے، بڑا اونچا ہے لیکن پوری دنیا میں اس خدا کی خدائی میں بنی کریم علیہ السلام کے حسب نسب کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میرے آقا کا حسب ہی سب سے اعلیٰ ہے۔ نسب ہی سب سے اونچا ہے۔ کوئی ان کی برابر ہی نہیں کر سکتا تو وہ قریشی برا مانا گئے اور کہنے لگے کہ بنی کریم علیہ السلام کا حسب نسب تو ایسے ہے۔ جیسے کسی کوٹے کو کھڑے سے کوئی بھجور کا درخت قدرتی طور پر پیدا ہو جاتے۔ حضرت صفیہ کو بڑا برا لگا۔ آپ نے یہ بات بنی کریم علیہ السلام کو بتائی۔ اللہ اکبر۔ سرکار یہ سن کر جلال میں آگئے۔

فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ
بنی کریم علیہ السلام ان کی یہ بات

سُن کر سخت ناراض ہوتے۔

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔

سرکار نے آواز دی يَا بِلَالُ لے بلال کہاں ہو، حضرت
بلال میرے آقا کی آواز سُن کر دوڑتے آتے عرض کی۔

یا رسول اللہ آپ کے قدموں پر
میرے ماں باپ قربان ہیں حاضر
ہوں۔

كَبِيْرِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
فِيْ ذٰلِكَ اٰيٰتٍ وَّ اٰمِرٍ

کیا حکم ہے۔

بنی کریم علیہ السلام نے فرمایا
بلال جاؤ پورے مدینے شریف
میں منادی کرو۔

وْ اَمْرٍ بِلَالٍ لَّا فِتْنٰوِيْ
فِي النَّاسِ۔

اور لوگوں کو کہو کہ تمہیں مسجد نبوی میں اللہ پاک کا آخری نبی بلال ہے
حضرت بلال دوڑے پورے شہر میں منادی کر دی۔ مسجد نبوی شریف
لوگوں سے کھپا کھپ بھری۔ سرکار کے تمام غلام آگئے۔ وہ قریشی بھی آگئے۔
جنہوں نے بات کی تھی۔

بنی کریم علیہ السلام منبر ختم نبوت
پر جلوہ افروز ہوتے۔

فَقَامَ عَلٰى الْمُنْبَرِ

اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا:-

اے لوگو! بتاؤ میں کون ہوں؟

يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ
أَنَا۔

تمام صحابہ بولے آپ اللہ عزوجل
کے پیارے رسول ہیں۔

قَالُوا أَنْتَ رَسُولُ
اللَّهِ۔

فرمایا کوئی شک نہیں۔ لیکن میرا نسب بیان کرو۔

صحابہ نے عرض کی آقا آپ محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
ہیں۔ حضرت عبداللہ کے بیٹے ہیں
حضرت عبدالمطلب کے پوتے ہیں۔

فَقَالُوا مُحَمَّدُ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

بنی کریم علیہ السلام نے جب یہ سنا تو اب سرکار بولے فرمایا۔

فرمایا ان قوموں کا کیا حال ہوگا۔

فَمَا بَالُ الْقَوْمِ۔

جو میرے نسب کو معمولی اور کم سمجھتے ہیں۔ خدا کی قسم انھیں کیا

پتہ حسب کا میرے نسب کا، میری شان پوچھنی ہے۔ میرے اللہ عزوجل

سے پوچھو۔ میرا مقام پوچھنا ہے۔ میرے رتب سے پتہ کرو۔

اللہ عزوجل کی قسم میں کھلی والا

ہر لحاظ سے حسب کے لحاظ سے،

نسب کے لحاظ سے، شان و مقام

کے لحاظ سے، شکل و صورت کے

لحاظ سے، گھر بار کے لحاظ سے،

تمام کائنات سے افضل و اعلیٰ

ہوں۔ اللہ اکبر۔

قَالَ اللَّهُ إِنِّي لَأَفْضَلُهُمْ

أَمَلًا وَفِيهِ خَيْرُهُمْ

مَوْضِعًا۔

اور یہ بات ہے بھی سچی کہ سرکار کا مقام و شان کی حدودہ جانے،

جو مالک و خالق دینے والا ہے یا وہ محبوب جانتے جو شان مقام واللہ ہے
میں یا آپ کیا جانیں۔ اور یہی بات سُننی بھی کہتے ہیں کہ:-

تسبیب کر کے اعتراض کیوں کرتے نہیں تے جو محبوب دی شان و درجائی جاوے
وَدَفَعْنَا كَهْرَهُ كَنِ قِرْآنِ اَنْدَر كَهْيِه تَهَا دُرْيَاں سِرَاں چِه پَاتِي جَاوے
صِنْتَاں سُن سُن كے مَدَنِي حَضُور دِيَاں تے تَهَا دُرَا سِر كِيوں اِيوِيں چَكِرَاتِي جَاوے
حَافِظ كَهْنَدَا جے پَهْڑ دِيوِيَهْٹ دَهْرِي رُوْر رُوْر دِي مَك ٹَرَاتِي جَاوے

بني كريم عليه السلام كى سب سے زياده
محبوب بيوى سب سے زياده عالمه

مشرق تا مغرب

بيوى، سب سے زياده فقيه بيوى، سب سے زياده عالمه فاضله بيوى،

صديقه بنت صديق جو خود بھی سچي، جس كا باپ بھی سچا، حضرت سيده

عائشہ صديقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار تشریف

فرمایا ہیں۔ بني كريم عليه السلام کے جانشان صحابہ بھی آپ کے پاس زيارت

کمر رہے ہیں کہ اچانک حضرت جبرائیل عليه السلام میرے آقا کے پاس

تشریف لائے۔ اللہ پاک کا سلام پیغام پہنچایا۔ جب جانے لگے تو

میرے آقا مختارِ کل، نورِ مجسم ہادیِ دو جہاں رُت کے حبیب جناب

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بھرتیل۔ عرض کی جی آقا۔

فرمایا۔ اگر ایک بات پوچھوں بتاؤ گے۔ عرض کی آقا۔ اگر پتہ ہو تو ضرور

فرمایا۔ اچھا یہ بتاؤ رُت کی ساری مخلوق تم نے دیکھی، عرض کی دیکھی۔

آدم عليه السلام تو نے دیکھے، عرض کی دیکھے۔ فرمایا نوح عليه السلام

تو نے دیکھے عرض کی دیکھے۔ فرمایا ابراہیم عليه السلام تو نے دیکھے عرض کی

کی جی دیکھے۔ فرمایا کلیم علیہ السلام تم نے دیکھے، عرض کی جی، فرمایا سائے
انبیاء علیہ السلام تم نے دیکھے۔ سرکار دیکھے۔ فرمایا اچھا یہ بتاؤ کہ کوئی
میرے جیسا یا میرے خاندان جیسا نظر آیا۔ تو جبرائیل علیہ السلام نے کیا
جواب دیا۔ ذرا توجہ کیجئے۔ عرض کی:-

اے میرے آقا میں نے تمام زمین
دیکھی، آسمان دیکھے، عرش دیکھا،
فرش دیکھا، مشرق دیکھا، مغرب
دیکھا، دنیا کا پتہ پتہ دیکھا،
لیکن اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ
والسلام تجھ سے افضل انسان کوئی
نہیں دیکھا۔

قَلْبْتُ مَشَارِقِ الْأَرْضِ
وَمَغَارِبِهَا فَلَوْلَا رَجُلًا
أَفْضَلُ مِنِّي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔

ردلائل النبوة۔ مواہب لدنیہ۔ طرانی شریف۔ نشر الطیب ص ۱۹

الحادی للفتاویٰ دوم ص ۲۱۲

دیکھتا تو تب جب اللہ پاک نے میرے آقا جیسا یا حضور سے افضل
کسی کو پیدا کیا ہو تا خدا کی قسم اللہ پاک نے وہ قلم ہی توڑ دی۔ جس سے
یار کے حسن و جمال صورت و شکل کو بنایا تھا۔ ہاں تو کھلی والے نے کیا
فرمایا۔ کہ اے جبرائیل بتا کوئی ہم سے بہتر بھی نظر آیا ہے۔ تو جبرائیل نے
کیا جواب دیا۔ عربی میں آپ نے جواب سنا۔ اردو میں اس کا جواب امیر خسرو
علیہ الرحمۃ نے یوں دیا کہ:-

سے اک روز جبرائیل سے کہنے کے شاہ تم نے جہاں بتلائے کیسے میں ہم

کہنے لگے نور الامین اے مہربان تیری قسم

× اَنَا قَدْ كَرِهْتُ اُمَّمَ مِهْرَبَانَ وَزَيْدَةَ اُمَّمَ

بسیار غریباں دیدہ ام لیکن تو چیرے دیگری !

نبی کریم علیہ السلام جواب سن کر بڑے خوش ہوئے فرمایا۔ یہ تو میری

بات تھی بتا کوئی میرے خاندان جیسا خاندان دیکھا۔ حضرت جبرائیل نے عرض

کی آقا جس طرح آپ کی شخصیت جیسی شخصیت مجھے نظر نہیں آتی۔ اسی طرح

آپ کے خاندان جیسا کوئی خاندان نظر نہیں آیا۔ آقا اس پورے جہان میں

آپ بھی بے مثل ہیں۔ آپ کا خاندان بھی بے مثل ہے۔ بے مثل خالق نے

اپنا یار بھی بے مثل بنایا۔ وہ خالق ہونے میں بے مثل ہے یہ مخلوق ہونے

میں بے مثل ہے۔ وہ رازق ہو کر بے مثل یہ مرزوق ہو کر بے مثل وہ بنانے

میں بے مثل، یہ بننے میں بے مثل، وہ خدائی میں بے مثل، یہ مصطفائی میں

بے مثل، سرکار کا سارا خاندان قیامت تک بے مثل۔

۷ تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کی شان بیان

کرتے ہوئے قرآن مجید کے تیسویں پارے میں ارشاد فرمایا کہ :-

مجھے قسم ہے اس شہر کی (مکہ پاک)

کی کہ اے محبوب تم اس شہر میں

تشریف فرما ہو۔

مجھے قسم ہے والد کی اولاد مولود کی۔

لَا اُقْسَمُ بِهَذَا الْبَلَدِ

وَ اَنْتَ حِدٌّ بِهَذَا

لْبَلَدِ (پا سورتہ بلد)

وَوَالِدٍ وَّ مَا وَاوَدَّ

پہلی آیتہ کریمہ میں رَبُّ الْعِزَّت نے یارب کے شہر مکہ شریف کی
قسم اٹھائی۔ کیونکہ ان گلیوں نے میرے حبیب علیہ السلام کی تلیوں
کے بوسے لئے دوسری آیتہ کریمہ میں اللہ پاک نے اپنے حبیب
علیہ السلام کے ہر اُس والد کی قسم اٹھائی جو آدم علیہ السلام سے لے
کر حضور علیہ السلام کی ذات پاک تک سرکار کے نور کا امین
اور وارث بنتا آیا۔ حضرت علامہ قاضی شامہ اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر مظہری جلد ۱۰ ص ۲۶۲ اسی آیتہ کریمہ کی تفسیر
کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

اسی آیت میں لفظ والد سے
مراد یا نوح حضرت آدم علیہ السلام
اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں
یا ہر والد مراد ہے۔ اور ما ولد
سے مراد بنی کریم علیہ السلام کی
ذات مراد ہے۔

الْمُرَادُ بِالْوَالِدِ اَدَمُ
وَ اِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ
اَوْ اَيُّ وَالِدِكَ كَانَ وَمَا
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ

گویا اس آیتہ کریمہ میں ایک تفسیری قول کے مطابق اللہ پاک
نے اپنے یارب کے ہر والد کی قسم اٹھائی۔ آپ جانتے ہیں قسم اس کی
اٹھائی جاتی ہے جو قسم اٹھانے والے کے نزدیک باعزت ہو۔
پیارے ہو، محبوب ہو۔ اگر سرکار کے آباء و اجداد اللہ پاک کو
پیارے ہیں۔ تو ماننا پڑے گا وہ تمام کے تمام اللہ پاک کی توحید
کے قابل تھے، مؤحد تھے۔ جنت کے حقدار رب کے پیارے تھے۔

کبھی کوئی بھی اپنے کسی دشمن کی اپنے مخالف کی اپنے نہ ملنے والے کئی
 قسمیں نہیں اٹھاتا۔ اللہ پاک کا قسمیں اٹھانا سرکار کے والدین کے
 ایمان پر زبردست دلیل ہے۔ اللہ پاک حق پہچاننے والی آنکھیں
 عطا فرماتے آئین۔ تم آئین۔

میرے دوستو! یہاں تک فقیر نے سرکار کے والدین کریمین
 کے ایمان شریف پر تقریباً آٹھ قرآن پاک کی آیات شریفہ گیارہ قرآن
 پاک کی تفاسیر اور رسالت احادیث مبارکہ پیش کی ہیں امید ہے،
 سامعین کرام ان دلائل سے مطمئن ہوں گے۔ اب آیتے سرکار کے
 والدین کریمین کے ایمان کو دوسرے زاویے سے دوسرے نقطہ نگاہ سے
 دیکھتے ہیں۔

دوسرا نقطہ نگاہ

معزز سامعین کرام تمام مسلمانوں کا

اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی کریم
 علیہ السلام کے والدین کریمین آپ کے اعلان نبوت سے پہلے ہی
 اس فانی دنیا سے تشریف لے گئے۔ سرکار ابھی اپنی اُمّی جان کے
 بطن میں تھے۔ تو سرکار کے والد فوت ہو گئے۔ جب نبی کریم علیہ السلام
 کی عمر شریف چھ برس کی ہوئی تو سرکار کی پیاری والدہ ماجدہ بھی
 فوت ہو گئیں۔ گویا آپ کے والدین نے اپنے نورِ نظر کے اعلان نبوت
 کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا۔ اعلان نبوت سے پہلے ہی رخصت
 فرما گئے۔ تمام علمائے کرام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر سرکار
 کے اعلان نبوت فرمانے تک کے دور کو فترت کا دور کہتے ہیں۔

اور اسلام کا یہ متفقہ قانون ہے کہ جو لوگ سرکار کے اعلانِ نبوت سے پہلے دنیا سے پردہ کر گئے اور ان کی زبان سے پوری زندگی کُفر اور شرک کے الفاظ نہ نکلے ہوں تو وہ جہنم میں نہیں جاتیں گے بلکہ ان کا ٹھکانہ بہشت ہے، بہشت ہے، وہ ناجی ہیں جنتی ہیں۔ اور نبی کریم علیہ السلام کے والدین بھی دو فرقت میں اللہ پاک کو پیارے ہو گئے اور پوری زندگی ان کی زبان سے کبھی کفر شرک کے الفاظ نہ نکلے نہ انہوں نے کسی بیت کو سجدہ کیا۔ لہذا وہ بھی جنتی ہیں۔ اور اللہ پاک کے حکم سے بہشتی ہیں۔ انشاء اللہ اس بات پر قرآن مجید کے چند دلائل چند آیات کریمہ پیش کرتا ہوں اللہ پاک اس کو ہدایت کا، نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین۔

اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید کے ۱۵ سورہ
بنی اسرائیل رکوع ۲، آیت ۱۵ میں ارشاد

پہلی آیت

فرماتا ہے۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ
نُعْثَ رَسُولًا

ہم اس وقت تک عذاب دینے
والے نہیں جب تک رسول نہ
بھیج دیں۔

امام محمد ثنیں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ

مسائل الحنفاء صفحہ ۳ میں یہ آیت کریمہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ
ان آیات میں سے یہ آیت وہ
ہے جس کے بارے تمام اہلسنت

ہِيَ السُّنَّةُ عَلَى الْاِسْتِدْلَالِ

بِهَا فِي أَنَّهُ لَا تَعْدِيَابَ
قَبْلَ الْبُعْثَةِ -

کا اتفاق ہے کہ بعثت سے پہلے
کسی کو عذاب نہیں ہوگا۔

اس عقیدہ پر جن سے استدلال کیا جاتا ہے اور اسی آیتہ کریمہ
سے معتزلہ کا رد کیا جاتا ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ علامہ امام ابن جریر
علیہ الرحمۃ۔ علامہ امام ابن ابی حاتم اپنی اپنی تفسیر میں حضرت قتادہ
تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ حضرت قتادہ نے فرمایا۔

قَالَ إِنَّ اللَّهَ لَيْسَ
بِعَذَابٍ أَحَدًا حَتَّى
يَسْبِقَ إِلَيْهِ مِنَ اللَّهِ
خَبْرٌ أَوْ يَأْتِيَهُ مِنَ
اللَّهِ بَيِّنَةٌ كَمَا أَنَّ اللَّهَ

کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بھی عذاب نہیں
دے گا۔ جب تک اس کے پاس
کوئی خبر نہیں آجاتی یا اللہ پاک
کسی طرف سے کوئی نشانی نہیں
آجاتی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ یہی بات دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے۔

پ سورة العام آیت ۱۳۱ -

ذَلِكَ أَنْ تَشْرِيكَ
رَبَّكَ مُهْلِكِ الْقُرَىٰ
بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا غَفْلُونَ -

یہ اس لئے کہ نہیں ہے آپ کا
رَبِّ ہلاک کرنے والا بستیوں کو
ظلم سے اس حال میں کہ ان کے
باشندے بے خبر ہوں۔

خالق کائنات اس آیتہ کریمہ میں اپنا طریقہ اور قانون بیان فرما
رہا ہے۔ کہ ہر کسی کو اچانک بے خبری میں ہلاک نہیں کرتے۔ بلکہ ان کے
پاس ہادی اور رسول روانہ فرماتے ہیں۔ جو ان کو صراط مستقیم بتاتے

ہیں اگر وہ نہ سیدھے راستے پر چلیں تو پھر ہم ان کو عذاب دیتے ہیں۔ علامہ
امام ابن کثیر علیہ الرحمۃ تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۱۷۸ پر یہی بات درج کرتے
ہیں۔

أَيُّ إِنَّمَا أَعْذَرْنَا إِلَى
الثَّقَلَيْنِ بِأَرْسَالِ الرَّسُولِ وَ
إِنزَالِ الْكُتُبِ لَعَلَّ
يُؤَاخِذُ أَحَدًا بِظُلْمِهِ
وَهُوَ كَسْبٌ تَبْلُغُهُ دَعْوَتُهُ

کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم نے
جنت اور انسانوں کی طرف اپنے
رسول اور کتابیں بھیج کر حجت
تمام کر دی یہ اس لئے تاکہ سب
کسی کا مواخذہ ہو پیکر ہو تو ظلم نہ
بن جلتے۔ جبکہ اس کے پاس اسلام
کی دعوت نہ پہنچی ہو۔ اللہ اکبر۔

اسی بات کو رب العزت نے تیسرے مقام پر مزید کھول کر بیان

فرمایا پ ۱۶ رکوع ۱۷ سورہ طہ آیت ۱۳۴۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَا هُمُ
بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ
لَسَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ
إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ
آيَاتِكَ مِن قَبْلِ أَنْ
نُنزِلَ وَنَخْزِي.

اگر ہم انہیں کسی رسول کے آنے
سے پہلے ہلاک کر دیتے، کسی عذاب
سے تو وہ ضرور کہتے اے ہمارے
رب کیوں نہ بھیجا تو نے ہماری
طرف کوئی رسول تاکہ ہم پیروی
کرتے تیری آیتوں کی اس سے پہلے
کہ ہم ذلیل اور رسوا ہوتے۔

مفسرین کرام علیہم الرحمۃ یہ آیت لکھ کر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

نے کفار مکہ اور دیگر کفار کو گویا عذر پیش کرنے اور چیلے پہانے کرنے کا راستہ بند کر دیا۔

یعنی ہم اگر کفارِ مکہ کو قرآنِ کریم کے انارنے اور رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت مبارکہ سے قبل ہلاک کر دیتے تو وہ قیامت کو کہتے اے ہمارے پروردگار تو نے ہمارے طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم اس پر ایمان لاتے اور اس کی پیروی کرتے۔ اسی بات

أَيُّ لَوْ أَهْلَكْنَا كُفَّارَ
مَكَّةَ مِنْ قَبْلِ نُزُولِ
الْقُرْآنِ وَبِعَثَّةٍ مَحَمَّدٍ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أُرْسِلَتْ
إِلَيْنَا رَسُولًا أَمْثَى لَقَالُوا
يَا رَبَّنَا هَلَّا أُرْسِلَتْ
إِلَيْنَا رَسُولًا حَتَّى نُؤْمِنَ
بِهِ وَنَتَّبِعَهُ -

(تفسیر صفحہ ۲۵۲ جلد ۲ ص ۲۵۲)

اسی بات کو ربِّ کائنات چوتھے مقام پر بیان فرماتا ہے۔ پ

سورۃ قصص آیت ۴۷۔

اور کہیں ایسا نہ ہو کہ جب پہنچے
انھیں کوئی مصیبت ان اعمال کے
باعث جو انہوں نے کئے ہیں تو
وہ یہ نہ کہنے لگیں کہ اے ہمارے
ربِّ کیوں نہ بھیجا تو نے ہماری

وَلَوْلَا أَنْ تُصِيبَهُمْ
مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ
أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا
رَبَّنَا لَوْلَا أُرْسِلَتْ
إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ

وَنَكُونُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

طرف کوئی رسول تاکہ ہم پیروی
کرتے تیری آیات کی اور ہم ہو
جاتے ایمان لانے والوں میں سے

حضرت علامہ امام ابن کثیر علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۹۲

میں اسی آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے گویا فرمایا کہ:-

أَيُّ وَادُّسَلُّكَ إِلَيْهِمْ
لِتَقِيمَ عَلَيْهِمُ الْحُجَّةَ

ہم نے آپ کو اپنے محبوب کریم
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی
طرف اس لئے بھیجا تاکہ ان کافروں
پر حجبت قائم ہو جائے۔ اور ان
کا عذر ختم ہو جائے۔

کیونکہ جب ان کے پاس ان کے کفر کے سبب سے اللہ پاک کا

عذاب آیا تو وہ یہ بہانہ پیش کر سکتے ہیں کہ:-

كَمْ يَكْتُمُونَ رَسُولًا
وَلَا مَنِّي دَارًا

ہمارے پاس نہ تو کوئی رسول آیا
اور نہ ہی کوئی ڈرانے والا آیا۔

قرآن مجید کی ان چار آیت کریمہ اور چار تفسیر کے حوالے سے بات

ثابت ہوئی کہ اللہ عز و جل کی یہ سنت ہے، یہ عادت مبارکہ ہے کہ جب

تک کسی قوم میں نبی نہ بھیجے اس وقت تک ان کو عذاب نہیں دیتا۔ ان

سے نا ملاض نہیں ہوتا۔ انہیں جہنم کا مستحق نہیں بناتا۔ جب قرآن یہ کہتا ہے

کہ جن کے پاس اللہ پاک کا رسول نہ تشریف لے جاتے وہ جہنم سے بری

ہیں، وہ عذاب کے سزاوار نہیں تو میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

والدین شریفین تو اس وقت دنیا سے تشریف لے گئے۔ جب سرکار کی
توت کا ظہور ہی نہیں ہوا تھا۔ وہ کیسے جہنم کے مستحق ہو گئے۔ وہ کیسے
غلاب میں گرفتار ہوں گے؟ اللہ اکبر۔

ان تمام دلائل کے بعد بھی کوئی بد نصیب، کوئی قسمت کا مارا ہوا
انسان کوئی سنگدل میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین شریفین کے
ایمان میں شک کر بیٹھے اور کہے کہ نہیں جی وہ جنت میں جب جاتے جب
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلمہ پڑھے بغیر کلمہ شریف کے کوئی جنت
میں نہیں جاسکتا۔ تو آیت ہم آپ کو دکھاتے ہیں کہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے اپنے والدین شریفین کو کلمہ بھی پڑھایا تھا وہ کیسے تو
سنبھلے۔

حیاتِ کریمہ ابوبن مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

اُم المؤمنین
سیدہ طیبہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:-

کہ سید المرسلین رحمۃ اللعالمین
حضور پر نور سرکار مدینہ سرور
قلب و سینہ جناب محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
نے آخری حج اپنی ظاہری زندگی
مبارک کا ہائے ساتھ کیا۔

پھر آپ میرے ساتھ حجوں

قَالَتْ حَجَّ بِنَا رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
حَجَّةَ الْوَدَاعِ -

فَمَرَّ بِي عَلَى عُقْبَةِ

(یعنی مگر معظمہ کے قبرستان جنت المعلیٰ)
میں تشریف لے گئے۔

اور آپ کی یہ حالت مبارک تھی
کہ آپ رو رہے تھے (یعنی قبرستان
میں اہل قبور کو دیکھ کر آپ نے
رونا شروع کر دیا) اور بہت زیادہ
مغموم اور پریشان ہو گئے۔
اللہ اکبر۔

الْحَجُّونَ -

وَهُوَ بَاكٍ حَزِينٌ
مُفْتَوٌّ -

حضرت عائشہ فرماتی ہیں سرکارِ مدینہ کی آنکھوں سے جب
آنسو موتیوں کی طرح بہنے لگے تو سرکار کی کیفیت دیکھ کر میں بھی رونا
شروع ہو گئی۔ میری آنکھیں بھی جھم جھم رونے لگیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے روتے روتے فرمایا۔ عائشہ! میں نے عرض کی جی آقا۔ فرمایا۔
تم یہیں ٹھہرو میں قبرستان میں سے ہو کر آتا ہوں۔ حضرت عائشہ فرماتی
ہیں۔ میں اونٹ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ سرکارِ دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم قبرستان میں تشریف لے گئے۔ کافی دیر کے بعد میرے پاس
تشریف لائے اور کیفیت کیا تھی۔ حالت کیا تھی۔ منظر کیا تھا۔ سماں کیا تھا۔
جب رحمتِ کائنات میرے پاس
تشریف لائے تو آپ بڑے مسرور
تھے۔ چہرہ والضحیٰ موتیوں کی طرح
کھلا ہوا تھا۔ سبحان اللہ۔

تُسَوِّعَادَاتٍ كَمْ هُوَ قَدِيحٌ
مُتَبَسِّئٌ -

میرے دوستو! سرکار کا مسکرانا یوں سمجھو گویا ساری کائنات کا
 مسکرنا ہے اور سرکار کا رونا گویا ساری کائنات کا رونا ہے۔ شاعر اہلسنت
 جناب عبدالستار نیازی نے کیا خوب بات کہی کہ:-

ہلکے ہلکے جوہرِ دل کو سرور آتے ہیں
 بزم میں کھلی والے ضرور آتے ہیں
 ہاتھ پھیلاؤ کشکول لے کر سبھی
 بٹ رہے ہیں کرم ہر کسما کے لئے
 چار سو رحمتوں کی ہوا تیں چلیں!
 ہو گئی جس سے ساری فضا دلنشین
 مسکراؤ سبھی آگے ہیں بنی!
 غم کے مارو تمہاری خوشی کے لئے

ہاں تو حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ جب میرے آقا گئے تھے تو شدید
 غمگین تھے، نہایت افسردہ تھے۔ لیکن جب قبرستان سے تشریف لاتے تو
 بہت ہی خوش تھے۔ بہت ہی مسرور تھے۔ جب میں نے یہ حالت دیکھی
 تو میں حیران ہو گئی۔ یہ کیا معاملہ ہے کہ سرکار گئے روتے ہوتے اور آ
 رہے ہیں مسکراتے ہوتے مجھ سے رہا نہ گیا۔ میں نے عرض کی آقا آپ کے
 قدموں پر میرے ماں باپ قربان یہ کیا؟ فرمایا عائشہ کیا مطلب۔ عرض کی
 آقا جب آپ گئے تو کیفیت کچھ اور تھی، آتے ہیں تو منظر کچھ اور ہے میرے
 آقا مسکرا پڑے۔ عاشق سرکار کی مسکراہٹ کو یوں بیان کرتا ہے۔

دند اُس دے سچے موتی تے اکھیاں مست خماری
 تے جد ٹردا عرش فرشی آکھن واہ واہ ٹور پیاری
 سرکار نے مگر اکر فرمایا۔ عائشہ جانتی ہو نہیں کیوں خوش ہو رہا ہوں۔
 میرے آقا اللہ عزوجل جانے یا اس کی عطا سے آپ جانیں۔ فرمایا بات
 یہ ہے کہ یہ

فَقَالَ ذَهَبْتُ بِقَبْرِ
 اُمِّي

میں تجھے چھوڑ کر اپنی امی جان حضرت
 آمنتہ کی قبر پر گیا تھا۔ حضرت عائشہ

حضرت عائشہ نے عرض کی آقا پھر کیا ہوا۔ فرمایا میں والدہ کی قبر
 کے پاس بیٹھ گیا پھر،
 فَسَأَلْتُ رَبِّي أَنْ
 يُحْيِيَهَا

میں نے ماٹھا اٹھا کر مالک محل
 سے دُعا مانگی۔

آقا کون سی فرمایا۔ میں نے عرض کی اے میرے پالنے والے میری
 امی آمنتہ کو قبر میں زندہ کر کے میرے سامنے کھڑا کر دے۔ اللہ اکبر۔
 حضرت عائشہ نے عرض کی آقا پھر جواب کیا ملا۔ میرے آقا نے فرمایا
 عائشہ ہونا کیا تھا۔ میرے رب نے دُعا قبول کر لی۔ میاں قبول ہوتی بھی
 کیوں نہ مانگنے والا محبوب، قبول کرنے والا محب مانگنے والا رحمۃ للعالمین
 قبول کرنے والا رب العالمین علی حضرت فرماتے ہیں:-

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
 بڑھی ناز سے جب دُعا تے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دُہن بن کے نکلی دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب میں نے دُعا مانگی تو

فَاَحْيَاَهَا
تو اللہ تعالیٰ نے میری اُمّی کو
زندہ کر دیا۔

آقا پھر کیا ہوا فرمایا :-

میری اُمّی نے میری نبوت کا اقرار
کیا۔ میرا کلمہ پڑھنے کے نتیجے پر ایمان
لے آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے پھر میری
اُمّی کو موت عطا کر کے قبر میں واپس
بھیج دیا۔ سبحان اللہ۔

فَاَمُتْتُ بِئِي وَرَدُّهَا
اللَّهُ إِلَى الْمَوْتِ۔

اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی والدہ نے دوبارہ زندہ ہو کر کلمہ شریف پڑھا۔ دوسری روایت میں اسی
طرح حدیث میں موجود ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی پاک
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کریم سے دونوں والدہ
اور والد کے زندہ ہونے کی دُعا کی۔

نبی کریم نے دُعا مانگی کہ اے خالق کائنات
میرے والدین کو زندہ فرما۔ پھر
کیا ہوا؟

سَأَلَ رَبِّيَ أَنْ يُحْيِيَ
أَبَوَيْهِ۔

اللہ تعالیٰ نے یار کی خاطر دونوں

فَاَحْيَاهُمَا لَكَ۔

حضرت آمنہ، حضرت عبداللہ کو
زندہ کیا۔

پھر دونوں بزرگوں نے سرکار
کی نبوت کو مان کر کلمہ شریف پڑھا۔
پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو موت عطا
کر دی۔

فَامَنَّا بِهِ ثُمَّ آمَنَّا مَاهُمَا

قربان جاؤں والدین مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر، میاں
محمد گھڑی شریف کے قلندر فرماتے ہیں کہ :-

کھڈیا اچیا بختاں والاتے جڈھا دلبر گھرا آجلوے
واہ مقدر اُس دھرتی دے تے جتھے قدم چا یا رٹکاوے

ذرقانی شریف جلد ۱ ص ۱۶۸۔ الحاوی للفتاویٰ جلد ۲ ص ۲۲۲۔ حجتہ اللہ
علی العالمین ص ۴۱۲۔ دارقطنی۔ ابن عساکر فی غرابت مالک۔ ابن شاعین فی
الناسخ والمنسوخ۔ الخطیب بغدادی فی السابق واللاحق۔ جواہر البحار جلد ۴
ص ۳۰۳۔ روح البیان پ ص ۴۸۵۔

میرے دوستو! اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے اپنے ماں باپ کو اللہ پاک کے حکم سے زندہ کر کے دوبارہ
کلمہ پڑھا کر اپنا صحابی بنا کر دنیا سے باایمان دنیا سے رخصت فرمایا۔
اللہ اللہ! ہو سکتا ہے کوئی منکر اس حدیث کو موضوع کہہ کر یہ حدیث
صحیح نہیں، گھڑی ہوتی ہے۔ جیسے ابن تیمیہ اور ان کے پیروکار کہتے ہیں۔
لیکن آپ کہیں کہ ایک طرف ابن تیمیہ اور دوسری طرف خطیب بغدادی ابن شاعین

امام مہدی جیسے مایہ ناز محمدین، ہم ایک ابن تیمیہ کی بات مانیں یا اگر وہ محدثین کی ایک عاشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب ابن تیمیہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ اور سرکار کے والدین کی اجبار والی حدیث کو موضوع لکھا دیکھا تو آنکھوں میں آنسو آگئے۔ روکنا اپنی محبت کا اظہار یوں کیا کہ:-

ۛ اَيُّقُنْتُ اَنْ اَبَا النَّبِيِّ وَاُمَّهُ
اَحْيَا هُكَا الرَّبِّ الْكَرِيمِ الْبَارِي

ترجمہ: میں یقین جان کر کہتا ہوں کہ بے شک نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے ماں باپ۔ ان دونوں کو ان کے رب کریم نے زندہ کیا۔

ۛ حَتَّى لَهٗ شَهَادَا يَصِدُقُ رِسَالَتِهِ
سَلِمَتْ فِتْلَتُكَ كَرَامَةُ الْمُخْتَارِ

ترجمہ: یہاں تک کہ دونوں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سچے رسول ہونے کی تصدیق کی۔ اے مومن اس بات کو مان لے یہ تیرے نبی کی کرامت ہے (یہ سرکار کی عزت افزائی کے لئے

ہے)

ۛ هَذَا الْحَدِيثُ وَمَنْ يَقُولُ بِضَعْفِهِ
فَهُوَ الضَّعِيفُ عَنِ الْحَقِيقَةِ عَادِي

ترجمہ: دوبارہ زندہ ہو کر ایمان قبول کرنا یہ حدیث پاک سے ثابت

ہے اور جو کوئی اس حدیث پاک کو ضعیف کہے وہ خود ضعیف

ہے (اُس کا ایمان ضعیف ہے) ایسا شخص حقیقت سے ناواقف

ہے۔ حجتہ اللہ علی العالمین ص ۱۳۳۔

قولِ فصیل

عاشقِ مدینہِ قنانی الرسولِ حضرت علامہ امامِ لویس

بن اسماعیل بنجانی علیہ الرحمۃ نے سرکارِ مدینہ سرور

قلبِ وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین شریفین کی حیاتِ کرمیہ

والی حدیث مبارکہ تحریر کرنے کے بعد بڑی پیار ہی بات فرمائی تاکہ حدیث

پاک کو موضوع کہنے والے ضعیف کہنے والے دوست پڑھ کر یاسن کر

اندازہ لگائیں کہ یہ حدیث موضوع نہیں، ضعیف نہیں بلکہ بالکل صحیح ہے

فرماتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ أَحْيَاكُمْ
لَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وَأَلِهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَمَّنَّا
بِهِ۔

اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں

کہ اللہ تعالیٰ نے یار کے عزازہ

کے لئے آپ کے والدین کو زندہ

فرمایا وہ دونوں اللہ تعالیٰ پر اور

سرکارِ مدینہ پر ایمان لے آئے۔

آگے فرماتے ہیں۔

وَهَذَا السَّبِيلُ مَأَلٌ إِلَيْهِ
طَائِفَةٌ كَثِيرَةٌ مِّنَ
الْأُمَّمَةِ الْمُحْفَظَةِ۔

یہ حدیث پاک اور اسی طرح کی

احادیث کو بہت سارے اماموں

اور حفاظِ حدیث نے بیان فرمایا

ہے۔ سبحان اللہ۔

ایک ہوتا ہے حافظِ قرآن۔ ایک ہوتا حافظِ حدیثِ قرآن پاک

بھی یہ کرامت ہے کہ سات سال کا بچہ بھی یاد کر لیتا ہے۔ لیکن احادیثِ

مبارکہ کو تمام راویوں کے ناموں سمیت حفظ کرنا بہت مشکل کام ہے۔

امام بخاری فرماتے ہیں کہ حافظانِ حدیث نے اس حدیث کو اپنی اپنی مسانید میں ذکر فرمایا۔ لوگوں نے پوچھا حضور وہ کون سے حافظانِ حدیث اور امام ہیں۔ جنہوں نے یہ حدیث بیان کی ہے فرمایا۔

مِنْهُمْ أَبُو الْخَافِظُ أَبُو بَكْرٍ
الْمَخْطِيبُ الْبَغْدَادِيُّ
وَالْخَافِظُ أَبُو الْقَاسِمِ
ابْنُ عَسَاكِرٍ وَالْخَافِظُ
أَبُو حَفْصٍ بَيْنَ شَاهِدِينَ
وَالْخَافِظُ أَبُو الْقَاسِمِ
السُّهَيْبِيُّ وَالْإِمَامُ الْقُرْطُبِيُّ
وَالْخَافِظُ مُحِبُّ الدِّينِ
الطَّبْرِيُّ وَالْعَلَّامَةُ
نَاصِرُ الدِّينِ بِنُ الْمُنِيرِ
وَالْخَافِظُ فَتْحُ الدِّينِ
بَيْنَ سَيِّدِ النَّاسِ -

ان حافظانِ حدیث میں سے چند
حفاظ حدیث یہ ہیں (۱) حافظ الحدیث
ابو بکر خطیب بغدادی (۲) حافظ
الحدیث ابو القاسم ابن عساکر
(۳) حافظ الحدیث ابو حفص بن
شاعین (۴) حافظ الحدیث
ابو القاسم سہیلی (۵) امام قرطبی
(۶) حافظ الحدیث محب الدین
طبری (۷) علامہ ناصر الدین بن
منیر (۸) حافظ الحدیث فتح الدین
بن سید الناس۔

رحمۃ اللہ علی العالمین ص ۱۳۴ -

ذرقانی شریف جلد ۱ ص ۱۲۹

میرے دوستو! الحمد للہ اہل ایمان کے لئے اتنے محدثین کی
گواہیاں سرکار کے والدین کے ایمان کے لئے کافی ہیں۔ لیکن بعض
حضرات جو ہر بات عقل سے تو لیتے ہیں کہ یہ ہماری عقل میں آتی ہے۔
کہ نہیں اگر آگئی تو مان لیتے ہیں اگر نہ آئے تو انکار۔ اسی طرح منکرین

مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اتنے محدثین کے حوالے سنتے ہیں تو بجاتے مانتے کے آخری حجت بازی کے لئے پتہ کیا کہتے ہیں۔ ٹھیک ہے جی! پر کیا بھئی! پر عقل میں یہ بات نہیں آتی یہ کیسے ہو گیا۔ مگر کبھی زندہ زندہ ہو سکتا ہے۔ نہیں، نہیں عقل میں نہیں آتا؟

عقل میں نہیں آتا | میرے دوستو! الحمد للہ ہماری عقلیں دلیل کے تابع ہیں۔ اگر دلائل مل جائیں

تو ہم مان جاتے ہیں۔ لیکن یہ دلائل کے تابع نہیں۔ عقل کے تابع عقل میں نہ آتے نہیں مانتے۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے قلندر لاہوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:-

سے خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں اچھا صاحب آپ کی عقل میں یہ تو ضرور آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک امیر مر گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس مرے کو زندہ کرنے کے لئے اپنے نبی کو فرمایا کہ ایک گائے جو خاص تسکلی والی تھی کو ذبح کر کے اس کا ایک حصہ مارو وہ زندہ ہو جائے گا۔ پارہ ۱ سورۃ بقرہ آیت ۷۲۔ جب اللہ تعالیٰ کے نبی نے حصہ مارا مقتول زندہ ہو گیا۔ صاحب یہ تو عقل میں آگیا۔ قرآن کا جو مسئلہ ہے۔ اچھا یہ بھی عقل میں آتا ہو گا۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام مرے زندہ کرتے تھے۔ قرآن کہتے ہیں یہ بھی آتا ہے۔

میرے دوستو! اب ان سے پوچھو کہ اے عقل والو مقام کس کا بلند ہے۔ حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ علیہم السلام کا یا ہمارے پیارے نبی

کا؟ تو لازماً کہنا پڑے گا۔ شان ہمارے نبی کا زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ بھی قرآن پے کا حصہ ہے۔ اب سوچو جب ہمارے نبی سے کم مرتبے والے انبیاء کا یہ مقام ہے تو میرے آقا کا کیا مقام ہوگا۔ معراج کی رات یہ نبی میرے نبی کے پیچھے تھے۔ ہمارا نبی سب سے آگے تھا تو غور کرو جب مقتدیوں کی یہ شان ہے تو امام کا کیا عروج ہوگا۔ سارے نبی اُمّتی میرا نبی سب کا رسول جب اُمّتیوں کو اللہ پاک نے اتنی عظمت عطا فرمائی ہے تو رسول کو کتنی رفعت عطا فرمائی ہوگی۔ اللہ اکبر۔

علامہ امام اسماعیل حقی حنفی علیہ الرحمۃ اپنی شہرہ آفاق تفسیر روح البیان جلد ۱ ص ۲۱۴ میں علامہ امام زرقانی شرح مواہب زرقانی جلد ۱ ص ۱۴۱ امام بنہانی علیہ الرحمۃ حجتہ اللہ علی العالمین ص ۱۴۱ امام قرطبی کا فرمان درج کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

وَلَيْسَ أَحْيَاءٌ هُمْ وَأَيَّمَانُهُمْ
بِهِ۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین شریفین کا زندہ کیا جانا اور ان دونوں بزرگوں کا کلمہ پڑھ کے سرکار پیر ایمان لانا۔

یہ بات نہ تو شرع کے خلاف ہے اور نہ عقل کے خلاف ہے کیوں؟

يُمْتَنِعُ عَقْلًا وَلَا شُرْعًا۔

اس لئے کہ۔

قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے ایک مقتول کے زندہ کئے جانے

فَقَدْ وَرَدَ فِي الْقُرْآنِ
أَحْيَاءٌ قَتِيلًا بِنِجْمِ إِسْرَائِيلَ

وَإِخْبَارُهُ بِقَاتِلِهِ -

اور اس کا اپنے قاتل کے بارے
میں خبر دینے کا واقعہ موجود ہے۔

اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام
مُرحے زندہ کرتے تھے۔

اسی طرح ہمارے نبی امام الانبیاء
سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم نے ایک مُردہ نہیں بلکہ
مُردوں کی جماعت کو زندہ کیا۔
سُبْحَانَ اللَّهِ -

وَكَانَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ
يُحْيِي الْمَوْتَى -

وَكَذَلِكَ نَبِيُّنَا صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
أَحْيَاءَ اللَّهُ عَلَى يَدِهِ
جَمَاعَةً مِنَ الْمَوْتَى -

جماعت جمع کا صیغہ ہے اور جمع میں کم از کم تین زیادہ کی حد نہیں تو
محدثین کرام فرماتے ہیں۔ ہمارے رسول نے ایک نہیں، دو نہیں بلکہ کئی مُردے
زندہ کئے مثلاً جابر کے دو بچے زندہ کئے۔ بچوں کا بکرا زندہ کیا شواہد النبوة
ایک یہودی کی بیٹی زندہ کی رحمة اللہ علی العالمین والدین کا زندہ کرنا وغیرہ۔

وَإِذَا ثَبَتَ هَذَا | جب یہ سب کچھ ثابت ہے۔

جب یہ تمام حقائق موجود ہیں۔ جب یہ سب کمالات موجود ہیں تو پھر
کون سی رکاوٹ ہے کہ سرکار کے والدین اپنے زندہ کئے جانے کے بعد
ایمان لے آئیں۔

اس سے تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت
اور فضیلت میں اضافہ ہی ہوتا ہے

زِيَادَةٌ كَرَامَةٌ فِي
فَضِيلَتِهِ -

۱ | (الحادی للفتاویٰ جلد ۲ ص ۲۳)

میرے دوستو! ان دلائل سے پتہ چلا کہ بالفرض محال مان بھی لیا جائے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین اپنی زندگی میں مومن نہیں تھے۔ تو پھر بھی ماننا پڑے گا کہ سرکار کے والدین ایماندار ہیں۔ کیونکہ میرے آقا نے اپنی خداداد طاقت سے ان کو زندہ کر کے دوبارہ کلمہ پڑھا کے صحابی بنا کے دنیا سے رخصت فرمایا۔ اللہ اکبر۔

لیکن اگر بنظر غایت دیکھا جائے تحقیق کی نگاہ سے دیکھا جائے محبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عینک لگا کر دیکھا جائے تو ان کے فرمودات سے ان کے ملفوظات سے ان کے کلمات طیبات سے ان کے ایمان کا سوج جگکا رہا ہے تو کیسے تو آئیے ہم آپ کو محبت والی نگاہ سے دکھائیں۔

ساری کائنات کے ملجا، ماویٰ شفیع المذنبین
امام المرسلین، خاتم النبیین، نور مجسم جناب

محبت کی نگاہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن شریف میں تھے کہ آپ کے والد مکرم دنیا سے پردہ فرما گئے۔ جب آپ کی عمر مبارک چھ برس کی ہوئی تو آپ کی لاڈلی اور پیاری امی جان کا بھی وصال ہو گیا۔ جب آپ کی وفات شریف ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امی جان کے پاس تشریف فرما تھے۔ آخری لمحات میں جدائی کا وقت قریب آ گیا۔ ماں اپنے لخت جگر کو دیکھ رہی ہیں۔ بیٹا ماں کے چہرے کو دیکھ رہا ہے۔ اچانک حضرت آمنہ کی آنکھوں میں آنسو اُٹھ آئے حضرت اسماء بنت ابی رہم فرماتی ہیں میری والدہ حضرت

آمنہ کے پاس اس وقت موجود تھیں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سرکار
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سینے سے لگا لیا اور بیٹے کو مخاطب کر کے چند
عربی میں اشعار پڑھے۔ ان میں سے کچھ اشعار آپ بھی سنتے اور پڑھیں کہ
حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصال شریف کے وقت کون سے اشعار
پڑھے۔ فرمایا۔

بَارَكَ اللهُ فِيكَ مِنْ غُلَامٍ

اے میرے نعتِ جگر اللہ تعالیٰ تجھے برکتیں عطا فرماتے،

اِنْ صَحَّ مَا ابْصَرْتُ فِي الْمَنَامِ

بیٹا جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا اگر وہ صحیح ہے؟

تو پھر کیا کہ۔

فَاَنْتَ مَبْعُوْثٌ اِلَى الْاَيَّامِ

یقیناً آپ لوگوں کی طرف عظمت اور جہالت والے

مِنْ عِنْدِ ذِي الْحَكْلِ وَالْاَيَّامِ

خدا عز و جل کی طرف سے (نبی، مبعوث ہوں گے

تُبْعَتْ فِي الْحِلِّ وَفِي الْحَدَامِ

آپ مبعوث ہوں گے حِلِّ و حَرَمِ (ساری کائنات کی طرف)

تُبْعَتْ فِي التَّحْقِيْقِ وَالْاَيَّامِ

اور آپ مبعوث ہوں گے حق و باطل ظاہر کرنے اور اسلام پھیلانے

کے لئے۔

کون سا دین پھیلانے کے لئے؟

دِينُ اَبِيكَ اِمْرًا سَادًا

وہ دین جو تیرے باپ ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے

فَاللّٰهُ اَنْبَهَاكَ عَنِ الْاَضْمَامِ

وہ ابراہیم جو محسن اور مطیع تھے

اَنْ لَا تَوَالِيَهَا اِلَى الْاَقْوَامِ

آپ کو اللہ تعالیٰ بتوں سے محفوظ رکھے کہ آپ دوسرے

لوگوں کے ساتھ ان کی پیروی کریں۔

ان اشعار کے بعد حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے لختِ

جگر کا چہرہ چوم کر فرمایا کہ:

كُلُّ حَتِيٍّ مَيِّتٌ

ہر زندہ مرنے والا ہے۔ ہر نئی چیز پرانی

ہوگی۔ ہر بڑے سے بڑا فنا ہوگا۔

میں بھی اب مرنے والی ہوں مگر

میرا ذکر قیامت تک رہے گا۔

اَنَا مَيِّتَةٌ

وَذِكْرِي بَاقٍ

کیوں!

وَقَدْ تَرَكْتُ خَيْرًا وَّ

وَلَدْتُ طَهْرًا

میں خیر عظیم و حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کو چھوڑ کر جا رہی ہوں اور میں نے

طیب طاہر کو جنم دیا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ! قربان جاؤں آقا کی پاک ماں کی نگاہ کرامت پر

فرما رہی ہیں میرا جنم تو جا رہا ہے۔ لیکن میرا ذکر قیامت تک رہے گا۔ دیکھ

آج چودہ سو سال اس بات کو کہتے ہوئے گزر گئے۔ لیکن سرکار صلی اللہ علیہ وسلم

کی والدہ ماجدہ کافرمان کیسے صحیح ثابت ہو رہا ہے۔ ہر لمحہ ہر لحظہ ہر گھڑی،
جب بھی سرکار کی ولادت پاک کا تذکرہ ہوتا ہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ
عنها کے گیت زبان پر شروع ہو جاتے ہیں۔ اور خصوصاً ربیع الاول شریف
میں تو ہر طرف یہی ترانے ہوتے ہیں کہ۔

سے آج آمنہ دے بچن دی تشریف آوری لے
ہونا جہدے طفیلوں سب مجرماں بری لے
ساکے بنی خدا توں منگدے گئے دعائیں
بیا رب آساں نوں امتی محبوب ^{و صلوات اللہ علیہ وسلم} ادا بنا میں
اللہ عزوجل نے تینوں بخشی کیہو جہتی پیغمبری لے
آج آمنہ دے بچن دی تشریف آوری لے
اور کوئی یوں ترانے گا رہا ہوتا ہے۔

سے رب رونقاں نے لائیاں آج آمنہ دے دیہڑے
جنت چوں حوراں آتیاں گاؤں بنی دے سہرے
کر دا لے سجدے کعبہ آج آمنہ دے گھرنوں
نوری دین پتے سلامی نبیاں دے تابوڑ نوں
بچن آمنہ دا چڑھیا ہو یا چاننا چو فیہرے
رب رونقاں نے لائیاں آج آمنہ دے دیہڑے
اور کوئی یوں گیت گاتا ہے۔

سے بارہ ربیع الاول آتی کیتا کرم کریم
آمنہ ماتی دی گودی وجہ آیا ڈرّے یتیم

نبی جی اَشَدُّ اَشَدُّ اَشَدُّ، لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

اُوہ آیا ہر ایک دی دیکھو ہتھ ہے جس سے لَاج

مشرق مغرب راج ہے جس دانبیاں داسد راج

نبی جی اَشَدُّ اَشَدُّ اَشَدُّ، لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

ہاں تو عرض یہ کہ رہا تھا کہ سیدہ طیبہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نے فرمایا میں تو دنیا چھوڑ کر مالکِ حقیقی کی بارگاہ میں جا رہی ہوں۔ لیکن میرا

ذکر، میرے چہرے، میری شان، میری عظمت کے ترانے میرے بیٹے کے صدقے

قیامت تک لوگ گاتے رہیں گے۔ حضرت اسما کی والدہ فرماتی ہیں یہ بات

کرنے کے بعد

حضرت آمنہ دنیا سے پردہ فرما گئیں

آپ کا وصال ہو گیا۔

ثُمَّ مَا تَتْ

آپ کی وفات پر میں نے کیا سنا اور دیکھا کہ :-

ہم نے آپ کی وفات کے صدقے

میں جنوں کو روتے ہوئے سنا

وہ بھی رورہے تھے۔ اور اونچی

آواز میں جو راتی کے اور فراق کے

فَلَكُنَّا نَسْمَعُ نَوْحَ الْجَنِّ

عَلَيْهَا

اشعار بھی پڑھ رہے تھے کون سے اشعار کہ :-

س نَبِيُّ الْفِتَاةِ الْكَبْرَةِ الْأَمِينَةِ !

ہم اُس جوان معزز عورت کی موت پر روتے ہیں

فَاتِ الْجَمَالِ وَالْعِفَّةِ الرَّزِينَةِ

جو نیکو کار، امانت دار، صاحب جمال عفتہ اور وقار والی تھی

وہ کون تھی۔

زَوْجَةُ عَبْدِ اللَّهِ وَالْقَرِينَةُ

وہ حضرت عبداللہ کی بیوی محترمہ اور ان کی رفیقہ حیات تھیں

أُمُّ نَبِيِّ اللَّهِ ذِي السَّكِينَةِ

اور صاحب سکینہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ ہیں

کون سا نبی؟

وَصَاحِبُ الْمَنَابِرِ بِالْمَدِينَةِ

وہ نبی جو مدینہ شریف میں صاحب منبر ہوگا

كَسَادَتْ لَدَى حُضْرَتِهَا رَهِيْنَةُ

ان کی والدہ مکرمہ اپنی قبر میں ہمیشہ کے لئے چلی گئیں

(دلائل النبوة ابو نعیم۔ خطا تص کبریٰ اول ص ۱۹، زرقانی شریف اول ص ۱۷۵)

دالحاوی للفتاویٰ دوم ص ۲۲۲۔

حضرت علامہ امام زرقانی علیہ الرحمۃ یہ اشعار کلمات و واقعات لکھنے

کے بعد فرماتے ہیں۔ یہ تمام اقوال آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس بات کا واضح

ثبوت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ مسلمان یعنی موحده عقلمیں

اگر موحده نہ ہوتیں تو کبھی آپ دین ابراہیم کی بات نہ کرتیں۔ اپنے بیٹے کی نبوت

کی طرف اشارے نہ فرماتیں اور نبوتوں سے دور رہنے کی دعائیں اپنے بیٹے کے

لئے نہ کرتیں۔ اللہ اکبر۔

میرے دوستو! اتنے دلائل اور شہادتوں کے بعد بھی کوئی سرکار صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے ایمان کے بائے شک کرے تو یہ اس کی بد قسمتی ہے۔

کہ نہیں؟ ضرور ہے ایمان سے بتائیں۔ جب کوئی انسان میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کو کافر کہتا ہوگا۔ تو میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف نہیں ہوتی ہوگی۔ سرکار کی روح بے قرار نہیں ہوتی ہوگی۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض نہیں ہوتے ہوں گے؟ ہوتے ہوں گے، ضرور ہوتے ہوں گے۔ جس پر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوں کیا وہ خوش قسمت ہے یا بد بخت؟ بد بخت کیوں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت نہیں دی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کو اذیت دی ہے۔ حضور پاک کو ناراض نہیں کیا۔ اللہ پاک کو ناراض کیا ہے۔ کیسے تو سنتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو لہب کے مرنے کے بعد جب سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ شریف فتح فرمایا تو فتحِ مکہ کے بعد مکہ شریف کے تقریباً ساڑھے لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ ان میں ابو لہب کی ایک بیٹی جس کا نام سبتیہ تھا۔ وہ بھی مسلمان ہو گئیں۔

سبحان اللہ! باپ ساری زندگی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتا رہا اور بیٹی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلام ہو گئی۔ جب سبتیہ نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لیا تو ایک مرتبہ کسی صحابی نے سبتیہ کو طعنہ دیا کہ تو دوزخ کے ایندھن (جلانے والا سامان) کی بیٹی ہو۔ حضرت سبتیہ نے جب یہ بات سنی تو آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اگرچہ بات حق تھی لیکن باپ تھا برداشت نہ کر سکی۔ روتی روتی دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئیں اور شکایت کے طور پر عرض

کی :-

يَا رَسُولَ اللَّهِ
النَّاسَ يَقُولُونَ -

اے اللہ عزوجل کے پیارے رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا۔ سبتیہ
کیا بات ہے۔ عرض کی آقا لوگ مجھے
طعنہ دیتے ہیں۔

فرمایا کس بات کا۔ عرض کی یہ کہتے ہیں۔

أَنْتَ بِنْتُ حَطَبِ النَّارِ
کہ اے سبتیہ تو درودِ رخ کے ایندھن
والے کی بیٹی ہے۔ اللہ اکبر

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا تو جلال میں آگئے۔ نہیں نہیں
بلکہ خود یارہ کو دیکھ کر میرا اللہ عزوجل بھی جلال میں آگیا ہوگا۔ سرکارہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور صحابہ فرماتے ہیں حالت یہ تھی۔

وَهُوَ مُغْضَبٌ
کہ آپ بہت غصے کی حالت میں تھے
منبر پر پھڑپھڑے ہو کر میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابی کو
مخاطب کر کے فرمایا۔

فَقَالَ مَا يَا أَقْوَامٍ
اس اقوام یعنی قوموں کا لوگوں کا کیا
بنے گا۔

يُؤْذُونَنِي فِي قَرَابَتِي
جو مجھے میری قرابت کے حوالے سے
تکلیف دیتے ہیں۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قوم نہیں فرمایا۔ اقوام جمع کا صیغہ فرمایا
مجھے میری قرابت کے بارے طعنہ دینے والوں! سنو!

مَنْ أَذَى قَرَابَتِي فَقَدْ
أَذَانِي۔

جس نے میرے قریبی رشتے داروں
کو تکلیف دی اُس نے مجھے اذیت
دی تکلیف دی۔

وَمَنْ أَذَانِي فَقَدْ
أَذَى اللَّهِ۔

جو مجھے اذیت دے گا تکلیف دے
گا۔ اس نے حقیقت میں اللہ پاک
کو تکلیف دی۔

ذوقانی شریف جلد ۱ ص ۱۸۶، الدرر ج۱ المنفیه فی آباد الشریفہ ص ۱۰۱

میرے دوستو! توجہ فرماؤ اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ ابوہب
جہنمی ہے دوزخی ہے۔ لیکن جب کسی نے اس کی بیٹی کو دوزخی کی بیٹی کہا اسے
اذیت ہوئی پھر اس کی اذیت سرکارِ علیؑ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اذیت کا سبب
بنی، یہاں تک آپ کو یہ فرمانا پڑا کہ میرے قریبی رشتے داروں کو اس قسم کی
باتیں کر کے اذیت دے کر مجھے ایذا نہ دو۔ اس سے اندازہ لگاتے کہ جو شخص
آپ کے ختی والدین کو دوزخی کہتا ہے تو وہ کتنا بڑا گستاخ ہے۔ کتنی سرکار
کو اذیت دیتا ہے۔ اسی لئے بعض محدثین کرام نے سرکار کے والدین کو نعوذ باللہ
کافر کہنے والے کو لعنتی کہا۔

حضرت علامہ امام قاضی ابو بکر
مالکی علیہ الرحمۃ تشریف فرما

بعض محدثین کا فرمان

ہیں۔ شاگردوں کو حدیث پاک پڑھا رہے ہیں۔ پڑھانے کے بعد سوال و
جواب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ مختلف مسائل مختلف سوال پوچھ رہے
ہیں۔ ایک سوال کھڑا ہے۔ عرض کرتا ہے۔ حضور ایک مسئلہ مجھے بھی بتائیے

فرمایا کون سا۔ ساٹل کہتا ہے۔ حضور اس آدمی کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ کیا فتویٰ ہے۔ کیا فرمان ہے۔ کیا خیال ہے۔ جو سرکارِ دو عالم، نور مجسم وارث کون و مکاں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے باپے یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ دوزخ میں ہیں۔ قاضی ابوبکر یہ بات سن کر جلال میں آگئے۔ اور فرمایا کہ:-

إِنَّهُ مَلْعُونٌ۔ | بیشک ایسی بات کہنے والا لعنتی ہے

سوالی عرض کرتا ہے۔ حضور اتنا سخت فتویٰ۔ یہ فتویٰ کون سی فقہ کی کتاب سے دیا ہے۔ کس مفتی کے فتاویٰ سے دیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میاں سوالی یہ فتویٰ میں نے کسی فقہ کی کتاب سے، کسی مفتی کے فتاویٰ کی کتاب سے نہیں دیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی پاک کلام سے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی لاریب کتاب میں فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ
اللَّهَ وَرَسُولَهُ

بے شک وہ لوگ جو تکلیف دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ ان کی سزا کیا ہے فرمایا۔

ان پر دنیا میں بھی لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کو بھی لعنت ہوگی۔

لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ

اور ان کا ٹھکانہ کیا ہوگا؟ فرمایا:-

اور تیار کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ

وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا

مُهَيِّنًا۔

نے اُن کے لئے دردناک عذاب۔

سوالی نے کہا حضور یہ تو سزا اُن کے لئے ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کو ایذا دیتے، تکلیف دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میاں سوالی۔

وَلَا أَدَىٰ أَعْظَمُ۔

اس سے بڑھ کر اور کیا ایذا ہوگی،

تکلیف ہوگی۔

مِنْ أُمَّتٍ يُقَالُ أَبَوِيهِ

کہ یہ کہا جائے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے والدین شریفین جہنمی

فِي النَّارِ۔

تھے دوزخی تھے۔

الحادی للفتاویٰ جلد ۲ ص ۲۳۱، زرقانی شریف جلد ۱ ص ۱۸۶، روح البیان

پ ص ۲۸۶، مجموعہ فتویٰ جلد ۳ ص ۱۶۰

فقہ حنبلی کے بہت بڑے امام حضرت علامہ امام موفق الدین بن

قدامہ حنبلی علیہ الرحمۃ نے اپنے فتاویٰ میں اور اہلحدیث کے امام و پیشوا

علامہ ابن تیمیہ نے الصارم المسلول علیٰ بنی تم الرسول ص ۵۲۵ میں تو سرکار

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کو جہنمی کہنے والے کے لئے فتویٰ دے کر جھگڑا

ہی ختم کر دیا ہے یہ دونوں بزرگ اپنی اپنی تصانیف میں لکھتے ہیں کہ جو آدمی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی امانت کرتا ہے۔ ان کی شان

میں بے ادبی گستاخی کرتا ہے تو اس کی سزا کیا ہے۔ فرمایا کہ

قُتِلَ | اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

پوچھا گیا اگرچہ وہ مسلمان ہو فرمایا۔

مُسْلِمًا كَانَ أَوْ كَافِرًا۔ | چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر

اللہ اکبر۔

(الحادی للفتاویٰ جلد ۲ ص ۲۳۳)

میرے دوستو! ویسے خیال تو کرو۔ جس نبی کو میرا رب آپ فرمائے۔

اے میرے پیارے اللہ تعلقے آپ
کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ رب
سے راضی ہو جائیں گے۔

وَكَسُوفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ
فَتَرْضَىٰ -

سُبْحَانَ اللَّهِ! اب آپ بتائیں، عقل سے سوچیں، تحمل سے فیصلہ کریں
کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب سے راضی ہوں گے۔ کہ ان کی نظروں
کے سامنے میرے بنی کے والدین جہنم میں چلے جائیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ خدا
کی قسم جو بنی ہم جیسے بدکاروں، خطاکاروں، سیاہ کاروں، نیکوں کی شفا
کے بغیر جنت میں نہیں جاتے گا۔ وہ نبی اپنے پیارے ماں باپ کو چھوڑ کر
کیسے جنت میں جاسکتا ہے۔ کیا میرا اللہ عزوجل یہ برداشت کرے گا۔
کہ سامنے نبیوں کی مائیں تو جنت میں جائیں پر باپ کے والدین جہنم میں جائیں
وہ جہنم میں جائیں جن کی پشت اور بطن شریف میں میرے بنی نے آرام فرمایا
حالانکہ کتابیں پڑھ کے دیکھو۔

میرے نبی کی پشت مبارک

جب مکہ شریف
فتح ہو گیا۔ ایک دن

میرے کریم آقا اپنے ایک غلام کو ساتھ لے کر مکہ شریف کی گلیوں میں
ٹہل رہے ہیں۔ اچانک ایک کافرہ عورت کے مکان کے ساتھ میرا نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پشت مبارک کی ٹیک لگا کر اپنے غلام کے ساتھ
گفتگو فرمانے لگے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز اس کافرہ

کے کانوں تک پہنچی۔ اُس نے کھڑکی سے چہرہ نکال کر دیکھا یہ کون ہے۔ میرے گھر کے قریب باتیں کرنے والا۔ اس نے جب سرکار کو دیکھا کافر تھی۔ بغضِ خدا اور کُفر کی وجہ سے مکان کی کھڑکی بند کر لی۔ تاکہ آپ کی آواز سنائی نہ دے۔ ادھر اُس نے مکان کی کھڑکی بند کی۔ ادھر میرے رُت کی قدرت مُسکرا پڑی۔ فرمایا جبرئیل عرض کی جی۔ رُت جلیل نے فرمایا۔ ذرا ملکہ کی گلیوں میں میرے یار کو دیکھ۔ عرض کی مولا کریم میں نے دیکھ لیا ہے۔ فرمایا میرا یار جس مکان کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہے۔ وہ کافر مکان ہے۔ اس نے خدا کی وجہ سے کھڑکی بند کر لی ہے۔ اب میں نہیں چاہتا۔ جس مکان کے ساتھ میرا یار ٹیک لگاتے وہ مکان والے جہنم میں جاتیں۔ یا اللہ عزوجل اب کیا کریں فرمایا کرتا کیا ہے۔ ہم نے یار کی پشت مبارک کی برکت سے اس کافر پر جہنم کی آگ حرام کر دی ہے۔ یا اللہ عزوجل اگر اجازت ہو تو تیرا پیغام تیرے یار کو سناؤں۔ فرمایا بالکل تو یار کو پیغام سناؤں میں اس کافر کی تقدیر بدلتا ہوں۔ پہلے کافر ہے اب مسلمان کرتا ہوں۔ پہلے مشرک ہے یار کی پشت انورہ کی برکت سے مومنہ کرتا ہوں۔ ادھر جبرئیل پیغام لے کر گئے ادھر اُس کے دل کی دنیا بدل گئی۔ دوڑتی دوڑتی آتی قدموں میں گر گئی۔ رو کر کہنے لگی، اے بلال و سلمان کو رنگنے والے، اے دشمنوں کو سینے سے لگانے والے۔ اے بتوں کے پجاریوں کو خدا عزوجل کا پجاری بنانے والے مجھ پر بھی ایک نگاہ کر کے خدا عزوجل کا پجاری بنالے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلر پڑھایا وہ مسلمان ہو گئی۔ میرے دوست جس نبی کی پشت کافر کے مکان سے

لگ جاتے زب اس کو مسلمان کر کے جنت عطا کر دیتا ہے۔ ذرا خیال کرو
جس بطن میں اس کا ماہی نو پھینے رہا، جس گود میں چھڑ سال کھبتا رہا۔ میرا
زب عزوجل اس ماں کو جہنم میں جاتا کیسے برداشت کرے گا۔

(نزہۃ المجالس جلد ۲ ص ۷۵)

پھر میں کیوں نہ کہوں کہ:-

چدھر چدھر بھی گئے وہ کرم ہی کرم کرتے گئے

کسی نے مانگا نہ مانگا وہ جھولیاں بھرتے گئے

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا!

اُرسے دریا بہا دیتے ہیں ڈربے بہا دیتے ہیں

حضرت علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ تفسیر روح البیان

جلد ۵ ص ۲۲۶ میں فرماتے ہیں کہ مسیدنا یونس علیہ السلام جس مچھلی کے پیٹ

میں تین دن یا دن یا چالیس دن جتنے بھی دن رہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت

کو فرمائے گا۔ یہ مچھلی جنت میں لے جاؤ۔ فرشتے کہیں گے۔ مولا کریم مچھلی

کیوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے گا۔ اس لئے کہ اس مچھلی کے پیٹ میں میرا بنی یونس

علیہ السلام چند دن ہمان بن کر رہا تھا۔ جس مچھلی نے یونس علیہ السلام

کو پیٹ میں رکھا وہ مچھلی تو جلتے جنت میں ایمان سے بتانا۔ جس

ماں نے امام الانبیاء کو جس کے صدقے یونس علیہ السلام کو بھی نبوت

ملی، پیٹ میں نو ماہ رکھا وہ جہنم میں جلتے گی۔ تیرا ایمان گوارہ کرتا

ہے؟ لیکن بعض بد باطن بزرگ منبر میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

ماں کو جہنمی، کافر، مشرک کہتے ہیں۔ سیالکوٹ کی ایک بستی میں ایک

دیوبندی مولوی نے وعظ کیا۔ بنی پاک کی عظمت کا انکار کرتے کرتے کہنے لگا تم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی آس لگاتے بیٹھے ہو۔ وہ بنی تو قیامت میں ماں باپ کی شفاعت نہ کر سکے گا کہ وہ دونوں نعوذ باللہ جہنمی ہیں۔ وعظ ختم ہو گیا۔ جلسے میں سے ایک جاہل کسان جٹ نے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ مولوی صاحب یہ بتاؤ کہ اسلام میں ایک عالم اور حافظ کا کیا درجہ ہے۔ وہ گستاخ دیوبندی کہنے لگا۔ عالم قیامت کو اپنی سات پشت کی شفاعت کر کے جنت میں لے جاتے گا۔ اور حافظ اپنی تین پشت بختوالے جاتے گا۔ کسان بولا اؤ بد نصیب خیال کر مولوی تو سات پشت بختوا کر جنت میں لے جاتے اور معراج کا دولہا، نبیوں کا امام، کائنات کا سردار اپنے والدین کو بھی نہ بختوا سکے گا۔ مولوی چپ کر گیا۔ لاجواب ہو گیا۔ لوگوں نے خوب ذلیل کر کے وہاں سے نکالا۔ تفسیر نعیمی پ ۶۴۸ کیوں نہ نکلتے ان کا ایمان پختہ تھا اور آج ہمارا کیا حال ہے۔ ہم سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بد بختوں کی زبان سے بے ادبی گستاخی کے الفاظ سنتے رہتے ہیں۔ کیا مجال ہے بس سے بس ہوں۔ ہمارے والدین کو کوئی گالی دے تو ہم مرنے مرنے کے لئے تیار ہوں، پر جس کے صدقے ہمارے والدین کو عزت ملی۔ اس آقا کے والدین کو دوزخی جہنمی کہا جاتا ہے۔ ہم محسوس تک نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں غیرت ایمانی عطا فرمائے آمین، تم آمین۔

میرے دوستو! اتنے دلائل اور برہان کے بعد ایک ایماندار آدمی کے لئے گنجائش نہیں رہتی کہ وہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین

کے ایمان کے بارے شک کرے۔ لیکن بعض نام نہاد مسلمان اہلسنت پر
چند اعتراضات پیش کرتے ہیں۔ جس کا جواب بعض دفعہ خاموشی ہوتا ہے۔
میں چاہتا ہوں کہ ان کے مشہور اعتراضات بھی لکھوں، ساتھ جوابات
بھی عرض کر دوں۔ تاکہ کسی سُستی کو جواب دینے میں مشکل پیش نہ آتے۔
اللہ تعالیٰ فقیر کی اس سعی کو قبول فرما کر ذریعہ نجات بناتے۔ آمین۔

سرکارِ دو عالم نورِ مجسم سیدنا و مولانا
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پہلا اعتراض

کے والدین شریفین کو مومن نہ ماننے والے پہلا اعتراض یہ کرتے ہیں کہ
مسلم شریف جلد اول کتاب الایمان کے اندر یہ حدیث پاک موجود ہے
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہیں کہ سرکار کی بارگاہ میں ایک غلام حاضر ہوا۔ عرض کی آقا فرمایا
کیا بات ہے۔ عرض کی،

يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ
أَبِي -

میرا والد فوت ہو چکا ہے میں
یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب میرا والد
کس مقام پر ہے، جنت میں یا
دوزخ میں؟

قَالَ فِي النَّارِ

میرے بنی نے فرمایا۔ دوزخ میں

یہ جواب سن کر وہ جانے لگا تو میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس
کو آواز دی۔

قَالَ إِنَّ أَبِي وَأَبَاكَ | اور فرمایا پریشان نہ ہو میرا باپ

فِي النَّارِ - | اور تیرا باپ دوزخ میں ہیں۔
مخالف کہتے ہیں۔ اس حدیث سے پتہ چلا کہ سرکار کے والد دوزخی
ہیں؛ نعوذ باللہ۔

جواب ہم دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں کہ یہ حدیث
پاک مسلم شریف میں موجود ہے۔ اس حدیث پاک
کا جواب عرض کرنے سے پہلے مخالفین سے ایک گزارش ہے کہ اس
حدیث پاک کا ذرا اندازہ کر کے دیکھتے، کہ صحابی رسول حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے کیا سوال کرتا ہے۔ آقا میرے والد فوت ہو گئے۔ مجھے اس
کے ٹھکانے کا پتہ بتائیے۔ پتہ چلا کہ صحابی کا یہ عقیدہ تھا کہ میرے نبی کی
آنکھ سے کوئی چیز پویشیدہ نہیں۔ اگر یہ عقیدہ نہ ہوتا تو کبھی یہ سوال
نہ کرتا اور وہابی دیوبندی کا عقیدہ کیا ہے۔ کہ نبی کو معاذ اللہ دیوار کے
پیچھے کی بھی خبر نہیں، براہین قاطعہ ص ۵ مولوی خلیل احمد اینٹھوی دیوبندی
صحابی جانتا تھا۔ مانتا تھا۔ اگرچہ یہ نبی بیٹھے میرے سامنے ہیں لیکن
عرش معلیٰ سے تحت الشریٰ تک ہر چیز کو ملاحظہ فرما لے ہے۔ اب
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی یہ نہیں فرماتے۔ مجھے کیا پتہ تیرا باپ
کہاں ہے، یہ تو غیب کی خبر ہے؟ اللہ عزوجل ہی جانے ناں ناں غیب
کی خبریں جاننے والے میرے کریم آقا جن کے بالے میرا رب آپ فرماتا
ہے۔

اور یہ نبی غیب بتانے میں نخل
سے کام نہیں لیتے، نے فرمایا

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ
بِضَنْبٍ ۚ سُوْرَةُ تَكْوِيْمِ آيَةُ ۲۴۔

کہ تیرا باپ اور میرا باپ
دوزخ میں ہیں۔

میرے دوستو! میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ میرا باپ دوزخ میں ہے۔ اس سے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے سگے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد نہیں، بلکہ
آپ کے چچا ابو طالب مراد ہیں۔ جن کو میرے نبی باپ کر کے بتلاتے
اور ابو طالب میرے نبی کو بیٹا کر کے پکارتے۔ حضرت علامہ شہاب الدین
شافعی مصری علیہ الرحمۃ نسیم الریاض شرح شفاء میں حضرت علامہ
جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ الحاوی للفتاویٰ جلد ۲ ص ۲۲۷ میں
اسی حدیث پاک کے جواب میں فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے اپنی صحابی کو فرمایا کہ۔

میرا اور تیرا باپ دوزخ میں
ہیں۔

تو اس سے مراد آپ کے چچا
ابو طالب ہیں۔

عرب کے لوگ چچا کو باپ
کہتے ہیں۔

إِنَّ أَبِي وَأَبَاكَ فِي النَّارِ

أَدَا بِأَبِيهِ عَلَيْهِ
أَبَا طَالِبٍ۔

کیونکہ:

لَا تَأْتِي الْقُرْبُ تَسْمِي
الْعَمَّ أَبًا۔

اس کی تصدیق قرآن بھی کرتا ہے کہ عرب میں چچا کو بھی باپ
کہتے ہیں۔ مثلاً جب یعقوب علیہ السلام کی وفات شریف کا وقت

آیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا میں تو دنیا سے
جانے لگا ہوں۔ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے۔ تو آپ کی اولاد نے
جواب دیا۔ قرآن پا، آخری رکوع اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ
آپ کی اولاد نے کہا۔

قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ

ہم عبادت کریں گے۔ اس کی جو
معبود ہے آپ کا۔

اور آپ کے آباء کا ابراہیم اور
اسماعیل اور اسحاق کا ایک خدا۔

وَاللَّهُ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ
وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ
إِلَهًا وَاحِدًا۔

توجہ فرمائیے اولاد کہتی ہے کہ ہم آپ کے آباء کے خدا کی عبادت
کریں گے۔ آباء میں ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق کا نام لیا ہے۔ اسحاق
علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام کے والد ہیں۔ اسماعیل علیہ السلام کے چچا ابراہیم
علیہ السلام واولاد پتہ چلا کہ آباء کا لفظ عام ہے۔ والد، دادا، چچا سب
پر بولا جاتا ہے۔ اور میرے نبی نے جو فرمایا میرا باپ بھی دوزخ میں تو
اس سے بھی مراد آپ کے چچا ابو طالب ہیں۔ الحمد للہ!

مخالفین کہتے ہیں کہ مسلم شریف کتاب الجنائز
میں یہ حدیث پاک موجود ہے کہ حضرت

دوسرا اعتراض

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی، مولا کریم اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں اپنی
امی جان جناب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر انور کی زیارت کروں

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے جیب ضرور کر لو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جب سرکار نے اپنی والدہ کی زیارت کی تو پھر کیا ہوا۔ قبکی میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رو پڑے۔ اشد اکبر۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روتا دیکھ کر سارے صحابہ بھی رو پڑے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو اللہ تعالیٰ نے دے دی۔ مگر بخشش کی دعا کی اجازت نہیں ملی۔ مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۲۔ مخالفین کہتے ہیں۔ اگر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ مسلمان ہوتی تو بخشش کی اجازت بھی مل جاتی۔ پتہ چلا کہ وہ مسلمان نہیں تھیں۔

جواب میرے دوستو! اگر بنظر غایت گہری نظر سے دیکھیں تو اس حدیث پاک سے تو مسئلہ حل ہو رہا ہے کہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسلمان تھیں۔ وہ کیسے؟ تو سنئے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ مشرکہ ہوتی کافرہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی یار کو اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی اجازت نہ دیتا اور نہ ہی میرا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو پہلے خبردار کر دیا تھا۔

اے میرے جیب آپ کسی کافرہ کا جنازہ کبھی بھی نہ پڑھیں۔ اور نہ کھڑے ہوں۔ آپ کافروں کی قبروں پر

وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُمْ
مَّا تَأْتِيهِ قُبُورُهُ
(نپا، سورۃ توبہ)

ہو سکتا ہے کہ اللہ پاک نبی کو کسی کام سے روکے اور نبی کے نہیں۔ سرکار کا اجازت مانگنا اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ مومنہ تھیں۔ رہا یہ مسئلہ کہ میرا نبی ماں کی قبر کو دیکھ کر روئے کیوں اور ہزار صحابہ کو رو لایا کیوں تو بات یہ ہے کہ آپ اپنی والدہ کے فراق میں روئے کہ آج میری والدہ زندہ ہوتی ہماری شان دیکھ کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرتیں۔ اب رہ گیا یہ معاملہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بخشش کی اجازت مانگی۔ تو کیوں نہ ملی۔ اجازت کا نہ ملنا اس وجہ سے نہیں تھا کہ وہ کافر تھیں۔ بلکہ اس وجہ سے تھا کہ وہ بے گناہ تھیں اور گنہگار تو وہ ہے جس کو شرعی احکام پہنچیں۔ وہ ان کی مخالفت کرے۔ ان تک تو شریعت کے احکام پہنچے ہی نہیں تھے۔ دیکھو ناں چھوٹا بچہ فوت ہو تو اس کی بخشش کی دعا نہیں کی جاتی۔ کیونکہ اس نے گناہ کیا۔ نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میرے حبیب زیارت کر لے دعا نہ مانگ اگر تو دعا مانگے گا کوئی نجدی یہ نہ سمجھے کہ نبی کی ماں گناہ گار تھی۔ اللہ اکبر۔ (الفتح الربانی لسترتیب مسند امام احمد حنبل ثیبانی جلد ۱ ص ۱۵۹)

مخالفتین کہتے ہیں امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی کتاب فقہ اکبر میں یہ بات موجود

تیسرا اعتراض

ہے۔ کہ امام نے فرمایا۔

مَا تَأْتِي عَلَى الْكُفْرِ -

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین
کفر پر مرنے۔

ملا علی قاری نے اس کی شرح فقہ اکبر میں بھی نہیں ثابت کیا ہے۔ کہ آپ کے والدین کافر تھے۔ نعوذ باللہ۔ اگر حنفی ہو تو اپنے امام کی بات تسلیم کرو؟

جواب

میرے دوستوں اس شبہ کے چند جوابات ہیں۔ پہلا جواب تو یہ ہے۔ فقہ اکبر کے نسخوں میں بڑا فرق ہے

کسی ایڈیشن میں یہ بات ہے کہ۔

مَا تَأْتِي عَلَى الْكُفْرِ۔ | سرکار کے والدین کفر پر مرے۔

کسی ایڈیشن میں ہے۔ مَا تَأْتِي عَلَى الْكُفْرِ۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کفر پر نہیں مرے۔ کسی ایڈیشن میں ہے۔ مَا تَأْتِي عَلَى الْفِطْرَةِ کہ سرکار کے والدین دین فطرت یعنی توحید پر فوت ہوئے۔ کسی ایڈیشن میں ہے۔ مَا تَأْتِي عَلَى الْإِيمَانِ۔ سرکار کے والدین چالت ایمان پر فوت ہوئے۔ اتنے اختلافات ہونے پر آپ کیا فتویٰ دیں گے۔

(۲) اگر بالفرض محال مان بھی لیں کہ آپ نے فرمایا مَا تَأْتِي عَلَى الْكُفْرِ

تو پھر اس کا مطلب اور معنی یہ ہوگا کہ آپ زمانہ کفر میں مرے۔ یعنی اسلام سے قبل آپ فوت ہوئے۔ یہی بات علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے اپنے فتویٰ میں فرمائی فرماتے ہیں۔

اگر یہ بات مان لی جائے کہ یہ الفاظ

امام نے ہی فرماتے، تو پھر

اس کا معنی یہ ہوگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے والدین کفر میں انتقال

زمانہ کفر میں ہوا۔

وَعَلَى السَّلْبِ وَأَنَّ الْإِيمَانَ

قَالَ ذَلِكَ۔

فَمَعْنَاهُ أَنََّّهُمَا مَا تَأْتِي

زَمَنِ الْكُفْرِ۔

لیکن اس معنی سے یہ لازم نہیں آتا

کہ سرکار کے والدین کفر سے متصف تھے

وَهَذَا لَا يَقْتَضِي إِتِّصَافَهُمَا

بِهِ۔

المستند المعتمد بناء ونجاة الابد ص ۱۷۵۔ نور العینین فی ایمان آباہی سید الکوئین ص ۲۶۔

(۳) اب جو فقہ اکبر کے ایڈیشن شائع ہو رہے ہیں مثلاً حیدر آباد دکن کے مطبع دائرۃ المعارف ۱۳۲۲ھ کا ایڈیشن قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی والوں کا ایڈیشن ان دونوں میں اس عبارت کا نام و نشان تک نہیں یہی وجہ ہے کہ علامہ احمد بن محمد ططاوی علیہ الرحمۃ ططاوی شریف جلد ۲ ص ۸ میں تحریر فرماتے ہیں:

وَمَا فِي الْفَقْهِ۔

کہ فقہ اکبر میں جو الفاظ کہیں ملتے ہیں کون سے۔

کہ بقول امام اعظم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کفر پورے۔

مِنْ أَتِّ وَالِدَيْهِ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
مَا تَأْتِي الْكُفْرَ۔

فَمَدَّ سَوْسُ عَلَى الْإِمَامِ

تو یہ الفاظ امام اعظم پر پھیانے جھوٹے منسوب کئے ہیں کیوں؟

کہ قابل اعتماد نسخہ جات فقہ اکبر میں ان الفاظ کا نام و نشان تک نہیں۔

نور العینین ص ۲۶۔

وَعَلَى النَّسِخِ الْمُعْتَمَدِ لَا يَسِي
بِهَذَا شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ۔

(۴) ملا علی قاری نے جو سرکار کے والدین کے کفر کے بارے لکھا ہے

علامہ فرماتے ہیں۔ یہ ملا علی قاری سے بہت بڑی غلطی ہوئی۔ چنانچہ بہت بڑے فقہ کے امام حضرت علامہ محمد مرتضیٰ علیہ الرحمۃ نے جب ملا علی قاری کی یہ عبارت

پڑھی تو آپ بڑے غصہ میں آئے اور فرمایا کہ ملا علی قاری پر افسوس ہے کہ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین کے کفر پر رسالہ لکھ مارا۔ فرماتے ہیں ہو سکتا ہے کہ :-

فَلَعَلَّهُ الْبُرْدَةُ

ملا علی قاری کو رسالہ لکھتے وقت ہیرام ہو گیا ہو اور

اُس بیماری کی وجہ سے عقل میں خلل پڑ گیا ہو۔ ارشاد البغی۔ نور العین ص ۹۸۔

فِي رَأْسِهِ فَأُخْتَلَّ عَقْلُهُ

امام المفترین حضرت علامہ امام سید محمود آلوسی علیہ الرحمہ نے جب ملا علی قاری کی یہ بات پڑھی تو آپ نے فرمایا کہ :-

میں محمود آلوسی کہتا ہوں۔

أَقُولُ

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین ملا علی قاری اور ان کے ہمنواؤں سے بہت درجہ بلند و بالا ہیں۔ سبحان اللہ۔

إِنَّهُمَا أَفْضَلُ مِنْ عَلِيٍّ الْقَارِي وَأَضْرَابِهِ

روح المعانی جلد ۱ ص ۳۷۷

(۵) حضرت علامہ محمد عبد العزیز فرہاری علیہ الرحمہ نے شرح عقائد کی شرح کی انہر اس کے نام پر وہ فرماتے ہیں۔ ملا علی قاری نے سرکار کے والد کے کفر کے بارے لکھ کر بڑی غلطی کی اور سیدھے راستے سے ہٹ گئے۔

اور قول مستحسن میں اس نظریے کی

وَنُقِلَ تَوْبَتُهُ عِبَتٌ

ذَلِكَ فِي قَوْلِ الْمُسْتَحْسِنِ

ان سے تو کبھی نہ قول ہے۔ حاشیہ بنداس
ص ۵۲۶۔ نور العین ص ۱۰۲۔

میرے دوستو! بیتہ چلا کہ حضرت امام اعظم نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے والدین کے بارے کوئی کفر کا فتویٰ نہیں دیا۔ اگر کسی کتاب میں یہ بات مل جائے
تو یہ امام اعظم پر سبوت اور بہتان ہوگا۔ مگر علی قاری نے ضرور یہ بات لکھی لیکن
ان سے بھی بہت بڑی غلطی ہوئی۔ پھر ان سے تو یہ کہنا بھی ثابت ہے۔ لیکن
افسوس کہ دیوبندیوں کے چوٹی کے عالم اور ان کے قطب کتنی بڑی زیادتی
کر گئے۔ بلا تحقیق انہوں نے امام اعظم پر بہتان لگا دیا۔ کیا تو سنتے، فتاویٰ شریعہ
ص ۱۰۲۔ کسی سوالی نے سوال کیا کہ مولوی جی یہ بتائیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
والدین مسلمان تھے یا کہ نہیں؟ تو دیوبندیوں کے قطب وقت اعوذ اعظم شیخ المشائخ
کیا جواب دیتے ہیں۔ سنتے کہتے ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین
کے ایمان میں اختلاف ہے۔ حضرت امام اعظم صاحب کا مذہب یہ ہے کہ
ان کا انتقال حالت کفر میں ہوا۔ استغفر اللہ۔ تحقیق خود نہ کی اور الزام امام
صاحب پر لگا دیا۔

میرے دوستو! حد ہوگئی دشمنی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی۔ یا ان
سے تو اہلحدیثوں کے مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی اچھے لہے۔ جنہوں نے سرکار
کے والدین کریمین کے بارے بڑی کھلی اور پیاری بات کی وہ لکھتے ہیں۔ کہ نبی
کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد پاکدامنی اور طہارت نفس میں اپنے
بزرگوں کی صحیح یادگار تھے۔ اسی طرح آپ کی والدہ ماجدہ عفت و حیا کی پیکر
تھیں۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہوتے ہوتے

ان کے دل اور اعمال نجاستِ شرک و بُت پرستی سے مَلوث ہوں تو واللہ اللہ تعالیٰ کی قسم یہ جوڑا موزوں نہیں ہوگا۔ باقی رہا مذہبی طور پر اعتقادی حالت میں اس کے لئے اگر کسی کے پاس کوئی ایسی شہادت موجود ہو کہ معاذ اللہ انہوں نے کبھی کبھی بت کو سجدہ کیا یا اس کے نام کی نذر قربانی چڑھائی یا کسی بُت سے دُعا و انجنا کی تو بے شک لادے لیکن ہم وثوق اور کمال سے کہہ سکتے ہیں کہ ایسی شہادت کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکے گی۔ میں کسی معین پاکباز اور صالح الاعمال شخص کے متعلق اس کی تردید کے برخلاف کوئی ایسی رائے قائم کرنی جس کی تائید میں کوئی دستاویز نہ ہو ہرگز ہرگز درست نہیں۔ اور آخر میں لکھتے ہیں کہ جس دن میں سید الثقلین کے والدین مکرّمین کے متعلق مضمون لکھنے والا تھا، طاقتور مطالعہ کتب کرنے کے بعد تازہ غسل کیا، وضو کیا دو رکعت نماز طلب مغفرت اور مدد کے لئے پڑھی۔ اور سجدوں اور استھیان میں شرح صدر کی دعائیں مانگیں۔

الحمد للہ! کہ خدا تعالیٰ نے مجھے طمانیت بخشی اور اب میں پوسے شیعہ خاطر سے مضمون لکھنے والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اسے میرے لئے ذخیرہ عاقبت بنائے اور قیامت کے روز اپنے جیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھڑے تلے جگہ دیوے۔ جن کے والدین کی عظمت و محبت سے اس نے میرے دل و دماغ مامور و پرنور کر دیا ہے۔

سبحان اللہ۔ سیرتِ مصطفیٰ ص ۷۹-۸۳۔ مصنف اہلحدیث کے جید عالم علامہ محمد ابراہیم سیالکوٹی۔

میرے دوستو! مولوی صاحب ہیں اہلحدیث لیکن سرکار کے والدین

شریفین کے بارے کتنی پیاری دلنشین، کتنی منجھادی بات لکھ گئے۔ دیوبندیوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کی قبروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں برس برس رہی ہیں۔ انشاء اللہ تا قیام قیامت رحمتیں برستی رہیں گی۔ آپ مدینہ شریف جائیں تو الحمد للہ آج کل تو مسجد نبوی شریف بہت ہی زیادہ کشادہ اور وسیع ہو گئی ہے۔ جب مسجد نبوی شریف وسیع نہیں ہوتی تھی تو سرکار کے مزار پاک سے محوڑے فاصلے پر میرے پیارے نبی کے والد ماجد حضرت عبداللہ کا مزار شریف تھا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُمّتی جب مدینہ شریف جاتے تو سرکار کے والد پاک کی قبر پاک پر جا کر ان کو سرکار کی بارگاہ میں وسید پیش کرتے تھے۔ ہمارے پاکستان کے ایک بہت بڑے جید عالم مناظر حضرت علامہ مولانا محمد علی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میں ۱۹۶۸ء میں سرکار کے روضہ پاک پر حاضر ہوا۔ ساتھ ہی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد کی قبر پاک تھی وہاں بھی حاضری ہوئی۔ میں نے ایک کتبہ دیکھا جو سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں کا لگا ہوا تھا۔ اس پر لکھا ہوا تھا اے صاحبِ قبر آپ کے حضور کھینچ محمد کھڑا ہے۔ آپ اپنے صاحبزادے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے میری سفارش کر دیں تاکہ میری بخشش ہو جائے۔ عبداللہ نام کے تو لاکھوں ہوں گے۔ مگر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا والد کہلانے کا حق صرف تمہیں کو حاصل ہے۔ نور العین ص ۲۵۱۔ سبحان اللہ۔

مسجد نبوی کی توسیع

۱۹۷۸ء میں جب سعودی حکومت نے مسجد نبوی شریف کی توسیع

کا پروگرام بنایا تو مسجد نبوی شریف کی کھدائی کے درمیان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ماجد اور چچہ دیگر صحابہ کرام کی قبریں بھی کھودائی کے درمیان آگئیں۔ اخبار نوائے وقت ۲۱ جنوری لاہور نے یہ خبر شائع کی آپ پڑھیں اور اگر یقین نہ آئے تو اخبار والوں سے تصدیق کر لیں اور الحمد للہ اب اسے پاس اخبار کی کٹنگ بھی موجود ہے۔ اخبار کیا لکھتا ہے کہ یہاں پہنچنے والی ایک اطلاع کے مطابق مدینہ شریف میں مسجد نبوی شریف کی توسیع کے سلسلے میں کی جانے والی کھدائی کے دوران نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد گرامی حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا جسم مبارک جس کو دفن ہوتے پچودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے بالکل صحیح و سلامت برآمد ہوا علاوہ ازیں صحابی رسول حضرت مالک بن سونائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر چچہ صحابہ کرام کے اجساد مبارک بھی اصلی حالت میں پائے گئے۔ جنہیں جنت البقیع میں نہایت عزت و احترام کے ساتھ دفنایا گیا۔ جن لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ان کا کہنا ہے کہ تمام صحابہ کرام کے اجسام نہایت تروتازہ اور اصلی حالت میں تھے۔ سیرت امام الانبیاء ص ۱۲۵ نور العین ص ۲۵۰۔ پتہ چلا کہ صحابہ کرام اور میرے آقا کے والد ماجد کا جسم پاک اصلی حالت میں تھا۔ یہ جسم کا اصلی حالت میں چودہ سو سال کے بعد قبروں سے نکلنا اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ولی بزرگ ہستیاں اور نیک لوگ بعد وفات کے بھی قبروں میں بھی زندہ ہوتے ہیں

اگر مردہ ہوتے تو ان کی لاش کبھی صحیح سلامت نہ نکلتی۔ اس لئے تو ہم سستی بریلوی خفی کہتے ہیں کہ :-

مرنے والے مرتے ہیں فنا ہوتے نہیں
اور حقیقت میں وہ ہم سے جدا ہوتے نہیں
ولی اللہ سے مرے نہیں تے کہ مرے پردہ پوشی
کی ہو یا جے دنیا اتوں تے جانے نال نموشی

میرے دوستو! جب میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اور
والد چودہ سو سال کے بعد بھی اپنی قبر میں اپنی اصلی حالت میں تروتازہ
تھے تو خود سوچو میرے آقا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی حیات طیبہ کا کیا کمال ہوگا اور پھر اس پر غور کرو میرے آقا کے
والد اگر مشرک ہوتے تو ان کا جسم کیا اصلی حالت میں رہ سکتا تھا؟ تازہ
اور ٹھیک ہو سکتا تھا؟ نہیں ہرگز نہیں جسم کا اصلی حالت میں نکلتا
ان کے ایمان اور پیرہنی گاری کی علامت ہے۔ بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے والدین کے ایمان کے بارے علامہ احمد بن محمد قسطلانی۔ علامہ اسماعیل
بن کثیر محمد بن احمد القطرہ علامہ علی بن محمد البغدادی۔ علامہ محمد بن یونس
شامی۔ علامہ ابن جوزی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ شاہ عبدالحق
محدث دہلوی۔ علامہ جلال الدین سیوطی۔ علامہ اسماعیل بنہانی۔ علامہ
سید نعیم الدین مراد آبادی۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان
فاضل بریلوی علیہم الرحمۃ نے اس مسئلہ پر تائید کی اور تمام علماء نے
مستقل سرکار کے والدین کے بارے اثبات ایمان پر کتابیں لکھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام بزرگوں کی اس محنت کو اور فقیر پر تقصیر کی اس سعی کو قبول فرما کر ذریعہ نجات بنائے آمین تم آمین۔ جو دوست اس کو پڑھ کر آگے پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی تمام دینی و دنیاوی حاجتیں پوری فرمائے آمین۔ تم آمین۔

وَأَخِرُ وَعُوْنَا أِنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دُوسرا وعظ مبارک

اَمْرٍ مُّصْطَفَا

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلٰى سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ !

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ؕ صَدَقَ اللّٰهُ

مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغْنَا رَسُوْلَهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمِ

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ؕ

تو اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر رحمت ساری جہانوں کے لئے

حضراتِ محترم! قرآن مجید، فرقانِ حمید کی ایک آیت کریمہ آپ حضرات کی خدمت میں تلاوت کی ہے۔ انشاء اللہ اس بابرکت محفل میں امام الانبیاء حبیبِ کبریا مالکِ ارض و سماء، شافعِ روزِ جزاء، ساقیِ کونثر، والیٰ جنتِ شبِ معراج کے دولہا، کائنات کے کاوی و لہجاء میرے اور آپ کے حامی بے سہارا کے سہارا۔ اللہ پاک کے پیارے حبیب سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے چند واقعات قرآن و حدیث و تاریخ کے حوالہ سے عرض کروں گا دعا کرو اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حق سُن کر عمل کر کے استقامت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

میرے دوستو! الحمد للہ ہم اہلبیت و جماعت ہیں۔ ہماری ہر محفل ذکرِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی سبھی سبھی کوئی کبھی کا ذکر کر کے محفل سجا تا کوئی کسی کا لیکن سنی جب محفل سجاتے ہیں تو ذکرِ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سجاتے ہیں۔ ہماری محفل کو اس وقت تک رنگ چڑھتا ہی نہیں۔ جب تک ذکرِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضربیں نہ لگائیں۔ ہمارا کوئی پرہیز گرام اس وقت تک پھبتا ہی نہیں جب تک آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لال پر درود و سلام نہ پڑھیں کیوں؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ کھلی والے کا ذکر ہمارے دلوں کی ہماری رُوح کی غذا ہے۔ جیسے پیاسا پانی کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بلسل کو بھولوں کے بغیر چین نہیں آتا۔ پروانے کو شمع کے بغیر کون نہیں ملتا۔ اسی طرح سُننی کی یہ مجبوری ہے کہ اسے ذکرِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر چین نہیں آتا۔ کسی عاشق نے کسی طالب نے، کسی دیوانے نے کتنی اچھی بات کہی کہ:۔۔۔ بنی کا ذکر کرتے ہیں ترا احسان ہے مولا ہمارے پاس بخشش کا یہی سامان ہے مولا

اور مدینے کی کئی پھوڑ دیں جنت کے بدلے میں
یہ سودا ہم نہیں کرتے، ہمیں نقصان ہے مولا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
ولادت پاک کے واقعات عرض

ایک تمہیدی بات

کہنے سے پہلے ایک تمہیدی بات عرض کر دوں۔ تاکہ پوری گفتگو کا
خلاصہ آپ کو سمجھ میں آجائے۔ میرے اور آپ کے آقا جناب محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی تین جہتیں ہیں، تین صورتیں ہیں۔

(۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق کب ہوئی ہے

(۲) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کب ولادت شریف ہوئی؟

(۳) سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کب ہوئی؟

میرے اور آپ کے نبی کی تخلیق یعنی وجودِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ساری کائنات سے پہلے بنا، کب بنا، کیسے بنا؟ یہ فقیر کی ذوقِ خطیب
حصہ اول کا مطالعہ فرمائیں۔

(۲) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کب ہوئی سارے نبیوں

کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت یعنی اعلانِ نبوت کب ہوا۔
چالیس برس کے بعد۔ ہم انشاء اللہ اس محفل میں ولادت پاک کے
سلسلے میں گزارشات پیش کریں گے۔

قرآن مجید کی جو آیت شریفہ آپ کی خدمت
میں تلاوت کی ہے۔ خالقِ کائنات ارشاد

رحمتِ عالم

فرماتا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً
لِّلْعَالَمِينَ (پاک - رکوع ۷)

اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ
والسلام ہم نے آپ کو ساری کائنات
کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اپنے محبوب کی اپنے یار کی ایک
صفت رحمت کا ذکر فرمایا ہے۔ یہاں خالق کُلّی نے یار کی شان بیان فرمائی
یار کی تعریف کی، محبوب کا ذکر کیا اور جب قرآن شروع کیا۔ اپنی کتاب کا
افتتاح کیا تو فرمایا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ | تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے

ہیں جو پلنے والے عالمین کا۔

جب اپنے محبوب کی شان بیان کی تو فرمایا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔
جب اپنی شان بیان کی تو فرمایا رَبُّ الْعَالَمِينَ "یار ہے رحمتہ للعالمین
اور آپ ہے رَبُّ الْعَالَمِينَ۔

میرے دوستو! پڑھے لکھے حضرات جانتے ہیں عالمین جمع ہے عالم کا
اللہ تعالیٰ نے عالم نہیں فرمایا بلکہ عالمین فرمایا۔ یا یوں کہہ دیجئے کہ واحد کا صیغہ
نہیں فرمایا۔ بلکہ جمع کا صیغہ فرمایا ہے۔ عالم کا معنی ہے ایک جہان اور عالمین کا
معنی ہیں بہت سے جہان پتہ چلا اللہ تعالیٰ نے صرف انسانوں کا جہان نہیں
بنایا بلکہ اور بھی جہان بناتے ہیں۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے
ہر جنس کا جہان الگ بنایا ہے۔ انسانوں کا جہان الگ بنایا ہے، جنوں کا جہان
الگ بنایا، حیوانوں کا جہان الگ بنایا۔ جمادات کا جہان الگ بنایا۔ فرشتوں کا
جہان الگ بنایا، عرشوں کا جہان الگ بنایا۔ نوروں کا جہان الگ بنایا،

علماء فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پوری کائنات میں اٹھارہ ہزار عالم بنائے ہیں۔ اللہ اکبر۔

اب آیت کریمہ کا ترجمہ کیا ہوگا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ عزوجل کے لائق ہیں۔ جو اٹھارہ ہزار جہانوں کو پالنے والا ہے۔

اور دوسری آیت کا معنی کیا ہوگا۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم نے آپ کو اٹھارہ ہزار جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

سبحان اللہ! معلوم ہوا میرا بنی رب عزوجل کی ساری مخلوق کے لئے رحمت ہے۔ اب بتائیے رحمت کی حاجت کس کو ہوتی ہے؟ اس کے لئے جس کو رحمت کی ضرورت ہو۔ اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ساری کائنات میرے یاد کی رحمت کی حاجت مند ہے۔ پتہ چلا ساری کائنات محتاج ہے اور میرا بنی محتاج الیہ ساری کائنات رحمت لینے والی ہے، میرا بنی رحمت دینے والا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ محتاج کو بعد میں بناتا ہے اور محتاج الیہ کو پہلے،

مثلاً میں اور آپ زمین کے محتاج تھے۔ اللہ تعالیٰ

نے زمین پہلے بنائی۔ ہمیں بعد میں بنایا۔ میں

اور آپ ہوا کے محتاج تھے اللہ تعالیٰ نے ہوا پہلے بنائی ہمیں بعد میں بنایا میں

ایک مثال

اور آپ پانی کے محتاج تھے۔ اللہ تعالیٰ نے پانی پہلے پیدا کیا ہمیں بعد میں۔ میں اور آپ غذا کے محتاج تھے۔ اللہ تعالیٰ نے غذا پہلے پیدا کی۔ ہمیں بعد میں۔ ہم روٹی کے محتاج تھے اللہ تعالیٰ نے سورج پہلے بنایا ہمیں بعد میں۔ اب بلا تشبیہ و بلا مثال میں اور آپ رحمت کے محتاج تھے۔ اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رحمت تقسیم کرنے والے تو قرآن کی اس آیت کی رو سے ماننا پڑے گا کہ ساری کائنات بعد میں بنی۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے بنے۔ اگر آپ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے پہلے تسلیم نہ کریں تو بتاتے پھر ساری کائنات کو رحمت ملی کیسے؟ کیوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آپ سب کو رحمت تقسیم کرنے والے ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ حضور عالیہ الصلوٰۃ والسلام کب بنے، زمین پر کیسے

میرے نبی کب بنے

جلوہ فگن ہوئے۔ آئیے ان تمام باتوں کا حل، ان تمام مسائل کا جواب خود کھلی والے علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھ لیتے ہیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کب بنے ہیں کیسے پیدا ہوئے اور کب زمین پر تشریف لائے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ صحابہ کرام اِدِ دگردِ بیٹھے ہیں، ایسے لگتا ہے کہ چودھویں کا چاند آسمانوں سے اتر کر زمین پر آگیا ہو۔ سبحان اللہ قربان جاؤں صحابہ پر جنہوں نے اس سِرِّ جَمِیْرِ اِکْبَرِ کی دید کی کون صحابہ؟ جن کے پاس میرا اللہ عزوجل آپ فرمایا ہے۔ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ کہ میں یا رب کے صحابہ سے راضی ہوں یا رب کے صحابہ مجھ سے راضی ہیں۔ ساری دنیا رُبِّ عَزَّوَجَلَّ کو راضی کرتی ہے۔ رُبِّ يَارُكِي نَسَبَت

کی خاطر محبوب کے صحابہ کی رضا کا اعلان کر رہا ہے، کون صحابہ؟ جو رات کو رات کی عبادت کرتے ہیں۔ دن کو اس کے یار کی زیارت کرتے ہیں رات کو تلاوت کرتے ہیں دن کو قرآن والے آقا کی زیارت کرتے ہیں، گویا صحابہ؟ جن کی خوش بختی کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ جن کے پاسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ۔

صحابہ وہ صحابہ جن کی ہر صبح کو عید ہوتی تھی
خدا کا قُرب حاصل تھا نبی کی دید ہوتی تھی
ہماری سال کے بعد عید ہوتی ہے۔ لیکن صدیق و عمر، عثمان و حیدر
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقدر پر قربان ان کو ہر روز عید نصیب ہوتی تھی۔ ہماری
رمضان اور ذوالحجہ میں عید ہوتی ہے پر صحابہ کو ہر روز جلوسے نصیب ہوتے
تھے لیکن یہ عید کی قدر، جلوسوں کا لطف ان سے پوچھو جنہوں نے دیدار کے
مزے لئے ہیں۔ جنہوں نے پیار کیا ہی نہیں، محبت کی ہی نہیں سرکار صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے جلوسے دیکھے نہیں ان کو کیا پتہ۔ اسی واسطے محمد اعظم چشتی
علیہ الرحمۃ ر دکر کہتے ہیں کہ

لکھاں عیداں نالوں چنگا تے سانوں اک دیدار کسے دا
اد نہوں ساڈی قدر کی ہوئے تے جہڑا نہیں پیار کسے دا
ساڈے دل دا حال اوہ جانے تے جنہوں ہوئے پیار کسے دا
اعظم رور و منگ دعائیں تے شالا وھپڑے نہ پیار کسے دا
ماں تو میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں صحابہ
کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میرے بچا کی دید کے مزے لوٹ لے ہے اور سرکار

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ملفوظات طیبہ سے دیوں کو منور کر رہے ہیں۔ حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گفتگو ختم ہوئی۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک
 صحابی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں۔
 سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر اجازت ہو تو ایک بات نہ پوچھ لوں۔ ایک مسئلہ
 نہ حل کر لوں۔ ایک گتھی نہ سلجھا لوں۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ضرور۔ اب صحابی بولا کہ:-

قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا بِي
 أَنْتَ وَأُمَّيْ -

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 فرماتے ہیں۔ میں نے بارگاہِ نبوت
 میں یوں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ
 تیرے قدموں پر قربان۔ سبحان اللہ!

بولنے کا انداز دیکھو۔ سوال کرنے کا طریقہ دیکھو بات کرنے کا سلیقہ دیکھو یہ
 صحابی ہے۔ کوئی دہابی تو نہیں تھا۔ بے ادبی کرتا بنی کو اپنے جیسا سمجھ کر گفتگو
 کرتا۔ وہ صحابی رسول دربارِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادب آداب
 جانتا تھا۔ وہ جانتا تھا۔ میں جس کی بارگاہ میں سوال کر رہا ہوں یہ وہ نبی
 ہے۔ جس کی انسانوں میں کیا امتیوں میں کجا، انبیاء میں بھی کوئی برابر کا نہیں
 پرافسوس آج امتی سرکار کی مثل بنے پھرتے ہیں۔ لیکن ہمارا اہلسنت و جماعت
 کا تو عقیدہ یہ ہے کہ

سے اُس دی مثل کوئی بنے تے پھرے بن داے پرزے تے سوزج دا جور کوئی نہیں
 آفتاب رسالت دے باہجہ ہرگز نہ ڈبے سوزج نوں سکدا مور کوئی نسیں

سِدھی جی اِک گل ہاں کرن تگا جس دا عالماں کول بھی توڑ کوئی نہیں

اُمّت اُمّت تے نجا اے نبی صاتم بھائی چارہ بناؤن دی لوڑ کوئی نہیں

ہاں تو صحابی نے عرض کی، آقا تیرے قدموں پر میرے ماں باپ قربان

مجھے بتائیے اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات

سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا۔

أَخْبِرْنِي عَنْ أَوَّلِ شَيْءٍ
خَلَقَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَبْلَ

الْأَشْيَاءِ۔

میرے دوستو! صحابی کے سوال کی طرف غور کرو۔ نماز کا مسئلہ نہیں

پوچھا۔ بیت اللہ کے طواف کا مسئلہ نہیں پوچھا۔ روزے کی قضا کا مسئلہ

نہیں پوچھا۔ بلکہ پوچھا تو یہ پوچھا کہ آقا اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کو پیدا

کرنے سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا۔ اس سوال سے پتہ چل رہا ہے کہ صحابی کا عقیدہ

یہ تھا کہ میں جس نبی کا کلمہ پڑھتا ہوں، وہ بے خبر نہیں وہ لاعلم نہیں۔ بلکہ

اس کی شان تو یہ ہے کہ بیٹھا تو فرش پر ہے۔ لیکن خبریں عرش کی دکھتا ہے

بیٹھا تو مکان میں لیکن خبریں لامکان کی دکھتا ہے۔ پیدا تو ابھی ہوا ہے لیکن

علم روزیہ ازل سے روزیہ قیامت تک ہے۔ اگر یہ عقیدہ نہ ہوتا، یہ ایمان

نہ ہوتا، تو انصاف سے بتانا وہ یہ سوال کرتا؛ نہیں ہرگز نہ کرتا پر وہ صحابی

تھا اور آج ایک جماعت بنی پھرتی ہے سپاہ صحابہ کوئی دفاع صحابہ یعنی صحابہ

کے سپاہی، صحابہ کے غلام، صحابہ کا عقیدہ آپ نے سنا۔ اب سپاہ صحابہ

کے بزرگ مولوی خلیل احمد دیوبندی کا بھی مَنیے لکھتا ہے کہ نبی کو تو دیوار

کے پیچھے بھی خبر نہیں تو بہ، تو بہ۔ براہین قاطعہ ص ۵۔

اب بتائیے ان کا صحابہ سے عقیدہ ملتا ہے؟ نہیں تو اب اس جماعت

کو یا نام بدلنا چاہیے یا عقیدہ بدلنا چاہیے۔ اگر نام بھی نہیں بدلتے عقیدہ بھی نہیں بدلتے تو پھر سن لو یہ سپاہ صحابہ نہیں سپاہِ خرابہ ہے۔ یہ دفاع صحابہ نہیں زرا خون خرابہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے خون خرابے سے اپنی امان میں رکھے۔ آمین۔

ہاں تو صحابی کا عقیدہ کیا تھا کہ میرا نبی باخبر ہے یا علم ہے۔ لیکن آج کل شور مچا ہوا ہے۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ۔ نبی بے خبر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے بد نصیبوں کو دیکھ کر میاں محمد علیہ الرحمۃ کھڑی شریف قلندر فرما گئے کہ:-

قدر نبی دا ایہہ کی جانن دنیا دار کھینے
قدر نبی دا جانن والے تے سو گئے نی وچہ مدینے
قدر نبی دا ایہہ کی جانن تے نجدی لوگ کھینے
قدر نبی دا ایہہ سستی جانن تے صاف جہانڈے سینے

ہاں تو صحابی نے عرض کیا کہ اے
آقا مجھے بتائیے کہ اللہ پاک

میرے نبی کا جواب

نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا ہے تو نبی پاک نے یہ سوال سن کر یہ نہیں فرمایا کہ اے جابر یہ کیا پوچھتے ہو میاں یہ تو غیب کی خبر ہے اور تو نے قرآن نہیں پڑھا اور سنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمُ الْغَيْبِ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ۔

بے شک اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔
غیب آسمانوں اور زمینوں کا کیا یہ
بات فرماتی نہیں ہرگز نہیں۔ ایسی

بات فرماتے بھی کیوں؟ جبکہ میرا اللہ عزوجل یار کو آپ فرماتا ہے۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ.

(پ، رکوع ۱۳)

اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام
سکھا دیا میں نے آپ کو، کیا سکھایا
فرمایا جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے۔

بعض حضرات لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ اس سے مراد

دین کے احکام ہیں اور بس، میرے دوستو! ایسے چالبازوں سے بچو اور
تفسیروں کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں۔ علامہ امام ابن جریر طبری علیہ الرحمہ
نے اپنی تفسیر ابن جریر میں اسی آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ،

اور سکھا دیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو
جو آپ نہ جانتے تھے کیا سکھایا۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ

امام فرماتے ہیں :-

وَمَا كَانَ دَمَا هُوَ كَانُ
قَبْلَ ذَلِكَ.

اور سکھا دیا جو کچھ ہو چکا ہے اور جو
کچھ ہونے والا ہے پہلے اس سے،

(تفسیر ابن جریر جلد ۵، ص ۱۶۳)

پتہ چلا صرف دین کے احکام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے یار کو سب کچھ سکھا دیا تو
عرض کیا کہ رہا تھا کہ صحابی نے سوال کیا۔ میرا بنی سن کے مکر اڑا۔ سبحان اللہ۔
میرے دوستو یاد رکھو بنی جب مکر اتا ہے تو ساری کائنات مکراتی ہے۔
کیونکہ :-

سہ دند اس دے سچے موتی تے اکھیاں نے مت خمارى

جد نورد اعرشى فرشى آکھن تے واہ واہ نورد پیاری

سکرانے سوال سن کر فرمایا، بتاؤں میرے کتب نے سب سے

پہلے کیا چیز بنائی۔ عرض کی آقا ضرور فرمایا۔

يَا جَابِرُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى
قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ
نُورَ نَبِيِّكَ مِنْ نُورِهِ۔

اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں

سے پہلے سورج سے پہلے

چاند سے پہلے ستاروں

سے پہلے آسمانوں سے پہلے

نوریوں سے پہلے فرش سے پہلے عرش سے پہلے جنت

سے پہلے حور و غلمان سے پہلے فرشتوں سے پہلے

نبیوں سے پہلے کائنات کی ہر چیز سے پہلے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے

تیرے نبی کا نور بنایا۔ (الدرر البھیة ۲، زرقانی شریف مواہب لدنیہ

اؤل ص ۹۹، نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ص ۸، مدارج النبوت النور

محمدیہ ص ۲۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب

سے پہلے میرا نور بنایا۔ اس وقت کچھ بھی نہیں تھا یا اللہ تعالیٰ کا نور تھا

یا تیرے نبی کا نور تھا۔ کسی محب نے کیا ہی خوب فرمایا کہ :-

سارا جگ چمکایا اے

کھلی دی جھب مار کے

نور ازلان دا آیا اے

پتہ چلا میرا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائنات سے پہلے وجود میں آیا۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس حدیث پاک کی تصدیق قرآن مجید کی

آیتہ کریمہ سے بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

(پ، رکوع ۱۷)

فُتْرَانِي تَصْدِيقٌ -

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ
وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيمٌ -

وہی اول وہی آخر، وہی ظاہر
وہی باطن، وہ ہر چیز کو جاننے والا
ہے۔

یہ آیت کریمہ حمد عزوجل بھی بیان کر رہی ہے۔ اور نعت مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بھی بیان کر رہی ہے۔ یہی بات شیخ محقق حضرت علامہ شاہ عبدالحق
محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے مدارج النبوت جلد اول ص ۱ میں بیان فرمائی۔ یہ
شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کوئی معمولی عالم نہیں بلکہ یہ وہ ہستی ہے جن
کو ہر روز جاگتے ہوئے دہلی میں کجلی والے کی زیارت ہوتی تھی۔ مولوی اشرف علی
تھانوی دیوبندی اپنے ملفوظات جلد ۱ ص ۱ میں یہی بات تحریر کرتے ہیں۔ شاہ
عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہی آیت شان خدا عزوجل بھی بیان
فرما رہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ بھی اول۔ کملی والا بھی اول۔ وہ اسی طرح کہ اللہ
تعالیٰ بنانے میں اول۔ کملی والا بننے میں اول۔ وہ پڑھانے میں اول۔ یہ
پڑھنے میں اول۔ وہ سکھانے میں اول۔ یہ سیکھنے میں
اول۔ وہ لانے میں اول۔ یہ آنے میں اول۔ وہ دینے میں اول۔ یہ لینے
میں اول۔ وہ تخلیق میں اول۔ یہ تقسیم میں اول۔ وہ خدائی میں اول۔ یہ
مصطفائی میں اول۔ وہ بھی اول۔ یہ بھی اول۔ ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمہ
نے جب یہ منظر پڑھا تو آواز دی کہ عربی سمجھ نہیں آتی تو آڈیو میں تمہیں
اپنی بولی میں سمجھا دوں گا۔

سے نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
 وہی قرآن وہی فرقان وہی یسین وہی اطلال
 وہ دانائے کُبلِ ختمِ رُسل مولاتے کُل جس نے
 غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادی سینا
 ایک اور عاشق بولا کہ :-

سے میری انتہائے نگارشی یہی ہے
 تیرے نام سے ابتداء کر رہا ہوں
 ایک اور سستی بولا کہ :-

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
 ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے
 ہے مکانِ تیسرے لئے اور لامکانِ تیسرے لئے
 رونقِ بزمِ جہاںِ این و آن تیسرے لئے
 محفلِ مہستی کی جس پیشِ قیمت ہے توتی
 ہے سجائی زندگی نے یہ دکانِ تیسرے لئے

ہاں تو بات یہاں سے نکلی کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا
 پھر ساری کائنات کو اللہ تعالیٰ نے میرے نور سے پیدا کیا پھر میرا نور پشت
 در پشت چلتا ہوا میرے والد مکرم حضرت عبداللہ کے پاس ابن بن کے
 ان کی پشت پاک میں آیا۔

ثُمَّ أَخْرَجَنِي إِلَى الدُّنْيَا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دنیا میں

بھیجا۔ صحابی نے سوال کیا۔ آقا کیسے بھیجا، کس نشان سے بھیجا۔ کس طریقے سے بھیجا۔ میرے آقا نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے سائے رسولوں
کا سردار بنا کر بھیجا۔
اور ختم نبوت کا تاج پہننا کے
بھیجا۔

فَجَعَلَنِي سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ

وَأَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

وَرَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

اور اٹھارہ ہزار مخلوقات کے واسطے
رحمت بنا کر بھیجا۔

یہ ہے تیرے نبی کے نور کی ابتدا
اے جابر۔

هَذَا كَانَ بَدْءُ نُورِ
نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ۔

سبحان اللہ! کیا پیارا اور من موہنا جواب دیا۔ میرے آقا کا یہ
جواب سُن کر جابر صحابی تو خاموش ہو گئے۔ لیکن میرے نبی کا ایک اور
صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کھڑے ہو گئے عرض
کی اے جابر! کو اپنی نشان بتانے والے نبی اگر اجازت ہو تو میں بھی ایک بات
پوچھ لوں۔ فرمایا پوچھو۔

ابن عباس کا سوال | عرض کی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
آپ یہ بتائیں کہ جب حضرت آدم

علیہ السلام جنت میں تشریف فرما تھے۔ آپ کا قیام کہاں تھا۔ آپ
نے ڈیرا کہاں لگایا ہوا تھا۔ آپ کی سکونت کہاں تھی۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
والسلام اپنے صحابی کا سوال سُن کر ناراض نہیں ہوتے یہ نہیں فرمایا۔

میرے صحابہ یہ کیسے اُلٹے سیدھے سوال کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ سوال کرنا ہے تو دین کے احکامات کے بارے کر دو۔ نماز، زکوٰۃ کے مسئلے پوچھو، مرنے جلنے کے بارے پوچھو۔ ناں ناں ایسی کوئی بات نہیں فرمائی۔ کیوں اس لئے کہ میرے اللہ عز و جل نے خود ریا کو فرمایا کہ

دَا مَا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرُ
(پنپا، سورۃ والضحیٰ)

اے میرے حلیب تیرے دروائے پر جو بھی سوالی آتے جس قسم کا منگتا آتے، جو حاجت لے کر آتے وہ خالی نہ جلتے وہ بھڑکیاں نہ کھاتے، کیونکہ میں نے تیرا در اپنا در بنا دیا ہے

کسی طالب نے کتنی اچھی بات کہی کہ :-

سے پھت پر چڑھ سکتا نہیں کوئی بھی زینہ چھوڑ کر حق کو پا سکتا نہیں کوئی بھی مدینہ چھوڑ کر تو صحابی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کرتے ہیں آقا بتلیتے جب حضرت آدم علیہ السلام جنت میں ٹہل رہے تھے۔ جنت کی نعمتیں کھا رہے تھے۔ جنت کے گل و گلزار دیکھ رہے تھے بہر کار آپ کہاں تھے؟ آپ کا مقام کہاں تھا؟ آپ کس جگہ جلوہ نگن تھے میرے نبی پاک نے فرمایا۔ ابن عباس۔ جی آقا! فرمایا جب سارے نسل انسانی کے والد جنت میں تھے تو

میں اس وقت ان کی پشت مبارک

کُنْتُ فِي صُلْبِهِ

میں تھا۔

آقا جب آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو پھر آپ کہاں تھے ؟
فرمایا :-

وَأُهْبِطَ إِلَى الْأَرْضِ وَ
أَنَا فِي صُلْبِهِ -

جب آدم علیہ السلام کو زمین پر
اتارا گیا تو میں اس وقت بھی آدم
علیہ السلام کی پشت میں تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں :- آقا جب
اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت نوح علیہ السلام کو پانی کے سیلاب سے بچا
کر کشتی میں بٹھا کر بچایا تو اس وقت آپ کہاں تھے ؟ میرے بنانے
فرمایا :-

وَرَكِبْتُ السَّفِينَةَ فِي
صُلْبِ أَبِي نُوْحٍ -

جب نوح علیہ السلام کشتی میں سوار
تھے تو میں بھی اپنے والد نوح
علیہ السلام کی پشت کے ذریعے
کشتی میں سوار تھا۔

سرکار جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نارِ نمرود میں تشریف
لے گئے اس وقت آپ کہاں تھے ؟ تو میرے آقا نے فرمایا :-

وَقَدِفْتُ فِي النَّارِ
فِي صُلْبِ أَبِي إِبْرَاهِيمَ

میں اس وقت حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی پشت میں تھا۔
مجھے بھی آگ میں پھینکا گیا۔
اللہ اکبر۔

(الوفاء ص ۴۹، تفسیر کبیر جلد ۲۲، ص ۱۷۲، شفا شریف جلد اول ص ۱۲۷)
 خصائص کبری جلد اول ص ۹۹، تفسیر درر منشور جلد ۵ ص ۱۹۲) اس حدیث
 پاک سے پتہ چلا کہ میرے اور آپ کے نبی حضرت آدم علیہ السلام سے
 لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام تک تمام نبیوں کے ساتھ رہتے ہیں۔
 اب دیکھنا یہ ہے، سوچنا یہ ہے کہ ساتھ کیوں رہے اس کی وجہ کیا تھی
 حکمت کیا تھی۔

میرے دوستو! اس کی
 وجہ اس کی حکمت بہت

ساتھ رہنے کی حکمت

کہ ان تمام نبیوں نے میرے نبی کے وسیلے سے اپنی دعائیں قبول کرانی
 تھیں۔ اپنے درجات بلند کرانے تھے۔ اور اپنی عبادت پوری کرانے تھے،
 اس لئے میرے پاک خدا عزوجل نے یار کے نور کو ہر نبی کے پیش قدمی
 دکھاتا کہ جب بھی کوئی مشکل وقت آئے، کوئی اوکھا وقت آئے۔ کون
 نازک لمحہ آئے۔ میرا ہر نبی میرے یار کے توسل سے دعا کرے،
 اپنے نبیوں کی ہر مشکل حل فرمادوں۔ ہو سکتا ہے یہاں کوئی نجدی کوئی
 گستاخ، کوئی بے ادب، کوئی نام نہاد موجد کہے۔ نور تو بہت تیز غلط
 بات لکھ دی۔ کتنے مشرک ہیں یہ سنی بریلوی آیتے ہم بات باحوالہ نہیں
 کہتے ہیں۔ امام المحدثین حضرت علامہ امام عبدالرحمن ابن جوزی علیہ الرحمۃ
 کون جوزی؟ جس نے اپنی زندگی میں دو لاکھ کافروں کو علیہ پڑھایا، جو
 ہر علم پر پوری مہارت رکھتے تھے۔ جن کا دعویٰ تھا کہ میرے نبی کے
 زمانے سے لے کر آج تک جو بھی حدیث بیان کرے میں بتاؤں گا

کہ یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف۔ ذکر میلادِ رسول ص ۷۔ جو کھلی والے
کی حدیث کا متوالا تھا۔ جس نے تین سو چالیس سے زیادہ کتابیں لکھیں
ایک ایک کتاب بیس بیس جلدوں پر مشتمل۔ جو ضعیف حدیث کو
ماننے ہمارے ہند تھے۔ وہ اپنی کتاب مَوْلِدُ الْعُرُوسِ ص ۱۳ اور ص ۱۴ پر
اپنی دوسری کتاب ابیان مَوْلِدِ النَّبِيِّ ص ۱۳ پر اور ص ۱۴ پر تحریر
فرماتے ہیں۔

كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ
إِلَى رَبِّهِ مُسْتَجِيرٌ

ذَادُ مَرْتَدٍ عَلَيْهِ

وَإِذْ رُسُلٌ بِسَبَبِهِ
رَفَعَهُ

اللہ تعالیٰ کا قرآن کہتا ہے۔

وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا

(پہلی سورۃ مریم، رکوع ۷)

اللہ تعالیٰ کا ہر نبی اپنے رب
کے حضور (اُس نور محمدی) کے
توسل سے پناہ مانگتے رہے۔
چنانچہ سیدنا آدم علیہ السلام
کی توبہ انہیں کے وسیلہ سے
قبول ہوئی۔

حضرت ادریس علیہ السلام کو
کھلی والے کے وسیلہ سے بلند
مقام ملا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے ادریس
علیہ السلام کو بلند مکان پر
اٹھایا۔

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں، یہ بلندی سرکار کے وسیلے سے

لی آگے فرماتے ہیں۔

وَنُوحٍ فِي الْفُلِّ
تَوَسَّلَ
وَيُونُسَ فِي الدُّعَاءِ عَلَيْهِ
عَوْنًا

اور نوح علیہ السلام نے کشتی میں
انہیں کا وسیلہ پکڑا۔

اور یونس علیہ السلام نے مچھلی کے
پیٹ میں اپنی دعا میں اسی وسیلہ
پر اعتماد کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ناز و
حضور علیہ السلام کے طفیل ٹھنڈی
کئی گئی۔

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ
ہوتے تو وہ آگ اور زیادہ بھڑکتی۔

نَارًا أَبَدًا صِيمٌ بِأَحْمَدٍ قَدْ
أَحْمَدَتْ

لَوْلَا هُ زَادَتْ فِي الْوُقُودِ
سَعِيْرًا

آخر میں علامہ ابن جوزی فرماتے کہ :-

بَشْرًا كُمْ يَا أُمَّةَ الْهَادِي
بِهِ -

ایسی ہدایت کرنے والے نبی کی امت
تمہیں مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تجھے
ایسا عظمت والا، شان والا، مقام
والا، بَدُّ اللہ کے ہاتھوں والا،
وَجْهہ اللہ کے چہرے والا،
سین کے تاج والا، نبی عطا فرمایا۔
اللہ اکبر۔

ایسے نبی کی شان میں ہم کیوں نہ کہیں کہ :-

ان کے دربارِ اقدس میں جب بھی کوئی غمزدہ آگیا تشنہ کام آگیا
 دور غم ہو گئے معصیت دھل گئی مغفرت عافیت کا پیام آگیا
 کشتی نوح میں نازِ مرود میں بطن ماہی میں یونس کی فریاد پر
 آپ کا نام نامی اے صلِّ علیٰ ہر جگہ ہر مصیبت میں کام آگیا
 یہی بات حنفیوں کے امام 'سراج الامم' امام الامم سیدنا و مولانا
 امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی۔ حنفیوں
 کے لئے امام نے کتنی محبت بھری باتیں فرمائیں۔ اس سے امام کا عقیدہ
 ظاہر ہوتا ہے۔

پوری دنیا کے حنفیوں کے پیشوا،
 سیدنا امام اعظم، کون امام اعظم؟

امام اعظم کا عقیدہ

جنہوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سات صحابہ کرام کی زیارت
 کی جو تابعی ہیں۔ جنہوں نے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 حدیث پاک کی سند حاصل کی۔ جن کا پوری دنیا پر احسان ہے جن
 کا سینہ مدینہ بھقا۔ جن کو خواب میں نشو و نما خالق کائنات کی زیارت
 ہوتی وہ امام امام المرسلین کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں۔

اَنْتَ الَّذِي كُوَلِّتَ مَا خُلِقَ اَمْرُؤًا
 كَلَّا دَلَّا خُلِقَ الْوَرَى كُوَلِّتَ !

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ کی ذات
 نہ ہوتی تو ہرگز کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا اور نہ ہی کوئی مخلوق
 پیدا کی جاتی۔

أَنْتَ الَّذِي مِنْ نُورِكَ الْبَدْرُ اللَّهُ
وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُورِ بَهَائِكَ

ترجمہ: اور آپ وہ نورِ اعظم ہیں کہ چاند آپ ہی کے نور سے
روشن ہے اور سورج کی چمک بھی آپ کے ہی
نور سے ہے۔

سُبْحَانَ اللَّهِ! کیسی پیاری بات فرماتے ہیں کہ چاند سورج اگر
جگمگا رہے ہیں تو آپ ہی کے نور کے نوسل سے اسی بات کا ترجمہ
اے حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ:-

۱۔ نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہر و ماہ
اُٹھتی ہے کس شان سے گم در سواری واہ واہ

ایک جگہ یوں فرماتے ہیں کہ:-

۲۔ یہ شمس و قمر، یہ شام و سحر، یہ برگ و شجر، یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر، یہ تاج و کمر، یہ حکم رواں تمہارے لئے

امام اعظم آگے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں
یوں عرفی کرتے ہیں آقا آپ وہ ہیں کہ:-

۳۔ أَنْتَ الَّذِي لَمَّا تَوَسَّلَ آدَمُ
مِنْ ذَلَّةٍ إِلَيْكَ فَازَ وَهُوَ أَبَاكَ

ترجمہ: اے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ وہ ہیں کہ حضرت
آدم علیہ السلام نے جب آپ کا وسیلہ پکڑا تو وہ اپنی مراد
کو پہنچے۔ حالانکہ وہ آپ کے باپ ہیں۔

وَبِكَ الْخَلِيلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُهُ
بَرْدًا وَقَدْ خَمِدَتْ بِنُورِ سَنَائِكَ

ترجمہ: اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آپ ہی کے نور کے سبب
سے آگ گل و گلزار ہوئی تھی۔

وَدَعَاكَ الْيُوبُ لِقُرْمَسِهِ،
فَأَزِيلُ عَنْهُ الضَّرْحَيْنِ دَعَاكَ

ترجمہ: اور حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی تکلیف اور مصائب میں
آپ ہی کو پکارا، تو اس پکارنے سے ان کی تکلیف و مصیبت
دور ہو گئی۔ (مجموعۃ القصاص ص ۴، ذکر حسین ص ۳۵، ۳۶)

پتہ چلا کہ آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو میرے بی کے صدقے
اور یس علیہ السلام کو بلند مقام ملا تو میرے جلیب کے صدقے، حضرت
نوح علیہ السلام کی کشتی پار لگی تو میرے کھلی والے کے صدقے، حضرت
ابراہیم علیہ السلام پر نارِ غرود ٹھنڈی ہوئی تو میرے محبوب کے صدقے
حضرت یونس علیہ السلام پھلی کے پیٹ سے باہر آئے تو میری سرکار
کے صدقے حضرت اسماعیل علیہ السلام چھری سے بچے تو میرے شفیق
کے صدقے پھر میں کیوں نہ کہوں کہ۔

اے محبوبِ گلِ سوہنِ ختمِ رُسل
جنتوں لنگدا گیا رنگِ لانا گیا
اے سائیں عبداللہِ دا چن دکھیاں دا سخن
کیوں توحید نون ورتانا گیا

بھتوں لگدا گیا رنگ لانا گیا

یا یوں کہہ لیجئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انور جب پیشانی میں آیا تو
پیشانی آدم سے چلتے چلتے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کراتے ہوئے
نوح علیہ السلام کی کشتی کناے لگاتے ہوئے۔ ابراہیم علیہ السلام
کو آگ سے بچاتے ہوئے اسماعیل علیہ السلام کو چھری سے بچاتے
ہوئے۔ اپنے تمام آباؤ اجداد پر رنگ چڑھاتے ہوئے، اپنے والد ماجد
سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پشت میں تشریف لایا۔ نبی کریم
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دادا پاک کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اٹھارہ
بچے بچیاں عطا فرمائیں۔ بارہ لڑکے اور چھ بچیاں۔ لیکن ان تمام بچوں
سے شان نزالی تھی تو سیدنا عبداللہ والد ماجد جناب رسالت مآب
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تھی۔ کیونکہ ان کی پیشانی میں سرکار کا نور
پاک جلوہ گر تھا۔ بچے سارے حضرت عبدالمطلب کے حسین و جمیل
تھے۔ لیکن جو حسن و جمال سرکار کے والد پاک میں تھا وہ دوسروں
میں کہاں؟

حضرت عبدالمطلب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

ولادت حضرت عبداللہ

گھر جب میرے آقا کے والد پاک تشریف لائے تو حضرت عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار کے چچا فرماتے ہیں۔ میں اپنے بھائی کی زیارت
کرنے کمرے میں گیا تو کیا دیکھا سا کمرہ نور سے منور ہے اور حضرت
عبداللہ کا چہرہ ایسے چمک رہا ہے، جیسے سورج چمکتا ہے۔

كَانَ وَجْهَهُ نُورًا
يُظْهِرُ كَنُورِ الشَّمْسِ -

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
دادا پاک کو اطلاع دی گئی کہ اے
سرورِ مکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک
چاند سالہ لڑکے کا عطا فرمایا ہے۔

آپ دوڑتے دوڑتے تشریف لاتے جب چہرے میں سے نور
کی لٹیں دیکھی تو اٹھا کر سینے سے لگا لیا اور فرمایا۔ میرے دوستوں میں نگاہ
بصیرت سے دیکھ رہا ہوں یہ بچہ بڑی شان والا ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے والد پاک جب حضرت عبداللہ دنیا میں تشریف لاتے
تو پوری دنیا کو پتہ چل گیا کہ سرورِ کونین نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم کے والد ماجد دنیا میں تشریف لا چکے ہیں وہ کیسے پتہ چلا؟
بچہ مکہ میں پیدا ہوا ہو پتہ پوری دنیا کو چل جاتے یہ نہیں ہو سکتا؟
میرے دوستوں ٹھیک ہے یہ ہو نہیں سکتا۔ لیکن وہ بچہ کوئی
عام بچہ نہیں تھا۔ میرے کھلی والے آقا کے والد گرامی تھے حضرت
علامہ حسین بن محمد دیار بکری علیہ الرحمۃ اپنی کتاب تاریخ النبیین
جلد ۱ ص ۱۸۲۔ حضرت علامہ ابوالحسن حسن کا کوری علیہ الرحمۃ
تفسیر الاذکیا جلد ۲ ص ۸۔ علامہ معین الدین کاشغری علیہ الرحمۃ
معارج النبوت جلد اول ص ۴۳۶ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و
تعالیٰ نے جتنی بھی آسمانی کتابیں نازل فرمائیں، جتنے بھی صحائف نازل
فرمائے۔ ہر صحیفے میں ہر آسمانی کتاب میں یہ بات موجود تھی کہ جب
سرورِ مکہ حضرت عبدالمطلب کے گھر عبداللہ نامی لڑکے کا پیدا ہوگا تو

نبوت بنی اسرائیل میں سے ختم ہو کر بنی اسماعیل میں آجائے گی اور ختم نبوت کا تاج حضرت عبداللہ کے لختِ جگر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ پہناتے گا اور حضرت عبداللہ کی ولادت کی نشانی بھی آسمانی کتابوں میں موجود تھی وہ کیا تھی۔ کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے ہم عصر بنی حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام جو کہ کافروں کے ہاتھوں بے گناہ شہید ہو گئے تھے۔ ان کا کرتہ مبارک حجرہ مبارک آپ کے غلاموں نے سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔ جس میں آپ کو شہید کیا گیا تھا۔ آسمانی کتابوں میں لکھا تھا جس دن حضرت یحییٰ علیہ السلام کے جُتے سے خون کے تازہ قطرے گریں سمجھ لینا کہ مکہ پاک میں نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد پیدا ہو چکے ہیں۔ اللہ اکبر۔

ادھر جناب عبداللہ پیدا ہوتے ہیں اُدھر خدا عزوجل کی قدرت سے ملک شام میں جہاں سیدنا یحییٰ علیہ السلام کا کرتہ مبارک تھا، جُتہ مبارک تھا وہ سارے کا سارا خون میں تر بتر ہو جاتا ہے اور اس کرتے سے خون مبارک کے قطرے گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ بنی اسرائیل کے علماء راہب سمجھ جاتے ہیں کہ مکہ شریف میں نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والد پیدا ہو گئے ہیں۔ علماء یہودین، پادری بڑے حیران ہوتے اب کیا کیا جاتے انہوں نے یہودی علماء کے تمام راہبین، تمام معززین اور تمام پڑھے لکھے یہودیوں کی میٹنگ بلائی کہ اب کیا کیا جاتے۔ جب تمام یہودی،

پادری اکٹھے ہو گئے، مشورے شروع ہوتے تو بات یہاں ختم ہوتی کہ اگر عبدالمطلب کا بیٹا زندہ رہا۔ اس کی شادی ہو گئی اور جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہو گئے تو بنی اسرائیل میں سے نبوت و لایت، شرافت، شجاعت، سیادت، قیادت، حتیٰ کہ تمام عزت کے باب بندہ ہو جائیں گے۔ ہماری وہ عزت، وہ شان و شوکت وہ دبدریہ نہیں رہے گا جو اب ہے۔ اب لوگ ہمارے ہاتھ چومتے ہیں۔ قدموں کو بوسے دیتے ہیں کہ نبیوں کی اولاد ہیں۔ جب بنی آخر الزمان آگئے تو پھر تمام عزتیں تمام شانیں تو ادھر منتقل ہو جائیں گی۔ لہذا ایک ہی حل ہے کہ عبدالمطلب کے بیٹے کو قتل کر دیا جائے تاکہ نہ یہ ہو گا نہ یہ شادی کرے گا نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوں گے، نہ ہمارے پاس سے نبوت کے برکات جائیں گے۔ چنانچہ اس کام کے لئے ملک شام کے نوٹے یا ستر یہودی جو پورے علاقے کے نامی گرامی بہادر تھے۔ جن کو اپنی جوانی پر ناز تھا اور سخت لڑاکے اور جنگجو تھے۔ مقرر کئے گئے کہ یہ حضرت عبداللہ کو موقعہ پا کر قتل کر دیں۔ اللہ اکبر۔ ادھر یہودی جناب عبداللہ کو قتل کرنے کی کوشش میں لگ جاتے ہیں۔ ادھر قدرت خداوندی شاری کائنات کے محبوب نبی کریم کو بھیجنے کا پروگرام بناتی ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بچپن کے ایام گزار کر جوانی کی

جناب عبداللہ کی جوانی

طرف بڑھنے لگے۔ جوانی ہر انسان پر آتی ہے۔ پر قربان جاؤں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جوانی پر آپ جب چلتے ہیں تو آپ کی پشت

انور سے نور نکل کر ہادل کی طرح آپ کے سر پر سایہ کہہ لیتا ہے۔ حضرت
عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چہرہ آسمان کی طرف کرتے ہیں تو منگہ کی زمین
پر کھڑے کھڑے آسمان نظر آجاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کیا دیکھتے ہیں کہ آسمانوں کے دروانے کھل گئے وہ نور دروازوں
میں داخل ہو گیا ہے۔ اندر جا کر پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی طرف آجاتا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن گلیوں سے
گزرتے ہیں وہ گلیاں وہ بازار وہ پہاڑ وہ راستے وہ کنکر وہ جمادات
بنائات میرے نبی کے والد مکرم کو کہتے ہیں۔

اے عبداللہ آپ کی پشتِ انور میں
جو نور جلوہ فگن ہے ہمارا اس پر
سلام ہو، اور اے جناب عبداللہ ہمارا
آپ پر بھی سلام ہو۔

السَّلَامُ عَلَى النُّورِ
الَّذِي فِي ظَهْرِكَ
يَا عَبْدَ اللَّهِ۔

جن بوتوں کے پاس سے گزرتے ہیں وہ آپ کو دیکھ کر چیخ کر کہتے
ہیں کہ عبداللہ ہمارے قریب مت آنا۔ کیونکہ ہمیں آپ سے خوف آتا ہے۔
حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کیوں؟ تو بت کہتے ہیں کہ آپ کی پیشانی میں
نبی آخر الزمان کا نور جلوہ فگن ہے جو بوتوں اور بت پرستوں کو دنیا میں
اگر ختم کر دے گا۔ حضرت عبداللہ جب بھرلوپ جوان ہوتے ہیں تو نورِ مصطفیٰ
عليه الصلوٰۃ والسلام آپ کی پیشانی میں چاند کی طرح چمکتا ہے۔ اتنے حسین
ہیں۔ اتنے جمیل ہیں۔ اتنے پیارے ہیں، اتنے خوبصورت ہیں، اتنے
دلپسند ہیں جو دیکھتا ہے دیکھتا ہی رہتا ہے۔ جو لکھتا ہے لکھتا ہی رہتا ہے۔

دیکھنے والے تکنے والے آگے بتاتے ہیں۔ بار اللہ تعالیٰ نے جناب عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیٹے تو بڑے دیتے ہیں لیکن ایک بیٹا ایک لڑکا ایک بچہ دیکھنے کے قابل ہے دنیا دور دور سے آپ کے حسن و جمال کے تذکرے سن کر آپ کی زیارت کو آتی ہے ہر دیکھنے والا، ہر تکنے والا دیکھ کر گویا یوں کہتا ہے کہ :-

وہ جسے دید کا اک جام پلا دیتے ہیں
فرش تا عرش سبھی پردے اٹھا دیتے ہیں
میرے محبوب کے دیوانے نیازی اکثر
نام محبوب پہ ہر چیز لٹا دیتے ہیں

جب حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسن و جمال کے چہرے ہونے لگے تو عرب کے لوگ آپ کی زیارت کرتے محو حیرت ہو جاتے کہ کیا چمکتا دکھتا چہرہ ہے۔ عرب کے یہودی بھی آنے لگے۔ نورات انجیل کے عالم بھی آنے لگے۔ زبور و صحائف کے لیکچرار بھی آنے لگے۔ یہودیوں کے پادری بھی آنے لگے۔ جب پادریوں نے عالموں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کی زیارت کی تو کہنے لگے یہ نور عبداللہ کا نہیں، لوگوں نے کہا کس کا ہے۔ راہبوں نے کہا کہ یہ نور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ جو پیشانی عبداللہ میں لائیں مار رہا ہے یہودیوں کی یہ بات سن کر لوگوں نے کہا آپ کو کیسے پتہ چلا۔ یہودی پادریوں نے کہا ہم یہ کسی سے سن کر نہیں کہہ رہے۔ بلکہ تمام آسمانی کتابوں میں یہ بات موجود ہے۔ اب تو پورے علاقے میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ حضرت عبداللہ

کے چہرے میں نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہے۔
 بڑی خوش نصیب ہوگی وہ لڑکی جو کھلی والے آقا کی ماں بنے گی۔ اب تو
 ہر قریشی کی، ہر سردار کی، ہر زمیندار کی، ہر مالدار کی یہ تمنا تھی کہ جناب عبداللہ
 ہمارے داماد بنیں، کوئی کہتا ہمارے داماد بنیں۔ حتیٰ کہ پورے عرب کی مختلف
 ریاستوں کے سلطان بادشاہ بھی حضرت عبدالمطلب کی طرف پیغام دینے لگے
 کہ اگر آپ اپنے بیٹے عبداللہ کے لئے ہماری بیٹی کا رشتہ طلب فرمائیں تو
 نہ ہے نصیب۔ ادھر حضرت عبداللہ کے رشتے آرہے ہیں۔ ادھر یہودی
 حضرت عبداللہ کے قتل کی تجویزیں کرنے لگے کہ کیسے نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کے والد کو قتل کیا جلتے۔ پورے عرب کے یہودیوں نے حضرت عبداللہ
 کو قتل کرنے کے کئی منصوبے بنانے شروع کر دیئے۔ ملک شام میں ایک بہت
 بڑا بخوجی اور بہادر اس کو پتہ چلا کہ مکہ میں ایک جوان پیدا ہوا ہے۔ عبداللہ
 اس کی پشت سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو بڑا ہو کر تمام مذاہب کو ختم کر دے گا
 اسلام کے پرچم لہراتے گا۔ اپنی رسالت کے ڈنکے بجائے گا۔ اس کے دل میں
 حضرت عبداللہ کے بارے حسد پیدا ہوا کہ میں اس نوجوان کو ختم کرتا ہوں۔
 تاکہ وہ بچتے پیدا ہی نہ ہو جو ہمارے مذہب کو مکاتے وہ ملک شام سے
 جناب عبداللہ کو قتل کرنے کے لئے مکہ شریف کی طرف روانہ ہوا۔ جب
 چلنے لگا تو ایک یہودی عالم نے کہا اگر تو نے عبداللہ کو قتل کر دیا تو
 میں تجھ دس ہزار انعام دوں گا وہ سن کر چلا۔

چلتے چلتے مکہ شریف میں ایک مسجد ہے
 مسجد عمرہ اس کے قریب آکر ٹھہرا کہ معلوم

شام کا بخوجی

کر کے گھات لگا کے اپنا کام کروں گا۔ اتفاق دیکھتے کہ سب سے پہلے اس کی ملاقات ہی حضرت سیدنا عبداللہ سے ہوئی۔ آپ سیر و تفریح کی غرض سے تشریف لاتے تو اس بہادر بخومی کو دیکھ کر آپ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ نے بڑی محنت سے، بڑے پیار سے اس سے پوچھا کہ بھائی جان آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں کیا نام ہے۔ کس سے ملنا ہے۔ اس کافر بخومی نے صرف اتنا کہا کہ میں ملک شام سے آیا ہوں اور عبداللہ بن عبدالمطلب سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ برائے کرم ان کا پتہ بتا دیجئے حضرت عبداللہ حیران ہو گئے یہ ہے کون مجھے تلاش کرنے والا۔ خیر آپ کے پاس ایک تھیلا تھا۔ جس میں تازہ قسم کی بہترین کھجوریں تھیں، انگور تھے، آپ نے وہ کھجوریں اور انگور نکال کر اس کے سامنے رکھے اور فرمایا بھائی آپ لمبا سفر کر کے آتے ہیں بھوک لگی ہوگی۔ عبداللہ کو بھی ملی لو گے۔ پہلے یہ تناول فرمائیے۔ اس نے کہا حضور بڑی نوازش فرمایا نہیں آپ یہ کھائیں۔ میں شہر میں جا کر عبداللہ کے بارے پوچھتا ہوں۔ کہ عبداللہ ہیں کہاں اور انشاء اللہ میں تلاش کر کے ساتھ لے کے آؤں گا آپ یہ کھائیں وہ کافر بخومی کھجوریں کھانے لگا۔ حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مگر تشریف میں تشریف لاتے۔ اس کے لئے بہترین قسم کے مختلف کھانے تیار کرائے اور مختلف قسم کے بازار سے پھل خریدے۔ اور تمام سامان لے کر خود ہی اٹھا کر آپ اس کافر بخومی کے پاس تشریف لائے کھانا سامنے رکھا کہا بھائی کھانا کھائیے۔ بخومی نے کہا۔ جناب میں نے عبداللہ بن عبدالمطلب کا پوچھا ہے اور آپ ہیں کہ خدمت میں

مصروف ہو گئے۔ مجھے پہلے عبداللہ کا بتلیتے ان کا پتہ چلا ہے کہ نہیں۔
 نہیں تو میں کہیں اور سے پتہ کروں۔ مسکرا کر فرمایا آپ فکر نہ کریں
 کھانا کھائیں۔ میں اس کا پتہ کر کے آیا ہوں کھانا کھالیں ابھی ملو اتا ہوں۔ وہ بخوبی
 بڑا خوش ہوا کہ چلو زیادہ محنت نہیں کرنا پڑی، پتہ چل گیا ہے وہ کھانا
 کھا بیٹھا۔ جب فارغ ہوا تو حضرت عبداللہ نے فرمایا۔ بھائی جان مجھے
 یہ تو بتلیتے کہ آپ کو عبداللہ بن عبدالمطلب سے کام کیا ہے۔ وہ کافر
 بخوبی جو پہلے ہی آپ کے اخلاق حسد سے ہمان نوازی سے خدمت سے بہت
 ہی متاثر ہو چکا تھا۔ کہنے لگا جناب آپ سے کیا پھپھانا میں شام کا رہنے
 والا ہوں۔ مجھے ایک یہودی عالم نے دس ہزار روپے کے انعام کے بدلے
 جناب عبداللہ کو قتل کرنے کے سلسلے میں بھیجا ہے۔ میں یہاں عبداللہ
 بن عبدالمطلب کو قتل کرنے اور سر لینے آیا ہوں۔ حضرت عبداللہ
 نے مسکرا کر فرمایا۔ بھائی پھرنکالی تو تلوار اور اتار لو میری گردن، اس
 کافر بہادر نے کہا حضور شرمندہ نہ کریں آپ تو میرے محسن ہیں فرمایا
 ٹھیک ہے۔ پر عبداللہ بن عبدالمطلب میرا نام ہی ہے نکالنے تلوار اتاریتے
 میری گردن اور جا کر دس ہزار انعام حاصل کیجئے۔ اس کی آنکھوں میں
 آنسو آگئے۔ قدموں میں گر پڑا۔ رو کر کہنے لگا یا حضرت مجھے معاف فرمادیں
 آپ جیسے ہمان نواز پیکرِ خلاص کی غلامی باعثِ نجات ہے۔ میں لعنتِ بیتنا
 ہوں اس یہودی پر اور اس کی دولت پر پھر روتا ہوا معافی مانگنے لگا۔
 فرمایا۔ بھائی جان میں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر معاف کیا۔ اللہ اکبر

(ابوین مصطفیٰ ص ۵۱-۱۵۰)

میرے دوستو! توجہ فرمائیں اخلاق عبداللہ کی طرف میرے پاک
بنی کے والد مکرم کا حسنِ اخلاق دیکھیے ہوتا بھی کیوں نا، والد جو میرے کھلی
والے کے تھے۔ جن کے باپ میرا اللہ عزوجل آپ فرماتا ہے۔

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ | اے میرے حبیب آپ بیشک بہت
بڑے اخلاق کے مالک ہیں۔

ساری دنیا اخلاق لے کر آئی میرا بنی اخلاق کا تاج پہن کے آیا۔ مجسمہ اخلاق
بن کے آیا، پسکر محبت و حیا بن کے آیا۔ اسی بات کی طرف میرے اعلیٰ حضرت
کثر عشق رسالت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہ فرماتے
ہیں کہ:

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا
تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا
شہا تیرے خالقِ حسن و ادا کی قسم
محمد حفیظ جالندھری مرحوم بھی بڑی پیاری بات فرماتے ہیں کہ:-
گا لیاں دیا تھا کوئی تو دعا دیتے تھے
دشمن آجاتے تو کھلی بھی بچھا دیتے تھے

حضرت عبداللہ سیر کر کے تشریف لارہے ہیں۔ چہرے پر نور محمدی
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لشکارے جو تکتا ہے، دیکھ کر کہتا ہے سبحان اللہ
کیونکہ نورِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے آپ جس درخت کے
پاس سے گزرتے ہیں وہ بھی جھک جاتا ہے۔ جن پتھروں کے پاس سے گزرتے

ہیں۔ وہ پتھر بھی سلام پڑھتے ہیں جانور بھی درود پڑھ رہے ہیں، آپ آ رہے ہیں۔

ایک قریشی عورت رقیہ یا قتیدہ بھی یہ منظر دیکھ رہی ہے۔ جب حضرت عبداللہ اس

قریشی عورت

کے گھر کے پاس سے گزرنے لگے تو وہ آپ کا راستہ روک کر کھڑی ہو گئی۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا بی بی کیا بات ہے میرا راستہ کیوں روکا ہے۔ اس بی بی نے کہا عبداللہ سونا مانگو، سونا دیتی ہوں۔ اونٹ مانگو تو سنا اونٹ دیتی ہوں۔ مال مانگو تو مال دیتی ہوں۔ فرمایا کس کے بدلے۔ عرض کی میری نفسانی خواہش پوری کر دو۔ میرے دل کی حسرت مٹا دو۔ میرے دوستو یہ کونہ دور تھا جس دور میں زنا کرنا کوئی عیب نہیں تھا۔ ہر طرف جہالت ہی جہالت، گناہ ہی گناہ، اندھیرا ہی اندھیرا ایسا کام کرنا عرب کے لوگوں کا شیوہ تھا وہ خوش ہو کر ایسے کام کرتے پھر فخر کے طور پر ایک دوسرے کو بتاتے۔ لیکن قربان جاؤں میں سرکار کے والد مکرم پر آپ نے بات سن کر چہرہ انور موڑ لیا۔ ہوتا آج کل کا کوئی بخدی نبی کو اپنی مثل کہنے والا سرکار کا بھوٹا بھائی بننے والا فوراً منہ مارتا مگر وہ اب جان تھے۔ میرے ہادی نبی کے وہ والد تھے۔ رب عزوجل کے بار کے وہ باپ تھے۔ اس نبی کے جس کے باپے میرا پاک خدا عزوجل اعلان فرماتا ہے۔

وَعَلَّمَہُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ
وَمِنْ کِتَابِہُمْ

میرا پاک نبی لوگوں کو کتاب بھی سکھاتا ہے، دانائی بھی اور ان کا ظاہر باطن پاک بھی فرماتا ہے۔

پتہ چلا میرا نبی خود بھی پاک ہے اس کا جسم پاک، اس کا سونا پاک، اس کا جگنا

پاک، اس کا اٹھنا پاک، اس کا بیٹھنا پاک، اس کا چلنا پاک، اس کا چہرہ پاک، اس کا سر پاک، اس کی آنکھیں پاک، اس کے ہونٹ پاک، اس کا لعاب پاک، اس کے ہاتھ پاک، اس کا بطن پاک، اس کا پسینہ پاک، اس کے فضلات پاک، اس کے صحابہ پاک، اس کی بیویاں پاک، اس کی آل پاک، اس کے قیامت تک غلام پاک، میرے نبی کے والدین پاک، تو جو پاک ہو وہ پلید کام کیسے کر سکتا ہے مائے نے کہا عبداللہ کیا بات ہے۔ منہ کیوں موڑ لیا ہے۔ مال کم ہے قیمت تھوڑی تو خود ہی بنا میرے نبی کے والد مکرم جلال میں آگئے اور فرمایا کہ۔

ہٹ جا دور ہو کرتے نہیں اشرف کام ایسا سمجھتا ہوں میں بدتر موت سے فعلی حرام ایسا اگر تو عقد کہتی شادمان بھی جاتا مطابق رسم قومی کے تجھے بیوی بنا لیتا مگر تو نے تو بے شرعی دکھائی اور مہکایا فریب و مکر سے مجھ کو گناہ کرنے پر اگسایا تیری صورت سے ہے مجھ کو بے حد احساس نفرت کا شریف انسان پہ لازم ہے بچانا دین عزت کا

فرمایا بخردار میرے ساتھ ایسا کلام نہ کرنا تجھے پتہ نہیں میں کون ہوں عبداللہ بیٹا عبدالطلب کا بی بی حرام کام کرنا تو ایک طرف میں اس کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اللہ اکبر (مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۷۷، معارج النبوت جلد اول صفحہ ۳۹، صفحہ ۷۷)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد مکرم، پیکر حسن و جمال کے ساتھ

ساتھ شجاعت و بہادری کے بھی پیکر تھے اور شکار کھیلنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ ایک دن حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد معظم سردار مکہ حضرت عبدالمطلب سے عرض کی حضور اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں مکہ شریف کے جنگلات میں شکار پر نہ چلا جاؤں باپ نے بخوشی اجازت دی۔ حضرت عبداللہ اکیلے شکار کے لئے جنگل کی طرف روانہ ہوئے مکہ شریف کے ساتھ ہی ایک جنگل میں تشریف لے گئے۔

جناب عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شکار
اُسی جنگل میں اتفاق سے حضرت وہب

بن عبدمناف بھی شکار کھیلنے کے لئے تشریف لے گئے ہوتے تھے حضرت وہب نے دُور سے دیکھ لیا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب بھی شکار کے لئے آئے ہیں حضرت وہب فرماتے ہیں ہم دونوں اپنے اپنے شکار کے لئے پھرنے لگے کہ اچانک میں نے کیا دیکھا کہ ستر آدمی ہاتھوں میں تلواریں لئے جناب عبداللہ کی طرف بڑھے میں نے ان کا راستہ روک کر پوچھا بھائی صاحبان آپ کون ہیں۔ اور کہاں جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ

نُقُتِلُ عَبْدَ اللَّهِ
حضرت وہب فرماتے ہیں میں بڑا حیران ہوا کہ وجہ کیا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کیا بات ہے۔ اُن کا جرم کیا ہے، کیا قصور ہے، کیا گناہ ہے لیا خطا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ۔

لَيْسَ لَكَ ذَنْبٌ -
ان کا کوئی گناہ نہیں، کوئی جرم نہیں
میں نے کہا پھر بھی قتل کرتے ہو، یہ تو ظلم ہے انہوں نے جواب دیا کہ عبداللہ

کا تو کوئی جرم نہیں لیکن

وَلَكِنْ فِي ظَهْرِهِ نَبِيٌّ

عبداللہ کی پشت میں ایک نبی کا نور ہے۔

وہ نبی جب دنیا میں تشریف لائے گا تو اس کا دین تمام نبیوں کے دین کو منسوخ کر دے گا۔ حضرت وہب فرماتے ہیں۔ میں نے پوچھا وہ کون سا نبی ہے۔ جس کا نور جناب عبداللہ کی پیشانی میں ہے۔ انہوں نے کہا اس نبی کا نام ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت وہب فرماتے ہیں میں نے دل میں خیال کیا اگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمانا چاہتا ہے تو یہ کون ہیں اس کا راستہ روکنے والے کیونکہ

سہ فانوس بن کے جس کی حفاظت خدا کرے
اے وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

اسی بات کو قلندر کھڑی شریف حضرت میاں محمد علیہ الرحمۃ اپنی

زبان میں پیش فرماتے ہیں کہ

سہ تیری ادٹ پناہ دے خدایا تے کون کوئی جو سجھدا
جس دُیوے نوں تو آپے بالیں تے کد کے تھیں سجھدا

حضرت وہب فرماتے ہیں کہ وہ مشرق، نوجوان تلواریں لئے ہوئے

جناب عبداللہ کی طرف جا بھی رہے ہیں اور کہتے بھی جلتے ہیں کہ

ہم آج عبداللہ کو قتل ہی کر کے
چھوڑیں گے۔

فَنَحْنُ نَقْتُلُ عَبْدَ اللَّهِ

تاکہ محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

حَتَّى لَا يَظْهَرَ مُحَمَّدٌ

کا دنیا میں ظہور ہی نہ ہو۔ آپ دنیا
میں تشریف ہی نہ لائیں۔

تاکہ ہمارے بزرگوں بنی اسرائیل سے نبوت کا اختتام نہ ہو حضرت وہب
فرماتے ہیں کہ میں نے یقین کر لیا آج بعد اللہ کا بچنا محال ہے۔ مشکل ہے ادھر
جناب وہب یہ سوچ رہے ہیں ادھر خدا عزوجل کی قدرت مکر رہی ہے
گویا یہ فرما رہی ہے۔ وہب تو نے مارنے والوں کی قوت دیکھ لی ہے قتل
کرینوالوں کو دیکھ لیا ہے تو نے بچانے والے کی شان نہیں دیکھی تو نے
خالق کائنات کی قدرت کا نظارہ نہیں کیا۔ تو نے حَتَّىٰ قِيُومٍ کی قوت نہیں
دیکھی جو صرف کُنْ کرتا ہے۔ جو صرف اشارہ کرتا ہے کائنات حکم کی منتظر
ہو جاتی ہے یہ مارنے جا رہے ہیں اب ہمیں بچاتے بھی دیکھنا سبحان اللہ۔
میرے اعلیٰ حضرت بیکر عشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام مولانا شاہ احمد رضا خاں
فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے آقا

سہ مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے سب اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
کیوں نہیں چرچا مٹے گا اس لئے کہ

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ كَا هِيَ سَايَةُ تَجْهُدٍ
ذکر اونچا ہے تیرا بول ہے بالاتیرا

حضرت وہب فرماتے ہیں۔ اب میں دور کھڑا کیا دیکھ رہا ہوں
کہ وہ مشر نوجواں اسلمہ سے لیس جناب عبداللہ کے پاس پہنچے اور اردگرد
گھیرا بنا کے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے، اے نوجوان تیرا ہی نام عبداللہ

ہے۔ فرمایا جی میرا ہی نام عبداللہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ پھر قتل ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ مرنے کے لئے تیاری کرو۔ جناب عبداللہ کے جوصلے پر قربان میرے دوستو ہوتا آج کل کا کوئی انسان پیروں تلے زمین نکل جاتی۔ جسم کے اعضاء سس ہو جاتے جسم پر کیکپی طاری ہو جاتی جسم کا پنے لگتا کون ہے وہ انسان جو موت کو دیکھ کر نہ کلپنے لیکن صدقے جاؤں جناب عبداللہ کی ثابت قدمی پر آپ نے بڑے جوصلے کے ساتھ بڑے وقار کے ساتھ بڑے سکون کے ساتھ فرمایا بھاتی صاحبان قتل کرنے سے پہلے مجھے آپ یہ بتائیں کہ آپ ہیں کون؟ آپ آتے کہاں سے ہیں؟ میرا جرم کیلئے انہوں نے کہا عبداللہ ہم یہودی ہیں اور ہم شام کے رہنے والے ہیں تمہارا جرم کوئی نہیں۔ فرمایا جب جرم کوئی نہیں قصور کوئی نہیں تو قتل کیوں کرتے ہو۔ یہودیوں نے کہا کہ اے عبداللہ ہمارے بندہ رگوں نے تمام آسمانی کتابوں میں یہ بات پڑھی ہے کہ جب بنی آخر الزمان دنیا میں تشریف لائیں گے تو بنی اسرائیل سے نبوت ختم ہو جائے گی وہ بنی تمام نبیوں کے دین منسوخ کر کے اپنی نبوت کے ڈٹے بجاتے گا۔ فرمایا۔ پھر مجھے قتل کرنے کیوں آئے۔ اور۔ میں نے کوئی نبوت کا، رسالت کا، پیغمبری کا اعلان تو نہیں کیا جاؤ اس بنی کو تلاش کرو۔ یہودی کہنے لگے۔ عبداللہ اس بنی کا نور تیری پیشانی میں جگمگا رہا ہے۔ وہ بنی تیری پشت سے تیری اولاد میں ہوگا۔ ہم تمہیں اس لئے قتل کرنے آتے ہیں کہ تو بنی آخر الزمان کا والد ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تجھے قتل کر دیں تاکہ وہ بنی پیدا ہی نہ ہو۔ پتہ چلا یہودی بھی نور بنی مانتے تھے۔ ان کو بھی یقین تھا کہ آمنہ کے

لال کی حقیقت نور ہے اور اب لبادہ بشری پہن کے دنیا میں تشریف لائے گا لیکن افسوس کلمہ پڑھنے والے نبی کے نور سے بڑے گھبراتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور کہہ دیا جائے تو نجدی فتوے برسے شروع ہو جاتے ہیں کہ یہ نور ماننے والے مشرک ہیں بدعتی ہیں، فلاں ہیں، فلاں ہیں۔ لیکن اے سنی مسلمان یہ نجدی کچھ کہتے رہیں تو اپنا عقیدہ رکھ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت نور ہے اور نبی بشری ہے اور یہ دونوں باتیں قرآن سے ثابت ہیں اور ہم تو یوں کہتے ہیں کہ :-

سے پتلے نور سے نون خاکی توں آکھیں

تیری نور کھا مت کیوں ماری گئی اے

ایہہ ہے نوری تے آقا اے نوریاں دا

جگ جگ آواز پکاری گئی اے

قَدْ جَاكَ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَيَكْفِي

آیت وچہ قرآن اتاری گئی اے

حافظ نوری نہ جتھے کوئی جا سکیا

ایس نوری دی اوتھے سواری گئی اے

خیر تو یہودیوں نے کہا کہ اے

عبداللہ ہم تمہیں اس لئے قتل

قتل کی کوشش

کرنے آئے ہیں کہ تیری پیشانی میں کھلی والے کا نور ہے۔ یہودیوں

کا جواب سُن کر میرے آقا کے والد مسکرا پڑے۔ یہودی کہنے لگے

عبداللہ موت کو دیکھ کر بندہ روتا ہے، غم کرتا ہے، پریشان ہوتا ہے
 لیکن تو ہے کہ مسکرا رہا ہے۔ فرمایا میں موت کی وجہ سے نہیں مسکرا
 رہا بلکہ میں تو تمہاری بات سن کر مسکرا رہا ہوں کہ تم کتنے بدنصیب،
 کتنے بیوقوف ہو کہ انسان انسان سے ٹکر لیتا ہے، وزیر، وزیر سے
 ٹکر لیتا ہے، بادشاہ، بادشاہ سے ٹکر لیتا ہے۔ اور تم بندے ہو کر
 رب سے ٹکر لے رہے ہو۔ مخلوق ہو کر خالق سے ٹکر رہے ہو عاجز
 ہو کر قادر سے لڑائی کر رہے ہو۔ حادث ہو کر حقیقی قیوم سے جھگڑ
 رہے ہو۔ انہوں نے کہا وہ کیسے فرمایا اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ میرا بنی
 دنیا میں آئے۔ تم چاہتے ہو نہ آئے خالق کائنات کی تجویز ہے کہ میرا
 یا رحمت کی چادر پہن کر آئے، تم چاہتے ہو، ہم نے آنے ہی نہیں دینا
 وہ قادر چاہتا ہے نبی آخر الزمان زمانے کو میرے پیغام پہنچائے۔ تمہارا
 منصوبہ ہے ہم اُسے نہ آنے دیں میں نہیں اس لئے رہا ہوں۔ مسکرا
 اس لئے رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کیا ہے۔ تمہاری تجویز کیا
 ہے۔ اب دیکھتے ہیں اس کی تقدیر غالب آتی ہے یا تمہاری تجویز کام
 آتی ہے۔ اللہ اکبر۔ یہودیوں نے کہا کہ اے عبداللہ یہ تقریر کا وقت
 نہیں تیری موت کا وقت ہے۔ تیار ہو جا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا۔
 اگرچہ اکیلا ہوں۔ لیکن بہادر ابن بہادر ہوں۔ شجاع ابن شجاع ہوں
 سردار مکہ کا فرزند ہوں۔ ہتھیار نہیں ڈالوں گا۔ لڑکے مروں گا۔ بہادری
 سے موت کو گلے لگاؤں گا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ حضرت وہب فرماتے
 ہیں کہ جب میں نے یہ منظر دیکھا تو میں نے ارادہ کیا کہ عبداللہ اکیلا ہے

وہ ستر ہیں دوڑو کچھ نہ کچھ تو مدد کروں۔ فرماتے ہیں میں نے دوڑنے کا ارادہ کیا۔ نہ جانے کیا ہوا میرے پیراگے اٹھتے نہیں بالکل بھاری ہو گئے۔ میں نے ارادہ کیا یہاں سے کوئی پتھر وغیرہ پھینکوں تاکہ دشمنوں کو پتہ چل جائے یہ اکیلے نہیں میں جس پتھر پر ہاتھ رکھتا ہوں وہ زمین میں دھنس جاتا ہے۔ فرماتے ہیں میں بڑا حیران ہوا۔ پھر میں نے ارادہ کیا چلو میں کھڑے کھڑے آواز دوں۔ عبداللہ گبھرانا نہیں ہم تیری مدد کو آ رہے ہیں۔ لیکن فرماتے ہیں۔ جب آواز دینے لگا تو ایسے لگا جیسے کسی نے میرا گلا دبا دیا ہے۔ علامہ فرماتے ہیں عاشقانِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جناب عبداللہ کی جناب وہب کو مدد کرنے پر اس لئے قادر نہ ہونے دیا تھا کہ کل وہب لوگوں کو یہ نہ کہتے پھر یہ کہ عبداللہ تو قتل ہو جاتا اگر میں نہ بچاتا میری جان کو یہ دعا دیں جس نے بروقت اس کی مدد کی۔ یہ طعنہ حضرت عبداللہ کی ذات پر نہ آتا۔ براہِ راست کھلی والے کی ذات پر آتا۔ میرا اللہ عز و جل یہ نہیں چاہتا تھا کہ وہب جناب عبداللہ کو احسان کر کے تبتلا تا پھرے۔ ہم یار کے والد کی خود مدد کریں گے تاکہ کائنات کو پتہ چل جائے میرا نبی کسی کا احسان لے کے نہیں آیا۔ بلکہ پوری کائنات والوں کے لئے محسن بن کے آیا ہے۔ ادھر لڑائی شروع، ادھر حضرت وہب عبداللہ کی زندگی سے مایوس ہو گئے وہ اکیلے ہیں یہ ستر ہیں۔ ادھر میرے پاک خدا عز و جل نے آواز دی جسرا تیل جی، مولا کریم فرمایا، زمین پر دیکھ رہا ہے مکتہ کے جنگلات کا منظر دیکھ رہا ہے۔ یہودی یار کے والد کو ختم کر کے نورِ نبوت کو ختم

کرنا چاہتے ہیں۔ یا اللہ عزوجل دیکھ رہا ہوں۔ اب تیری منشا کیا ہے۔
 تیرا ارادہ کیا ہے۔ فرمایا میں یار کے والد کو بچا کر اپنے جلیب کے نور کی
 حفاظت کرنا چاہتا ہوں۔ عرض کی مولا کریم اب میرے لئے کیا حکم ہے۔
 کیا ارشاد ہے۔ فرمایا خود بھی تلوار بکڑے تین فرشتوں کو اور ساتھ لے
 لے جا کر میرے یار کے والد کے دشمنوں سے دست بدست لڑائی کر
 تا کہ پتہ چل جائے کہ رب عزوجل نے یار کے والد کو بچا کر اپنے نبی
 کے نور کی کیسے حفاظت فرمائی۔ سبحان اللہ۔ ادھر یہودیوں نے تلواریں
 جناب عبداللہ کو قتل کرنے کے لئے اٹھائیں ادھر جناب وہب فرماتے
 ہیں کہ میں نے کیا دیکھا۔

کہ اچانک آسمانوں سے ایک
 نوری شکر اُترا۔

وَإِذَا بَعِثْنَا مِنَ السَّمَاءِ

انہوں نے آتے ہی کیا کیا۔

فَقَتَلُوا الْيَهُودَ۔

تمام یہودیوں کو ایک لمحہ میں قتل
 کر کے جہنم پہنچا دیا۔

معارف النبوت جلد اول ص ۳۵-۳۴۔ نزہتہ المجالس جلد دوم ص ۱۸۹،
 البیان المبیل والنہوی ص ۲۸-۲۷۔ مواظظ نعیمیہ ص ۸۶-۳۸۵۔

میرے دوستو! خیال کرو اللہ تعالیٰ نے یار کے والد کو کیسے یہودیوں
 سے بچایا۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسی بات کی طرف اشارہ
 کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ **يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا**

یہ کفار چاہتے کہ بجھا دیں اللہ تعالیٰ

سورۃ توبہ

کے نور کو اپنی پھونکوں سے اور
انکار فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مگر
یہ کہ کمال تک پہنچا دے اپنے نور
کو اگرچہ کافر اس کو ناپسند کریں۔

نُورِ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ
وَمَا يُبِ اللَّهُ إِلَّا أَنْ
يُتِرَ نُورَهُ وَكُورَهُ
الْكَفْرُوتَ ۔

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ تفسیر درر منثور جلد ۳ ص ۲۳۱

میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور سے مراد جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ذات مراد ہے۔ جن کو کافر ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ پر
وہ نور کیسے بجھ سکتا ہے۔ جس کی رکھوالی میرا رب کریم آپ فرماتے کہتے
ہیں ناں جس کو رب رکھے اُسے کون چکھے۔ اسی بات کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے حضرت میاں محمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

سہ بھوکاں مار بھایا لوڑن نے نور محمد والا
نور محمد کدی نہ بجھ سی تے ودا حق تعالیٰ

جب تمام یہودی قتل ہو گئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام
جو کہ انسانی لباس میں تشریف لاتے تھے۔ جناب عبد اللہ کو بڑے پیار
سے دلاسا دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جناب ذرا احتیاط سے نکلا کریں۔
اللہ تعالیٰ کو آپ کی بڑی ضرورت ہے۔ اب گھر تشریف لے جائیں۔
اور اکیلے گھر سے نہ نکلا کریں جیسے اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ حضرت
دہب دور سے یہ منظر دیکھ رہے ہیں۔ جب حضرت عبد اللہ کی اس طرح
شان دیکھی۔ آپ کی خدائی حفاظت دیکھی تو آپ گھر تشریف لاتے اپنی
بیوی جن کا نام بئر بنت عزیٰ تھا۔ اُن کو تنہائی میں بلایا اور فرمایا بئرا

آج میں نے جو کمال عبداللہ بن عبدالمطلب کا دیکھا ہے۔ آج تک کسی میں نہیں دیکھا ایسے لگتا ہے کہ عبداللہ کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی خاص مقام ہے حضرت وہب کی بیوی نے پوچھا۔ حضور آپ کو کیسے پتہ چلا تو آپ نے سارا واقعہ اپنی بیوی کو سنایا۔ حضرت بڑا بھی بڑی پھران ہوئی واقعی عبداللہ بڑی شان والا ہے۔ بڑی عظمت والا ہے۔ حضرت وہب نے فرمایا بڑا اگر تم مناسب سمجھو اگر تم اچھا سمجھو تو عبداللہ کو اپنا داماد نہ بنا لیں کیونکہ ہماری بیٹی آمنہ بھی بڑی پیاری، بڑی عقلمند، بڑے سلیقے والی بہت خدمت گزار بڑی باحیا ہے۔ حضرت بڑا نے کہا میرے سرتاج میں بھی آپ کی اور آمنہ بھی آپ کی جلیے بہتر ہو کر لیں۔ چنانچہ ادھر دونوں میاں بیوی مشورے کر رہے ہیں۔ ادھر حضرت عبداللہ بھی گھر تشریف لے گئے۔ سارا واقعہ جناب عبدالمطلب کو سنایا۔ آپ کے والد بڑے پریشان ہو گئے۔ دل میں خیال آیا کہ اب عبداللہ کی شادی کر دی جائے۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا عبداللہ عرض کی، جی حضور فرمائیے۔ فرمایا بیٹا اگر تمہاری شادی کر دی جائے تو تمہیں تو کوئی اعتراض نہیں۔ حضرت عبداللہ شرم کی وجہ سے خاموش ہو کر اٹھ کر چلے گئے۔ حضرت عبدالمطلب نے سوچا اب ان کی رائے کیسے معلوم کی جائے۔ حضرت عبدالمطلب نے ایک طریقہ سوچا۔

کہ حضرت عبداللہ کے دوستوں کو بلایا جائے اور ان کے ذمے یہ ڈیوٹی لگائی

شادی کا مشورہ

جائے کہ وہ کسی طریقے سے عبداللہ کی رائے پوچھیں کہ وہ شادی کرنا چاہتے ہیں کہ نہیں حضرت عبدالمطلب نے مکہ شریف کے ان تمام نوجوانوں کو بلایا۔

جن سے جناب عبداللہ کا جی پیار تھا، آنا جانا تھا، دوستی یاری تھی۔ جب تمام نوجوان آگے تو حضرت عبدالمطلب نے فرمایا۔ بیٹا میں نے آپ لوگوں کو اس لئے زحمت دی ہے کہ آپ میرے بیٹے عبداللہ کے ہم نوالہ، ہم پیالہ ہیں، اکٹھے اٹھنا بیٹھنا ہے، پیار اور یارانہ ہے کہ تمہارے ذمہ ایک کام لگایا جائے۔ تمام نوجوانوں نے بڑے ادب سے عرض کیا۔ حضور آپ ہمارے بزرگ ہیں، سردار مکتہ ہیں آپ حکم فرمائیں۔ ہم آپ کے حکم پر عمل کی کوشش کریں گے۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا آپ لوگ اپنے دوست سے صرف یہ پوچھ کر بتا دیں کہ وہ شادی کرنا چاہتا ہے کہ نہیں؟ اگر چاہتا ہے تو کس خاندان میں اور کس لڑکی سے، انہوں نے کہا حضور ٹھیک ہے۔ آپ فکر نہ کریں ہم جلد ہی یہ بات جناب عبداللہ سے معلوم کر لیں گے۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا اگر تم اس مشن میں کامیاب ہو گے تو میں تمام بچوں کو اپنی طرف سے بطور انعام دس دس دینار دوں گا۔ تمام نوجوان اٹھے اور سیدھا جناب عبداللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے چند باتوں کے بعد دوستوں نے پوچھا یار عبداللہ کیا آپ شادی نہیں کریں گے؟ حضرت عبداللہ مسکرا پڑے فرمایا، میری شادی تو ہو گئی ہے؟ اب دوسری شادی کیسی؟ سارے دوست حیران عبداللہ کیا کہہ رہے ہو، شادی ہو گئی ہے۔ نہ برات نہ شادی کے رسم و رواج نہ رشتے دار نہ ہم آئے یہ کیسے شادی ہوئی؟ کب ہوئی؟ کس طرح ہوئی؟ حضرت عبداللہ نے فرمایا، بھائی میری بات پوری سنو پھر آگے کرنا۔ انہوں نے کہا سنا بیٹے، حضرت عبداللہ نے فرمایا رات کو

میں جب سویا تو خواب میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے خلیل میرے دادا جناب سیدنا ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے۔ فرمایا بیٹا عبداللہ! میں نے عرض کی جی حضور، فرمایا بیٹا میں تمہیں مبارک دینے آیا ہوں۔ میں نے عرض کی، حضور کس بات کی فرمایا، بیٹا اللہ تعالیٰ نے تیرا نکاح عرض معالیٰ پر وہب بن عبدمناف کی بیٹی آمنہ بی بی سے کر دیا ہے۔ اب اپنے والدین کو بتا دو وہ اس بات کا اعلان وہب بن عبدمناف کے مکان پر چل کر کر دیں! جب دوستوں نے یہ بات سنی تو بڑے خوش ہوئے۔ جناب عبداللہ سے اٹھ کر سیدھا حضرت عبدالمطلب کے پاس آئے آکر تمام بات بتائی حضرت عبدالمطلب بہت ہی زیادہ خوش ہوئے اور خوشی میں تمام نوجوانوں کو دنس دنس سیر بہترین کھجوریں اور بنیں بنیں دینار بطور انعام عطا فرمائے یہ انعام آج سے چودہ سو سال پہلے ایک بہت بڑا انعام تھا۔ حضرت عبدالمطلب نے تمام خاندان والوں کو بلایا۔ ان کو جناب عبداللہ کا خواب سنایا۔ اور مشورہ لیا کہ اب اس سلسلے میں کیا قدم اٹھایا جائے۔ تمام خاندان والوں نے کہا۔ جناب ہمارا مشورہ تو یہ ہے۔ آپ چند آدمی ساتھ لے کر وہب کے پاس چلے جائیں، رشتہ مانگ کر پتہ کر لیں۔ ساری حقیقت کا پتہ چل جائے گا اگر خواب صحیح ہو تو رشتہ مل جائے گا اگر نہ ہو تو انکار ہو جائے گا اور کیا ہونگے! جناب عبدالمطلب چند معززین مکہ کو ساتھ لے کر حضرت وہب کے گھر تشریف لائے دروازہ کھٹکٹایا اندر سے آواز آئی صَوِّ دَقِّ الْبَابِ دروازہ کھٹکٹانے والا کون ہے۔ باہر سے آواز گئی،

أَنَا عَبْدُ الْمُطَّلِبِ فِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ هُوں۔ دروازہ کھلا حضرت وہب
 دوڑتے ہوئے تشریف لائے فرمایا۔ مَوْحِبًا أَهْلًا مَحْضًا نَوْشِ أَمِيدٍ
 وِلكم۔ جو بھی خوشی کے الفاظ تھے۔ حضرت وہب نے کہے تمام مہمانوں کو
 بٹھایا۔ اس دور کے مطابق خدمت کی پھر پیار سے پوچھا آج کیسے کرم نوازی
 کی۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا وہب ہم آپ سے اپنے بیٹے کے لئے آپ
 کی بیٹی آمنہ کا رشتہ مانگنے کے لئے آئے ہیں۔ لیکن خیال کرنا یہ رشتہ
 لینے کے لئے اپنی مرضی سے نہیں آتے بلکہ کعبہ شریف کے معمار اللہ تعالیٰ
 کے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے حکم پر آتے ہیں، سو بیچ کر جواب
 دینا پھر سارا خواب سنایا جب خواب ختم ہوا تو حضرت وہب نے فرمایا۔
 اے سردار! مکہ مجھے قسم ہے خدائے لم یزل کی یہی بات خواب میں مجھے بھی
 سیدنا ابراہیم علیہ السلام بتا گئے ہیں۔ میں تو بڑا بیتاب تھا کہ کب آپ
 آتے ہیں۔ اگر زمانے کے دستوروں کا پاس نہ ہوتا تو میں خود چل کر آتا
 بیٹی کا رشتہ طے کر جاتا۔ لیکن دستور یہ ہے کہ لڑکے والے لڑکی والوں
 کے گھر جاتے ہیں۔ اس لئے میں خاموشی تھا۔ لیکن مجھے یقین تھا کہ
 جو بشارت مجھے ہوئی ہے یقیناً آپ کو بھی ہوئی ہوگی۔ اشد اکبر
 (ابو بن مصطفیٰ ص ۱۵۲-۱۵۳)

حضرت عبدالمطلب یہ سن کر بڑے خوش ہوئے فرمایا۔ وہب
 پھر دیکس بات کی آپ تاریخ مقرر کر دیں۔ ہم بارہ اتلے کر آجائیں
 گے۔ حضرت وہب نے اپنے احباب سے مشورہ کرنے کے بعد حضرت
 عبدالمطلب کو نو ذوالحجہ بروز پیر کی تاریخ مقرر کر دی۔ معارج النبوت

جلد اول ص ۳۹۔ حضرت عبدالمطلب واپس گھر تشریف لائے تمام احباب
تمام رشتے داروں کو تاریخ سے آگاہ کیا، شادی کی تیاری شروع ہو گئی
پھر شادی بھی سردار مکہ کے تخت جگر کی تمام مکے والے خوش تھے کہ حضرت
عبداللہ بھی گھر والے بن جائیں گے۔ شادی کا دن آگیا، تاریخ آگئی تمام
برادری، تمام قبیلے والے، تمام رشتے دار، تمام دوست احباب اکٹھے
ہو گئے۔

شادی کا منظر

میرے دوستو ذرا سوچو کیا سماں ہوگا،

کیا منظر ہوگا جب جناب عبداللہ دولہا

بنے ہوں گے۔ دولے تو آج بھی ہزاروں لاکھوں بنتے ہیں قیامت تک بنتے
دولے کے رشتہ تراں، ہاؤں اس دولہا پر جس کی پیشانی میں میرے اور آپ کے
نور جگمگا رہا تھا۔ جناب عبداللہ نے غسل کیا نئے کپڑے پہنے عرب کے رواج
کے سناٹا، درلہا بن گئے اب بارات تیار ہے والد بھی موجود، بھائی بھی موجود، چھوٹے
بھائی موجود، مائے بی بی موجود، خالائیں بھی موجود، چاچے بھی موجود، تمام کنبے والے موجود
ہیں۔ سارے کاتناں، ادا منظر کو دیکھ رہی ہے۔ آسمان والے بھی دیکھ رہے ہیں
عرشہ ادا لے بنا دیکھ رہے ہیں، ہزیمت کی ٹوڑی بھی دیکھ رہی ہیں۔ رضوان جنت
نہا دیکھ رہے ہیں کہ ان کنبے والے کے ابا جان کی بارات تیار ہے میرا دل کہتا
ہے: "بہتر نہ کہتا"۔ یہ کتابی مسئلہ نہیں، پیار کا مسئلہ ہے، محبت کی بات
ہے کہ بہتر نہ کہتا ہے جی عرض کیا ہوگا۔ اے رب کریم فرمایا، کیا بات ہے روح جان
عرض کی میری ایک عرض ہے۔ میری ایک، گزارش ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا
کہو کیا کہنا چاہئے ہو۔ بہتر نہ کہتا ہے عرض کی اسے خالق ارض و سما، اے مالک

جن و بشر آج اگر اجازت دے تو میں بھی انسان کے روپ میں تیرے یار کے والد پاک کا باراتی نہ بن جاؤں؛ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جبرئیل تو ہے توری۔ بارات ہے خاکیوں کی یہ جوڑ کیسے بنے گا۔ جبرئیل نے عرض کی مولا کریم اگر تیرے حکم سے حضرت مریم کے پاس بشر بن کر ان کے جسم میں پھونک مار سکتا ہوں تو آج بھی بشری کرتے ہیں کے بشری لباس پہن کے تیرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد مکرم کا باراتی بن سکتا ہوں۔ میرے کریم کی قدرت مسکرا پڑی۔ فرمایا اچھا جبرئیل پھر جا پڑا کیلانا جا فرشتوں کو بھی لے جا، میکاتیل کو بھی لے جا، اسرافیل کو بھی لے جا، عزرائیل کو بھی لے جا حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی مولا کریم تیرا صد بار شکر ہے کہ تو نے یار کے والد کا باراتی بنا یا ہے۔ لیکن مولا کریم وہاں تو بڑی دیر لگے گی۔ فرمایا پھر کیا ہوا۔ عرض کی اے موت حیات کے مالک میں نے تیرے حکم سے اتنی ماؤں کو ان کے بچوں سے جدا کرنا اتنی عورتیں بیوہ کرنی ہیں۔ اتنے بچے یتیم کرنے ہیں، اتنے لوگوں کو رُلانا ہے، اتنے گھروں کو برباد کرنا ہے۔ اگر بارات میں چلا گیا تو یہ کام کون کرے گا۔ یہ ڈیوٹی کون ادا کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عزرائیل خبر لے آج کسی ماں سے اس کا تخت بگرنے چھیننا، آج کسی کو یتیم نہ کرنا، آج کسی کو نہ رُلانا، آج کسی کا گھر برباد نہ کرنا مولا کریم کیوں؟ فرمایا عزرائیل آج برباد کرنے والی رات نہیں، آج آباد کرنے والی رات ہے۔ آج کسی کو رُلانے والی رات نہیں بلکہ یار کے والد کی خوشیوں کی بارات والی رات ہے عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی مولا کریم کیا تقدیر بدل گئی ہے؟ فرمایا ہاں آج یار کے صدقے بدل گئی ہے۔ اب میرے نبی کے پاک والد کی بارات چلی۔ سبحان اللہ ایک طرف حضرت عبداللہ کے خاندان والے باراتی ہیں۔ دوسری طرف جبرئیل

بھی براتی، بیکائیل بھی براتی، اسرافیل بھی براتی، عزرائیل بھی براتی، کئی ہزار فرشتے بھی براتی۔ اب ایسے لگ رہا تھا کہ ہر طرف نور ہی نور ہے۔ اب دیکھنے والے کہہ رہے ہیں کہ دیکھو برات بھی نور، براتی بھی نور، شہر بھی نور، مقام بھی نور، دوہا بھی نور، دہن بھی نور، اب کائنات میں آنے والا بنی بھی نور، علی نور اور قیامت تک نبی کی ساری اولاد بھی نور، یہی بات اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلی علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ۔

تیسری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیسرا سب گھرانہ نور کا
میں گدا تو بادشاہ بھرے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا سے ڈال صدقہ نور کا

برات چلتی چلتی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نانا جان حضرت وہب بن عبد مناف کے دروازے پر پہنچ گئی۔ حضرت عبدالمطلب نے بت ابراہیم علیہ السلام کے مطابق نکاح پڑھایا۔ برات نے کھانا کھایا۔ اب میرے پاک نبی کی پیاری پیاری اتھی جان کی ڈولی تیار ہو گئی۔ حضرت وہب نے فرمایا عبدالمطلب تیرے بیٹے کی امانت تیار ہے۔ ڈولی میں بیٹھ چکی ہے۔ اب بیچ کھارو اب بیچ مزدور جو ڈولی کو اٹھائیں لیکن عبدالمطلب مزدور وہ بھینا، کھارو وہ بھینا جو پاک صاف ہوں۔ کیونکہ میری بیٹی بھی پاک ہے، پاکیزگی کا محترمہ ہے۔ حضرت عبدالمطلب اب مزدور دیکھنے لگے جو گناہوں سے پاک ہو، ظاہر باطن صاف ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آواز دی، بصرائیل نے عرش کی جی مولا کریم، فرمایا میرے یار کی والدہ کی ڈولی مزدوروں

کو نہ اٹھانے دینا۔ عرض کی اے خالق کل پھر کون اٹھاتے۔ فرمایا جبرائیل میکائیل
اسرافیل، عزرائیل کو ساتھ لے کر تم اپنے آپ کو مزدور ظاہر کرو۔ پھر میرے
پارکے والد کی امانت تم اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے جاؤ تا کہ عصمتِ آمنہ میں
کوئی فرق نہ لگے اللہ اکبر، اب چاروں مقرب فرشتے مزدور بن کر میرے نبی کی والدہ
کی ڈولی اٹھا کر چلے۔ کیا حسین منظر ہوگا، کیا پیارا سماں ہوگا۔ والدہ میرے
آقا کی اٹھانے والی نوری مخلوق اس منظر کو دیکھ کر جوہریں جنت میں خوش ہوئیں۔
رضوانِ فردوس میں خوش ہوتے، فرشتے آسمانوں پر خوش ہوتے۔ خالق کائنات
عرش بریں پر خوش تھا۔ جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل ڈولی اٹھا کر خوش
تھے۔ قربان جاؤں ان راہوں پر جہاں میرے کھلی والے کا خاندان آباد تھا۔ جہاں
میرے نبی کے والد چلتے تھے۔ پیاری امی چلتی تھیں میرے نبی کے قدم لگتے تھے۔
سے دیس عرب دیئے ٹھنڈی تے ولتے تے کدی شاد کر یں دل میرا
لے پیغام وصل دا آویں تے ہوئے علم دا دور ہنیرا
ہر دم تاہنگ دلاں نوں جس دی تے کدوں بیں ول پاس پھیل
خوش فستے اوہ بستی اعظم تے جتھے میرے نبی دا ڈیرہ
جب رخصتی ہوئی تو جناب عبدالمطلب نے فرمایا کہ پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر
بجانے کے لئے برات خانہ کعبہ چلے گی۔ تمام برات خانہ کعبہ پہنچی حضرت
عبداللہ نے اور حضرت آمنہ نے شکرانے کے طور پر کعبہ شریف کا طواف
لیا۔ پھر مقام ابراہیم پر دو، دو رکعت نماز پڑھی پھر ساری برات جناب عبدالمطلب
کے گھر پہنچی۔ ابوبن مصطفیٰ ص ۱۵۵

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اہلیہ جنابہ حضرت سیدہ آمنہ

کے ساتھ بڑے خوش، بڑے مسرور تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑا پیارا جوڑہ لایا تھا۔ شادی کے چند روز بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تسکار کے لئے مکہ شریف سے باہر وادی مکہ میں مکہ کے جنگلات میں تشریف لے گئے۔ راستے میں ایک بی بی جس کا نام تھا فاطمہ، آپچی اس سے ملاقات ہوئی یہ بی بی ملک شام کے بادشاہ کی بیٹی تھی۔ بڑی حسین و جمیل اللہ تعالیٰ نے بے پناہ حسن کی دولت سے اس بی بی کو نوازا تھا اور پھر شام کی شہزادی یہ فاطمہ توریت، زبور، انجیل اور تمام آسمانی کتابوں کی عالمہ تھی، فاضلہ تھی، اس نے تمام کتابوں میں یہ بات پڑھی تھی کہ فلاں وقت سردارِ مکہ حضرت عبدالمطلب کے گھر ایک لڑکے کا پیدا ہوگا جس کا نام ہوگا عبداللہ اس کی پتیانی میں نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نور پاک ہوگا۔ اس کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ جن راہوں سے گزرے گا وہ راہیں، وہ پتھر، وہ جانور، وہ درخت بھی اس کو سلام کریں گے۔ بڑی خوش نصیب ہوگی وہ بی بی جس کا نکاح حضرت عبداللہ سے ہوگا اور وہ نبی آخر الزمان بننے کا شرف حاصل کرے گی۔ وہ فاطمہ شامیہ سوچنے لگی کیوں نہ میں اس کی قسمت آزمائی کروں۔ شاید وہ نور مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دولت میرے حصے میں آجائے اللہ تعالیٰ وہ رحمت عالم میرے نصیب میں کرے وہ دولت عظمیٰ وہ نعمت عظیم میری قسمت میں میرے گھر میں آجائے وہ ملک شام سے بہت سا مال و دولت اور نوکرے کر مکہ شریف کے ساتھ اسی راستے میں ڈیرے لگا بیٹھی۔ جن راہوں سے مکہ شریف کے لوگ آتے جاتے تھے۔ اسی نیت سے کہ کبھی حضرت عبداللہ ان راہوں سے گزریں ملاقات ہو جائے تو

میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں۔ اتفاق سے حضرت عبداللہ شکر کے
 کے اسی راستے سے گزرے جس راستے پر فاطمہ شامیہ نے ڈیرا ڈالا ہوا تھا۔
 فاطمہ نے کیا دیکھا حضرت عبداللہ کے چہرے سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں
 نور کے جلوے ظاہر ہو رہے ہیں۔ ہر چیز جناب عبداللہ کو دیکھ کر سجدہ ریز
 ہو رہی ہے۔ ہر پتھر سے، ہر درخت سے، ہر ذرے سے درود و سلام
 کی صدا تیں آرہی ہیں۔ فاطمہ شامیہ نے اس عالمہ فاضلہ نے اس راہبہ نے
 جب یہ حسین و جمیل منظر دیکھا سمجھ گئی یہی وہ عظیم ہستی ہے جن کی تعریف
 تورات، زبور، انجیل اور تمام آسمانی کتابوں میں موجود ہے۔ یہی وہ سردار
 ملک کا فرزند ارجمند ہے۔ جس نے نبی آخر الزمان کا والد بننے کا شرف حاصل
 کرنا ہے۔ فوراً ٹھمے سے باہر آئی۔ جناب عبداللہ کو بلایا۔ عرض کی حضور اگر
 آپ ناراض نہ ہوں تو تھوڑی دیر کے لئے میری جھونپڑی میں تشریف لائے
 میری جھونپڑی کو بھی اپنے قدموں سے منور فرما کر میری حوصلہ افزائی فرمائیں
 حضرت عبداللہ نے اس کی دعوت قبول فرماتے ہوئے اس کے ڈیرے میں
 تشریف لے گئے۔ اس نے بڑے ادب کے ساتھ، احترام کے ساتھ بٹھایا
 بہت ہی خدمت کی حاضر باطعام پیشی کیا۔ بڑی خاطر اور تواضع کی جب
 خدمت سے فارغ ہوئی تو حضرت عبداللہ نے فرمایا بی صاحبہ آپ
 نے مجھے کیوں اندر بلایا کیا بات ہے؟ اس عالمہ فاطمہ نے شامیہ نے کہا
 حضور میں بات کرتے ہوئے شرم محسوس کر رہی ہوں۔ لیکن بات غلط
 بھی نہیں لہذا کہہ دیتی ہوں۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا ہاں، ہاں آپ
 بلا جھجک کہیئے حضرت عبداللہ کی بات سن کر فاطمہ شامیہ نے کہا حضور

میں چاہتی ہوں آپ ہر باتی کریں کہم کریں تو میرے ساتھ نکاح کر کے مجھے اپنی ہمیشہ خدمت کا شرف بخشیں تو زہے نصیب حضرت عبداللہ نے فرمایا بی بی صاحبہ مجھے آپ کے اخلاق نے آپ کی طبیعت نے آپ کی باتوں نے بڑا متاثر کیا ہے دل چاہتا ہے کہ میں ابھی آپ کی بات پر عمل کر لوں۔ لیکن چونکہ یہ ساری زندگی کا مسئلہ ہے۔ اس واسطے اس مسئلہ میں مجھے اپنے والد مکرم جناب عبدالمطلب سے مشورہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں مشورہ کر کے آپ کو اس کی اطلاع دے سکتا ہوں! اس عالمہ فاضلہ راہبہ نے کہا حضور بہت اچھا آپ مشورہ کر لیں میں آپ کا یہیں انتظار کروں گی۔ آپ اس بی بی سے اجازت لے کر گھر آئے۔ خدا عزوجل کی شان دیکھیے اسی رات نور مصطفیٰ علیہ التیمۃ والتناء حضرت عبداللہ کی پیشانی سے منتقل ہو کر حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک میں تشریف لے آیا۔ صبح کا وقت ہوا۔ حضرت عبداللہ جناب عبدالمطلب کی خدمت میں پیش ہوئے۔ فاطمہ شامیہ سے ہونے والی ساری بات والد صاحب کو سنائی۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اگر تمہارا پر و گرام دوسری شادی کا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں، حضرت عبداللہ بڑے خوش ہوئے اجازت لے کر اسی راہبہ عالمہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا فاطمہ مبارک ہو میرے والد مکرم نے آپ کے ساتھ شادی کرنے کی بخوشی اجازت دے دی ہے۔ فاطمہ شامیہ بڑی خوش ہوئی لیکن جب حضرت عبداللہ کے چہرے کو دیکھا تو وہ نور کے جلوے وہ نور کی شعاعیں وہ نور کی تجلیات نظر نہ آئیں۔ وہ نور محمد صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لشکریوں نے نظر نہ آئے۔ اس عالمہ فاطمہ نے کہا اے عبد اللہ کیا آپ کی کوئی اور پہلی بیوی ہے۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا۔ ہاں میری شادی چند دن پہلے آمنہ بنت وہب کے ساتھ ہوئی ہے تو اس عالمہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ رو پڑی اور رو کر کہنے لگی۔ اے عبد اللہ میں اب آپ سے شادی نہیں کر سکتی۔ آپ کو پہلی بیوی مبارک ہو حضرت عبد اللہ بڑے حیران ہوتے کہ کل اتنا تقاضا اور آج بالکل انکار، کل اتنا اصرار، آج بالکل جواب فرمایا بی صاحبہ بات کیا ہے۔ مجھے بھی تو پتہ چلے اتنی جلدی کیوں انکار کر دیا ہے۔ راتوں رات یہ انقلاب کیسے پیدا ہوا، تو اس عالمہ نے کہا۔ اے سردارِ مکر کے لختِ جگر میں کوئی بدکار نہیں، میں فاحشہ نہیں، بے حیا نہیں، خراب نہیں۔ بلکہ میں نے آج تک کسی غیر مرد کے ساتھ کلام تک نہیں کیا۔ میں عالمہ ہوں، فاضلہ ہوں۔ توریت، زبور، انجیل تمام آسمانی صحائف کی حافظہ ہوں۔ ملک شام کی شہزادی ہوں۔ بادشاہ شام کی لختِ جگر ہوں بات یہ ہے۔ اُس دن جو میں نے آپ کے ساتھ نکاح کرنے کا، شادی کرنے کا پروگرام بنایا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ رَأَيْتُ نُورَ النَّبِيِّ فِي وَجْهِكَ اُس دن میں نے آپ کے چہرے میں نبی آخر الزمان کا نور دیکھا تھا فَارَدْتُ اَنْ يَكُوْنَ ذَلِكَ فِيَّ میں نے چاہا تھا کہ وہ نورِ محمد مجھ میں آجائے تاکہ میں اس نور کی امین بن جاؤں پر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں تھا اس قادر نے اس خالق نے جہاں چاہا اپنے یار کا اپنے حبیب کا نور رکھ دیا۔ اے عبد اللہ

سے وہ جس کے نور سے تیری چمکتی تھی یہ پیشانی اسی کی تھی میں طالبِ ہدایت کی تھی میں دیوانی

مگر میں رہ گئی محروم قسمت میری بھوٹی ہے !
 سنا ہے کہ وہ نعمت آمنہ نے تجھ سے لوٹی ہے
 یہی بات ایک پنجابی شاعر نے یوں بیان کی کہ :-

آکھے یا عبداللہ تیری تے کجھ نیس حاجت مینوں

دولت مل گئی مالک تائیں تے بلنی آہی مینوں !

دیکھیا سی کل پاس تڈے تے جلوہ پاک نورانی

چلا گیا آج کول مائی دے تے اوہ محبوب حقانی

اے عبداللہ میں نے بڑے دکھے کھائے، بڑی مصیبت برداشت

کی، بڑی صعوبتیں جھیلیں، بڑے دور دراز کا سفر کیا اس واسطے کہ وہ کھلی

والے کانور میرے جھتے میں آئے گا۔ مگر افسوس اس محبوب کانور، اس

نور مجسم کی والدہ بننے کا شرف مجھے نصیب نہیں ہوا۔ اب میں روتی ہوئی

دل میں حسرت لے کر مایوس ہو کر اپنے وطن جاؤں گی۔ باوجود اس کے

میں اس نعمت سے محروم رہی ہوں۔ لیکن پھر بھی دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ

آپ کا استقبال تابناک کرے۔ آپ دونوں ہمیشہ خوش و خرم رہیں آپ

کی زندگی میں کبھی کوئی دکھ نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر بلا سے ہر مصیبت

سے ہر حادثہ سے ہمیشہ محفوظ فرمائے۔ آمین معارج النبوت جلد اول

ص ۷۴۲-۷۴۰۔

میرے دوستو وہ فاطمہ شامیہ روتی ہوئی ملک شام کی طرف چلی گئی

بلکہ آپ کتابیں پڑھ کے دیکھیں جس دن بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کانور

پاک جناب عبداللہ سے منتقل ہو کر جنابہ آمنہ کے بطن پاک میں تشریف

لے گیا تو دو سو عورتیں زینک کی وجہ سے، حسد کی وجہ سے مر گئیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور پاک ہمارے حصے میں کیوں نہ آیا۔
الشد اکبر۔ معارج النبوت جلد اول ص ۱۷۷، تفریح الازکیا جلد ۲ ص ۱۔

میرے دوستو امام الانبیاء حبیب کبریٰ
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور پاک حضرت

نور کی جلوہ گری

سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی سے منتقل ہو کر جب جناب سیدہ
طلیبہ طاہرہ مقدّمہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک میں آیا
تو رجب شریف کا مہینہ تھا۔ رات جمعہ کی تھی قربان جاؤں اس مقدّس
رات پر نثار جاؤں اس شب پر، صدقے جاؤں ان ساعتوں کے جن ساعتوں
میں، جس شب میں، جس رات میں میرے اور آپ کے آقا کا نور حضرت
آمنہ کے بطن پاک میں تشریف لایا یہی وجہ ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل
علیہ الرحمۃ فقہ حنبلی کے بہت بڑے امام اور فقہ حنبلی کے بانی تشریف فرما
ہیں۔ ایک آدمی نے سوال کیا حضور ایک بات تو بتائیے فرمایا کون سی؟
سوالی نے عرض کی، حضور شب قدر جو رمضان شریف میں آتی ہے وہ
افضل ہے یا جمعہ کی رات افضل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک
جمعہ کی رات افضل ہے۔ سوالی بڑا حیران ہوا۔ عرض کی حضور وہ کیسے حالانکہ
شب قدر کی شان اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ذکر کرتے ہوتے فرماتا ہے۔

شب قدر بہتر ہے ہزار مہینوں

سے۔

أَيُّكُمُ الْقَدْرُ خَيْرٌ مِنْ

أَلْفِ شَهْرٍ۔

پارہ ۳۰۔ سورہ قدر

قرآن کہتا ہے۔ شب قدر ہزار مہینوں کی راتوں سے بڑھ کر ہے۔
 آپ کہتے ہیں شب جمعہ افضل ہے۔ ہوتا آج کل کا کوئی خوشگلاں فتویٰ
 لگا دیتا حضرت امام احمد بن حنبل پر کہ دیکھو جی قرآن کیا کہتا ہے۔ لیکن امام
 صاحب کیا کہتے ہیں۔ ان کی عقل کی بات مانیں یا قرآن کی بات مانیں۔ ان
 کا فتویٰ تسلیم کر میں یا اللہ عز و جل کا پاک قرآن مانیں لیکن وہ تھا امام احمد
 بن حنبل کا مقلد سرکار کا شیدائی، میرانگی ضرور ہوتی لیکن وجہ پوچھی حضور آپ
 کے نزدیک جمعہ کی رات کیوں افضل؟ آپ نے مسکرا کر فرمایا۔ آپ کے
 نزدیک شب قدر کیوں افضل ہے؟ اُس نے عرض کی حضور اس لئے کہ
 شب قدر میں قرآن نازل ہوا، شب قدر میں جبریل زہین پہ آتے ہیں۔
 اللہ تعالیٰ کے معصوم فرشتے زہین پہ آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی
 ہیں۔ آپ مسکرا پڑے فرمایا۔ بھائی بیشک تیری تمام باتیں حق ہیں، سچی ہیں، صحیح
 ہیں اس سوالی نے عرض کی حضور اب آپ بتائیں کہ شب قدر سے شب جمعہ
 جمعہ کی رات کیسے افضل ہوتی؟ امام احمد بن حنبل نے فرمایا بھائی سُنو، شب قدر
 کو قرآن آیا لیکن شب جمعہ کو قرآن والا آقا اپنی ماں کے بطن میں تشریف لایا۔
 شب قدر کو جبریل آتا ہے۔ شب جمعہ کو جبریل کا آقا والدہ کے پاس تشریف
 لایا۔ قدر کی رات فرشتے آتے ہیں، جمعہ کی رات فرشتوں کا نبی والدہ کے
 بطن میں تشریف لایا۔ شب قدر کو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں سلامتیاں نازل
 ہوتی ہیں۔ شب جمعہ کو رحمت للعالمین اپنی ماں کے پاس تشریف لاتے
 بتا شب قدر افضل ہوتی یا شب جمعہ اگر یہ محبوب نہ آتا تو نہ شب قدر
 آتی نہ رمضان آتا۔ اگر رمضان ملا تو سرکار کے صدقے، اگر قرآن ملا تو سرکار کے

صدیق، اگر ایمان بلا تو سرکار کے صدقے، ایمان والا اگر سچ پوچھو تو رحمان ملا تو سرکار کے صدقے، شیخ محقق شاہ عبداللحوق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کون شاہ عبداللحوق جس کو ہر روز جاگتے ہوئے سرکار کی دہلی میں زیارت ہوتی تھی وہ اپنی کتاب اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ فارسی جلد ۱ ص ۵۷ میں مدارج النبوت دوم مترجم ص ۲۱ میں علامہ شیخ فتح اللہ بنانی علیہ الرحمۃ مولہ خیر خلق اللہ ص ۱۵۸ میں دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے جمعہ کے فضائل و احکام ص ۲۱ میں لکھتے ہیں۔

”از امام احمد منقول است۔ امام احمد بن حنبل سے منقول ہے۔ کہ گفت شب جمعہ فاضل تر است۔ از شب قدر کہ شب جمعہ شب قدر سے افضل ہے۔ کہ در ولے علوق آنحضرت در رحم امت در آمدہ۔ کیونکہ جمعہ کی رات سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پاک اپنی والدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مبارک رحم میں تشریف لایا۔ جو دنیا اور آخرت میں ایسی برکات و خیرات کا سبب ہے جو کسی گنتی اور شمار میں نہیں آسکتا اللہ اکبر۔ محترم سامعین کرام جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور پاک اپنی والدہ ماجدہ کے پاس تشریف لایا تو دنیا میں بڑے بڑے عجائبات کا ظہور ہوا۔“

حضرت علامہ شاہ عبداللحوق محدث
دہلوی علیہ الرحمۃ مدارج النبوت

عجائبات کا ظہور

جلد دوم میں علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبھانی علیہ الرحمۃ انوار محمدیہ ص ۲۵ میں علامہ عبدالرحمن صفوری علیہ الرحمۃ نہایت المجالس جلد دوم ص ۱۸۹

میں علامہ شیخ الاسلام شہاب الدین احمد بن حجر مکی علیہ الرحمۃ النعمۃ اکبریٰ
ص ۲۲ میں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نخصائص کبریٰ جلد اول ص ۱۲ میں
علامہ امام شیخ قسطلانی علیہ الرحمۃ نے مواہب لدنیہ جلد اول ص ۱۳۲ میں علامہ
امام حلبی علیہ الرحمۃ سیرت حلبیہ میں فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا نور اپنی والدہ ماجدہ کے بطن پاک میں تشریف لایا تو

أَمَرَ رِضْوَانَ الْجَنَّةِ | اللہ تعالیٰ نے جنت کے سردار فرشتے

کو فرمایا، اے رضوانِ جنت

عرض کی جی مولا کریم فرمایا آج رات تمام جنت کے دروازے کھول دو اور
پوری دنیا میں جنت کی خوشبو کو پھریک کر ساری کائنات کو خوشبو سے معطر
کر دو ہر طرف خوشبو پھیلا دو تاکہ ساری دنیا میں خوشبو ہی خوشبو ہو جائے۔
اللہ تعالیٰ نے جہنم کے سردار فرشتے سے فرمایا، اے جہنم کے نگہبان عرض کی جی
رَبِّ كَاتِنَاتِ فَرَمَايَا جَهَنَّمَ كَيْ سَاكِي دَرْوَانِي بِنْد كَرْدُو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
جبرئیل عرض کی جی رَبِّ جَلِيلِ فَرَمَايَا سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى پَر كَهْرْتِي هُو كَر اِعْلَان كَرْدُو
يَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ كَيْسَ بَات كَا فَرَمَايَا۔

أَلَا إِنَّ النَّوْمَ الْمَخْرُوجَ
الَّذِي يَكُونُ مِنْهُ
النَّبِيُّ الْمَهَادِي كَيْسَتَقَرُّ
فِي هَذِهِ الْيَلَّةِ فِي
بَطْنِ أُمَّه -

اے زمین و آسمان کے رہنے والو
سنو، آگاہ ہو جاؤ ساری کائنات
کے ہادی، ساری دنیا کو سیدھی راہ
دکھانے والے نبی کا نور آج رات اپنی
والدہ ماجدہ کے بطن میں تشریف
لے جا چکا ہے۔

وہ نبی جب دنیا میں تشریف لائے گا تو بشیر بن کر، نذیر بن کر، سراج منیر بن کر، داعی الی اللہ بن کر آئے گا۔ وہ نبی کائنات میں سب سے بڑا امین ہوگا، دیانتدار ہوگا، ساری مخلوق سے بہتر ہوگا، رحمت للعالمین ہوگا۔ شافع اور مشفق ہوگا۔ ظالم اور لیلین کا سہرا سجا کے آئے گا۔ ختم نبوت کا تاج پہن کے آئے گا۔ عزیزوں کا ماویٰ و ملجا ہوگا۔ آسمانوں میں احمد نام ہوگا، جنت میں قاسم ہوگا۔ زمین میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بن کے جلوہ گر ہوگا۔ سبحان اللہ۔ جامع معجزات ۹۸-۲۹۷۔ کتاب الانوار ص ۲۵۔ جب جبرئیل نے یہ اعلان کیا تو جنت کے غلمان وجد میں آگئے۔ حوریں مست ہو گئیں۔ جنتی درختوں پر بہاروں پر بہاریں آگئیں۔ جنت کی بہریں خوشی میں پہلے سے زیادہ روانگی میں آگئیں۔ فرشتے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر هجوم جھوم کر صلوٰۃ والسلام کی لڑیاں بچھا کر کرنے لگے۔ غرضیکہ میرے آقا کے نور جب والد ماجدہ کے پاس تشریف لائے تو ہر طرف بہاریں ہی بہاریں آگئیں۔ ہر طرف مسرت ہی مسرت چھا گئی۔ اسی بات کو ایک شاعر نے یوں بیان کیا کہ سرکار جب والدہ کے پاس تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا۔

سہ کھول دیو دروازے جنت تے حکم خدا فرمایا

نور نبی داد چہ بطن مائی دے آج راتیں ہے آیا

ہر گھر چمک گیا اُس راتیں تے نور نبی دے پاروں

جگہ منور ہو گئی ساری تے برکت نبی غفاروں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جبرئیل، عرض کی جی رَبِّ جلیل فرمایا۔ ایک لاکھ

فرشتہ ساتھ لے لو اور زمین پر چلے جاؤ، پوری زمین میں، خشکی میں تری

میں، پہاڑوں میں، ہموار زمینوں میں سائے پھیل جاؤ اور اعلان کرتے جاؤ زمین
 والو تمہیں مبارک ہو، تمہیں پاک کرنے والا، صاف کرنے والا، طاہر بنا دینے والا،
 اللہ تعالیٰ کا مقدس رسول تشریف لا رہا ہے۔ جامع معجزات ص ۲۹۸۔ حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نوز پاک کے آنے سے پہلے مکہ شریف میں ہر طرف
 سخت قحط پڑا ہوا تھا۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے جانور تو کیا انسان بھی مر رہے
 تھے۔ درخت سوکھ کر کانٹا بن چکے تھے۔ لیکن قربان جاؤں جب میرے نبی
 پاک کا نور اپنی والدہ کے پاس تشریف لایا تو اللہ تعالیٰ نے ہر طرف رحمتوں
 کی بارشیں برساتنا شروع کر دیں۔ زمین شاداب ہو گئی، درخت ہرے بھرے
 ہو گئے۔ فصلیں پیدا ہو گئیں۔ ہر طرف بہا رہی بہا رہی آگئی۔ مدارج النبوت
 انوار محمدیہ۔ موہب لدنیہ۔

آسمانوں سے ندا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر
 صحابی سرکار کے چچا زاد بھائی حضرت سیدنا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جس رات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کا نور پاک اپنی والدہ ماجدہ کے پاس تشریف لایا تو اُس دن ہر آسمان سے
 فرشتے یہ آوازیں بے رہے تھے کہ:

الْبَشْرُ وَالْأَنْبِيَاءُ
 يَنْظُرُونَ أَبْوَابَ الْقَوْمِ مَبْرُورًا
 مَبَارَكًا

اے ساری کائنات کے بے نوا اب
 خوب خوب خوشیاں مناؤ۔ کیونکہ
 کائنات کا محبوب نبی اللہ تعالیٰ کی
 نعمتیں تقسیم کرنے والا رسول علیہ الصلوٰۃ
 والسلام تشریف لا رہا ہے۔ انوار محمدیہ

مواہب لدنیہ گو یا فرشتے ساری کائنات کو کہتے تھے کہ :-

س غم کے بادل چھٹ گئے ابر بہاراں چھا گیا
 مومنو خوشیاں مناؤ کھلی والا آ گیا
 راتِ سلو گن گناؤ کھلی والا آ گیا
 مومنو خوشیاں مناؤ کھلی والا آ گیا
 جشن میلاد النبی میں ان کے ذکر پاک سے
 دشمنوں پر تہرٹھاؤ کھلی والا آ گیا
 یا رسول اللہ کا نعرہ لگا کر دوستو
 انجمن اپنی سجاؤ کھلی والا آ گیا

یہی بات ایک اور عاشق نے یوں بیان کی کہ :-

عیدِ نبوی کا زمانہ آ گیا
 لب پہ خوشیوں کا ترانہ آ گیا
 نعرہ صلیٰ علیٰ کی دھوم ہے

و جب میں سارا زمانہ آ گیا
 پیچم دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند
 کفر کو گردن جھکانا آ گیا

یہی بات کسی نے پنجابی میں بیان کی کہ :-

خوشیاں مناؤ لوگو بھاگاں والی رات آئی
 آمنہ دے پیٹ وچہ جگ دی برات آئی

دکھیاں دے دکھ جا سن سب دی نجات آئی
 خوشیاں مناؤ لوگو بھاگاں والی رات آئی
 ادھر آسمانوں سے فرشتوں نے خوشیاں کونے کا اعلان کیا۔ ادھر
 کائنات میں سرکار کی آمد پر ہر چیز خوشی میں جھومنے لگی۔ علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ
 مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت
 ابن عباس فرماتے ہیں کہ جس رات سرکار اپنی والدہ ماجدہ کے بطن پاک
 میں تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے مکہ شریف کے تمام جانور
 بول پڑے اور ایک دوسرے کو سرکار کی آمد پر مبارکبادیاں پیش کرنے لگے
 اور کہنے لگے کہ۔

اے کائنات میں بسنے والے جانوریں
 مبارک ہو آج اُس نبی کا اس اللہ
 تعالیٰ کے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کا نور اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں
 تشریف لا چکا ہے۔ جو رب کعبہ کی
 قسم پوری دنیا کا سردار ہو گا۔ کائنات
 والوں کے لئے چمکتا ہوا چراغ ہو گا۔

حَبِطَ بِرَسُولِ اللَّهِ وَ
 رَبِّ الْكَعْبَةِ وَهُوَ إِمَامُ
 الدُّنْيَا وَسِرَاجُ أَهْلِهَا

ادھر جانور مبارکبادیاں ایک دوسرے کو دے رہے تھے۔ ادھر مچھلیاں پانی
 میں خوشیاں منا رہی تھیں۔ پرندے درختوں پر سرکار کے گیت گائے تھے۔
 جنگلی جانور جنگلوں میں خوشیاں منائے تھے۔ مدارج النبوت دوم۔ النور محمدیہ
 سیرت حلبیہ۔ مواہب لدنیہ۔ ابھی نبی آیا نہیں کائنات کے جانور خوش مچھلیاں

خوش مکہ کے چوپائے خوش، بیل خوش، گدھے خوش، لیکن پندرہویں صدی کا ملاں
ناراض پتہ چلا کہ دشمنِ نبی تو مکے کے گدھوں سے بھی بدتر ہے کہ اس کو نبی کی آمد
پر خوشی ہوتی ہے اس دو پیروں دالے گدھے کو خوشی نہ ہوتی۔ کسی نے کیا
خوب کہا کہ۔۔

بول اٹھے حیوان مکے سے تے سب نے اکھ سُنایا
پیٹ مائی سے قسم خدا دی تے آج کھلی والا آیا
ادب نبی داتے خوشی نبی دی تے کیتی سب حیواناں
پر افسوس شرم نہ آوے تینوں بے عقل انساناں
سب حیوان خوشی نے کمر دتے ادب نبی سے پاروں
بے ادباں نوں سوگ پیا آج تے مٹرسن دوزخ ناروں

میرے دوستو! صاحبِ اولاد حضرات
جانتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کسی عورت

برکاتِ رسالت

کو اولاد سے نوازنا چاہتا ہے تو عورت کو پتہ چل جاتا ہے کہ میرے پیٹ میں
بچہ یا بچی آچکا ہے۔ اس کی چند نشانیاں ہیں، عورت کو اُلٹیاں شروع ہو
جاتی ہیں۔ طبیعت خراب رہنے لگتی ہے۔ ہر وقت اُداس اُداس چہرہ رہتا
ہے۔ کمزوری شروع ہو جاتی ہے۔ لیکن قربان جاؤں آمد رسول علیہ الصلوٰۃ
والسَّلَام پر سرکار کی امی جان حضرت سیدہ آمت فرماتی ہیں۔ جب
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بطن میں تشریف لائے تو مجھے عورتوں
جیسی کوئی علامت نظر نہ آئی۔ مجھے محسوس ہی نہیں ہوتا تھا کہ میرے بطن
میں کوئی بچی یا بچہ آچکا ہے یا نہیں۔ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسَّلَام کی

آمد کا پتہ اپنے بطن میں دو وجہوں سے ہوا۔ دو نشانیوں سے ہوا۔ پہلی نشانی یہ تھی کہ ایک رات میں سوئی ہوئی تھی کہ خواب میں میں نے ایک حسین و جمیل فرشتے کو دیکھا۔ جس نے مجھے کہا کہ اے بی بی کیا آپ کو اس بات کا پتہ ہے کہ آپ کے بطن میں آپ کے پیٹ میں امام الانبیاء و سید العالمین تمام جہانوں سے افضل ترین اس کائنات کا نبی، اس اُمت کا رسول تشریف لا چکا ہے؟ میں نے کہا نہیں تو اُس فرشتے نے کہا بی بی آپ کو مبارک، واقعی وہ عظیم ہستی آپ کے بطن میں تشریف لا چکی ہے۔ جب وہ ہستی جب وہ مقدس رسول پیدا ہوں تو اُن کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھنا پھر اس نے مجھے سونے کا ایک تعویذ دیا۔ کہا یہ تعویذ اپنے چاند کے گلے میں ڈال دینا۔ وہ تعویذ میرے سر پر رکھ کر چلا گیا۔ پھر میں نے سنا آواز میں آرہی تھیں کہ:-

هَذَا وَقْتُ حَمَلَتُ اُمَّ الْحَبِيبِ بِه
وَلَيْسَ فِي حَمْلِهَا كُرْبٌ وَلَا ضَرَرٌ

بے شک حبیب کی والدہ اس حبیب کے ساتھ حاملہ ہو گئی۔

اور اس کے حمل میں کسی قسم کی نہ کوئی تکلیف ہے نہ نقصان۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں یہ خواب تھا، خواب کی بات تھی لیکن جب میری آنکھ کھلی تو میں نے کیا دیکھا میرے سر پر تیکہ کے نیچے وہی سونے کا صحیفہ، سونے کا تعویذ پڑا ہے۔ میں دیکھ کر بڑی حیران ہوئی۔ میں نے اٹھایا دیکھا تو اس صحیفے پر، اس تعویذ پر یہ لکھا ہوا تھا۔

سَ اُعِيذُكَ بِالْقَمَدِ الْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ

میں پناہ مانگتا ہوں اُس اللہ تعالیٰ سے جو ذات صفات میں
یکتا ہے اور بے نیاز ہے۔ ہر جاسد کے شر سے، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی حفاظت اور نگہبانی چاہتا ہوں۔ طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۱۲۰۔ سیرت
ابن ہشام جلد اول صفحہ ۱۔ معارج النبوت جلد اول صفحہ ۷۵۔ زرقانی شریف
جلد اول صفحہ ۱۰۶۔ خصائص کبریٰ جلد اول صفحہ ۴۲۔ دلائل النبوة صفحہ ۱۲۵۔

دوسری نشانی یہ تھی کہ میں اپنے گھر سے اپنی سہیلیوں کے ساتھ زم زم
شریف سے پانی بھرنے کے لئے جب جاتی تھیں تو سخت گرمیاں ہوتیں۔ پھر
گھڑے ڈول رسی ساتھ لے کر ایک میل کا فاصلہ طے کر کے بڑی مشکل سے بڑی
مشقت سے پانی بھر کے لاتی لیکن جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم میرے بطن میں تشریف لاتے تو عجیب تبدیلیاں آگئیں، عجیب باتیں
دیکھیں وہ کون سی تبدیلیاں فرماتی ہیں۔ جب میں گھڑے اٹھا کر رسی ڈول لے
کر پانی بھرنے کے لئے چلتی تو سخت گرمیوں میں میرے سر پر بادل سایہ کر لیتے
ساری میری سہیلیاں دھوپ میں چلتی ہیں بادلوں کے ساتے میں، پہلے پتھروں
سے بیزخمی ہو جاتے لیکن جب سرکار میرے بطن میں تشریف لاتے تو جس پتھر
پر قدم رکھتی موم کی طرح میرے قدموں میں نرم ہو جاتا۔ جب میں کنوئیں
پر پہنچتی تو میری ساری سہیلیاں رسی ڈول کے ذریعے پانی کھینچ کر نکالتی، گھڑے
بھرتی، اپنے برتن بھرتی۔ لیکن جب میرا نمبر آتا میں ارادہ کرتی کہ میں بھی ڈول
سے رسی باندھ کر کنوئیں میں لٹکا کر پانی نکالوں لیکن میں کیا دیکھتی پانی نیچے سے
خود بخود اوپر کناروں تک آجاتا۔ آواز آتی اے مقدس بی بی تو زحمت نہ کر، تو
تکلیف نہ کر، تو پریشان نہ ہو پانی خود بخود تیرے قدموں میں ہی آجاتا ہے

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ ایک دن میں بڑی حیران
 اُبھوئی۔ یہ بادل میرے سر پر سایہ کرتا ہے۔ پتھر موم کی طرح نرم ہو کر قدم چومتا
 ہے۔ پانی خود بخود اُپر آجاتا ہے۔ یہ ماجرا کیا ہے۔ یہ معاملہ کیا ہے۔ یہ
 قصہ کیا ہے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ پانی سے پتھروں سے بادلوں سے
 آواز آتی۔ اے آمنہ آپ کو پتہ نہیں آپ کے بطن پاک میں آنے والا
 مقدس نبی، پیارا رسول، عظمت والا پیغمبر صرف انسانوں کا ہی نبی نہیں
 رسول نہیں بلکہ پتھروں کا بھی وہ رسول ہے۔ بادلوں کا بھی وہ نبی ہے۔
 پانیوں کا بھی وہ پیغمبر ہے۔ قرآن بھی یہی کہتا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً
 لِلْعَالَمِينَ۔

اے میرے جلیب علیہ الصلوٰۃ والسلام
 ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے
 لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام خود بھی فرماتے ہیں۔

أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ
 كَفَاتَةً۔

میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا
 رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں مشکوٰۃ شریف

قرآن جاؤں سیدہ آمنہ کے مقدر پر اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
 ایک شاعر کہتا ہے کہ۔

پانی خاطر جہاں اوہ کھوہ تے خود تشریف لے آئے

پانی نکل کے کھوہ تھیں فوراً تے قدام لے وچہ آوے

سیرت جلیبہ نزہتہ المجالس دوم ص ۱۹۰ ذر قافی شریف۔

ذکر الہی عزوجل

حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت آمنہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں۔ جب رات

کا وقت ہوتا۔ میں اپنے کمرے میں اپنے بستر پر آرام کرنے کے لئے لیٹی
رات سونے کے لئے چار پائی پر سوتی تو میرے کمرے سے اللہ عزوجل اللہ
اللہ ہو عزوجل کی آوازیں آتیں۔ میں اٹھ کے چار پائی پر بیٹھ جاتی۔ دائیں طرف
دیکھتی بائیں طرف دیکھتی آگے پیچھے دیکھتی آوازیں آرہی ہیں۔ لیکن آواز دینے
والا کوئی نظر نہیں آتا۔ میں حیران ہو جاتی یہ آوازیں کہاں سے آرہی ہیں۔
تو غیب سے آواز آتی لے آمنہ گھبرا نہیں، پریشان نہ ہو یہ ذکر الہی کی
صدا میں تیرے بطن سے اللہ تعالیٰ کا جیب لگا رہا ہے تو سوتی ہوتی ہے۔
سارے جگ سویا ہوا ہے، ساری دنیا سوتی ہے۔ مگر عرب کا ماہی، سدرہ کا راہی
خالق کائنات کا یار اپنے پالنے والے کی اپنے خالق کی اپنے بھیجنے والے معبود
کی حمد و ثنا کر رہا ہے۔ اپنے رب العالمین کا ذکر کر رہا ہے۔ مولد العروس
۵۔ سبحان اللہ قربان جاؤں خالق کائنات کے یار پر ابھی پیدا نہیں ہوا
ذکر الہی کی ضربیں لگ رہی ہیں۔ جب پیدا ہوا ہو گا تو ذکر الہی کی کیا بات
ہوگی۔

میرے دوستو خیال کرو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی اپنی امی
جان کے بطن پاک میں ہیں۔ ابھی پیدا نہیں ہوئے ابھی دنیا میں تشریف
نہیں لاتے۔ لیکن پھر بھی ذکر الہی سے غافل نہیں لیکن وہ لوگ کتنے بدنصیب
ہیں۔ کتنے محروم ہیں جو پیدا ہونے کے بعد جو ان ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی
طرح طرح کی نعمتیں کھانے کے بعد بھی ذکر الہی عزوجل سے غافل ہیں یاد رکھو

ہمارے گھروں میں آج بے سکونتی ہے۔ ہمارے دل بے قرار ہیں۔ ہماری محفلیں
بے رونق ہیں۔ کیوں اس لئے کہ ہمارے گھر، ہمارے دل، ہماری محفلیں
ذکر الہی سے خالی ہیں۔

محترم سامعین! اگر سکون گھر چاہیے۔ سکون محفل چاہیے۔ سکون دل
چاہیے تو دنیا سے نہیں، کھیل تماشوں سے نہیں، سونے چاندی میں نہیں،
مربعے اور کوٹھیوں میں نہیں، بنگلے اور کاروں میں نہیں بلکہ ذکر الہی میں ہے
اللہ تعالیٰ یہی بات فرماتا ہے۔

اے سکون تلاش کرتے والے، اے
اطمینانِ قلب ڈھونڈنے والے
خیال کرو اگر تمہیں سکونِ قلب
چاہیے، سکونِ دل چاہیے تو ذکر الہی
کر تمہیں دنیا اور آخرت کا سکون
مل جائے گا کیونکہ:-

الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ يَسْكُنُوا
الْجَنَّةَ لَمْ يَكُونُوا
مُؤْمِنِينَ

سے نہ دولت سے نہ دنیا سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

اسی بات کی طرف عارفوں کے بادشاہ، سلطان العارفین نے انسان
کو متوجہ کرتے ہوئے اشارہ فرمایا کہ:-

سے جو دم غافل سودم کافر سانوں مُرشد امیہ پڑھایا ہو
سُنیا سُنخن گنیاں کھل اکھاں اُساں چیت مولا ول لایا ہو
کیتی جان حوالے رب دے اُساں ایسا عشق کھمایا ہو
مَرَن توں اُگے مَر گئے باہر تاں مطلب نوں پایا ہو

حضرت عبداللہ کی وفات

میرے دوستوں جب امام الانبیاء
علیہ السلام کو یاد کیا تو

اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں تشریف لاتے پھٹا ہیتہ سرکار کی آمد کو ہے۔
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دادا جان حضرت عبدالمطلب کو بھی پتہ چل
گیا۔ اب سرکار کی ولادت کا وقت قریب آ رہا ہے تو جناب عبدالمطلب نے
اپنے بیٹے جناب عبداللہ کو فرمایا بیٹا تمہارے پتے اور ہمارے پوتے کی ولادت
کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اس ولادت پر ہم نے پوسے مکہ کی دعوت کرنی
ہے خوب جشن منانا ہے، بیٹے کی ولادت پر پرتکلف کھانا دینا ہے لہذا
تم ملک شام کی طرف جاؤ بہترین قسم کے پھل اور کھجوریں لے کر آؤ۔ تاکہ پہلے
سے اس کا انتظام کیا جائے۔ حضرت عبداللہ نے عرض کی ٹھیک ہے بابا جان آپ
ایک قافلے کے ساتھ ملک شام کی طرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت
پاک پر جشن میلاد کا سامان لینے کے لئے گئے۔ ملک شام میں تجارت کی بہترین
قسم کے پھل کھجوریں خریدی۔ واپس مکہ شریف کی طرف چل پڑے جب مدینہ
شریف کے قریب پہنچے تو آپ کی طبیعت خراب ہو گئی۔ آپ بیمار ہو گئے
اور بڑے سخت بیمار ہوئے۔ اپنے قافلے والوں سے فرمایا کہ آپ لوگ مکہ شریف
جائیں میرے والد مکرم کو بتا دینا یہ سامان بھی لیتے جاؤ اگر میں ٹھیک ہو گیا
تو انشاء اللہ مکہ پہنچ جاؤں گا نہیں جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا وہی ہو گا۔
تمام قافلے والے مکہ شریف واپس پہنچ گئے۔ حضرت عبداللہ مدینہ شریف
اپنے والد ماجد کے ننھیال میں تشریف لے گئے کیونکہ آپ کی دادی امی
جان حضرت سلمیٰ کا میکہ مدینہ شریف میں تھا۔ آپ وہاں ٹھہر گئے۔ ایک ہینہ

تک بیمار رہے۔ بڑا علاج کیا، دوائیاں کیں لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ایک مہینہ بیمار رہنے کے بعد آپ کا وصال ہو گیا آپ فوت ہو گئے۔ آپ کو دفن کر دیا گیا۔ ادھر وہ قافلہ پہنچا جناب عبدالمطلب کو پتہ چلا کہ ملک شام سے قافلہ آگیا آپ قافلے سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ کیا دیکھا سارے مکہ کے تاجر موجود ہیں۔ لیکن جناب عبد اللہ موجود نہیں۔ آپ نے قافلے والوں سے پوچھا۔ انہوں نے ساری بیماری کا واقعہ سنایا۔ حضرت عبدالمطلب بے قرار ہو گئے۔ آپ نے اپنے بیٹے حارث کو فرمایا کہ جاؤ جا کر بھانجی کا پتہ کرو۔ اور اس کو ساتھ لے کر آؤ۔ جب حارث مدینہ شریف پہنچے بھانجی کی وفات کی خبر سنی تو روتے ہوئے واپس مکہ میں تشریف لائے۔ آبا جان کو بتایا جناب آمنہ کو بتایا میرے دوستو سوچو اسی عورت کو کتنا صدمہ ہوتا ہے جس کا سہاگ پہلے بچے کی ولادت سے پہلے ہی اُجڑ جائے مٹی میں چلا جائے آغوش قبر ہو جائے یہ وہ عورت جانتی ہے یہ وہ بی بی جانتی ہے جس کے ساتھ یہ واقعہ گزری جس کا ہت تابت گھرا اُجڑ جائے اللہ اکبر۔

جب حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عبد اللہ کی وفات کی خبر سنی تو آنکھوں تلے اندھیرا آگیا۔ ہوش اُڑ گئے پھر اب ہو بھی کیا سکتا تھا اب سیدہ آمنہ آنسو بہانے کے علاوہ کر ہی کیا سکتی تھی وہ خالق مالک جو ہوا وہ اپنی مرضی کا مالک ہے جو چاہے کرے اُسے کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں حتیٰ قیوم جو ہوا، بادشاہ جو ہوا، حضرت آمنہ نے حضرت عبد اللہ کی وفات پر چند اشعار فرمائے۔ جس میں سے ایک شعر حاضر خدمت ہے۔

عَصَا جَانِبِ الْبَطْحَا مِنْ اَمْنِ هَاشِمٍ
وَجَاوَدَ لِحُدَا خَارِجًا فِي الْعَمَانِ

بطحا کی زمین مکہ کی زمین آلِ ہاشم (حضرت عبداللہ) سے خالی ہو
گئی اور وہ کفن میں لپٹے ہوئے اپنے گھر والوں سے بہت دُور قبر میں چلے
گئے۔ جامع معجزات ص ۹۹-۲۹۸۔ المولود العروس ص ۱۱۱۔ طبقات ابن سعد
جلد اول ص ۱۱۱۔

علامہ ابن جوزی محدث کبیر علیہ الرحمۃ
اپنی کتاب مولد العروس ص ۱۱۱ پر تحریر یہ
کائنات روپری
فرماتے ہیں کہ ادھر سیدہ آمنہ روتیں ادھر جنگلوں میں جانور روپڑے، پہاڑوں
میں جنات روپڑے۔ پھلیاں دریا میں روپڑیں، فرشتے آسمانوں میں رو
پڑے، کائنات کا ذرہ ذرہ روپڑا۔ خالق کائنات نے فرمایا، اے جنات،
اے حیوانات، اے میرے ملائکہ کیا بات ہے تم روتے کیوں ہو؟ تمام
کائنات بولی، اللہ تعالیٰ کے معصوم فرشتے بولے، اے رب کائنات، اے
بے پرواہ مالک ابھی تیرا محبوب دنیا میں آیا نہیں ابھی والدہ کے بطن پاک
میں ہے کہ والد پچیس برس کے ہو کے فوت ہو گئے۔ سرکار کی والدہ کی
عمر بمشکل سو لہ برس ہے۔ تیرا جیب، تیرا پار، تیرا محبوب، تیرا ماہی، تیرا پیارا
پیدا ہونے سے پہلے ہی یتیم ہو گیا ہے۔ اب تیرے ماہی کا کیا بنے گا۔ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا سب خاموش ہو جاؤ یہ سب میری مرضی سے ہوا ہے۔ یہی میری
تقدیر تھی۔ اگر والد فوت ہو گیا ہے تو کیا ہوا میں محبوب کا خالق جو ہمیشہ
سے زندہ ہوں۔ ہمیشہ زندہ رہوں گا۔ اے میرے فرشتو جتنا مجھے اپنے

یار سے پیار ہے، اتنا پیار اس کی ماں آمنہ، باپ عبداللہ کو بھی نہیں ہوگا
کوئی بات نہیں پریشان نہ ہو۔

أَنَا وَلِيُّهُ أَنَا حَافِظُهُ
أَنَا صِدْقُهُ

میں خود اس کا مولا ہوں اس کی
حفاظت کرنے والا ہوں، میں خود
اس کا مددگار ہوں، جس کا میں مولا
بن جاؤں عاقل و ناصر بن جاؤں،
اس کو کوئی پرواہ ہے، کوئی ڈر
ہے، کوئی خطرہ ہے۔

عرض کی مولا کریم نہیں فرمایا تم اس پریشانی کو چھوڑو اس غم کو چھوڑو
اگر کچھ لینا چاہتے ہو، برکت حاصل کرنا چاہتے ہو تو میرے یار پر، میرے
حبیب پر درود پڑھو، سلام پڑھو، سبحان اللہ۔ مدارج النبوت۔ انوار محمدیہ
سیرت حبیبہ۔ میرے دوستو گویا سرکار ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ ماں کے لطن
شریف میں ہی یتیم ہو گئے۔ یتیم اس بچے کو کہتے ہیں جو بچپن ہی میں اپنے
والد کے پیار سے، شفقت سے محروم ہو جائے ہمارے معاشرے میں اس بچہ
کا کوئی مقام نہیں ہوتا۔ کوئی عزت نہیں ہوتی جس کا والد نہ ہو، جو یتیم ہو
جو باپ کی محبت سے محروم ہو پھر وہ بچہ والد کے سہارے کے بغیر کسی وقت
بھی اصل راستے سے بھٹک سکتا ہے۔ کیونکہ والدین ہی بچے کی تعلیم و تربیت
میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس لئے والد کا سہارا بچپن میں بہت اہم
ہے پھر کیا وجہ ہے؟ کیا حکمت ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا سے
محبوب ترین بنی کو، ساری کائنات سے محبوب رسول کو ساری مخلوق سے

زیادہ عزیز پیغمبر کو پیدا ہونے سے پہلے ہی یتیم کر دیا۔ والد کا سایہ اٹھا لیا؟
تو آئیے اس کی حکمت میں عرض
کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے یار کو

شان یتیمی کی حکمت

ماں کے بطن میں یتیم کیوں کیا۔ اس کی پہلی حکمت یہ تھی، پہلی وجہ یہ تھی کہ یار
کو اپنے محبوب کو دوسروں کے احسانات سے بچانے کے لئے یتیم کیا۔ اللہ تعالیٰ
بتانا چاہتا تھا یہ میرا بنی، یہ میرا رسول اپنے رب کا احسان مند ہے اور کسی
کا نہیں، اپنے خالق کا محتاج ہے اور کسی کا نہیں، اپنے مالک کا تربیت یافتہ
ہے کسی اور کا نہیں۔ اگر ماں باپ دادا میرے آقا کی پرورش کرتے، سرکار
کو پڑھاتے، سرکار کے ناز و نخرے اٹھاتے تو قیامت کے دن ماں کہہ سکتی
تھی باپ دعویٰ کر سکتا تھا، دادا اعلان کر سکتا تھا اے مالک الملک، اے خالق
کُل ہم نے تیرے جیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرورش کر کے پڑھانے کے
اس کے ناز و نخرے اٹھائے، پال کے جوان کر کے تیرے محبوب پر احسان
کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیدا ہونے سے پہلے محبوب کے والد کا سایہ اٹھا
لیا۔ چھ سال کے ہوئے تو والدہ ماجدہ کی وفات ہو گئی۔ آٹھ برس کے ہوئے
تو دادا بھی فوت ہو گئے۔ تاکہ نہ یہ رشتے رہیں گے نہ قیامت کو احسان
بتلا تیرے گے۔ میرا محبوب کسی کا احسان لینے کے لئے نہیں جا رہا بلکہ ساری
نسل انسانی کی طرف محسن بن کے تشریف لے جا رہا ہے۔ یہی بات کسی نے
سیدنا و مولانا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھی کہ حضور
کیا بات ہے سرکار پیدا نہیں ہوتے والد فوت ہو گئے۔ چھ سال کے ہوئے
والدہ چلی گئی۔ آٹھ برس کے ہوئے دادا بھی جدائی دے گیا۔ میرے امام

مُسکرا پڑے فرمایا بات یہ تھی کہ :-
 إِنَّمَا بُعِثْتُ رَسُوْلًا لِّلّٰهِ
 صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ
 وَسَلَّمَ لِّبَلَدٍ یُّکُوْنُ عَلَیْهِ
 حَقٌّ لِّمَخْلُوْقٍ -

محضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
 اللہ تعالیٰ نے اس لئے یتیم فرمایا
 تاکہ آپ پر کسی مخلوق کا (حق) کہ والدین
 دادا کا بھی (آپ پر احسان نہ ہے
 خواہب لدنیہ) خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۲
 سبل الہدیٰ جلد اول ص ۳۹۹

اسی بات کو کسی شاعر نے اپنے الفاظ میں یوں پیش کیا کہ :-

سے پیدا ہوتے تو باپ کا سایہ اٹھا لیا
 بڑھنے لگے تو مادر و عم ہو گئے جدا
 چلنے لگے تو دادا عدم کو روانہ ہوا
 ایک ایک سایہ یونہی اٹھتا چلا گیا
 سائے پسند نہ آتے پروردگار کو
 بے سایہ کر دیا اس بسایہ دار کو!

دوسری رحمت یہ تھی اپنے محبوب کو یتیم پیدا کرنے کی۔ اللہ تعالیٰ
 علیم بذات الصدور ہے وہ جانتا تھا میں نے قیامت تک لاکھوں کروڑوں
 بچوں کو یتیم بنانا ہے۔ اپنے محبوب کو یتیم بنایا تاکہ یار کے صدقے قیامت
 تک آنے والے یتیموں کی شان بلند ہو جائے، عظمت بلند ہو جائے۔
 لوگ یتیموں سے پیار کریں، رحم کریں، یتیموں کو جب اپنی یتیمی پر روزا آنے
 لگے تو میرے محبوب کی یتیمی کو یاد کر کے صبر کر جائیں کہ جب خالق کائنات

نے اپنے محبوب کو یتیم پیدا کیا تھا۔ تو ہم کون ہیں ہماری حیثیت کیا ہے۔
تیسری حکمت یہ تھی اگر سرکار کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ زندہ ہوتے
ان کی وفات نہ ہوتی تو آپ کے بھائی بہنیں اور بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے
پیدا ہوتے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھائی کر کے بلا تے۔ وہ سرکار کی برابری
کا دعویٰ کرتے کہتے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس باپ کے تم بیٹے ہو اسی کے ہم
ہیں۔ جس ماں کے تم لخت جگر ہو اس کے ہم بھی لہذا ہم تم برابر پھر سرکار کی وہ
شان وہ بے مثل حیثیت برقرار نہ رہتی۔ جس حیثیت پر اللہ تعالیٰ نے یار کو
پیدا کیا تھا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے محبوب کو یتیم کر دیا۔ نہ ماں باپ ہوں گے نہ کوئی
برابری کر نیوالا ہم مثل بننے والا پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے تو برداشت نہ کیا کہ محبوب
کی برابری کر نیوالا کوئی پیدا ہو۔ لیکن بدقسمتی سے کلمہ پڑھنے والا نبی کی ہم مثل
بنا پھرتا ہے۔ نبی کا چھوٹا بھائی بنا پھرتا ہے۔ آپ حیران ہوں گے یہ کیسے ہو
سکتا ہے۔ کلمہ پڑھنے والا نبی کی مثل کیسے بن سکتا ہے۔ تو سنیہ مولوی اسماعیل صاحبی
دیوبندی اپنی رسوائے زمانہ کتاب تقویۃ الایمان ص ۱۰۰ پر یہ عبارت لکھتے ہیں
یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو
اُس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے۔ بندگی اس
کو چاہیے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء، انبیاء امام اور امام زادے
پیر اور شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور
بندے عاجز اور ہمالے بھائی مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی
ہوتے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم کیا ہے۔ ہم ان کے چھوٹے ہیں۔ لو سن لو
مولوی صاحب نبی کے چھوٹے بھائی بننے کا اعلان کر رہے ہیں۔ میرے دوستو!

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے جو آدمی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا بڑا بھائی کہتا ہے وہ بہت بڑا گستاخ ہے یہ سرکار کی بارگاہ میں بے ادبی ہے۔ سرکار ہمارے بڑے بھائی نہیں بلکہ ہمارے آقا ہیں، ہمارے مولا ہیں، ہمارے مالک ہیں، ہمارے حاکم سردار ہیں۔ یہی بات عاشقوں کے امام نے فرمائی کہ

سرور کہوں کہ مالک و مولا کہوں تجھے

باغِ تحلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے

تیرے تو وصفِ عیبِ تناہی سے ہیں بری

خیراں ہوں میرے آقا کیا کیا کہوں تجھے

لیکن رضا نے ختمِ سخن اس پہ کہہ دیا

خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

یہی بات ایک غبورِ فسطیٰ نے یوں کہی کہ:-

اپنے جیہانہ اوسنوں آکھ ملاں جس دی مثل کوئی نہیں مثال کوئی نہیں

اوسنوں حدِ بشریت وچہ قید کرنا جیہدے نور و احد حساب کوئی نہیں

لگا رہوین تنقیصِ حضور اندر تیرے جیہا خانہ خواب کوئی نہیں

سٹڑے رہناں حافظِ نار حد اندر ایہدے جیہا بی سخت عذاب کوئی نہیں

ہاں تو عرض یہ کہہ رہا تھا کہ سرکار جب اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں تشریف

لائے تو کرم ہی کرم ہو گیا۔ میرے آقا اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں نو ماہ

تک قیام پذیر رہے۔ ہر چہینے جب بھی چاند چڑھتا تو اللہ تعالیٰ مخصوص فرشتوں

کو فرماتا، اے میرے ملائکہ فرشتے عرض کرتے جی ربِّ جلیل اللہ تعالیٰ فرماتا

آسمانوں پر کھڑے ہو کر اعلان کر دو، صلا لگا دو کہ اے آسمانوں اور زمینوں

میں رہنے والی مخلوق تم سب کو خوشخبری ہو۔ عنقریب اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ابوالقاسم سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دنیا میں تشریف لانے والے ہیں۔ جن کے دم سے، جن کے صدقے سے، ساری کائنات میں بہار آتے گی ہر طرف ہر سو رحمت ہی رحمت ہوگی، برکت ہی برکت ہوگی، کرم ہی کرم ہوگا۔ النعمۃ الکبریٰ ص ۲۴۔ یہی بات ایک عاشق نے یوں کہی :-

علائک آمنہ خاتون کو مردہ سنا تے ہیں
 ابوالقاسم محمد مصطفیٰ تشریف لاتے ہیں
 حبیب اللہ کی ام القریٰ میں آمد آمد ہے
 شواہد قدرت حق کے خلائق کو دکھاتے ہیں
 اگر کعبہ کی دیواریں کہیں سجدہ عجب کیا ہے
 کہ مصداق دعائے حضرت ابراہیم آتے ہیں
 فرشتے منظر تھے آمنہ خاتون کے گھر میں
 کہ اب حضرت جمالِ حق نما اپنا دکھاتے ہیں
 حرم سے تا پہ ملک شام روشن ہے نہ میں یکسر
 کہ دارالملك جن کا شام ہے وہ شاہ آتے ہیں
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب حضرت آمنہ کے بطن میں تشریف
 لاتے تو سیدہ آمنہ کو ہر مہینے اللہ تعالیٰ کے مقدس نبیوں نے بشارتیں اور
 مبارکبادیں دیں۔

انبیاء علیہم السلام کی بشارتیں :- نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی والدہ ماجدہ سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔
 رجب شریف کا مہینہ تھا جب نور محمدی علیہ التیمتہ والثناء میرے بطن میں
 تشریف لاتے جب مہینہ ختم ہوا رات کو میں اپنے بستر پر لیٹی آنکھ لگ
 گئی عالم خواب میں میں نے کیا دیکھا۔

رَأَيْتُ رَجُلًا طَوِيلًا | ایک مرد جس کا قد لمبا تھا۔

پیرے سے نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ جسم سے بڑی پیاری خوشبو آرہی تھی
 اس کے اندازے پورے میرے گھر کو منور کر دیا تھا۔ میرے پاس آیا اور آکر
 کہنے لگا۔

فَتَنَالُ الْبَشَرِي | اے آمنہ مبارک ہو خوشخبری ہو
 میں نے کہا سرکار کس بات کی، انہوں نے کہا تجھے پتہ نہیں۔

فَقَدْ حَمَلْتُ بِسَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ | بے شک تو تمام رسولوں کے سردار
 سے حاملہ ہو چکی ہے۔

تمام رسولوں کا سردار تیرے بطن میں تشریف لا چکا ہے۔ پھر اس بزرگ
 نے فرمایا۔

مَوْحِبًا صَدَقَ بِمَا مَوْحِبًا يَا
 مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ | خوش رسول خوش آمدید، صد بار خوش
 آمدید، اے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم

حضرت آمنہ فرماتی ہیں میں بڑی حیران ہوئی۔ مجھے پتہ نہیں میرے
 بیٹے کی کیا بچی ہے یا بچہ یہ کون ہے جو میرے بطن سے دیکھ کر لڑکے
 کی خوشخبریاں سنا رہا ہے۔ حضرت آمنہ نے پوچھا۔

مَنْ أَنْتَ - | حضور آپ کون ہیں۔
 کیا نام ہے۔ آپ نے کیسے پہچان لیا۔ میرے بطن میں لڑکا ہے یا لڑکی اس
 بزرگ نے جواب دیا بیٹی تو نے مجھے نہیں پہچانا میں کون ہوں؟ عرض کیا
 نہیں، فرمایا۔

قَالَ أَنَا آدَمُ أَبُو الْبَشَرِ | میں آدم ہوں تمام نسلِ انسانی کا
 باپ۔

سبحان اللہ! اس بات کو ایک شاعر نے یوں پیش کیا کہ حضرت
 آدم علیہ السلام نے گویا یوں فرمایا کہ:-

سے ادہ فرزندِ دُتارِ تینوں تے جو سردارِ رسولان
 ثنا ہی تاجِ مبارک جس نون تے وچہ بنیاں مقبولان
 نامِ جلیبِ محمد سوہنا تے روشن دوہیں سرائیں
 راجِ سلامت جس دا کلمہ تے روزِ قیامت تائیں
 اسی بات کو دائم اقبال صاحب نے یوں پیش کیا کہ:-

سے اللہ دے خاص محبوب دیاں تے دُھماں دُھمیاں زمین آسمان اُتے
 اولیاءِ صدقے، انبیاءِ صدقے لالِ آمنہ دے عالی شان اُتے!
 جسمِ خاکِ افلاکِ مخیں پارہ جا کے تے سیراں کیتیاں عرشِ یزدان اُتے
 صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا دَائِمًا سَادًّا عِیْنَ اِیْمَانٍ قُرْآنِ اُتے

میرے دوستو! یہاں غور فرماتیں ایک بار یک نکتہ عرض کرتا ہوں حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اپنے بطن میں اور حضرت آدم علیہ السلام اس وقت
 تھے اپنے مزار میں کئی ہزار سال پہلے آپ کا وصال ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت

دیکھیے آدم علیہ السلام اپنے مزار شریف سے نکل کر سیدہ آمنہ کے پاس تشریف لاتے ہیں اور سرکار کی آمد کی خوشخبری سناتے ہیں۔ حالانکہ قرآن یہ کہتا ہے۔

مَا قَدَرَيْتُمْ ۚ

مَا فِي الْأَرْحَامِ ۚ

ماں کے بطن میں کیا ہے۔

لڑکی ہے یا لڑکا، نر ہے یا مادہ، بیٹی ہے یا بچہ، لیکن اللہ تعالیٰ کا نبی فرماتا ہے۔ آمنہ مبارک ہو تیرے بطن میں، تیرے پیٹ میں لڑکا ہے، بچہ ہے، بیٹا ہے اور بیٹا بھی کوئی معمولی نہیں، کوئی عام نہیں بلکہ تمام نبیوں کا سردار ہے

پتہ چلا یہ کہ ماں کے بطن میں کیا ہے، لڑکا یا لڑکی، یہ قانون تیرے میرے لئے

ہے یہ بات عوام کے لئے ہے۔ لیکن جو اللہ تعالیٰ کے مقدس رسول ہوتے ہیں

نبی ہوتے ہیں، ولی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے کوئی چیز بھپاتا نہیں، کیونکہ

اللہ تعالیٰ کے مقدس بندوں کی آنکھیں وہ آنکھیں ہیں جن آنکھوں کو خود میرا رب

کریم اپنی آنکھ فرماتا ہے۔ صحیح بخاری شریف میں یہ حدیث موجود ہے۔ میرے

پاک پیغمبر نے فرمایا جو بندہ اللہ تعالیٰ کا مقبول ہو جاتا ہے۔ محبوب ہو جاتا ہے

پیارا ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے ہاتھ خدا کے ہاتھ ہوتے ہیں۔ اس کے کان خدا

کے کان ہوتے ہیں۔ اس کی آنکھیں خدا کی آنکھیں ہوتی ہیں۔ وہ مقدس بندہ

اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا منظر بن جاتا ہے۔ سبحان اللہ! میرے دوستو، ذرا

سوچو جب آدم علیہ السلام کی نگاہ پاک کا یہ کمال ہے کہ وہ ماں کے بطن میں

سے دیکھ رہے تھے کہ یہ لڑکا ہے اور لڑکا بھی وہ جو سب سے بلند شان والا

ہے۔ ایمانداروں سے بتانا جب نگاہ آدم علیہ السلام کا یہ کمال ہے تو نگاہ

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا کمال ہوگا۔ کیا وہ ماں کے بطن سے نہیں دیکھ

سکتے تھے کہ ماں کے بطن میں لڑکا ہے یا لڑکی دیکھ لیتے تھے۔ ضرور دیکھ لیتے تھے صرف ایک حدیث پاک سنیتے اور ایمان تازہ کیجئے۔ امام المحدثین حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کون سیوطی جن کے بارے دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی ملفوظات یومیہ جلد ۷ ص ۱۲۲ میں لکھتے ہیں کہ بعض اہل اللہ ایسے بھی گزرتے ہیں جن کو ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشاہدہ (زیارت) رہتا تھا۔ سیوطی علیہ الرحمہ جب کوئی حدیث سنتے تو فوراً فرماتے یہ حدیث ہے اور یہ حدیث نہیں۔ کسی نے پوچھا آپ کو کیسے پتہ چل جاتا ہے۔ فرمایا میں حدیث سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور پر نظر کرتا ہوں۔ اگر بشاش (خوش - مہکتا ہوا) پاتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ہے اگر منقبض (چہرے پر خوشی کا نہ ہونا) دیکھتا ہوں تو سمجھ جاتا ہوں کہ یہ حدیث نہیں ہے۔ پتہ چلا علامہ سیوطی نے ہر حدیث تحقیق کر کے لکھی وہ اپنی معرکہ الآرا کتاب تاریخ الخلفاء ص ۷۹ میں لکھتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دن اپنی چچی اُمّ فضل حضرت عباس کی بیوی سے ملے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت اُمّ فضل سے فرمایا۔

إِنَّكَ حَامِلٌ بِغُلَامٍ۔
 اے چچی تیرے پیٹ میں ایک لڑکا ہے۔

جب یہ بچہ پیدا ہو تو اسے میرے پاس لے آنا عرض کی آقا ٹھیک ہے۔ حضرت اُمّ فضل نے کوئی اعتراض نہیں کیا آقا یہ غیب کی خبر ہے۔ ماں کے بطن میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ اللہ عز و جل ہی جانے آپ کو کیا پتہ۔ نانا۔ بلکہ عرض کی ٹھیک ہے۔ حضرت اُمّ فضل فرماتی ہے مجھے یقین ہو گیا پیدا لڑکا ہی ہو گا۔

کیونکہ یہ میرے نبی کی زبان سے نکل چکا ہے اور جو بات میرے پیغمبر کے منہ سے نکلے وہ کبھی جھوٹی نہیں ہو سکتی کیونکہ میرا نبی اپنی مرضی سے نہیں بولتا۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے بولتا ہے۔

وہ نبی کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کہتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

پے

یہی بات کسی نے یوں بیان کی کہ ا۔

تیرے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

کہا جو دن کو کہ شب ہے تو رات ہو کے رہی

چند دنوں کے بعد حضرت اُمّ فتنل کے ہاں ایک چاند سالہ لڑکا پیدا

ہوا۔ حضرت اُمّ فضل فرماتی ہیں۔ میں وہ لڑکا لے کر سرکار کی بارگاہ میں حاضر

ہوئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بچے کے دائیں کان میں اذان

بائیں کان میں اقامت کہی اور اپنا لعاب پاک اس بچے کے منہ میں ڈالا۔

فرمایا بچہ، عرض کی جی آقا۔ فرمایا میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا ہے۔ عرض

کی بہت اچھا، فرمایا اب اس خلفاء کے باپ کو لے جاؤ۔ حضرت اُمّ فضل

فرماتی ہیں میں بڑی حیران ہوئی۔ یہ سرکار نے کیا فرمایا۔ میں نے تحقیق نہیں کی،

واپس گھر آئی۔ حضرت عباس کو بتایا کہ سرکار نے اس کا نام عبداللہ رکھا،

اور کہلا ہے یہ خلفاء کا باپ ہے لے جاؤ۔ حضرت عباس یہ بات سُن کر

سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ عرض کی آقا آپ نے میرے بیٹے کو خلفاء کا

باپ کیوں فرمایا ہے۔ یہ بھی جو ان نہیں ہوا، شادی نہیں کی، اولاد نہیں یہ

خلفاء کا باپ کیسے بن گیا۔ میرے آقا مسکرا پڑے۔ مسکرا کر فرمایا۔ چچا جو میں کہہ رہا ہوں۔ بالکل سچ ہے۔ عرض کی آقا میں جھوٹ تو نہیں کہتا پھر اس کی تشریح فرما دیجئے۔ میرے بنی نے فرمایا چچا تو اس کا بچپن دیکھ رہا ہے۔ یہ میں اس کی نسل دیکھ رہا ہوں۔ چچا اس کی نسل میں بڑے بڑے خلیفے پیدا ہوں گے جو زمین پر سلطنت کریں گے۔ چچا اس کی اولاد میں ستّاح ہو گا۔ اس کی نسل میں سے امام مہدی ہو گا۔ اسی کی اولاد میں سے وہ آدمی بھی ہو گا جو قیامت کے قریب عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز ادا کرے گا۔ اللہ اکبر۔

قربان جاؤں نگاہِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر میاں یہ تو دنیا ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ دنیا قلیل ہے یہ تو کچھ بھی نہیں جن نگاہوں سے خود خدا نہیں چھپا۔ جن نگاہوں سے خالق نہیں چھپا ان نگاہوں سے مخلوق کیسے چھپ سکتی ہے۔ ان نگاہوں سے یہ زمین و آسمان کیسے چھپ سکتے ہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ۔۔

سے سائے غیب اوہ جانے سوہناتے اوہنوں دو عالم دیاں خبراں
 سائے دل دیاں تفسیراں دیاں اوہدی نظر چہ زبیراں زبیراں
 اوہ ہے شانماں والا سوہنا کی خبر ہووے بے خبراں
 خبر ہووے گی فیر نیازی جدوں جاوون گے وچہ قبراں
 تو عرض یہ کر رہا تھا جب پہلا مہینہ تھا نورِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کو والدہ کے بطن پاک میں تو سیدنا آدم علیہ السلام نے آکر مبارک دی
 اور چلے گئے۔ جب دوسرا مہینہ آیا تو اسی طرح کا ایک مقدس انسان حضرت
 آمتہ کے پاس تشریف لائے اور آتے ہی کہا کہ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا

رَسُولَ اللَّهِ - اے اللہ تعالیٰ کے مقدس رسول آپ پر میرا سلام ہو
 پھر اس آنے والے نے فرمایا، اے آمنہ آپ کو اولین اور آخرین کے سردار
 کی آمد پر مبارک ہو، آپ کے بطن میں تمام کائنات کا سردار تشریف لایا
 ہے۔ آپ صاحبِ تاویل اور صاحبِ حدیث کی والدہ ماجدہ بننے والی ہیں
 حضرت آمنہ فرماتی ہیں :-

میں نے اُس مقدس ہستی سے سوال
 کیا۔ آپ کون ہیں۔ تو اس نے

فَقُلْتُ لَهُ مَنْ أَنْتَ -

اگے سے جواب دیا۔

کہ میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں میرا نام
 ثبیت علیہ السلام ہے۔

قَالَ ثَبِثٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اسی بات کو ایک شاعر نے یوں الفاظ میں بیان کیا کہ آپ نے فرمایا۔

سے اول آخر سب نبیاں داتے ہے سردار توں چایا

ایسا رتبہ کے نہ عورت تے رت اپنے توں پایا

حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں جب تیسرا مہینہ آیا تو ایک اور

مقدس ہستی میرے پاس تشریف لائی۔ انہوں نے بھی مجھے مبارک دی

اور فرمایا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ - اے اللہ عزوجل کے نبی

آپ پر سلام ہو۔ میں نے پوچھا حضور آپ کون ہیں۔ فرمایا میں اللہ تعالیٰ

کا نبی ہوں۔ میرا نام ادریس علیہ السلام ہے۔ میں تمہیں تمام نبیوں کے رئیس

تمام نبیوں کے امیر کی بشارت دینے آیا ہوں۔ پھر چوتھا مہینہ آیا تو ایک عظیم

ہستی میرے پاس تشریف لائی آکر یوں فرمایا۔ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

اے اللہ عز و جل کے حبیب آپ پر سلام ہو۔ پھر فرمایا۔ اے آمنہ آپ کو فاتح اور ناصر بنی کی آمد پر مبارک ہو میں نے پوچھا حضور آپ کون ہیں۔ آپ کا نام کیا ہے۔ فرمایا میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں میرا نام نوح علیہ السلام ہے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ پھر پانچواں ہینہ آیا تو ایک مقدس انسان میرے پاس تشریف لاتے اور میرے پاس کھڑے ہو کر فرمایا۔ اَسْلَامٌ عَلَيْكَ يَا صَفْوَةَ اللَّهِ۔ اے اللہ تعالیٰ کے دوست آپ پر سلام ہو، پھر فرمایا اے آمنہ آپ کو مبارک آپ اس مقدس رسول کی ماں بننے والی ہیں جو محبوب خدا ہے، امام الانبیاء ہے اور شفاعت کبریٰ کا حقدار ہے۔ میں نے پوچھا حضور آپ کون ہیں۔ فرمایا میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں میرا نام ہو و علیہ السلام ہے۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ پھر چھٹا ہینہ آگیا تو پھر کسی نے خواب میں آکر میرے پاس کھڑے ہو کر یوں کہا اَسْلَامٌ عَلَيْكَ يَا رَحْمَتَ اللَّهِ، اے رحمت خداوندی آپ پر میرا سلام ہو پھر اس بزرگ نے فرمایا، آمنہ تمہیں مبارک ہو تو عزت والے نبی کی ماں بننے والی ہے۔ میں نے پوچھا حضور آپ کون ہیں فرمایا اللہ کا نبی ہوں میرا نام ابراہیم علیہ السلام ہے۔ اللہ اکبر۔ حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں۔ جب ساتواں ہینہ آیا تو ایک مقدس بزرگ میرے پاس تشریف لاتے اور آتے ہیں فرمایا۔ اَسْلَامٌ عَلَيْكَ يَا مَوْفِقَةَ اللَّهِ۔ اے اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے محبوب آپ پر سلام ہو، پھر اس بزرگ نے فرمایا اے آمنہ آپ کو مبارک ہو آپ بُرود بار تمل مزاج اور حُسن و جمال کے شہنشاہ کی والدہ بننے والی

ہیں۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں میں نے پوچھا سرکار آپ کون ہیں۔ مجھے مبارکبادیاں
 پیش کرنے والے فرمایا۔ اَنَا اِسْمَاعِیلُ میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں میرا
 نام اسماعیل علیہ السلام ہے۔ حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں۔ پھر آٹھواں
 مہینہ چڑھا تو خواب میں مجھے ایک نورانی بزرگ کی زیارت ہوئی۔ اس نے
 میرے پاس آکر سب سے پہلے یوں فرمایا۔ اَسْلَامٌ مُّ عَلَیْكَ يَا خَبِیْرُ
 خَلَقَ اللّٰهُ لے ساری مخلوق سے بہتر آپ پر میرا سلام ہو۔ پھر اس بزرگ
 نے فرمایا اے آمنہ آپ کو مبارک، حضرت آمنہ نے فرمایا کس بات کی آنے
 والے بزرگ نے فرمایا کہ آپ صاحب قرآن کی ماں بننے والی ہیں۔ حضرت
 آمنہ نے پوچھا حضور آپ کون ہیں مجھے مبارک دینے والے، فرمایا میں اللہ تعالیٰ
 کا رسول ہوں۔ میرا نام موسیٰ علیہ السلام ہے۔ سبحان اللہ قربان جاؤں
 اَمْدُ مُصْطَفٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ پر ابھی دنیا میں جلوہ گر نہیں ہوتے۔ دنیا میں
 قدم انور نہیں رکھا۔ جلیل القدر نبی پہلے ہی سیدہ آمنہ کو مبارکبادیاں پیش
 فرما رہے ہیں۔ سلام اس مقدس مطہر منور ماں کے جن کو عظمتوں والے عزتوں
 والے نبی بشارتیں دیتے رہے، مبارکبادیاں دیتے رہے، نثار جاؤں اس اپنے جانی
 نبی، محبوب نبی پر مقدس رسول پر جس پر اللہ تعالیٰ کے چُنے ہوئے پیغمبر سلام
 بھیجتے رہے۔ دائم صاحب اسی طرف اشارہ کرتے، ہوتے یوں بولے کہ۔

س حق برحق رسول عربی جن تائے سلامیاں دین آتے
 عدلی موسیٰ سلیمان یعقوب یوسف وارو واری سلامیاں دین آتے
 احمد روح تخلیقی تصدیق کر کے یار پیارے سلامیاں دین آتے
 عرش فرشی درود سلام پڑھدے دائم فرشتے سلامیاں دین آتے

حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں۔ جب نواں مہینہ طلوع ہوا تو عالم خواب میں ایک اور بزرگ تشریف لاتے اور آتے ہی یوں کہا کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا خَاتَمَ رُسُلِ اللّٰهِ۔ اے سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے، اے خاتم المرسلین آپ پر سلام ہو، پھر اس بزرگ نے فرمایا، اے آمنہ تمہیں مبارک ہو تیری گودی میں خاتم النبیین رسول تشریف لانے والے ہیں۔ جس کی برکت سے تیری تمام تکالیف، تمام مصیبتیں، تمام پریشانیاں، سارے دکھ درد دور ہو جائیں گے۔

۷ ہوسا اُس تے ختم نبوت تے پاک قرآن نساے
اسا توں پچھے دنیا اندر تے کوئی ہو رہی نہ آسے
جس دا نام محمد ﷺ عربی تے روشن دوہیں جہانیں
اگیا فضلوں شکم تیرے وچہ تے سوہنا چن نورانی

مولد العروس ص ۶۵، نزہۃ المجالس جلد ۲ ص ۱۹، جامع معجزات ص ۲۹۹-۳۰۲
النعیمۃ الکبریٰ ص ۶۷-۶۸۔ غرضیکہ یکم رجب شریف سے لے کر ربیع الاول شریف تک ہر مہینے میں حضرت آمنہ کو کسی نہ کسی مقدس نبی کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا رہا۔

حضرت سیدہ
طیبہ طاہرہ آمنہ

حضرت سیدہ آمنہ کا مقام

رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ سرکار میرے بطن میں تشریف فرما ہیں۔ آٹھواں مہینہ ہے۔ شام کے وقت میں گھر سے نکلی، چلتی چلتی میں حرم پاک میں آئی اور اگر کعبہ کا طواف کرنا شروع کر دیا۔ جب میں طواف کعبہ سے

فارغ ہوتی تو میں نے کیا دیکھا۔ کعبہ نے میرا طواف کرنا شروع کر دیا ہے۔ میں
 بڑی حیران ہوئی۔ میں نے کعبہ کو مخاطب کر کے کہا۔ اے کعبہ کیا بات ہے، ساری
 دنیا تیرا طواف کرے، ساری مخلوق تیرے چکر لگاتے، ساری نسلِ انسانیت
 تیرے پھیرے لگاتے تو میرا طواف کر رہا ہے۔ میرے پھیرے لگا رہا ہے۔
 کعبہ سے آواز آتی بی بی! بے شک ساری دنیا کا کعبہ میں ہوں۔ نبیوں کا کعبہ
 میں ہوں، سائے نبیوں کے صحابہ کا کعبہ میں ہوں۔ ولیوں کا کعبہ میں ہوں۔
 غوثوں قطبوں کا کعبہ میں ہوں۔ ابدالوں کا اوتاروں کا کعبہ میں ہوں۔ مومنوں
 کا کعبہ میں ہوں۔ پر میرا کعبہ وہ بچہ ہے جو تیرے بطن پاک میں جلوہ فرما ہے
 سبحان اللہ! عظمتِ نبی پر قربان نشانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
 نشانِ جن کے صدقے سے جن کی برکت سے کعبہ بھی سیدہ آمنہ کے پھیرے
 لگا رہا ہے۔ چکر کاٹ رہا ہے۔ طواف کر رہا ہے، ہو سکتا ہے کوئی عقل پرست
 کوئی معترض اعتراض کرے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پھرے جان، دیواریں بے
 جان، کیسے چلیں، کیسے حضرت آمنہ کا چکر کاٹا کیسے پھیرے لگاتے۔ میرے
 دوستوں بے شک پھرے جان، دیواریں بے جان پر وہ ربِّ عزوجل جو پتھروں
 سے محبوب کے کلمے پڑھوا سکتا ہے۔ کنکریوں سے شہادت دلو سکتا ہے۔
 درختوں سے یار کی رسالت کی گواہیاں دلو سکتا ہے۔ وہ خالق وہ مالک
 وہ قادر کعبہ شریف کی بے جان دیواروں سے بے جان پتھروں سے محبوب
 کی ماں کے ارد گرد پھیرے بھی دلو سکتا ہے۔ پر یہ بات وہ مانے جو محبت
 والا ہو عشق والا ہو، آنکھ والا ہو،

کیونکہ،

سے آنکھ والا تھیکہ جو بن کا تماشہ دیکھے

اسے دیدہ کور کو کیا آتے نظر کیا دیکھے !

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ کا تو بڑا مقام ہے۔
 بڑی شان ہے ہوئی جو ربِّ عزوجل کے یار کی ماں آیتے ہم سرکار کے غلاموں
 کی شان کا ایک واقعہ سناتے ہیں۔ سنو گے ایمان تازہ ہو جائے گا۔ امام الاولیاء
 حضرت سیدنا ابراہیم ابن ادھم بلخی علیہ الرحمۃ بہت بڑے بادشاہ تھے۔
 علاقہ بلخ کی سلطنت آپ کے پاس تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ آپ
 بلخ کی بادشاہی چھوڑ کر ولایت کی سلطنت میں آجائیں آپ نے سلطنت چھوڑ
 دی بادشاہت کو اللہ تعالیٰ کی محبت پر قربان کر دیا۔ پھر جنگوں میں غاروں
 میں کئی سال تک اللہ تعالیٰ کی ریاضت عبادت میں لگے رہے۔ امام
 سفیان ثوری کے مرید بن گئے۔ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ جیسے زمانے
 کے امام آپ کو سیدنا لے ہائے سردار کر کے بلاتے تھے۔ آپ ایک غار
 میں نو سال تک عبادت کرتے رہے۔ نو سال کے بعد خیال آیا اب مگر شریف
 جا کر خانہ کعبہ شریف کی زیارت کرنی چاہیے۔ چل پڑے کیسے چلے۔ میرے
 دوستو! میں اور آپ حج پر جائیں تو بحری جہاز، مواتی جہاز، موٹروں،
 کاروں، بسوں کے ذریعے جائیں۔ لیکن حضرت ابراہیم کے چلنے پر قربان،
 آپ جب چلے تو ہر قدم پر دو رکعت نفل پڑھ کر چلے۔ صرف ایک بار
 نہیں بلکہ بلخ سے لے کر کعبہ شریف تک جتنے قدم رکھے اتنے ہی نفل
 پڑھے، سوچتے کتنے نفل پڑھے ہوں گے۔ لاکھوں کٹوروں اور بوں چودہ
 سال کے بعد آپ مگر شریف پہنچے۔ لیکن جب آپ حرم پاک میں پہنچے

مسجد حرام میں پہنچے تو کیا دیکھا وہاں کعبہ شریف ہے ہی نہیں خانہ کعبہ
غائب ہے۔

میرے دوستو! یہاں یہ سوال پیدا ہو گا۔ جب کعبہ نہیں تھا تو لوگ
طواف کس کا کر رہے تھے۔ یاد رکھو! یہ چیزیں مجھے اور آپ کو نظر
نہیں آتی۔ اللہ پاک نے جس کو یہ منظر دکھانا ہو اسی کو دکھاتا ہے۔ حضرت
ابراہیم بڑے حیران ہوئے کہ کعبہ کہاں ہے۔ پھر آسمان کی طرف کیا رو کر کہا
اے ربِّ لِمَ نَزَلْتُ اِلَیَّ بِیْ نِیَازٍ تِیْرَ کَعْبَیْنِظَرُ نَهْنِیْ اَرَا کَدَّهْرَہِ۔ طواف غیبی
سے آواز آئی۔ اے ابراہیم تھوڑی دیر صبر کرو ابھی کعبہ اپنی جگہ میں آ جاتا ہے
عرض کی مولا کریم پر وہ گیا کہاں ہے۔ آواز آئی ابراہیم کعبہ ہماری ایک بوڑھی
ضعیفہ بندی کی زیارت کرنے گیا ہے۔ حضرت ابراہیم یہ سن کر اور حیران ہو گئے
مولا کریم پر وہ کون ہے، ضعیفہ وہ کون ہے، بوڑھی وہ کون ہے تیری
بندی جس کی زیارت کے لئے تیرے کعبہ کو بھی چل کر جانا پڑا۔ فرمایا دیکھتا ہے
تو تم بھی جاؤ دیکھو وہ کون ہے۔ حضرت ابراہیم دوڑے جنگل میں پہنچے
تو کیا دیکھا۔ حضرت رابعہ بصری علیہ الرحمۃ جنگل میں بیٹھی ہیں اور کعبہ ان کے ارد
گرد چکر لگا رہا ہے۔ رابعہ بصری کا طواف کر رہا ہے۔ حضرت ابراہیم جلال میں
آگئے فرمایا رابعہ، فرمایا ابراہیم کیا بات ہے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا تم نے یہ
کیا تماشا بنا رکھا ہے۔ تم نے یہ کیا ہنگامہ بنا رکھا ہے۔ تم نے یہ کیا شور مچا رکھا
ہے۔ سائے لوگ حرم میں اس کے منتظر ہیں اور تم یہاں کعبہ سے طواف کر رہی ہو
حضرت رابعہ بصری بھی جلال میں آگئیں۔ فرمایا شور میں نے نہیں چایا۔ شور تو
تم نے چا دیا ہے لوگ کہہ رہے ہیں دیکھو ابراہیم ہر قدم پر دو نفل پڑتا ہوا،

چودہ سال میں کعبہ کے پاس پہنچا ہے۔ ابراہیم دیکھ لو تم چودہ برس میں آتے ہو
لیکن پھر بھی کعبہ کی زیارت سے محروم رہے۔ لیکن ہم مگر پیچھے نہیں لیکن دیکھ لو
کعبہ خود چل کر ہمارے پھیرے لگا رہا ہے۔ حضرت ابراہیم کی آنکھوں میں آنسو
آگے فرمایا رابعہ اس کی کیا وجہ ہے میں کعبہ دیکھ نہیں سکا۔ لیکن تیرا کعبہ طواف
کر رہا ہے۔ فرمایا تیری میری نیت میں فرق ہے۔ تو جب چلا تھا تو تیرا ارادہ تھا
میں کعبہ دیکھوں گا تو کعبہ دیکھ لو۔ لیکن جب میں بصرے سے چلی تھی یہ ارادہ لے
کے چلی تھی مولا کریم ساری دنیا کعبہ دیکھنے آرہی ہے۔ میں نے کعبہ نہیں دیکھا۔ بلکہ
میں نے کعبہ کے خالق کو، کعبہ کے مالک کو دیکھا ہے۔ یا اللہ عز و جل میں نے
تیری دید کسفی ہے۔ سبحان اللہ۔ انیس الارواح ص ۳۳-۳۴۔ مصنف خواجہ
خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ۔ اسرار الادلایا ص ۱۴۳-۱۴۲
ملفوظات خواجہ شیخ فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ۔

ایک دن خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ
اجمیر شریف ہندوستان میں اپنے مریدوں کے پاس تشریف فرما ہیں۔
سلسلہ کلام ہو رہا ہے۔ سائے مریدین زیارت سے مشرف ہو رہے ہیں۔
دورانِ گفتگو خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ مدت ہو گئی ہے
میں خانہ کعبہ کا طواف کرتا تھا۔ لیکن اب حالت یہ ہے کہ کعبہ میرے گرد طواف
کرتا ہے۔ دلیل العارفین ص ۱۹۰۔ مصنف خواجہ خواجگان خواجہ قطب الدین
بخنیا رکاکی علیہ الرحمۃ ہو سکتا ہے کوئی خواجہ کا منکر اس بات کا انکار کر دے
ہم نہیں مانتے جی ہمیں کوئی معتبر کتاب کا حوالہ دو تو سنیے علامہ شامی علیہ الرحمۃ
درختار جلد اول ص ۲۶۳ میں فرماتے ہیں۔ یہ علامہ شامی کون ہے جس

کو تمام سنی حنفی دیوبندی ملتے ہیں۔ اسی کتاب سے فتوے دیتے ہیں علامہ
شامی فرماتے ہیں۔ کسی نے مفتی جن وانس حضرت علامہ امام نسفی رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے پوچھا کہ حضور کیا کعبہ اولیاء اللہ کی زیارت کے لئے اپنا مقام چھوڑ
کہہ جاسکتا ہے کیا یہ کتنا شرعاً جائز ہے امام نسفی نے فرمایا۔

خرقِ عادت یعنی کرامت کے طور
پر اولیاء اللہ کے لئے یہ بات اہل سنت
کے نزدیک جائز ہے۔

خَرَقُ الْعَادَةِ عَلَى
سَبِيلِ الْكِدَامَةِ لِأَهْلِ
الْوَلَايَةِ جَائِزٌ عِنْدَ
أَهْلِ السُّنَّةِ۔

آگے فرماتے ہیں اگر کعبہ دہلی اللہ کی زیارت کے لئے چلا جائے تو کوئی
بات نہیں۔ فضا اور سمت تو اپنی جگہ موجود ہے کعبہ نام ہے فضا کا اور سمت
سجدہ کعبہ کو نہیں بلکہ خالق کائنات کو کیا جاتا ہے۔ در مختار جلد ۲ ص ۲۹
جلد ۲ ص ۸۶۔

میرے دوستو! پتہ چلا کعبہ شریف نے رابعہ بصری کے طواف کئے
چکر کائے پھیرے لگائے، سو جو غور کرو ایمان کی نگاہ سے توجہ کرو اگر
رابعہ بصری کے کعبہ پھیرے لگا سکتا ہے، طواف کر سکتا ہے تو کیا امام الانبیاء
محبوب کبریٰ سدرہ کے راہی، اللہ عزوجل کے ماہی کی ماں کا طواف نہیں
کر سکتا۔ اللہ اکبر۔ حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں۔ جب میں کعبہ شریف کا
طواف کر کے گھر کی طرف چلی تو جو جانور مجھے دیکھتا مجھے مبارکبادیاں جو
پتھر دیکھتا خوشخبریاں دیتا۔

ربیع الاول کی پارہ راتیں

سرورِ کائنات، فخرِ
موجودات، جناب محمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں۔ جب ربیع الاول شریف کا چاند طلوع ہوا پہلی شب تھی۔ میرے تحت جگر کی ولادت کا وقت نزدیک آ رہا تھا۔ حکیم ربیع الاول کی شب میں نے بڑی خوشی اور عجیب کیف و سرور کے ساتھ گزار دی۔ حالانکہ صاحب اولاد جانتے ہیں۔ جوں جوں بچے کی ولادت کا وقت قریب آتا ہے عورت شدت درد سے بے چین ہو جاتی ہے۔ بعض کمزور عورتیں بیہوش تک ہو جاتی ہیں۔ اور ایسی حالت میں ہر عورت بڑی بتیابی سے کہتی ہے یا اللہ عزوجل جلدی مجھے اس تکلیف سے اس پریشانی سے نجات عطا فرما لیکن قربان جاؤں آید مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جوں جوں ولادت کے دن نزدیک آ رہے ہیں۔ اپنی اتنی جان کو تکلیف نہیں دے رہے۔ بلکہ خالق کائنات کی عطا سے خوشیاں ہی خوشیاں، راحت ہی راحت عطا فرما رہے ہیں۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں جب ربیع الاول شریف کی دوسری رات آئی میں سوئی مجھے پوری رات آسمانوں کے فرشتے مبارکبادیاں دیتے رہے اور میرے دل کے ٹکڑے کی آمد کی بشارتیں دیتے رہے دن گزر گیا۔ تیسری شب آئی میں اپنے بستر پر سوئی آنکھیں بند ہو گئیں لیکن دل کی آنکھیں کھل گئیں۔ عالم خواب میں خود خالق کائنات خود مالک زمین و آسمان نے مجھے فرمایا اے آمنہ آپ کو مبارک ہو۔ آپ کے بطن میں میرا وہ محبوب، میرا وہ حبیب، میرا وہ پیارا رسول تشریف لایا ہے جو کما حقہ جو پورے طریقے سے ہماری

نعمتوں، ہمارے احسانات کا ہماری عطاؤں کا، مہربانیوں کا شکر ادا کرے گا۔
سُبْحَانَ اللّٰهِ۔

میرے دوستو! آپ قرآن پڑھیں، احادیث مبارکہ دیکھیں، سیرت کی کتابیں کھولیں۔ کہیں یہ بات موجود نہیں کہ کوئی انسان، کوئی فرشتہ، کوئی فرد اللہ تعالیٰ کے احسانات کا کما حقہ دنیا میں شکر ادا کر سکتا ہو۔ لیکن واہ رے مہملی والیا تیری عظمت کو سلام تو وہ اللہ تعالیٰ کا پیارا نبی ہے جو خالق کائنات کی عطاؤں کا شکر ادا کر کے دنیا سے گیا۔ اس واسطے تو جناب مقصود صاحب نے یہ بات کہی کہ۔

سارے سارے حمدیں سب ثناؤں نے میرے سوہنے رب جل جلالہ
صبح سویرے کھڑیاں دُستیا تے جس نے کلی کلی نوں
جے توں راہ اللہ دا بھٹاں تے مل پو پاک بنی نوں
چھڈ مقصود ناں دیوے کدھرے تے یار دی پاک گلی نوں

حضرت آمنہ فرماتی ہیں رات ختم ہو گئی دن چڑھ آیا، پھر شام ہوتی رات آئی میں حسبِ معمول بستر پر لیٹی لیکن خدا گواہ ہے میں مکے میں لیٹی لیٹی ساری رات آسمان کے فرشتوں کی تسبیح سنتی رہی کہ فرشتے کیسے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کر رہے ہیں۔

میرے دوستو! کہاں مکہ کہاں آسمانوں کی بلندیوں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیاری امی جان کی سماعت کا یہ عالم ہے تو جلیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سماعت کا کیا عالم ہوگا۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امی جان اللہ تعالیٰ کی عطا سے مکہ شریف میں لیٹے لیٹے آسمانوں سے فرشتوں

کی تسبیح کی آواز سن سکتی ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ کا محبوب اللہ تعالیٰ کی عطا سے مدینہ پاک میں جلوہ فرما کر پوری امت کی آوازیں نہیں سن سکتے۔ اہلسنت وجماعت کا ایمان ہے سن سکتے ہیں۔ ایک حدیث پاک نیتے انشاء اللہ ایمان والوں کا ایمان تازہ ہو جائے گا۔ جن کے سینوں میں ایمان ہے ہی نہیں ان کا میں ذمہ دار نہیں۔ حضور اکرم نور مجتہم سرکار مدینہ سرور قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے چچا مسیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جب سرکار کے صحابی بنے کلمہ پڑھ کے اسلام قبول کر لیا تو اسلام قبول کرنے کے بعد ایک دن حضرت عباس سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے کوئی بات نہیں کی۔ کوئی مسئلہ نہیں پوچھا بس چہرہ والضحیٰ وجہ اللہ کے نوری مگھرے کی زیارت کرتے رہے سرکار نے جب اپنے چچا جان کو اس طرح بغور دیکھتے ہوئے ملاحظہ فرمایا تو میرے بنی نے فرمایا۔

يَا عَوْصِلُ لَكَ حَاجَةٌ | اے چچا جان کیا بات ہے آج اس طرح کیوں غور سے دیکھ رہے ہو۔

کوئی بات ہے تو پوچھو، حضرت عباس نے عرض کی آقا اگر چہ میں نے کلمہ آپ کا اب پڑھا ہے۔ لیکن میں آپ کی ذات سے، آپ کی شخصیت سے اس وقت سے متاثر ہوں۔ جب آپ کی عمر شریف صرف چالیس دن کی تھی۔ فرمایا وہ کیسے عرض کی حضور ایک رات چاند پوسے جو بن پر تھا میں کسی کام کے لئے آپ کے گھر حاضر ہوا کیا دیکھا کہ آپ چاند سے باتیں کر رہے ہیں اور وہ آپ سے کہ رہا ہے۔ لیکن میں آپ دونوں کی بولی، آپ دونوں کی گفتگو نہیں سمجھ سکا۔ آپ کیا فرما رہے اور وہ آپ کو کیا جواب دے رہا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسکرا پڑے۔ فرمایا چچا جان چلو اس
 وقت نہیں سمجھے تھے تو اب میں آپ کو سمجھاتے دیتا ہوں۔ عرض کی ضرور،
 فرمایا چچا جان اس رات میری والدہ ماجدہ تھکی ہوئی تھی۔ مجھے انہوں نے
 پنگھوڑے میں ایک کپڑے سے باندھ دیا تھا تاکہ میں نیچے زمین پر نہ گر پڑوں
 وہ سو گئیں۔ میرے جسم کو تھکاوٹ کی وجہ سے تکلیف ہوئی میرا ارادہ بنا کہ
 میں رو پڑوں۔ اللہ تعالیٰ نے چاند سے فرمایا اے چاند عرض کی جی رب جلیل
 فرمایا خیال کر میرے یار کو باتوں میں لگنے سے روکنے نہ دینا اگر یہ رو پڑا
 اس کے آنسوؤں کے معصوم قطرے زمین پر گر پڑے تو قیامت تک زمین سے
 کوئی سبزہ پیدا نہیں ہوگا۔ اس وجہ سے چاند مجھے بہلا رہا تھا کہہ رہا تھا
 سرکار رونا نہیں۔ وہ مجھے دلا سے لے رہا تھا میں نے روکنے کا ارادہ ترک
 کر دیا چاند سے باتیں کرنے لگا۔ حضرت عباس نے جب سرکار کی بات سنی
 تو زبان سے پکار اٹھے اللہ اکبر۔ حضرت عباس فرماتے ہیں، میں نے سرکار
 سے عرض کی حضور آگے میں نے ایک اور منظر بھی دیکھا فرمایا کون سا کہا
 آقا جدھر جدھر آپ کی انگلی جاتی ہے۔ چاند بھی ادھر ادھر مڑتا جاتا ہے۔
 سبحان اللہ۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل
 بریلی علیہ الرحمہ اسی حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
 چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے ہند میں
 کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا
 اعلیٰ حضرت اسی بات کو مزید کھول کے بیان کرتے ہیں کہ سرکار
 چاند سے کیوں کھیلتے تھے۔ فرماتے ہیں۔

سہ کھیلتے تھے چاند سے بچپن میں آقا اس لئے
یہ سراپا نور تھے وہ تھا کھلونا نور تھا
ہم ہیں مٹی کے ہمارے کھلونے بھی مٹی کے، سٹیل کے لوہے کے، لیکن
میرے آقا تھے نور کے پیکر، اس لئے اللہ تعالیٰ نے یار کا کھلونا بھی نور کا بنایا
حضرت عباس یہ بات کر کے جواب سن کے گھر کی طرف جانے لگے تو میرے پاک
بنی نے فرمایا، بیچا عرض کی جی حضور فرمایا یہ تو بعد کی باتیں ہیں۔ میں تمہیں اس سے
بھی پہلے کی باتیں نہ بتاؤں عرض کی حضور ضرور بتائیے۔ فرمایا یہ باتیں اس وقت
کی ہیں جب میں پیدا نہیں ہوا تھا اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے بطن پاک
میں تھا۔ سرکار نے فرمایا۔

مجھے قسم ہے اس پاک ذات کی جس
کے قبضے میں میری جان ہے۔

میں ماں کے بطن میں رہتے ہوئے
اللہ تعالیٰ کے قلم قدرت کی آواز
سنتا تھا۔ جب وہ لوح محفوظ پر چلتی
تھی۔

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ

لَقَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ صَرِيرَ
الْقَلَمِ عَلَى اللُّوحِ الْمَحْفُوظِ

جب چاند اور فرشتے عرش اعظم کے سامنے سجدہ ریزہ ہوتے تو میں ان
کی تسبیح کی آواز ماں کے پیٹ میں سنتا تھا۔ سبحان اللہ۔ عائشہ بکری اول ص ۱۲۷
نزدہتہ المجالس دوم ماثبت بالسند ۸۸۔ تفسیر مظہری پ ۱۸ ص ۳۲۲۔
مجموعۃ الفتاویٰ جلد دوم مواہب لدنیہ اول ص ۱۶۴۔ شواہد النبوة ص ۶۸۔
معارض النبوت دوم ص ۱۲۳-۱۲۲۔

میرے دوستو! ذرا انصاف سے 'ذرا ایمان سے' بتانا وہ نبی جو ولادت سے پہلے عرش عظیم سے قلم کے چلنے کی آواز، چاند کے سجدے کی آواز، فرشتوں کی تسبیح کی آواز سن لیتا تھا کیا وہ نبی ولادت کے بعد آج روئے زمین پر زندہ سلامت ہمارے درود و سلام کی آوازیں نہیں سن سکتا، ضرور سنتا ہے، سنتا ہے گا۔ بعض لوگ کہتے ہیں دور سے آواز سننا یہ اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ نبیوں و پیغمبروں کا نہیں، جو ایسا عقیدہ رکھے وہ مشرک ہے۔

میرے دوستو! ان نادانوں سے، ان توحید کے ٹھیکیداروں سے پوچھو سوال کرو کہ اللہ تعالیٰ دور ہے یا نزدیک اگر کہے دور ہے تو کافر کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے پاس فرماتا ہے۔

میں خدا عزوجل ہر بندے کی شرک سے بھی زیادہ قریب۔

نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ
مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ
(قرآن)

کہیں فرمایا میں پکارتے والے کی پکار سے بھی زیادہ قریب ہوں، جب وہ ہمارے اتنے قریب ہے تو پھر دور سے سننا اس کا کمال تو نہ ہوا۔ کیونکہ جب وہ دور ہے نہیں بنی ولی ہم سے دور ہیں وہ ہماری آوازیں اللہ تعالیٰ کی عطا سے نہیں تو پھر کمال ہے۔ نبیوں و پیغمبروں کا یہ کمال حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا ہی کمال ہے کہ اس نے اپنے محبوبوں کو یہ قوتیں، یہ طاقتیں عطا فرماتیں ہیں تو بات کہاں سے نکلی تھی۔ سرکار کی والدہ فرماتی 'جب ربیع الاول کی چوتھی رات آئی تو میں نے آسمان کے ملائکہ کی تسبیح سنی چاند طلوع ہوا، رات ختم ہو گئی صبح کا سویرا ہوا۔ پھر ربیع الاول شریف کی پانچویں شب آگئی۔ حضرت آمنہ

فرماتی ہیں رات کو سوتی مجھے اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا دیدار ہوا۔ آپ نے فرمایا بیٹی آمنہ تمہیں بشارت ہو تمہیں مبارک ہو تیری گودی میں عنقریب اللہ تعالیٰ کا پیارا جیب تشریف لانے والا ہے۔ ربیع الاول کی چھٹی رات کو میں ساری رات نور کی برسات دیکھتی رہی ساتویں رات میرے سکون اور اطمینان میں مزید اضافہ ہوا میں اپنے کو بڑی ہلکی بھلکی محسوس کرنے لگی، ربیع الاول شریف کی آٹھویں شب میں سوئی تو عالم خواب میں میں نے کیا دیکھا بہت سارے نور کی چہرے والے، بیسے بیسے مچھڑے والے لوگ میرے ارد گرد طواف کر رہے ہیں۔ میرے چکر کاٹ رہے ہیں میں بڑی حیران ہوئی یہ کون لوگ ہیں جو میرا طواف کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا اے مقدس جماعت آپ کون ہیں اور میرا طواف کیوں کر رہے ہیں۔ اُن مقدس ہستیوں نے جواب دیا۔ اے بی بی ہم اللہ تعالیٰ کے معصوم فرشتے ہیں۔ ہم تیرا طواف اس لئے کر رہے ہیں کہ امام الانبیاء، جیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ جناب الحاج عبدالسار نیازی فرماتے ہیں کہ۔

رات ولادت دی جد آئی تے ہوتے جگ توں دور ہنیرے
 زقص کہ بندی پھر دی رحمت تے سائیں عبداللہ دے ڈیسے
 آمنہ دے گھر وئے مڑ مڑتے حوراں مارن پھیرے
 لے شانناں والنجر نیازی جن پڑھیا صبح سوئیے
 جب ربیع الاول کی نویں شب آئی تو حضرت آمنہ فرماتی ہیں میں پوری رات نموشیوں کے لمحات دیکھتی رہی۔ جب دسویں شب آئی۔

تو فرشتوں نے ایک دوسرے کو مبارکبادیاں دینی شروع کر دی کہ مبارک ہو رحمت للعالمین کی ولادت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ گیارہویں رات آئی تو میری ساری تکلیفیں دور ہو گئیں۔ جب بارہویں شب آئی تو دعائے خلیل بشارت علیہ السلام دنیا میں تشریف لے آئے۔ مولد العروس ص ۲۴-۲۵۔ نعمت کبریٰ ص ۸۷۔ جامع معجزات ص ۳۰۲۔

جب حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا وقت

موسم بہاراں

قریب آیا تو حضرت علی علیہ السلام کو دنیا سے آسمانوں کی طرف گئے ہوئے چھ سو سال گزر چکے تھے۔ حضرت ذوالقرنین کو وفات پاتے ہوئے۔ آٹھ سو بیاسی سال ہو چکے تھے۔ سیدنا داؤد علیہ السلام کو دنیا سے پردہ فرمائے ہوئے ایک ہزار آٹھ سو سال ہو چکے تھے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو وفات پاتے ہوئے دو ہزار تین سو سال ہو چکے تھے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو دنیا سے پردہ فرمائے ہوئے تین ہزار ستر سال ہو چکے تھے۔ سیدنا نوح علیہ السلام کو دنیا سے رحلت فرمائے ہوئے چار ہزار چار سو ننانوے برس ہو چکے تھے۔ سیدنا آدم علیہ السلام کو دنیا سے پردہ کئے ہوئے چھ ہزار سات سو پچاس سال بیت چکے تھے جب میرے اور آپ کے آقائے دنیا میں قدم رکھا۔ معارج النبوت جلد ۲ ص ۸۷۔

جس رات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت ہوئی اس رات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دادا جناب حضرت

عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کعبہ شریف کی زیارت کے لئے طواف کعبہ کے لئے حرم پاک چلے گئے ادھر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ بالکل گھریں اکیلی کیوں کہ ساس بھی وفات پا چکی تھی۔ خاوند کا سایہ بھی اٹھ چکا تھا۔ سر کعبہ شریف کی زیارت کے لئے جا چکا تھا مائے دیور اپنے اپنے گھروں میں بچوں کے ساتھ موجود تھے۔ اچانک دردِ ولادت شروع ہوتے سیدہ آمنہ نے ایک اپنے رشتہ دارہ خاتون کو مکہ شریف کی دایوں کی طرف بھیجا کہ جو دائی بل جائے بلا لاؤ ادھی راستہ کا وقت وہ بی بی جس دائی کے پاس گئی اس دائی نے آنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ یتیم ہے پیدا ہونے والا کیا ملے گا۔ یتیم کے گھر سے کوئی دائی بلانے پر بھی نہ آئی۔ حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنسوؤں میں آنسو جاری ہو گئے۔ ادھر حضرت آمنہ روئیں ادھر فرشتوں کے سردار حضرت جبریل علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں سر جھکا کر عرض کی مولا کریم فرمایا کیا بات ہے۔ جبریل نے عرض کی تیرے یار کی ولادت کا وقت قریب ہے۔ حضرت آمنہ اکیلی ہے تنہا ہیں کوئی دائی بلانے پر بھی نہیں آئی خالق کائنات نے فرمایا جبریل مکے کی دایاں کیوں آئیں ہم نے انہیں خود یار کے پاس آنے ہی نہیں دیا، یا اللہ عز و جل کیوں؟ فرمایا دایاں ہیں ناپاک یار میرا ہے پاک، میں پاک یار کے لئے دایاں بھی پاک بھیجوں گا۔ پھر خالق کائنات نے فرمایا۔ جبریل عرض کی، جی رب جلیل فرمایا جلدی کر یار کی خدمت کے لئے چار دایوں کا انتظام کر، چار دایوں کا بندوبست کر عرض کی مولا کریم وہ دایاں کس قبیلے سے ہوں

کس خاندان سے ہوں۔ کس شہر سے تعلق رکھتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
 دائیاں وہ عورتیں منتخب کرنی ہیں جو آج تک کسی انسان کی دائیاں
 نہ بنی ہوں۔ ان کے ہاتھ بھی پاک ہوں آنکھیں بھی پاک ہوں، جسم بھی پاک
 ہو، کپڑے بھی پاک ہوں، دل بھی پاک ہو، عقیدہ بھی پاک ہو کیونکہ
 یار کا میلاد ہے ہی پاک لوگوں کے لئے کسی پلید کے لئے نہیں۔ عرض کی
 مولا کریم فہرست تو عطا فرماتا نام تو بتا بلا میں لاتا ہوں۔ فرمایا جاؤ جو آکو
 حاجرہ کو، مریم کو، آسیہ کو بلاؤ یا اللہ عزوجل یہ خواہ یہ حاجرہ، یہ مریم
 تو نبیوں کی مائیں ہیں۔ فرمایا کیا ہوا آنے والا بھی امام الانبیاء ہے۔
 علیہم السلام۔ اے خالق کائنات یہ آسیہ کو کیوں بلا رہا ہے۔ فرمایا
 ہم نے آسیہ سے وعدہ کیا تھا تو میرے کلیم کو پال، ہم تمہیں اپنے جلیب
 کی داتی بننے کا شرف عطا فرمائیں گے۔ حضرت جبرائیل نے عرض کی۔
 مولا کریم یہ تمام بیبیاں تو فوت ہو چکی ہیں۔ اپنی اپنی قبروں میں آرام فرما
 ہیں۔ کیا میں قبروں پر جاؤں، پھر کیسے لاؤں؟ فرمایا گھبرا نہیں میں
 مسئلہ بتانا چاہتا ہوں۔ مجنوبوں کی، ولیوں کی قبروں پر جانا بدعت نہیں
 جبرائیل کی سنت ہے۔ جبرائیل تو آواز ملتے جانا میں ان کو جگانا جاؤں گا۔
 تاکہ پتہ چل جائے اللہ تعالیٰ کے پیار سے بعد وفات کے بھی اپنی اپنی قبروں
 میں زندہ ہیں حیات ہیں۔ سنتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے جہاں چاہیں آجا
 سکتے ہیں۔ اسی واسطے تو محمد اعظم چشتی مرحوم فرماتے کہ۔
 آج وی زندہ عاشق رب دے تے ذرا ویکھ نظر اٹھا کے
 قبر اندر شاہی کر دے آویکھ کدی آزما کے !

سب کچھ سُن دے تے سب کچھ دیکھ دے سب کچھ دین بُلَا کے
اعظم رب نال واصل کر دے اے اکھ نال اکھ ملا کے
نیاں یہ تو اللہ تعالیٰ کے مقدس نبیوں کی مقدس ازواج ہیں۔ ہمارا
تو عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر ولی اپنی اپنی قبر میں زندہ حیات ہے
کچھ دوست نہیں مانتے، چلو جی ہماری نہیں مانتے نہ مانو کم از کم اپنے بزرگوں
کی تو مان جاؤ۔ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبند کے حکیم الامت ہیں۔ اُن
کے باسے دیوبندیوں کے حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب ہتم دارالعلوم
دیوبند اپنی کتاب عالم برزخ میں ص ۲۵ پر لکھتے ہیں۔ حضرت تھانوی صاحب
وفات سے دو سال قبل دانت درست کرانے کے لئے لاہور تشریف لے
گئے۔ واپسی سے ایک دن قبل لاہور کے قبرستانوں کی زیارت کے
لئے بھی نکلے ایصالِ ثواب کیا۔ حضرت علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر پہنچ کر دیر تک مراقب رہے۔ وصل
بلگرامی صاحب بھی ساتھ تھے۔ انہوں نے ہی یہ واقعہ تھا نہ بھون
میں بیان فرمایا تھا کہ جب حضرت صاحب داتا گنج بخش کے مزار سے
لوٹے تو فرمایا یہ صاحب مزار کوئی بہت بڑے شخص معلوم ہوتے ہیں
میں نے ہزارہ لا ملا تاکہ کو ان کے سامنے صاف بستہ دیکھا ہے یہ بھی فرمایا
کہ میں جب سلاطین (بادشاہوں) کے مزاروں پر پہنچا تو انہیں مساکین
کی صورت میں دیکھا۔ جیسے کوئی پُرساں حال نہ ہو اور مساکین کو سلاطین
کی صورت میں پایا۔ پتہ چلا کہ علی ہجویری داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ اپنے
مزار میں زندہ ہیں اور ہزاروں فرشتے آپ کی خدمت میں غلاموں کی

طرح ماتھ باندھ کر کھڑے ہیں۔ اگر دانا صاحب مردہ ہوتے تو کبھی بھی فرشتے ان کی خدمت میں کھڑے نہ ہوتے ہو سکتا ہے کوئی چالاک یہ کہہ دے کہ یہاں کہاں لکھا ہے کہ دانا صاحب اپنی قبر میں زندہ ہیں تو آیت ہم اس بات کو تھا نوی صاحب کی کتاب امداد المشتاق ص ۱۱۱ سے واضح دکھا کر اپنی بات کی طرف واپس جلتے ہیں۔

مولوی اشرف علی تھا نوی صاحب کہتے ہیں۔ ایک دن ہمارے مُرشد حاجی امداد اللہ ہاجر مکی علیہ الرحمۃ نے اپنے پیر کی بات سناتے ہوئے ہمیں فرمایا کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا فقیر مترا نہیں، صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے (منتقل ہونا ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ بدل لینا) فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہو گا جو ظاہری میں میری ذات سے ہوتا تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا میں نے حضرت کی قبر سے وہی فائدہ اٹھایا جو حالت حیات میں اٹھاتا تھا۔

میرے دوستو! پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کے تمام ولی اپنی قبروں میں حیات ہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ نے قانون پورا کرنے کے لئے انہیں موت عطا فرما کر زمین کی اوپر والی سطح سے اٹھا کر زمین کی نیچی سطح میں بھیج دیا۔ صرف جگہ ہی بدلی ہے، مکان بدلا ہے، زندگی وہی برقرار ہے جب سائے ولی زندہ ہیں تو نبیوں کی حیات کی کیا بات ہے۔ پھر امام الانبیاء جناب محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی حیات کا کیا عالم ہو گا کتنے بد نصیب ہیں وہ لوگ جو اُمّتی ہو کے بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات

کے قائل نہیں ہم تو کہتے ہیں کہ:-

مرگئے جنہاں دے اوہو ای کہن مرگئے

ساڈا ہے ہر اک تاجدار زندہ

ساڈا بنی زندہ ساڈے ولی زندہ

ہر مزار زندہ ہر دربار زندہ!

میاں صاحب کھڑی شریف والے ایسے ہی لوگوں کو مخاطب

کر کے فرما گئے کہ:-

جنہاں دلاں دے ٹٹ گئے پرنے تے ٹٹ گئیاں سب تاراں

اندر عشق بنی داناہیں تے دل گئے سنگ مرداراں!

ہاں تو عرض یہ کر رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ حوا، حاجرہ، مریم! آئیے

ان تمام بیبیوں کو ہماری بارگاہ میں حاضر کرو۔ چاروں بیبیاں حاضر ہو گئیں،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ حوا جی رب جلیل حاجرہ جی مولا کریم مریم جی رب جلیل

آسیہ جی رب جلیل فرمایا تم چاروں بیبیاں اپنے ساتھ جنت کی حوریں

بھی لے لو اور فرشتوں کی ایک ایک جماعت بھی لے لو سیدھا مکہ میں

میرے یار کی والدہ آمنہ کے گھر چلے جاؤ۔ جب میرے محبوب کی اتنی

پوچھے تم کون ہو، کہنا ہم محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داتیاں بن کے

آئیاں ہیں۔ حضرت حوا نے عرض کی مولا کریم ہم تو داتیاں بن کے تیرے

محبوب کی جائیں گی۔ پر یہ حوریں، یہ فرشتے کیوں بھیج رہا ہے۔ فرمایا تم داتیاں

بننا جنت کی حوریں میرے محبوب کے قصیدے پڑھیں گی۔ فرشتے یار کی آمد پر

یار کی ولادت کی خوشی میں جلوس نکال کر خوشی کا اظہار کریں گے تاکہ پتہ

چل جلتے بار کی خوشی منانا بدعت نہیں نور یوں کی سنت ہے۔ اِدھر خالق کا حکم سن کر چاروں بیبیاں جنتیں حوریں اور فرشتوں کی جماعتیں لے کر چلیں اُدھر حضرت آمنہ اپنی تنہائی پر رونے لگیں۔ جب حضرت آمنہ کی بند آنکھ، آنسوؤں والی آنکھ کھلی تو کیا دیکھا۔ حضرت آمنہ کا سارا صحن سارا گھر عورتوں سے بھرا ہوا ہے۔ حضرت آمنہ حیران ہو گئیں یا اللہ عز و جل یہ عورتیں یہ حسین و جمیل بیبیاں میرے گھر کہاں سے آگئیں۔ دروازہ بند ہے کنڈی لگی ہوتی ہے۔ ابھی یہ سوتج ہی رہی تھی کہ ایک بی بی نے حضرت آمنہ کے قدموں کو بوسہ دیا۔ ایک بی بی نے ہاتھ چومے۔ ایک نے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ ایک نے سر کو چوما۔ حضرت آمنہ نے فرمایا اے بیبیوں تم کون ہو؟ بڑی پیاری ہو، تمہارے ہاتھ میں نور ہے، تمہارے لبوں میں نور ہے، تمہارے چہرے پر نور ہے۔ ان چاروں بیبیوں نے پوچھا کہ آپ یہ کیوں پوچھ رہی ہیں۔ حضرت آمنہ نے فرمایا۔ تم مجھے مکے کی نہیں لگتی۔ مدینہ کی نہیں لگتی۔ عرب کی نہیں لگتی۔ عجم کی نہیں لگتی۔ ان بیبیوں نے پوچھا آپ کو کیسے پتہ چل گیا۔ حضرت آمنہ نے فرمایا ہر سال یہاں مکہ پاک میں پوری نسل انسانی کے لوگ آتے ہیں، میں دیکھتی ہوں تم جیسا آج تک کوئی حسین و جمیل مجھے کوئی انسان نظر نہیں آیا۔ پیروں والی بی بی بولی کہ آمنہ میرا نام آسیہ ہے۔ ہاتھ چومنے والی بی بی بولی میرا نام مریم ہے ہاتھ چومنے والی بولی میرا نام حاجرہ ہے۔ سر چومنے والی بولی میرا نام حوا ہے۔ حضرت آمنہ نے فرمایا۔ اے مقدس بیبیوں تم تو میری مائیں ہو مقدس انبیاء کرام علیہم السلام کی مقدس مائیں ہو۔ میرے لئے قابلِ تعظیم ہو چاروں

بیبیاں بولیں ٹھیک ہے مائیں ہم ہیں پر مرتبہ تیرا زیادہ ہے۔ ہم تو عام
 بیبیوں کی مائیں بنیں تو بیبیوں کے سردار کی ماں بننے والی ہے۔ آمنہ
 آج ہم تیرے پاس مائیاں بن کے نہیں آئیں بلکہ محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کی دایاں بن کے آئیں ہیں۔ کیونکہ

بیشک اس وجہ شک نہیں کوئی تے اسیں ماں نبیاں دیاں مائیاں
 پر آمت تینوں مبارک ہوئے تیرے لال دیاں اسیں دایاں
 حضرت آمنہ فرماتی ہیں ان چاروں بیبیوں کے قد لمبے لمبے تھے سفید
 رنگ کے لباس میں وہ ملبوس تھیں۔ رَأَيْتَهُ الْمُسَكِّ ان چاروں بیبیوں
 کے جسم میں کستوری اور مشک کی خوشبو تھی آہی تھیں۔ حضرت حوٰئے فرمایا
 آمت عورتیں تو دنیا میں بڑی آئیں اور قیامت تک آتی رہیں گی۔ پر تیرے
 جیسی عورت دنیا میں کوئی نہیں آئے گی۔ کیونکہ سید البشر تمام انسانوں کے
 سردار کی ماں بننے والی ہیں۔ حضرت حاجرہ نے فرمایا اے آمنہ تیری شان
 جیسی کوئی شان والی بی بی دنیا میں نہیں آئے گی۔ کیونکہ تو نور مجسم والی
 کائنات کی والدہ بننے والی ہے حضرت مریم بن عمران نے فرمایا اے آمنہ تیرے جیسے کوئی
 خوش نصیب عورت دنیا میں نہیں آسکتی کیونکہ تو زمین و آسمان ساری کائنات کے محبوب کی ماں بنتے
 والی ہے حضرت آسیہ نے کہا اے آمنہ تیرے مقدر پر قربان تو کتنی خوش بخت ہے کہ
 کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب اعظم کی والدہ بننے والی ہے۔ حضرت آمنہ فرماتی
 ہیں۔ میں اُن پاک بیبیوں کی باتیں سُن کر اتنی مانوس ہوتی۔ اتنی خوش
 ہوتی کہ میں تمام پچھلی باتیں بھول گئی۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ میں نے اُن

چاروں بیبیوں کو کہا کہ آپ کا تو پتہ چل گیا۔ آپ کون ہیں کہاں سے آئی ہیں۔ لیکن یہ دوسری عورتیں کون ہیں۔ یہ حسین و جمیل بیبیاں کہاں سے آئی ہیں حضرت حوٰنہ فرمایا۔ آمنت یہ دنیا کی عورتیں نہیں، یہ جنت کی عورتیں ہیں۔ حضرت آمنت فرماتی ہیں۔ پھر میں نے کیا دیکھا دس عورتوں نے میرے گھر میں نور کی صراحیوں سے نور کے پانی کا چھڑکاؤ کرتا شروع کر دیا جس سے میرا سارا گھر نور سے معطر ہو گیا۔ ہر طرف نور ہی نور، ہر طرف خوشبو، خوشبو، بہا رہی ہی بہا رہی۔ حضرت آمنت فرماتی ہیں پھر میں نے کیا دیکھا، چھوٹے چھوٹے پرندے سبز چوچوں والے، سنہری پروں والے میرے گھر آگئے۔ انہوں نے میرے گھر پر موتیوں کی، ہیروں کی بارش برسانا شروع کر دی۔ میں نے ان پرندوں کو مخاطب کر کے کہا، اُو پرندوں یہ کیا کر رہے ہو۔ یہ موتی یہ ہیرے کیوں لٹا رہے ہو۔ حضرت آمنت فرماتی ہیں وہ پرندے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بولنے لگے۔ میرے ساتھ کلام کرنے لگے کہنے لگے اے پاک بی بی آپ کے گھر میں ایک بڑا قیمتی لاثانی جیب آنے والا ہے آج تیرے گھر میں اللہ تعالیٰ کے یار کی آمد ہے۔ ہم سرکار کی آمد کی خوشی میں ہم کسی والے کی ولادت کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے موتی برسا رہے ہیں۔ ہیروں کی بارش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یار کی ولادت پر کیا تقسیم کیا؟ ہیرے موتی آج ہم بارہ ربیع الاول کو زرنے اور پلاؤ کی دیگیں تقسیم کریں تو کچھ لوگوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ عقل دے، محبت رسول دے۔ المولد العروس ص ۷۱، ۲۹۔ النعمۃ الکبریٰ ص ۷۹، ۸۱۰۔ معارج النبوت دوم ص ۹۳-۹۲۔ انوار محمدیہ، زرقانی شریف۔

حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی

ہیں۔ پھر میں نے کیا دیکھا۔

وَقَدْ خَلُّوا الْمَلَائِكَةَ أَفْوَاجًا | فرشتے فوجوں کی فوجیں میرے
گھر کے ارد گرد گھیرا ڈالے کھڑے ہیں

ان کے ہاتھوں میں سونے اور چاندی کے برتن ہیں جو کستوری مشک
اور عنبر کے بھرے ہوئے ہیں وہ خوشبوئیں پورے مکہ میں بکھیر رہے ہیں
اور بلند آواز سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام کی
لڑیاں پنچا در کر رہے ہیں۔ النعمۃ الکبریٰ ص ۸۱۔

حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں۔ جب سرکار کی ولادت کا وقت

قریب آیا تو میں نے کیا دیکھا۔

رَأَيْتُ الْجَمَاعَةَ

ایک بہت بڑی فرشتوں کی
جماعت ہے۔

جو آسمانوں سے اتر رہی آسمانوں

سے نازل ہوئی حالت کیا تھی۔

ان فرشتوں کے پاس تین جھنڈے

تھے۔ ان کا رنگ سفید تھا۔ ان

جھنڈوں کا فرشتوں نے کیا کیا۔

قَدْ نَزَلُوا مِنَ السَّمَاءِ

وَمَعَهُمْ ثَلَاثَةٌ

أَعْلَامٍ

فرماتی ہیں۔

ایک جھنڈا انہوں نے میرے مکان

کی چیت پر گاڑ دیا۔

وَعَلَمًا عَلَى سَطْحِ دَارِي

وَعَلَّمَ عَلِيَّ ظَهْرَ الْكَلْبَةِ

ایک جھنڈا فرشتوں نے کعبہ کی
پھت پر گاڑ دیا۔

وَعَلَّمَ عَلِيَّ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ

تیسرا جھنڈا فرشتوں نے بیت المقدس
کی پھت پر گاڑ دیا۔

زرقانی شریف۔ مواہب لدنیہ۔ خصائص کبریٰ۔ مدارج النبوت۔ زمرہ المجاہدین
الغمرۃ الکبریٰ ص ۸۱۔ مولد العروس ص ۱۰۰۔

میرے دوستو! ہم بارہ ربیع الاول کے موقع پر سرکار کی ولادت
کی خوشی میں چوٹی چوٹی جھنڈیاں لگاتے تو مشرک اور بدعت کے فتوؤں
کی زد میں آجاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جھنڈیاں نہیں لگواتیں جھنڈے
لگوائے گویا اللہ تعالیٰ نے اشارہ کیا میرے محبوب کے غلاموں ان بدعت
کے فتوؤں کو نہ دیکھنا۔ ان کے فتوؤں سے نہ ڈرنا۔ ان کے شرک اور بدعت
کے طعنوں سے نہ ڈرنا۔ تمہیں بدعتی کہنے والے تمہیں مشرک کہنے والے خود مشرک
ہیں۔ خود بدعتی ہیں تم یار کی آمد پر محبوب کا ولادت پر جھنڈے لگاتے
جاؤ، خوشیاں مناتے جاؤ یہ شرک نہیں بلکہ تمہارے خالق کی تمہارے مالک
کی تمہارے پالنے والے کی تمہارے معبود کی سنت ہے۔ اسی لئے ہم
ہر سنت کو کہتے کہ۔

سے محفل توں ہو رہا سجا چوڑو گھر گھرتے جھنڈیاں لا چوڑو

کئی جھنڈیاں لان توں پتے سڑے پر جبریل نے جھنڈے لاتے

شاعر اسلام جناب محمد مقصود مدنی صاحب نے یہی بات

یوں کہی کہ۔

پاک بنجا آیا تے سوہنے رب نے جہان سجایا
 آجبریل نے کعبے اُتے تے پرچم ہتھیں لایا
 سب دیاں آساں پوریاں ہویاں تے سب نے مقصد پایا
 آج مقصود خدا دا بن کے تے جگ دا مقصد آیا
 میرے دوستو! ویسے خیال تو کرو۔ جب اللہ تعالیٰ جھنڈے
 دے کر فرشتوں کے شکر روانہ کر کے جب یار کے آستانے، یار کے
 دروائے، یار کے دربار پر بھیجنے لگا ہوگا۔ تو جبریل نے ضرور پوچھا ہوگا
 ضرور سوال کیا ہوگا۔ یا اللہ عز و جل یہ جلوس کیوں نکلوارا رہے۔ حوریں
 کیوں بھیج رہے۔ جھنڈے کیوں نکلوارا رہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جواب
 دیا ہوگا جبریل میں بھی چاہتا ہوں اپنے محبوب کی ولادت میں شریک
 ہو جاؤں۔

یہی وجہ ہے کہ:-

حکم ہو یا آج جھنڈے لاؤتے محبوب میرے نے آؤنا
 محبوباں دی آمد اُتے آج آساں وی جشن مناؤنا
 ہویاں خوشیاں عرشاں فرشاں تے رب چوداں طبق سجائے
 محبوب دی سوہنا آمد تے رب کعبے تے جھنڈے لاتے
 ہمارے بنی کی محفل سبھی ہوتی ہے ہر دم سبھی رہے گی
 ہمارے سینے سے سنہری جالی لگی ہوتی ہے لگی رہے گی
 میرے دوستو! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی
 خوشی ہر صاحب ایمان دل و جان سے کرتا ہے اور انشاء اللہ قیامت

تک کرتا ہے گا۔ ہر بندہ ہر انسان سرکار کی آمد پر خوشی اپنی استطاعت کے مطابق کرتا ہے۔ کوئی صرف جھنڈیاں لگا کر خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ کوئی لائٹیں لگا کر خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ کوئی اشتہار چھپوا کر خوشی مناتا ہے۔ کوئی شامیانے لگا کر خوشی کرتا ہے۔ کوئی جلے کر کر خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ کوئی صرف نعرے لگا کر خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی یار کا میلاد منایا، خالق کائنات نے بھی یار کی آمد پر جشن منایا، کیسے منایا؟ تو یوں سمجھیے کہ خالق کائنات نے فرمایا میرے محبوب کے غلاموں تم محفل میلاد مناؤ گے کپڑے کی دریاں بچھا کے، میں محفل میلاد مناتا ہوں زمین کی دری بچھا کے۔ تم شامیانے لگاؤ گے کپڑوں کے، میں شامیانے لگاؤں گا آسمانوں کے۔ تم خوشیاں کرو گے لائٹیں لگا کے، میں نے خوشی منائی تارے لگا کے۔ تم خوشیاں مناؤ گے ٹیوبیں اور بلب لگا کے، میں نے خوشیاں منائیں سورج اور چاند سجا کے۔ تم جھنڈے لگاؤ گے جھنڈیاں لگاؤ گے کاغذ کے، میں جھنڈیاں لگا رہا ہوں گلاب کی، موتیے کی۔ تم اشتہار چھپاؤ گے پریوں سے، میں یار کے اشتہار بھجوں گا صحیفوں کی شکل میں، کتابوں کی شکل میں۔ اے میری مخلوق تمہاری خوشیاں عارضی ہوں گی، میری خوشیاں باقی ہوں گی۔ تم کئی سال یار کا ذکر کرو گے۔ میں ہمیشہ سے ہمیشہ تک یار کا ذکر کرتا رہوں گا۔

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ابھی میرے بیٹے کی ولادت نہیں ہوئی میرا سارا گھر جنتی حوروں سے، فرشتوں سے بھر گیا۔ میں نے جس طرف نگاہ اٹھائی نور ہی نور۔ ہوتا بھی کیوں

نہ آنے والا جو نور علی نور تھا۔

ایک عاشق کہتا ہے کہ :-

ۛ رب رونقاں نے لایاں اُج آمت دے دیہڑے

جنت چوں حُوراں آیاں گاؤں نیا دے سہرے

اُجڑے و ساون آیا روندے ہسان آیا !

چنگیاں تے ماڑیاں نوں گل نال لان آیا

بن حامی بیکساں دا پتے نے سوہنے پھیرے

رب رونقاں نے لایاں اُج آمت دے دیہڑے

ایک طرف سرکار کا گھر اور ایک طرف نور بیوں کی بارات، قربان جاؤں

اس گھر کے صدقے جاؤں۔ اس مقدس آستانے کے جنہیں اس وقت وہاں

کی حاضری نصیب ہوئی۔ سرکار کی ولادت سے چند گھنٹیاں پہلے سرکار

کی امی جان کو مبارکبادیاں ملنی شروع ہو گئیں کیسے کہ

ۛ آئی نِدا کہ آمبہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہا جاگے تیرے نصیب

آئیں گے تیری گود میں اب اللہ کے حبیب

گودی میں تو کھلائے گی اُس اپنے لعل کو

اللہ نے کیا مہر کامل ہلال کو !

ادھر سے حُوریں بولیں کہ :-

ۛ کہا حُوروں نے یہ محبوب رب العالمین ہونگے

فرشتوں نے کہا سرکار ختم المرسلین ہوں گے

زمین بولی کہ یہ اسرارِ قدرت کے امین ہوں گے

فلک بولا ان کے بعد بیغمبر نہیں ہوں گے

جبرئیل یوں کہنے لگا کہ :-

سے مبارک ہو کہ وہ شاہ پرے سے باہر آنے والا ہے

گدائی کو زمانہ جس کے در پر جانے والا ہے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب پیدا ہوئے تو اپریل کی بائیس^{۲۲} تاریخ تھی جلیط

پندرہ ساعثیں

کی پہلی تاریخ تھی۔ ربیع الاول شریف کا ہیبت تھا۔ پیر کا دن تھا۔ صبح صادق کا وقت تھا۔ جب سرکار رحمت کی نوری چادر مہین کے دنیا میں تشریف لائے۔

میرے دوستو! خیال کہ دوپہرے اور آپ کے نبی۔ ربیع الاول شریف میں آئے رمضان میں نہیں آئے۔ ذوالحجہ میں نہیں آئے۔ شعبان میں نہیں آئے۔ شب برات میں نہیں آئے۔ شب قدر میں نہیں آئے۔ آئے تو ربیع الاول میں آئے کیوں؟ اس کی وجہ کیا تھی۔ اس کی حکمت کیا تھی۔ مفسرین فرماتے ہیں۔ محدثین فرماتے ہیں۔ سرکار کے غلام فرماتے ہیں کہ اس میں دو حکمتیں تھیں۔ دو وجوہات تھیں۔ دو اشارے تھے۔ پہلی حکمت یہ تھی کہ ربیع الاول کا معنی ہیں بہار۔ سرکار کا ربیع الاول میں تشریف لانا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ انسانیت کے جس گلشن میں صدیوں سے خزاں تھا۔ مایوسی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے اس گلشن میں اس باغ میں بہار آگئی رونقیں لگ گئیں شادابی آگئی۔ مسکراہٹ بکھر گئی۔ دوسری حکمت یہ تھی۔ اگر سرکار رمضان میں آئے شعبان میں آتے۔ ذوالحجہ میں آتے۔ شب برات میں آتے۔ شب قدر میں آتے تو کوئی منکر، کوئی گستاخ

کوئی عقل پرست، کوئی دنیا دار، کوئی بے بصیرت کہہ سکتا تھا کہ نبی کریم
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو مقام ملا ہے، جو عزت ملی ہے۔ جو مرتبہ
 اور شان عطا ہوئی ہے ان ہمینوں کے حد قے سے، ان راتوں کے
 طفیل۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یار کو رمضان میں نہیں، شعبان میں نہیں۔
 شب برات میں نہیں، شب قدر میں نہیں۔ ربیع الاول میں بھیجا۔
 تاکہ پتہ چل جائے، میرے یار کو، میرے حبیب کو، میرے محبوب کو
 میرے رسول کو، میرے نبی کو، میرے پیغمبر کو شعبان رمضان کے حد قے
 مقام نہیں ملا۔ بلکہ پوری کائنات کو اگر عظمت ملی تو میرے یار کے حد قے
 میرے محبوب کے طفیل۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کو پیدا ہوئے،
 ربیع الاول شریف کے چہینے میں کسی تاریخ کو پیدا ہوئے۔ دو کو
 آٹھ کو، دس کو، یا بارہ کو اس چہینے میں اختلاف ہے۔ کسی نے دس
 ربیع الاول کہا، کسی نے آٹھ کہا، کسی نے دس کہا، لیکن

مشہور روایت یہ ہے کہ سرکار بارہ ربیع الاول شریف کو ہی پیدا
 ہوئے۔ اسی پر تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ یہی وجہ
 ہے کہ بارہ ربیع الاول کو ہی پوری دنیا کے مسلمان اپنے پیارے
 نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوم میلاد مناتے ہیں۔ جشن آمد رسول
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دن مناتے ہیں۔ شارح بخاری حضرت علامہ
 امام احمد بن محمد قسطلانی شافعی مصری علیہ الرحمۃ اسی بات کی تائید
 کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَالْمَشْهُورُ أَنَّهٗ صَلَّى اللهُ | اور مشہور یہی ہے کہ نبی کریم

تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
وُلِدَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ ثَانِي
عَشَرَ ربيعِ الْاَوَّلِ -

علیہ الصلوٰۃ والسلام پیر کے
دن بارہ ربیع الاول کو پیدا
ہوتے۔

یہی بات محمد بن اسحاق اور دیگر علماء نے فرمائی۔

قَالَ عَلَيْهِ عَمَلُ أَهْلِ
مَكَّةَ قَدِيمًا وَحَدِيثًا
وَفِي زِيَارَتِهِمْ مَوْضِعُ
مَوْلِدِهِ فِي هَذَا الْوَقْتِ

اور اسی بات پر تمام مکہ والوں
کا قدیماً حدیثاً عمل ہے۔
اور مکہ والے آج تک بارہ ربیع الاول
کو آپ کے پیدا ہونے کی جگہ کی
زیارت کرتے ہیں۔ زرقانی شریف
جلد اول ص ۱۳۲۔ مدارج النبوت۔

مکہ شریف والوں کا ہر سال بارہ ربیع الاول کو سرکار کی جائے ولادت
پر حاضر ہونا وطن جا کر زیارت کرنا اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ حضور
انور نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بارہ ربیع الاول کو ہی پیدا ہوئے
علامہ ابن الیثم نے تاریخ ابن الیثم جلد ۱ ص ۲۰۵۔ علامہ محمد ابن اسحاق
نے تاریخ ابن ہشام اول ص ۱۶۷۔ علامہ طبری نے تاریخ طبری جلد ۳ ص ۳۲۹۔
علامہ عبدالرحمن جامی علیہ الرحمۃ نے شواہد النبوة ص ۲۲۔ پر بھی یہی بات لکھی کہ سرکار
بارہ ربیع الاول شریف کو پیدا ہوئے۔ جب سرکار مدینہ سرور قلب و سینہ
رحمت عالم نور مجسم سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
ولادت کا وقت قریب آیا تو پوری دنیا میں محفل میلاد سچ گئی عرش پر بھی
محفل میلاد ہو رہی تھی۔ فرشتے پر بھی، جنت کے بانگات میں بھی فرشتوں

کی مخلوقوں میں بھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جبرئیل عرض کی جی، رُبِّ جلیل نے فرمایا۔ یار کی آمد کا وقت ہونے والا ہے۔ لہذا آسمانوں کے دروازے کھول دو، جنت کے گیٹ بھی ہر طرف نور ہی نور کی برسات کر دو۔ پوری دنیا میں خوشیوں کے شادیاں بجا دو تاکہ ساری کائنات کو پتہ چل جاتے۔ وہ آرہا ہے۔ جس کے صدقے یہ ساری بزم کائنات سجاتی گئی ہے۔ اب زمین کو بھی پتہ چل گیا سرکار آ رہے ہیں۔ آسمانوں کو بھی زمین نے گڑ گڑا کر بڑی عاجزی کے ساتھ انکساری کے ساتھ بارگاہِ کلم نزل میں دُعا کی اپیل دائر کی کہ اے خالق کائنات اے مالک الملک فرمایا کیا ہے۔ عرض کی مولا کریم یہ بڑے بڑے پہاڑ میرے سینے پر ہیں۔ ہل میرے سینے پر چلتے ہیں۔ ظلم میرے سینے پر ہوتے ہیں۔ قتل و غارت میرے اوپر ہوتے ہیں۔ کفر و شرک میرے اوپر ہوتے ہیں۔ شراب مجھ پر پی جاتی ہے۔ زنا مجھ پر ہوتا ہے۔ ہر طرح کے گناہ مجھ پر ہوتے ہیں یا اللہ عز و جل مجھ پر بڑی زیادتی ہو رہی ہے۔ میرا کلیبی مصیبت سے بھرنا ہو چکا ہے۔ میرے صفحے میں زحمت ہی زحمت ہے اب مہربانی فرما رحمت والا محبوب میرے اوپر بھیج دے تاکہ میرا سینہ ٹھنڈا ہو جائے۔ آسمان بولا اے رُبِّ کریم میں پاک ہوں، کرسی پاک ہے، لوح پاک ہے، جنت پاک ہے، عرش پاک ہے، یہ سارے پاک میرے پاس ہیں تیرا یار بھی پاک ہے۔ اس پاک بنی کو اس پاک حبیب کو میرے اوپر بھیج اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جبرئیل جی رُبِّ جلیل فرمایا یہ کیلے کہتے ہیں۔ جبرئیل نے عرض کی مولا کریم آسمان کہتا ہے۔ تیرا یار میرے پاس آتے، زمین کہتا ہے میرے پاس آتے۔ فرمایا جبرئیل تیرا کیا خیال ہے۔ عرض کی مولا کریم

دونوں تیرے حبیب کے طالب ہیں۔ دونوں تیرے یار کے سوا ہی ہیں۔
اب تو ہی حاکم ہے، قادر ہے فیصلہ فرما۔ ویسے میں تو اتنا جانتا ہوں جس
نے تیرے محبوب کی خیرات مانگی تو نے اُسے کبھی خالی نہیں موڑا۔ یا اللہ
عزوجل اب کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بھرتیل زمین کو بھی مبارک دے
دے آسمان بھی مبارک دے دے، یا اللہ عزوجل محبوب دو دن تک کا، فرمایا نہیں محبوب تو ایک
ہے۔ پھر ہوگا کیا، پھر کرے گا کیا۔ فرمایا زمین کو کہہ دے میلاد تجھ پر ہوگا۔
آسمانوں کو کہہ دے معراج تجھ پر ہوگا۔ زمین کو خوشخبری سنا دے محفل میلاد
تجھ پر ہوگی۔ آسمان کو کہہ محفل معراج تجھ پر ہوگی۔ زمین کو کہہ دے جشن میلاد
تیرے سینے پر آسمان کو کہہ دے جشن معراج تیرے سینے پر خالق کائنات
کا فیصلہ سن کر آسمان بھی خوش ہو گیا۔ زمین بھی مسکرا پڑی۔ ادھر رات بولی
یا اللہ عزوجل یار کو میرے دامن میں بھیج کیونکہ میں کالی ہوں۔ دن کہنے لگا۔
مولا کریم اپنا یار میری روشنی میں بھیج کیونکہ میں بھی تیرے یار کا غلام ہوں۔
اللہ پاک نے فرمایا بھرتیل یہ کیا کہتے ہیں۔ عرض کی مولا کریم یہ بھی وہی بات
کہہ رہے ہیں۔ جو زمین آسمان کہہ رہے تھے فرمایا ان دونوں کو بھی مبارک دے
دو یا اللہ عزوجل ان کو کیسے راضی کرے گا فرمایا بھرتیل میں قادر ہوں میں
دونوں کو خوش کروں گا، عرض کی کیسے فرمایا بھرتیل رات جا رہی ہوگی۔
دن آ رہا ہوگا۔ میرا محبوب دنیا میں ظاہر ہوگا قربان جاؤں۔ سرکار کی
آمد پر نثار جاؤں محبوب کی عظمت پر محمد مقصود صاحب نے کتنی پیاری
بات فرمائی کہ:-

سے نور ظہور نبی دا ہو یا تے رب نے کرم کھایا
چھلک نور نبی دا ایاتے گھر گھر جان لایا

سہ اپنے سوہنے یارِ دانت نے تے آپ ہے جشن منایا
 آج مقصود میرے سب مل گئے تے عربی ڈھولا آیا

حضرت علامہ عبدالرحمن ابن جوزی محدث علیہ الرحمۃ البیان
 المیلاد النبوی ص ۳۳ میں فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ طیبہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 فرماتی ہیں۔ جب میرے فرزند ارجمنہ کی ولادت باسعادت کا وقت
 قریب آیا تو مجھے پیاس محسوس ہوئی۔ اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام
 میرے پاس ایک شربت کا پیالہ لے کر آئے جس کا رنگ دودھ سے
 زیادہ سفید تھا۔ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ شہدے زیادہ
 میٹھا تھا۔ میرے ہاتھ میں دے کر بڑی محبت سے مجھے کہا کہ ایشُرِجِی
 لے بی بی یہ شربت نوش فرما لو۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ فشرِبتُ میں
 نے اس پیالہ سے شربت پیا حضرت جبریل نے کہا بی بی جی اور پیو میں
 نے اور پیا۔ پھر اس نے کہا اور پیو میں نے پھر پیا حتیٰ کہ میں سیراب ہو
 گئی کوئی گنجائش نہ رہی۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں میں نے اس قدر شربت پیا
 لیکن اس شربت میں کمی نہیں ہوئی کچی آتی بھی کیسے وہ کوئی دنیا کا شربت
 تھوڑا تھا جو کم ہو جاتا ختم ہو جاتا۔ میرے اللہ عزوجل نے آپ جنت سے
 بارہ کی والدہ کے لئے بھیجا تھا۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں جب میں نے
 شربت پی لیا پھر حضرت جبریل علیہ السلام میرے سامنے کھڑے ہو گئے۔
 اور یوں کہنا شروع کر دیا کہ۔
 اِظْهَرِيَا سَيِّدَا الْمُرْسَلِينَ | اے سائے رسولوں کے سردار

اَظْهَرُ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ

اب دنیا میں تشریف لے آیتے
لے ختم نبوت کے سلطان اب دنیا
میں ظاہر ہو جاتے۔

اَظْهَرُ يَا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ
اَظْهَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ

لے ساری کائنات کی رحمت اب
دنیا میں آجاتے۔ لے اللہ تعالیٰ
کے پیارے رسول اب دنیا میں جلوہ
گم ہو جاتے۔

گویا جبریل کہہ رہا تھا۔

آجاہن سردار رسولان تے جبریل پیا الاوے
آجاہن پنیاں دے خاتم تے بول آواز سناوے
آجاہن رحمت عالم تے یا رسول سناوے
کرن زیارت عرشاں تائیں ملک نورانی آتے
لیکن ابھی سرکار نے اپنے نورانی قدم دنیا میں نہیں رکھے۔
جبریل پھر ہاتھ باندھ کر پکار پڑا کہ۔

اَظْهَرُ يَا نُورُ مَنْ
نُورِ اللَّهِ - بِسْمِ اللَّهِ
اَظْهَرُ يَا مُحَمَّدُ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ

لے اللہ تعالیٰ کے نور سے بننے
والے اب آجاتے۔ اللہ تعالیٰ
کی برکت سے لے محمد بن عبد اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف
لے آیتے۔ جب حضرت جبریل
علیہ السلام نے بسم اللہ کر کے سرکار

کو آواز ماری۔

پھر کیا ہوا حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ مجھے آثار ولادت شروع ہو گئے۔ ادھر جبریل آوازیں مار رہا ہے۔ ادھر رات ختم ہو رہی ہے۔ صبح صادق کا وقت ہو گیا۔ پاکستانی ٹائم کے مطابق بارہ ربیع الاول یاہیں اپریل کو صبح چار بج کر بیس منٹ کا ٹائم تھا۔ فَوَلَدَتْ مُحَمَّدًا حضرت آمنہ فرماتی ہیں محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے رات جا رہی تھی دن آ رہا تھا، ظلمت جا رہی تھی، نور آ رہا تھا، اندھیرا جا رہا تھا، سوریا آ رہا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے کنائین پیدا فرمایا۔ میرے آقا کتنے خوبصورت ہوں گے۔ کتنی پیاری صورت ہوگی میرے محبوب کی ہمارا تو عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یارہ کو جب بنایا تو یارہ کی مرضی سے بنایا جیسے جیسے میرے آقا کہتے گئے تھالی کائنات بنانا گیا۔ ہمارا یہ عقیدہ بناوٹی نہیں گھڑا ہوا نہیں مصنوعی نہیں بلکہ ہم نے یہ عقیدہ صحابی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیا ہے۔ میرے پاک نبی تشریف فرما ہیں۔ صحابہ بھی ارد گرد موجود ہیں کسی بے ایمان نے کسی گستاخ نے، کسی بے ادب نے، میرے نبی کی شان میں اعتراض کیا حضرت حسان تڑپ گئے۔ عرض کی آقا فرمایا حسان کیا بات ہے، عرض کی اگر اجازت دو تو چند اشعار نعت شریف کے آپ کی خدمت میں پیش کروں تاکہ دشمنانِ نبی کو پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی کی کتنی شان ہے فرمایا حسان اگر نعت پڑھنی ہے تو ذرا ٹھہرو میں تمہارے لئے منبر بچھاؤں آقا اس کی کیا ضرورت ہے؟ فرمایا اس پر

کھڑے ہو کر تم میری نعت شریف پڑھنا تاکہ پتہ چل جائے نعت خوانوں
کی میرے گیت گانے والوں کی، میرے ترانے پڑھنے والوں کی حوصلہ افزائی
کرنا، ان کی خدمت کرنا۔ ان کے لئے منبر و محراب بچھانا یہ محمد عربی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ اُم المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہمیشہ حضرت حسان کے لئے مسجد
میں منبر رکھتے تھے۔ کرسی بچھاتے
مسند بچھاتے کیوں؟

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
يَقَعُ لِحِصَانِ مَبْرَأَتِ
الْمَسْجِدِ -
تاکہ،

اس سچ پر اس مسند پر اس منبر پر
کھڑے ہو کر حضرت حسان اللہ تعالیٰ
کے جلیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

قَائِمًا يَفَاخِرُ عَوْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ

شان بیان کریں اپنے نبی کے گیت گائیں۔ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے قصیدے پڑھیں۔ جب حضرت حسان نعت پڑھتے تو صدارت نبی پاک
خود کرتے اور صحابہ کرام سامعین بن کر سنتے۔ سبحان اللہ کتنی پیاری وہ محفل
نعت ہوتی ہوگی۔ جس کی صدارت خود والی دو جہاں فرما لے ہوتے ہوں
گے۔ جب حضرت حسان نعت شریف پڑھ لیتے تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم خوش ہو کر حضرت حسان کو دعاؤں سے اور انعامات سے نوازتے
پھر صحابہ سے فرماتے میرے صحابہ آواز آتی، جی آقا فرمایا جانا جانتے، ہو جب

تک میرا حسان میری نعت پڑھتا رہا ہے اس پر کتنا کرم ہوتا رہا ہے ؟ آواز آتی آقا ہیں کیا پتہ آپ خود ہی اس کی تفصیل بیان فرمادیں۔ میرے پاک نبی فرماتے جب تک میرا حسان میری شان کے قصیدے ترانے گاتا رہا ہے دشمنوں کو میرے ذکر سے جلاتا رہا ہے۔ زمین پر میری نعت پڑھتا رہا ہے۔

قَوَاتِ اللّٰهِ يُؤَيِّدُ حَسَنَاتٍ بِرُوحِ الْقُدُسِ اللّٰهُ تَعَالٰی

جبرئیل کے وسیلے سے جبرئیل کے واسطے سے حسان کی مدد کرتا رہا ہے بخاری شریف مشکوٰۃ شریف مشکبہان اللہ یعنی مدد تو اللہ تعالیٰ کرتا رہا ہے لیکن کرتا جبرئیل کے وسیلے سے۔ اگر اللہ تعالیٰ حضرت حسان کی مدد جبرئیل کے وسیلے سے کر سکتا ہے۔ تو ہم غلامانِ مصطفیٰ علیہ التیمۃ والثناء کی مدد اپنے پار کے وسیلے سے نہیں کر سکتا ؟ کر سکتا ہے کوئی مدد مانگ کر تو دیکھے تو خیر حضرت حسان نے عرض کی آقا ہیں چاہتا ہوں آپ کی تعریف کروں نعت شریف پڑھوں تو نعت پڑھ میں مسند بچھواتا ہوں۔ منبر بچھ گیا۔ سچ سچ گئی۔

کری لگ گئی۔ میرے نبی کی صدارت حضرت سیدنا عمر حضرت سیدنا عثمان حضرت سیدنا مولا علی حضرت سیدنا بلال حضرت سیدنا جابر حضرت سیدنا حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور دیگر صحابہ کبار محفل نعت میں موجود ہیں حضرت حسان نے نعت پڑھی اور کمال کر دیا۔ آقا کے سامنے آقا کے روبرو کہا کہ وَاجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عِبْنِي۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری آنکھوں نے آج تک تجھ سے زیادہ کوئی حسین و جمیل دیکھا ہی نہیں آگے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہیں کہ حسان ہو سکتا ہے

تیری آنکھوں نے نہ دیکھا یہ تیری آنکھوں کا قصور ہے کوئی بنی سے بڑھ کر اس دنیا
 میں حسین موجود ہو اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وَ اَكْمَلُ
 مِنْكَ كَسُوْتَلِدِ النَّسَاءِ۔ آقا میں نے یہ بات اس لئے کہی ہے
 کہ تجھ سے بڑھ کر آج تک کسی ماں نے ایسا حسین و جمیل جناہی نہیں۔ اللہ اکبر
 آج کل کا گستاخ بخدی ملاں کیا کہتا ہے بنی ہماری مثل ہے پر صحابی کہتا ہے
 آقا تیرے جیسا کوئی نہیں ان کو شانِ نبوت کی کیا خبر اگر شانِ نبوت پوچھنی
 ہے تو کسی عاشق سے پوچھو قلندر گوڑہ نے جب جاگتے ہوئے سرکار کی زیارت
 کی تو کسی نے پوچھا سرکار بنی پاک کی زیارت کی ہے۔ فرمایا ضرور کی ہے سرکار
 بنی پاک کی صورت پاک کیسی تھی ہوتا آج کل کا کوئی گستاخ کہتا مجھے دیکھو
 بروہ سید ابن سید تھا۔ ولی ابن ولی تھا۔ سچا عاشق رسول علیہ الصلوٰۃ
 والسلام تھا۔ فرمایا بس اور کیا بتاؤں اتنا سمجھ لو کہ۔

مکھ چند بدر لاشانی اے

سٹھ چمکے لاٹ نورانی اے

کالی زلف تے اکھ مستانی اے

مخمر اکھیں ہن مدھریاں !

حضور اور بھی بتا بیٹے فرمایا اس کی شان کیا بتاؤں۔ اس کی حقیقت

کیا بتاؤں، جس کی شان، جس کی حقیقت صدیق اکبر نہیں سمجھ سکے۔ پھر

سرکار کیا کریں فرمایا

کوئی مثل نہ ڈھولن دی !

چپ کر مہر علی ایتھے جاہ نہیں بولن دی

ہمکایات شاعر اہلسنت محمد صائم چشتی نے بیان فرمائی کہ :-

مدنی میرا سب توں سوہناتے زلفاں چھلے ای چھلے

ملے لوکی رب نوں بھدے رب اس نوں بندھڑے کھلے

ثاناں اُس دیاں سب توں اُجیاں تے پتے پتے

صائم سوہنے ہو روی ہوسن پر میرے مدنی توں تھلے ای تھلے

یار میرے دی سنوے نشانی تے یار میرا لاثانی

سوز توں ودھ گورا مٹھراتے جن توں ودھ پشانی

سب قرآن اُسے دی صورت تے او صورت قرآنی

جریل جیسے پتے نوری صائم تے اوہے دردی کرن گدے

حضرت حسان نے عرض کی آقا آپ سب سے زیادہ حسین ہیں

اس لئے کہ خُلِقْتَ مُبْتَدِئًا مِمَّنْ كَلَّمَ عَيْبَآپ جب پیدا

کئے تو ہر عیب، ہر داغ ہر غلطی سے پاک پیدا کئے گئے وجہ کیا تھی کہ :-

كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ كَمَا تَشَاءُ كَمَا تَشَاءُ

تعالیٰ نے آپ کو ویسے ہی پیدا کیا۔ محبوب ساری کائنات، ساری مخلوق

کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی سے پیدا فرمایا۔ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ

فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ۔ اللہ تعالیٰ آپ فرماتا ہے، وہی رب

ہے جس نے تمہاری ماؤں کے بطن میں تمہاری صورتیں بنائیں، جیسے وہ چاہتا

ہے۔ محبوب ساری اس نے اپنی مرضی سے بنائی آدم کو بنایا تو اپنی مرضی سے

نوح کو بنایا تو اپنی مرضی سے، ابراہیم کو بنایا تو اپنی مرضی سے، یوسف کو بنایا

تو اپنی مرضی سے، موسیٰ کو بنایا تو اپنی مرضی سے، عیسیٰ کو بنایا تو اپنی مرضی سے۔

دلیوں غوثوں قطبروں کو بنایا تو اپنی مرضی سے جس کو جس طرح چاہا بنانا گیا۔
 کسی کو گورا کسی کو کالا، کسی کو بینا کسی کو نابینا۔ کسی کو دو آنکھ والا کسی کو ایک آنکھ
 والا۔ کسی کو صحیح آنکھوں والا، کسی کو مجببگی آنکھ والا۔ لیکن محبوب جب تیری
 باری آتی تو بتاتا گیا وہ بنانا گیا۔ پگڑی لولاک کی پہنائی، زلفاں واللیل کی
 سجاہتیں۔ ہیچ جسم کے بناتے۔ پشانی و انجری بناتی۔ ابرو و قوسین کے بناتے
 سرمہ زارغ کا پہنایا۔ لب یوٹی کے بناتے۔ سینہ اُلم شرح کا بنایا۔ مہلی منزل
 کی پہنائی میں یوں نہ کہوں اللہ تعالیٰ کے بنانے پر قربان تیرے آنے پر قربان
 پہی تو سستی کہتے ہیں

دو دنوں عالم کے حاجت روا آگیا
 ساری دنیا کا مشکل کشا آگیا
 گود میں تیری نورِ خدا آگیا
 آمنت تیری قسمت پہ لاکھوں سلام
 بیچوں ہنسنے لگے کھل اٹھی ہر سہلی !
 شکِ بختِ بنی آمنت کی گلی !
 گود میں آمنت کے جو ظاہر ہوئی
 اس رسالت کی دولت پہ لاکھوں سلام

جب دنیا سے سرکارِ تشریف لائے تو اُدھر اللہ تعالیٰ نے بھی آواز
 دی۔ وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ مجھے قسم ہے اس فجر کی جس
 فجر میں میرا یاہ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے صرف فجر نہیں فرمایا بلکہ فرمایا وَالْفَجْرِ
 الف لام لکایا فرمایا مجھے ہر فجر کی قسم نہیں بلکہ اس فجر کی قسم جس فجر میں

میرا محبوب دنیا میں تشریف لایا ادھر سرکار آئے، عظمت ختم ہو گئی نور ہی نور ہو گیا۔ کیونکہ

سے چسراغ طور جلاؤ بڑا اندھیرا ہے
نقاب رُخ سے اٹھاؤ بڑا اندھیرا ہے
قربان جاؤں سرکار کی آمد پر شمار جاؤں حضرت آمنہ کے مقدر
پر کیونکہ۔۔

کیڈیاں اچیاں نجات والے تے جیدھا دلبر گھر آ جاوے
واہ مقدر اس دھرتی لے تے جتھے قدم چا پار لکائے
جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رخ پاک، جبریل نے دیکھا تو
کیا کہا علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ وہ کہنے لگا۔ اللہ
الصَّلَاةَ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ لے اللہ تعالیٰ کے رسول آپ پر
يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ درود و سلام ہوں۔

پتہ چلایہ درود پڑھنا بریلویوں کی ایجاد نہیں یہ وہ درود ہے، جو
ولادت کی رات حضرت جبریل بھی پڑھتا رہا۔ حضرت سیدہ آمنہ فرماتی
ہیں۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے تو مجھے کوئی تکلیف
محسوس نہیں ہوئی۔ میرے جسم سے کوئی خون نہیں نکلا بلکہ جب محمد
عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو خَرَجَ مِنْ نُوْرٍ مِیْرٍ
بطنی سے نور نکلا۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں، میں نے اپنے پیٹے کی طرف
دیکھا تو وہ سراپا نور تھا سر سے لے کر پاؤں تک حُسن و جمال کا پیکر
آنکھیں بھی حسین، ماتھا بھی حسین، چہرہ بھی حسین، ہاتھ بھی حسین، پیر بھی

حسین ایسا حسین ایسا بھیل میں نے آج تک کوئی بچہ دیکھا ہی نہیں ایسا
جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

سے اللہ اللہ وہ بچنے کی پھبن
اسی خدا بھائی صورت پہ لاکھوں سلام

جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف
لائے تو ساری کائنات میں شور مچ گیا۔ کائنات کا ذرہ ذرہ خوشی
سے جھومنے لگا۔ حوریں بولیں کھلی والا آگیا۔ رضوان بولے والضحیٰ
کے چہرے والا آگیا۔ فرشتے بولا میرے سینے کو آباد کرینو والا آگیا۔ مخلوق
بولی ہمیں خالق سے ملانے والا آگیا۔ خود خالق کھلی بولا میری امت کو
رور و کر بخوانے والا آگیا۔ قصور کا بلہا بولا

سے عرشا کر سی نے بانگیاں ملیاں تے مکے پے گیا شور
بلکھے شاہ آساں مزاں تاہیں تے مر جلیتے کوئی ہور
ادھر ٹھنڈی ٹھنڈی بادِ صبا چلی اور پھرا

سے ناگہان ساکن ہواؤں میں روانی آگئی !
چمن کے پتے پتے پر جوانی آگئی !
رحمت حق کو یکایک اک بہانہ مل گیا
حضرت آمنہ کو کُنْتِ كُنْفَرًا کا خزانہ مل گیا
حضرت صیبن کو بے مثل نانا مل گیا
ہم گناہ گاروں کو بخشش کا بہانہ مل گیا
عرش سے آواز آتی رہی کہ یہ

سے نود اندلی چمکیا غائب اندھیرا ہو گیا
کھلی والا آ گیا تھاں تھاں سویرا ہو گیا

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے تو عرش نے کہا
میرا بنی آگیا۔ کرسی نے کہا میرا بنی آگیا۔ قلم نے کہا میرا بنی آگیا۔ بہشت
نے کہا میرا بنی آگیا۔ اسرافیل نے کہا میرا بنی آگیا۔ جبرائیل نے کہا میرا بنی آگیا
خالق کائنات نے مکر کر فرمایا میرا بنی آگیا۔ تذکرۃ الواعظین ص ۶۳۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے حبیب ساری کائنات تیری تو میرا، میرے
بنی نے عرض کی اے رب کائنات ساری دنیا اپنے پاس رکھ لے۔ مجھے صرف
امت کی بخشش کا پروانہ عطا کر دے۔ سبحان اللہ۔

سے میں زلف و ایل توں صدقے ہاں طہ و تاج مٹھا آیا
نوری کھلی پاک منزل دی صاذاغ واسرمدہ پا آیا !
لیں واسہرا سجدائے سائیں بشری و بس وٹا آیا
متا ذکریم واکرم ہو یا سوہنا بھار امت و اچا آیا

حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں۔
دنیا میں بڑے بڑے بچے پیدا

مجموعہ طہارت

ہوتے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ لیکن محمد کریم علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی ولادت کا انداز نہ لائے گا وہ کیسے فرماتی ہیں۔ وَضَعْتُهُ مَطْهُورًا
جب پیدا ہوئے تو بالکل پاک صاف مَدَّهُونًا جسم پاک پر تیل لگا ہوا
مُطَيَّبًا مُعْطَّرًا اور خوشبودار مَكْحُولًا آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا۔
مَسْرُورًا بنتا مسکراتا چہرہ مَخْتُونًا ختنہ کیا ہوا۔ مولد العروس

الوفاء - نھا تھی کبریٰ اول ص ۱۳۶ - شفا شریف اول ص ۱۲۸ - شواہد النبوة -
 قربان جاؤں ہے کوئی دنیا میں ایسا شان والا بچہ جو اس طریقے سے اس
 شان سے پیدا ہوا ہو۔ لوگ کہتے ہیں ہم نبی کی مثل ہیں۔ ان مثل بننے والے
 بد نصیبوں سے پوچھو، کیا تم اور تمہاری اولاد اس شان اس عزت کے
 ساتھ دنیا میں آئی ہے۔ جیسے میرے آقا جناب محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ
 والسلام دنیا میں تشریف لائے تھے۔ مولوی پیدا ہو رہتا ہوا۔ مالدار
 پیدا ہو رہتا ہوا۔ سلطان پیدا ہو رہتا ہوا۔ عوام پیدا ہو رہتی ہوئی۔ خالق
 کائنات کا یار پیدا ہوا مسکراتا ہوا، ہنستا ہوا، ساری دنیا کے انسان جب
 پیدا ہوتے ہیں تو نکلتی ہے خون کی دھار میرے بی پیدا ہوئے تو نکلی نور
 کی چمکار مولوی غلام رسول صاحب بھی یہی بات اپنی زبان میں کہہ گئے۔
 اگھاں وچہ قدرتی سُرے دی دھاری
 دلاں نوں قتل کر ڈھی جیویں کٹاری
 زلیخاں اُس نوں جے ویجھ لیندی
 نہ پچھتے یوسف مصری دے پیندی
 وہ بھی ہے کون کہاں کارہنے والا ہے۔ کس شان کا مالک ہے۔
 مدینہ طیبہ دے وچہ رہن والا
 خدا دے عرش تے جا کے بہن والا
 قدیمی شہنشاہ عالی گھرانہ
 حسین و حسن دا غم خوار نانا !
 سرکار پیدا ہوئے تو مسکراتے آئے اعلیٰ حضرت اسی بات کی طرف

اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔

سہ جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑے

اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام !

حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں جب محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

پیدا ہوئے تو وَاَعْلَنَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ سِرًّا وَجَهْرًا فرشتوں

نے آہستہ اور بلند آواز سے اعلان کرنا شروع کر دیا کس بات کا کہ

جَاءَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لے لوگو،

لے کائنات میں بننے والی اللہ تعالیٰ کی مخلوق مبارک ہو محمد کریم

علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لائے ہیں۔ مولد العروس ص ۱۲

فرشتے ایک دوسرے کو مبارکبادیاں دے رہے تھے۔ خوشی کا اظہار

کر رہے تھے۔ حضرت آمنہ سن کر مسکرا رہی تھی۔

سہ بصد انداز یکتائی بغایت شانِ زیبائی

امیں بن کر امانتِ آمنہ کی گود میں آئی !

فرشتوں کی سلامی دینے والی فوج گاتی تھی

جنابِ آمنہ سنتی تھی تو یہ آواز آتی تھی

سلام لے آمنہ کے لال لے محبوبِ سبحانی

سلام لے فخر موجوداتِ فخرِ نوعِ انسانی

یہی بات کسی نے پنجابی میں یوں بیان کی کہ۔

سہ تائے گئے اڈیکے پوہ پھی چڑیاں بولیاں درِ قیمِ آیا

کبہ ہکیا ہکیا بت ڈنگے مکے وچہ جاں نبی کریم آیا

حضرت اکرم نور محمدؐ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری چھوٹی
 جنابہ سیدہ منیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
 والسلام دنیا میں تشریف لائے تو ولادت کے وقت میں بھی وہی موجود
 تھی۔ میں نے کئی بچوں کی ولادت دیکھی۔ کئی بچوں کا پیدا ہونا دیکھا لیکن
 امام الانبیاء علیہم السلام کی ولادت پر قربان میں نے چھ کمالات چھ عجیب
 چیزیں دیکھیں۔ صحابہ نے پوچھا۔ مکہ کی عورتوں نے پوچھا سوال کرنے
 والوں نے سوال کیا بی بی وہ چھ کون سے کمالات تھے۔ چھ کون سی متعجب
 چیزیں تھیں۔ فرمایا جب سرکار دنیا میں تشریف لائے تو میں نے سب پہلے دیکھا
 ۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے سارا گھر منور ہو گیا۔
 روشن ہو گیا۔ سارا گھر جگمگا اٹھا۔

۲۔ دوسری بات میں نے یہ دیکھی جب سرکار پیدا ہوئے تو آپ نے
 آتے ہی سجدہ کیا۔

میرے دوستو! غور کرو سرکار کی چھوٹی جان کیا فرما رہی ہیں۔ حضور
 نے سجدہ کیا کیوں کیا؟ کس لئے کیا؟ اس لئے کیا بتانا تھا کہ میرے امتیوں
 میں تم جیسا نہیں تم پیدا ہو۔ تمہیں ہوش نہیں ہوتی۔ اپنی خبر نہیں ہوتی۔
 لیکن دیکھو میں وہ ہوں جو پیدا ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی پہچان رکھتا ہوں۔
 اس کی معرفت رکھتا ہوں، پھر خیال کرو سجدہ کرنے سے پہلے یہ ضروری
 ہے کہ جسم بھی پاک ہو، جیو بھی پاک ہو، لباس بھی پاک ہو، سرکار نے
 پیدا ہوتے ہی سجدہ کر کے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ میں بھی
 پاک ہوں میری جلتے ولادت بھی پاک ہے۔ میری والدہ بھی پاک

ہے۔ کائنات کا ہر بچہ پیدا ہوتے وقت خود بھی ناپاک ہوتا ہے۔ جلتے ولادت بھی ناپاک کر دیتا ہے۔ والدہ کو بھی ناپاک کر دیتا ہے لیکن قرآن جاؤں ولادت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آمدِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جب میرے اور آپ کے رسول آئے نبی آئے محبوب آتے خود ہی پاک ہو کر نہیں آتے۔ بلکہ میرے نبی کے آنے سے میرے بنی کی برکت سے ساری زمین پاک ہو گئی۔ ساری زمین سجدہ گاہ بن گئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ مجھ سے پہلے ساری زمین ناپاک تھی لیکن جَعَلْتُ لِي الْأَرْضَ مَسْجِدًا بخاری شریف ابو داؤد شریف جلد اول ص ۲۲۳۔ اللہ تعالیٰ نے ساری زمین میرے لئے پاک کر دی سجدہ گاہ بنا دی ہے۔ پتہ چلا جہاں حضرت آدم کے قدم لگے وہ عرفات پاک ہوا جہاں حضرت ابراہیم کے قدم لگے وہ مقام ابراہیم پاک ہوا جہاں حضرت ہاجرہ کے قدم لگے۔ وہ صفاء وہ پاک ہو گئیں۔ جہاں حضرت اسماعیل کے قدم لگے وہ زمزم کا کنواں پاک ہوا جب میرے نبی کے قدم لگے ساری کائنات پاک ہو گئی۔ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سر سجدے میں رکھا تو سجدے میں سر رکھ کر کیا پڑھا۔

میرے دوستو! میں سجدہ کروں آپ سجدہ کریں دنیا کا کوئی مسلمان سجدہ کرے وہ کہتا ہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى پاک ہے میرا پالنے والا جو سب سے بلند و بالا ہے۔ لیکن میرے نبی نے سجدہ میں کیا کہا۔ يَا رَبِّ هَبْ لِي مِنْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا لِي وَأَلِّمْ لِي سُبْحَانَكَ وَأَعْلَىٰ مِنْ دُونِكَ۔

لے خالقِ کائنات فرمایا کیا بات ہے میرے جلیب عرض کی مجھے میری اُمّت
بخش دے۔ میری اُمّت کی خطاؤں کو معاف کر دے۔ سرورِ القلوب ص ۱۲
نہرت الواعظین ص ۱۵۵ معارج النبوت۔

سبحان اللہ! قربان جاؤں اپنے بنی کی شفقت پر اپنے بنی کی یادگیری
پر جس نے ولادت کے وقت بھی ہمیں نہیں بھلایا جس نے جوانی میں ہمیں
نہیں بھلایا جس نے معراج کی شب ہمیں نہیں بھلایا جس نے وفات کے
وقت بھی ہمیں نہیں بھلایا جو قبر میں ہمیں نہیں بھولا جو حشر میں ہمیں
نہیں بھولے گا۔ کتنے بدنصیب ہیں وہ اُمّتی کتنے بدبخت ہیں وہ کلمہ
پڑھنے والے کتنے بیوفا ہیں وہ مسلمان جو زندگی میں جو اپنی حیات میں
بنی کو بھول جائے کچھ تو ایسے بھی بدنصیب ہیں جو بنی کے ذکر سے گھبراتے
ہیں۔ بنی کے نام سے پریشان ہوتے ہیں، جشنِ ولادت سے ڈرے
ہوتے ہیں بنی کے جلوس سے پریشان ہیں لیکن جو باوقا اُمّتی ہیں جو غلام
کلمہ گو ہیں وہ تو یوں کہتے ہیں کہ۔

۱۔ جن کے لب پہ رہا اُمّتی اُمّتی یاد اُن کی نہ بھولو نیازی کبھی
وہ کہیں اُمّتی تم کہو یا بنی میں حاضر ہوں تیری چاکری کیلئے
اعلیٰ حضرت یوں عقیدت کے گجرے پیش کرتے ہیں کہ۔

۲۔ پہلے سجدے پہ روزِ ازل سے درود
یادگاری اُمّت پہ لاکھوں سلام!

کسی نے یوں کہا کہ۔

۳۔ ولادت ہونداں سوہنے نے سر سجدے وچہ دکھیا
گناہ گاراں نوں جین آیا خطاواں مسکرا پتیاں

لے خالق کائنات فرمایا کیا بات ہے میرے جلیب عرض کی مجھے میری اُمت
بخش دے۔ میری اُمت کی خطاؤں کو معاف کر دے۔ سرور القلوب ص ۱۲
نصرت الواعظین ص ۱۵۵ معارج النبوت۔

سبحان اللہ! قربان جاؤں اپنے نبی کی شفقت پر اپنے نبی کی یادگیری
پونہ جی نے ولادت کے وقت بھی ہمیں نہیں بھلایا جس نے جوانی میں ہمیں
نہیں بھلایا۔ جس نے معراج کی شب ہمیں نہیں بھلایا جس نے وفات کے
وقت بھی ہمیں نہیں بھلایا۔ جو قبر میں ہمیں نہیں بھولا جو حشر میں ہمیں
نہیں بھولے گا۔ کتنے بدنصیب ہیں وہ اُمّتی کتنے بد بخت ہیں وہ کلمہ
پڑھنے والے کتنے بیوفا ہیں وہ مسلمان جو زندگی میں جو اپنی حیات میں
نبی کو بھول جائے کچھ تو ایسے بھی بدنصیب ہیں جو نبی کے ذکر سے گھبراتے
ہیں۔ نبی کے نام سے پریشان ہوتے ہیں۔ جشن ولادت سے ڈرے
ہوتے ہیں نبی کے جلوس سے پریشان ہیں لیکن جو با وفا اُمّتی ہیں جو غلام
کلمہ گو ہیں وہ تو یوں کہتے ہیں کہ۔

۱۔ جن کے لب پہ رہا اُمّتی اُمّتی یاد ان کی نہ بھولو نیازی کبھی
وہ کہیں اُمّتی تم کہو یا نبی میں حاضر ہوں تیری چاکری کیلئے
اعلیٰ حضرت یوں عقیدت کے گجرے پیش کرتے ہیں کہ۔

۲۔ پہلے سجدے پہ روزِ ازل سے درود
یادگاری اُمّت پہ لاکھوں سلام!
کسی نے یوں کہا کہ۔

۳۔ ولادت ہونداں سوہنے نے سر سجدے وچہ دکھیا
گناہ گاراں نوں جین آیا خطاواں سُکرا پتیاں

محمد اعظم چشتی یوں بولے کہ :-

ہے لے کے پہلو میں غمِ اُمّتِ نادار آئے
 اُمّتی اُمّتی کہتے ہوتے سرکار آئے
 سن کے سرکارِ مدینہ کی ولادت کی خبر
 ہر گناہ گار پکارا میسر غمِ خوار آئے
 فرش والوں کے مقدر کا ستارہ چمکا
 شور اٹھا کہ غریبوں کے مددگار آئے
 وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
 وہ مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
 کوئی یوں کہنے لگا کہ :-

ہے آباربِ دا جیب اے پیارِ عرب و استارہ تے دکھاں دیاں ماریاں دی گل بن گئی
 وگے سگے وچہ رحمت دا دھارا تے جہتدانتیں کنارہ تے پیاسیاں و چاریاں دی گل بن گئی
 سوہنا دنیا اُتے جدوں آیا پہلوں سجدے وچہ سرنوں جھکایا
 پھر بنی مصطفیٰ، سنجو اکھیوں بہا لب نکلے جتے ہلا !
 کیتا اُمّت دے درداں دا چارا مکا دکھ سارا
 تے عاصیاں نکاریاں دی گل بن گئی !
 بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سجدے میں سر رکھ کر عرض
 کی اے مالک اے رازق اے مجبور میری اُمّت مجھے بخش دے۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا سبحنا ہم نے تیری اُمّت تجھے بخش دی۔ خالق
 کائنات نے پھر فرشتوں کو آواز ماری۔ اے میرے فرشتو! عرض کی

جی رُبِّ کریم فرمایا۔

تم سائے گواہ ہو جاؤ

أَشْهَدُ يَا مَلَايِكَتِي

فرشتوں نے کہا مولا کس بات پر فرمایا، اس پر کہ،

جب میرا جلیب ولادت کے
وقت اپنی اُمّت کو نہیں بھولا۔
تو قیامت کے دن کیسے اُمّت
کو بھلا سکتا ہے۔

أَنْتَ حَبِيبِي لَا يُنْسَى
أُمَّتَهُ عِنْدَ الْوِلَادَةِ
فَكَيْفَ يُنْسَاهَا يَوْمَ
الْقِيَامَةِ۔

اللہ اکبر، میرے دوستو! بعض نجدی دہا بی دیوبندی کہتے
ہیں، اور دیکھو جی سنیوں نے عوام کو خوش کرنے کے لئے کیسے کیسے واقعات
کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ سب موضوع ہیں۔ من کھڑت ہیں کیوں؟ کہ دیکھو
ناں جی بنی بھی انسان تھے اور انسان جب پیدا ہوتا ہے تو اس کو تو پتہ
نہیں ہوتا بڑا ہو کر بولتا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اُمّت کی بخشش کی دعا مانگی۔

مختم سامعین کرام پیشہ ہے یہ سوال گستاخانِ نبی کو کیوں سوچے؟
اس لئے کہ انہوں نے نبیوں کو اپنی طرح محض بندہ سمجھ رکھا ہے۔ جس
طرح ہم ہیں۔ اسی طرح نبی بھی تھے۔ یہی بد نصیبی ہے، یہی بد بختی ہے، یہی سے
شیطان بندے کو گمراہ کرتا ہے۔ میرے دوستو یاد رکھو نبی اور اُمّت میں بڑا
فرق ہے کہاں اُمّتی کہاں نبی، قرآن پاک کا پارہ ۱۶ کا مطالعہ کر کے دیکھو
سورہ مریم پڑھو اللہ تعالیٰ نے جب اپنی قدرتِ کاملہ کا دنیا کو نظارہ
کرانے کا ارادہ فرمایا تو حضرت جبرائیل سے فرمایا۔ جبرائیل جی رُبِّ جلیل فرمایا

میرا پروگرام ہے کہ میں ایک نئی پیدا کردہ اور ہو بھی بغیر باپ کے تاکہ دنیا کو بیت چل جائے میں خالق قادر بغیر والد کے بغیر باپ کے بھی لڑکا عطا کر سکتا ہوں اور لڑکا بھی نبی عرض کی، یا اللہ عزوجل میرے لئے کیا حکم ہے فرمایا تو جا بیت المقدس میں ہماری ایک بندی مریم رہتی ہے۔ اس کے گریبان میں پھونک مارا۔ یا اللہ عزوجل وہ کیوں فرمایا میں بتانا چاہتا ہوں۔ میں پھونکوں سے بھی بیٹے دے سکتا ہوں۔ حضرت جبرائیل گئے حضرت مریم کے گریبان میں پھونک مارا اور فرمایا مریم یہ پھونک معمولی نہ سمجھا اس پھونک کی برکت سے اللہ تعالیٰ تجھے بغیر شادی کے ایک بڑا پیارا لڑکا عطا فرمائے گا اور ہو گا وہ نبی گھرانہ نہیں، جب بیٹا پیدا ہو تو بیت المقدس سے باہر جنگل میں چلی جانا اللہ تعالیٰ کا حکم تھا دن پورے ہو گئے۔ حضرت مریم بیت المقدس سے دور جنگل میں ایک مقام بیت لحم میں چلی گئیں۔ وہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت مریم کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ خالق کائنات نے فرمایا مریم بیٹا دیکھ کتنا پیارا ہے، روتی کیوں ہے۔ مسکرا کر عرض کی، اے خالق کائنات بیٹا تو بڑا پیارا ہے۔ بڑا حسین و جمیل چاند کو شرمانے والا ہے۔ حسن و جمال کا پیکر ہے۔ پروا اس لئے رہی ہوں میری شادی نہیں ہوتی۔ میری ڈولی نہیں اٹھی۔ میرا نکاح نہیں ہوا۔ میری بارات نہیں آئی۔ بچہ ہو گیا لوگ دیکھیں گے، طعنہ دیں گے ڈر رہی ہوں کیا کروں گی۔ کیا جواب دوں گی۔ خالق کائنات نے فرمایا۔ گھبرا نہیں مولا کریم کیوں فرمایا جب تو بیٹے کو لے کر اپنے گھر جائے اپنے ڈیرے پر پہنچے کوئی بندہ کوئی انسان

کوئی بشر تجھ سے سوال کرے تو تم نہیں بولنا یا اللہ عزوجل جب قوم بلائے گی
بولنا تو پڑے گا۔ فرمایا تو نہ بولنا بلکہ اشارے سے ہاتھ کرنا، کنا یوں سے کہہ دینا
فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ
بِلِرْحَمَتِي حَتَّىٰ مَآءٍ .
تو اشاروں سے کہہ دینا کہ میں نے
اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خاموشی کا
روزہ رکھا ہے۔

لہذا مجھ سے بات نہ کرو کیونکہ
قُلْتُ أَكَلْتُ الْيَوْمَ نَسِيًّا
پہ سورۃ مریم رکوع ۵
میں آج کسی انسان سے بات نہیں
کہوں گی۔

اشارہ کرنا تیرا کام آگے کام دکھانا میرا کام ہے۔

شان بیان نہ کریں بتی دلاتے رکھیں بھید پوشیدہ

آپ بھابھنا سی اُس ٹول تے جس دا برا عقیدہ

اللہ تعالیٰ کا حکم سن کر مریم خاموش ہو گئیں۔ پیالے بیٹے جناب عیسیٰ

علیہ السلام کو گودی میں اٹھایا اور بیت المقدس میں تشریف لے آئیں۔

جب سیدہ مریم بیٹے کو لے کر اپنے شہر پہنچی تو لوگ حیران ہو گئے کہ مریم نے

یہ بچہ کہاں سے لیا ہے کیونکہ ابھی یہ دلہن نہیں بنی، شادی نہیں ہوئی یہ بچہ

آیا کہاں سے ہے تحقیق کی پتہ کیا یہ بچہ کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ کس

کا بیٹا ہے؟ تحقیق کرنے کے بعد پتہ چلا کہ یہ بچہ تو مریم کا ہے۔ یہ تو اس

کا اپنا لخت جگر ہے اس کا اپنا بیٹا ہے۔ قوم حیران ہو گئی کہ یہ کیا ہوا رسالے

شہر کے معززین، راہبین، علماء، عوام الناس اکٹھے ہو کر حضرت مریم

علیہا السلام کے پاس آئے سوال کرنے لگے، پوچھنے لگے کہ اے مریم تم

نے یہ کیا غضب کیا ہے۔ تمہاری شادی نہیں ہوئی تم بغیر شادی کے بغیر نکاح کے بیٹے کی ماں بن گئی ہو تمہارا خاندان تو ایسا نہیں تھا۔ تمہارے قبیلے میں تو کوئی ایسا آدمی نہیں تھا۔ تیری ماں نیک تھی۔ تیرا باپ ولی تھا۔ تم ولیوں کی اولاد ہو۔ بولو جواب دو۔ یہ کیوں گناہ کیا، یہ کیوں جرم کیا۔ جیسے منہ ویسی باتیں اللہ تعالیٰ کا قرآن ان لوگوں کی باتوں کی ترجمانی کرتے ہوئے اشارہ فرماتا ہے کہ:-

قَالُوا يَمْرُؤُا لَقَدْ
جُنْتُ شَيْئًا فَرِيًّا
يَا اُنْتَ صَارُونَ مَا كَانَ
اَبُوكَ اَمْرًا سَوْءًا وَمَا
كَانَتْ اُمَّكَ بَغِيًّا

لوگوں نے کہا اے مریم تو نے یہ

بہت بُری بات کی ہے

اے ہارون کی بہن تیرا باپ بُرا آدمی

نہیں تھا اور نہ تیری ماں بدکار

تھی۔ پھر تو نے یہ قدم کیوں اٹھایا۔

اللہ اکبر۔ میرے دوستو! گھر گھر میں ہر انسان کی زبان پر یہی بات تھی۔ یہی سوال تھا کہ مریم نے بہت بُرا جرم کیا ہے۔ کوئی بدکار کوئی عام آدمی کہہ لیتا تو کوئی بات نہ تھی یہ نو ولیوں کی نیک لوگوں کی اولاد ہے۔ اس نے یہ کیوں کیا

سے ایہہ گل چار چوہیرے ٹہرتی تے خلقت منہ پتی جوڑے

کون ملامت بی بی تاہیں تے کون انہاں نون موڑے

سارے ظاہر میں لوگ تھے۔ سب ظاہر دیکھنے والے تھے۔ کوئی

دیکھنے والا نہ تھا۔ کسی کو حضرت مریم کی شان کا مقام کا عظمت کا پتہ نہ تھا۔ سب

معرضین تھے۔ سب سوال کرنے والے سب الزام لگانے والے تھے۔

کوئی صفائی پیش کرنے والا کوئی جواب دینے والا نہ تھا۔ حضرت مریم لوگوں

کے سوال سن کر اعتراض سن کر پریشان ہو گئیں۔ آنکھوں میں آنسو، سر آسمان کی طرف اٹھایا، عرض کی اے خالق کائنات اب بتا میں کیا قوم کو جو اب دوں۔ یہ تو سوال پر سوال کر رہے ہیں۔ الزام تراشیاں کر رہے ہیں۔ خالق کائنات نے فرمایا۔ مریم گبھرا نہیں پریشان نہ ہو۔ جو مالک جو خالق جو قادر تجھے بغیر باپ کے بیٹا دے سکتا ہے۔ وہ تیری عزت بھی تیری عظمت بھی لوگوں سے بچوا سکتا ہے۔ قَائِلَاتُ الْاَيْدِ۔ تو نہ بول بلکہ اپنے بیٹے کی طرف میرے نبی کی طرف اشارہ کر دے قوم کو کہہ دے۔ اے میری قوم مجھ سے نہ پوچھو کہ یہ بچہ کہاں سے لائی ہوں۔ بلکہ خود اس بچے سے پوچھو اے گودی میں کھیلنے والے اے حسن و جمال کے پیکر تو کون ہے کہاں سے آیا ہے کیوں آیا ہے؟ اللہ غنی۔

اور ک جس دم کول بی بی دے تے شور پیونے بھارا

ہو لاچار بی بی ول ٹڑ کے تے رکیتا اودوں اشارا

مالک گل کا حکم سن کر حضرت مریم نے اپنے بیٹے کی طرف اشارہ کیا کہ

معتز ضہین مجھ پر اعتراض نہ کرو بلکہ اس بچے سے خود ہی پوچھ لو۔ جب لوگوں نے یہ بات سنی تو غصہ میں آگئے کہنے لگے کہ قَالُوا كَيْفَ نَكَلِمُوْا اے مریم یہ کیا مذاق کر رہی ہو ہم اس بچے سے کیسے کلام کریں، کیسے پوچھیں، کیسے سوال کریں کیونکہ۔

جو ابھی پنچھوڑے میں کھیلنے والا

مَوْنُ كَانَ فِي الْمَهْدِ

صَبِيًّا۔

خیال کر کبھی بچے بھی بولے ہیں دو دو پینے والے بھی کلام کرتے ہیں۔ انہوں

نے یہ بات کیوں کہی۔ اس لئے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کو اپنے بچوں جیسا تصور کیا۔ جیسے ہمارے بچے بچپن میں دوڑھ پینے کی حالت میں نہیں بولتے یہ بھی نہیں بولے گا۔ جیسے آج کل کلمہ پڑھنے والوں نے بنی پاک کو اپنے جیسا سمجھا ہوا ہے۔ مولوی اسماعیل و ملائی تقویٰ الایمان ص ۵۶ پر یہ عبارت لکھتا ہے۔ اولیاء انبیاء، امام، امام زادے شہید جتنے بھی اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عابز ہیں اور ہمارے بھائی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوتے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم کیا ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں۔ شکل دیکھو ان بند نصیبوں کی جو بندوں کے بھائی بننے کے دعویدار ہیں۔ ویسے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ایک منٹ کے لئے بنی پاک کو اپنا بڑا بھائی مان لیا جائے تو اس میں کیا خرابی لازم آئے گی؟ بتائیے؟ نہیں پتہ تو آیتے ہیں آپ کو بتاتا ہوں۔ بھائی کو زندہ جیسے بلائے کوئی پابندی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بنی کو جب بھی بلاؤ تو ادب سے بلاؤ۔ نام لے کر نہ بلاؤ۔ بلکہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ کر کے بلاؤ بھائی۔ کے سامنے بندہ چیخ کر بند آواز سے بولے تو کوئی مزح نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ دربار نبوت میں بولنے کا طریقہ بتاتے ہوتے فرماتا ہے کہ اپنی آواز میرے بنی کی آواز سے اونچا نہ کرنا وگرنہ **اِنَّ تَحِيْطُ اَعْمَالُكُمْ تَهَابُ** اعمال بڑا دکھ دوزگاہیں پتہ ہی نہیں چلے گا بھائی کی جوری بھابی ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَاَزْوَاجُهُمْ اُمَّهَاتُهُمْ** میرے بنی کی جو یاں ایمان والوں کی مائیں ہیں۔ ہمیشہ کھلتے حرام ہیں۔

ہم کھائیں پتیں تو پشیاں پانخانہ بنتا ہے بنی کھائے پتے تو نور الہی بنتا ہے ہم چلیں تو ہمارا سایہ بنی چلے تو سرکار کا سایہ نہ تھا۔ ہم ایمان لینے آئے بنی

ایمان دینے آیا اسی طرح آپ تحقیق کرنے جائیں تو ہزاروں فرق نظر آئیں گے تو میرے دوستو! اپنا ایمان رکھو ہم نبی کے بھائی نہیں، نبی کے غلام ہیں تو بات کہاں سے نکلی۔ قوم نے کہا کہ ہم اس بچے سے کیسے سوال کریں کبھی بچے بھی بولے ہیں۔ حضرت مریم نے اشارہ فرمایا کہ تم بلا کر تو دیکھو یہ عام بچہ نہیں، یہ تمہارے بچوں جیسا نہیں، بلکہ یہ بڑا عظمت والا ہے، وقار اور مقام والا بچہ ہے۔ قوم نے مجبور ہو کر بچے سے سوال کیا۔ اس مجمع میں ان لوگوں میں حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام بھی موجود تھے تو سب سے پہلے حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

یا سیدی کلّموا | اے میرے سردار

اے میرے بھائی اب بول اب کلام کہہ اس وقت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عمر مبارک صرف بارہ گھنٹے تھی۔ تفسیر نور العرفان ص ۲۸۹۔ ظہر کا وقت تھا آپ اپنی امی کی گود میں پردے کے نیچے دودھ نوش فرما رہے تھے۔ قوم کا سوال سن کر جناب یحییٰ علیہ السلام کی بات سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے امی جان کا دودھ پینا چھوڑ دیا۔ ماں نے بیٹے کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو سرخ و سفید چہرہ چمکتی پیشانی، دمکتی آنکھیں حسنِ قدرت کا شکار جناب عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے میری ماں پر برائی کا الزام لگانے والو، میری ماں پر طرح طرح کی باتیں کہنے والو سنو میں کون ہوں کیا لے کر آیا ہوں۔ کیا میں کے آیا کہاں سے آیا ہوں اِنِّی عَبْدُ اللّٰهِ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔

اَسْنِی الْکِتَابِ | اس نے مجھے کتاب دی

ہے۔

وَجَعَلَنِي نَبِيًّا
اور میں نبی بن کے آیا ہوں۔

نبی بن کے آیا ہوں تفسیر نعیمی پ ۱۶ ص ۱۹۹۔

عیسیٰ بولے میں بندہ رب داتے ناں کتاب لیا یا

برکت عظمت والا مینوں تے رب نے نبی بنایا

میرے دوستو! خیال کرو قرآن کہتا ہے جناب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام

صرف بارہ گھنٹے کی عمر میں بولے تو کیا بولے میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔

نبی بن کے آیا ہوں۔ کتاب لے کے آیا ہوں۔ یہ عیسیٰ علیہ السلام کون

ہیں جو اب آسمانوں پر زندہ ہیں۔ میرے پاک نبی نے فرمایا صحابہ عرض

کی حی آقا فرمایا جب قیامت قریب آئے گی۔ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کو آسمانوں سے زمین پر نازل فرمائے گا۔ صحابہ نے عرض کی آقا آپ تو

کہتے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ فرمایا عیسیٰ نبی بن کے نہیں

آئے گا۔ میرا امتی بن کے آئے گا۔ جب امتی کا یہ مقام ہے جب مقتدی

کا یہ حال ہے کہ پیدا ہوتے ہی بول پڑا تو امام الانبیاء کا کیا مقام ہو گا۔ اگر

سرکار ولادت کے وقت اپنی امت کی بخشش کے لئے بولیں تو کون سی

تعب کی بات ہے تو عرض یہ کر رہا تھا کہ نبی کریم علیہ السلام کی چھوٹی جوان

فرماتی ہیں کہ جب سرکار پیدا ہوئے تو آپ نے آتے ہی سر سجدے میں

رکھ دیا۔ جب سر سجدے سے اٹھایا تو بلند آواز سے یہ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود

نہیں ہے شک میں اللہ تعالیٰ

کا رسول ہوں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أُنِّي

رَسُولُ اللَّهِ

تیسرا کمال میں نے یہ دیکھا میرے نبی کا جسم انور بالکل صاف تھا۔
 حضرت صفیہ فرماتی ہیں۔ میرا ارادہ ہوا کہ میں اپنے بھتیجے کو نہلاؤں غسل دوں
 لیکن پردہ غیب سے آواز آئی۔ اے صفیہ میرے محبوب کو غسل نہ دینا۔
 حضرت صفیہ نے عرض کی اے خالق کائنات دنیا کے ہرنچکے کو ولادت کے
 بعد نہلایا جاتا ہے۔ غسل دیا جاتا ہے۔ اس کو کیوں نہ دوں فرمایا میرے
 یا رب کو عام بچوں کی طرح خیال نہ کر وہ عام ہیں یہ خاص ہے۔ وہ بامثل ہیں
 یہ بے مثل ہے۔ وہ خاک کی ہیں یہ نور کی ہے۔ وہ اُمّتی ہیں یہ رسول ہے وہ
 ناپاک ہو کے آتے ہیں۔ یہ پاک ہو کے آیا ہے وہ پاک ہونے آتے ہیں۔
 یہ پاک کرنے آیا ہے۔ وہ لینے آتے ہیں یہ دینے آیا ہے۔ وہ سیکھنے آتے ہیں
 یہ سکھانے آیا ہے۔ وہ روتے آتے ہیں یہ مسکراتا آیا ہے۔ وہ روتے ہیں
 یہ چپ کرانے آیا ہے۔ وہ یہاں آئے پڑھتے لکھتے ہیں یہ سب پڑھ کے
 آیا ہے۔ وہ لا الہ الا اللہ پڑھنے آتے ہیں یہ پڑھا کر جنت دینے آیا ہے اسی
 لئے تو سنی کہتے ہیں کہ۔

پاک نبی دے درتے آجائے بہر جا دھون نوا کے
 راہ شریعت والا پلہ سی تے سائے راہ بھلا کے
 دیوے دعاواں کملی والا تے خیر کرم داپا کے
 لے مقصود توں سائے دل دانے در او پڑھتے جا کے

حضرت صفیہ فرماتی ہیں پھر میں نے سرمہ ڈالنے کا ارادہ کیا تو
 آواز آئی صفیہ کیا کرنے لگی ہے۔ میں نے کہا اپنے بیٹے کو سرمہ ڈالنے لگی ہوں
 فرمایا تو سرمہ لگاتے گی۔ لکھ کا تو سرمہ لگاتے گی۔ عین کا تو سرمہ لگاتے گی۔

شام کا تو سُرْمہ لگاتے گی۔ ایران کا میں نے پار کو سُرْمہ پہنایا ہے۔ صَا
 زَاغ کا تیرا سُرْمہ صبح تک آنکھوں سے نکل جائے گا۔ میرا سُرْمہ حشر تک نکل
 سکتا ہی نہیں۔ قربان جاؤں آقا تیری آمد پر جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو
 ماں بچہ کو نہلاتی ہے سنوارتی ہے، سجاتی ہے، بناتی ہے پر تجھے خود خالق
 کائنات نے بنا سنوار کر دنیا میں بھیجا۔ حضرت صفیہ فرماتی ہیں جب سرکار
 پیدا ہوتے تو میں نے خیال کیا کہ یہ لڑکا ہے۔ یا لڑکی دیکھوں تو سہی جب
 میں نے دیکھا تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ختنہ بھی کیا ہوا تھا اور ناف
 بھی کٹی ہوئی تھی۔ حضرت صفیہ فرماتی ہیں۔ پھر میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کو کُرتہ پہنانے کا ارادہ کیا تو میں نے کیا دیکھا۔ سرکار کی پشتِ اُلوہ
 پر مہرِ نبوت لگی ہوئی ہے اور اس پر لکھا ہوا ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ معارج النبوت جلد ۲ ص ۹۸۔ شواہد النبوت
 ص ۵۵۔ خصائص کبریٰ انوارِ محمدیہ۔

سرکار پیدا ہوتے تو بیماری بہا آگئی حضرت سیدہ
 آمنہ فرماتی ہیں جب میرے لختِ جگر دنیا میں
 تشریف لائے تو اچانک ان کو میری نظروں سے چھپا لیا گیا حضور میری
 نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں بڑی پریشان ہوئی۔ فاطمہ سے آواز آئی
 امت پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تیرا لختِ جگر ابھی تیری گود میں واپس
 تشریف لائے گا حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ پھر میں نے ایک آواز سنی کوئی
 کہنے والا کہہ رہا تھا کہ:-

طُوفُوا بِهِ مَشَارِقَ | کھلی والے کوزہ میں کے مشارق

الْأَرْضِ وَمَخَارِبِهَا

اور مغارب کی طرف یعنی پوری

زمین میں پھیلاؤ۔ پوری زمین کی

سیر کراؤ۔ خشکی میں بھی لے جاؤ۔ تری میں بھی، پہاڑوں کی بھی سیر کراؤ، دریاؤں اور سمندروں کی بھی سیر کراؤ۔ یا اللہ عزوجل کیوں پھیلائیں کیوں سیر کرائیں فرمایا۔

لِيُعْرِفُوهُ بِأَسْمِهِ

تاکہ ساری کائنات کو پتہ چل جائے

ساری کائنات کو معلوم ہو جائے، رب کا ماہی، سدرہ و کارا ہی، بے سہاروں کا سہارا، شیموں کا ماویٰ و ملجا، بے کسوں کا کس، بے بسوں کا بس، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لایچکے ہیں۔ کملی والادنیاء میں آچکا ہے۔ اللہ اکبر۔ قربان تیری آمد پر۔

سے دو جگہ سے وجہ چائن ہو یا تے فضل خدا فرمایا

میرا سوہنا مدنی ماہی تے مکے سے وجہ آیا

آمنہ بی بی سے بگھر اندر تے حوراں نی ڈیرا لایا

مل گیا آج مقصود دلاں داتے نور خدا برسا یا

حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں تھوڑی دیر کے بعد حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری گود میں تشریف لائے۔ آپ کے جسم پاک کو جبریل

نے جنتی لباس میں پیٹا ہوا تھا۔ جب سرکار میرے پاس تشریف لائے

تو آواز آئی میرے محبوب اللہ تعالیٰ نے آپ کو آدم علیہ السلام کا اخلاق

عطا فرمایا ہے۔ شیت علیہ السلام کی معرفت عطا فرمائی ہے نوح علیہ السلام

کی بہادری عطا فرمائی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کی خلقت اور حلم عطا فرمایا

ہے۔ اسماعیل علیہ السلام کی زبان عطا فرمائی، اسحاق علیہ السلام کی رضا عطا فرمائی۔ صالح علیہ السلام جیسی فصاحت عطا فرمائی۔ لوط علیہ السلام جیسی حکمت عطا فرمائی۔ یعقوب علیہ السلام جیسی بشارت عطا فرمائی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام جیسی قوت عطا فرمائی ہے۔ یوشع علیہ السلام جیسا جذبہ جہاد عطا فرمایا ہے۔ داؤد علیہ السلام جیسی پیاری اور خوبصورت آواز عطا فرمائی ہے۔ ایوب علیہ السلام جیسا صبر جمیل عطا فرمایا ہے۔ یونس علیہ السلام جیسی تسبیح عطا فرمائی ہے۔ سلیمان علیہ السلام جیسی بیہمت اور شان و شوکت عطا فرمائی ہے۔ دانیال علیہ السلام جیسی محبت عطا فرمائی ہے۔ الیاس علیہ السلام کی طرح وقار عطا فرمایا۔ یحییٰ علیہ السلام کی عصمت جیسی عصمت عطا فرمائی ہے۔ زکریا علیہ السلام جیسا زہد عطا فرمایا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام جیسا تقویٰ عطا فرمایا ہے۔ حضرت علیہ السلام جیسا علم عطا فرمایا ہے۔ گویا محبوب سائے نبیوں کو جو میں نے فرداً فرداً کمالات عطا فرمائے ہیں وہ تمام کمالات اکٹھے کر کے محبوب تیری رحمت والی جھولی میں ڈال دیتے ہیں۔ اسی بات کی طرف محمد اعظم پشتی مرحوم اشارہ کرتے ہوئے کہہ گئے کہ :-

سے اک پاسے محبوب خدا داتے اک پاسے کل خدائی
ایڈی شان تے ایڈی عظمت کسے ہو ر انسان نہ پائی
سائے بنیاں نالوں اُچاتے ایڈا اُچا ہو ر نہ کائی
اعظم اس نوں کون گھٹا وے جہدی رب کسے وڈیائی
حضرت آمنہ فرماتی ہیں پھر غائب سے آواز آئی کہ :-

يَقُولُ قَبْضَ مُحَمَّدٍ عَلَى
مَفَاتِيحِ النَّصْرَةِ -

وَمَفَاتِيحِ الرَّبِّجِ -

وَمَفَاتِيحِ النَّبُوَّةِ -

بَيْحُ بَيْحُ

قَبْضُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَلَى الدُّنْيَا كُلِّهَا

لَمْ يَبْقَ خَلْقٌ مِنْ أَهْلِهَا
إِلَّا وَخَلَّ فِي قَبْضِهِ -

کوئی کہہ رہا تھا محمد کریم علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے نصرت کی چابیوں پر قبضہ
کر لیا ہے -

اور نفع کی چابیوں پر قبضہ کر لیا
ہے -

اور نبوت کی چابیوں پر قبضہ کر
لیا ہے -

واہ واہ کملی والیا

واہ واہ محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
آپ نے ساری کائنات کے خزانوں
کی چابیاں اپنے قبضے میں لے لی
ہیں -

اللہ تعالیٰ کی کوئی مخلوق ایسی نہیں
رہی - محبوب جو اللہ تعالیٰ نے تیرے
قبضے میں تیرے تصرف میں تیری

ملک میں نہیں کی نوصاتھن کبریٰ اول ص ۲۵-۱۲۴ - اللہ اللہ اختیار نبی

مختار نبی پر قربان میرے اعلیٰ حضرت بولے ،

س میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے جیب

یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

ایک جگہ یوں فرمایا کہ :-

سے خالقِ کُل نے آپ کو مالکِ کُل بنا دیا
 دونوں جہاں میں آپ کے قبضہ و اختیار میں
 ایک مقام پر یوں فرمایا کہ :-

سے لَا وَرَبُّ الْعَرْشِ جِسْ كُو مَلَا جُو مَلَا اَنْ سے ملا
 بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی
 ایک عاشق نے یوں کہا کہ :-

سے دلِ شکستہ وہ جوڑ دیتے ہیں !
 بات ان پہ جو چھوڑ دیتے ہیں !
 ان کے کرم کا کیا کہنا
 لاکھ مانگوں کھوڑ کر دیتے ہیں

بیتہ چلا میرے اور آپ کے نبی جب پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ
 نے یار کو ساری کائنات کا مالک و مختار بنا دیا یہ تو عقیدہ ہے
 اہلسنت کا، اب سنیے و ہابیوں اہلحدیثوں دیوبندیوں کے متفقہ محدث
 کا عقیدہ وہ کہتا ہے۔ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار
 نہیں جو یہ عقیدہ رکھے کہ محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مختار ہیں تو اس
 سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ تقویۃ الایمان ص ۴۲-۴۳۔

میرے دوستو! خدا را سوچو ہے محدث ہے مولوی ہے عالم لیکن
 عقیدہ کتنا بُرا ہے۔ خیالات کتنے خراب ہیں اور کہتے کیا ہیں جی مولوی
 اسماعیل بہت بڑے محدث تھے آپ ان کو ماننے والوں سے پوچھیں کہ
 صاحب اچھے محدث تھے جن کو حدیث پاک نظر نہ آئی۔ جن کو سرکارِ کافران

نظر نہ آیا میرے پاک نبی نے فرمایا۔
 اِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ
 الْاَرْضِ۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام زمین کے
 خزانوں کی چابیاں عطا فرمادی ہیں۔
 مسلم شریف، بخاری شریف جلد ۵۰۸

ایک مرتبہ یوں فرمایا کہ :-
 اَوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ كُلِّ شَیْءٍ

اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا کی ہر چیز کی
 چابیاں عطا کر دی ہیں۔
 مسند احمد طبرانی، خصائص کبریٰ جلد ۱۹۵

نبی پاک تو فرمایا ہے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین کے خزانوں کی بلکہ
 کائنات کے ہر خزانے کی چابی دے دی ہے۔ لیکن وہابی اہلحدیث اور دیوبندی
 دوستوں کے مولوی محدث کہتے ہیں کہ ہمیں جی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
 اختیار میں تو کچھ بھی نہ تھا۔ اب فیصلہ سامعین اور ناظرین پر ہے کہ دل کرے
 تو ما یبطق عن الصویٰ کی زبان والے نبی کی بات مان لیں چاہے تو وہ ہا پورا
 کے نام نہاد محدث کی بات مان لیں فیصلہ آپ پر ہے لیکن ہم تو یہ کہتے ہیں۔
 خوشبو اں دے ہلے آون تے جیہڑے راہوں یار گزردا
 اُس دی زلف تے رُخ توں بن دا نقشہ شام سحر دا
 رب نے یار توں کنجیاں دے کے کیتا مالک زبیر زبیر دا
 اوہنے اک اشائے نال نیازی تے دتا سینہ چیر قمر دا
 حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں۔ جب محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میری
 گود میں تشریف لائے تو میں نے کیا دیکھا ایک فرشتہ میرے گھٹے جگمگے

بوسے لے رہا ہے۔ بوسے بھی لیتا جاتا ہے اور محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے کانوں میں یہ بھی کہتا جاتا ہے۔

اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ

الْبَشْرِ يَا مُحَمَّدُ

علیہ وآلہ وسلم آپ کو مبارک ہو۔

بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کے علم کے برابر آپ کو علم عطا فرما
دیلا ہے نہیں نہیں بلکہ :-

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام نبیوں کے

فَأَنْتَ أَكْثَرُ عِلْمًا

علم سے زیادہ علم عطا فرمایا ہے۔

انوار محمدیہ ص ۳۹۔ مولد العروس ص ۴۶-۴۹

مدارج النبوت۔

میرے دوستو! خیال کرو کتنی خوش نصیب تھی وہ مائی آمنہ جن کی

گود میں ایسا عظمتوں والا، ایسی شانوں والا، ایسے مرتبے والا، عظیم بچہ تشریف

لایا :-

زندگی آگئی رونقیں آگئیں بزم عالم میں کیف و سرور آگیا

آمنہ کے مقدر پہ قربان میں جن کی گود ہی میں خالق کا نور آگیا

سب سے پہلے تھا ان کو بنایا گیا نور رحمت سے ان کو سجایا گیا

ایسی تصویر محبوب کی کھینچ لی خود خدا کو بنا کر سرور آگیا

امام الانبیاء حبیب کبریا سرور عالم نور مجسم

سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ

کعبے کا کعبہ

وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت سے قبل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ طریقہ تھا کہ آپ ہر روز بچھلی رات سحری کے وقت گھر سے اٹھتے اور کعبہ شریف میں آجاتے وہاں بیٹھ کر اللہ اللہ کرتے یا راہلی میں اپنے لمحات گزارتے پھر کعبہ شریف کے پیرے پکڑ کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی دعائیں کرتے اپنے بیٹے عبداللہ کو یاد کر کے رو کر کہتے، اے خالق کائنات میرے مرحوم بیٹے کے گھر کو آباد کر دے۔ میرے بیٹے کے گھر ایسا بچہ عطا فرما جس کا چہرہ چا جس کا ذکر قیامت تک ہوتا رہے اللہ اکبر۔

۵ دعا یہ تھی کہ یا رب نعمت موعود بل جائے
بنی ہاشم کا مرجھایا ہوا گلزار کھل جائے

سیدنا عبدالمطلب فرماتے ہیں۔ جس دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لائے اُس دن،

أَنَا أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ | اس رات میں کعبہ شریف کا طواف
کر رہا تھا۔

رات جا رہی تھی، دن آ رہا تھا، اچانک میں نے کیا دیکھا کہ کعبہ اپنے چاروں جانب بھٹکا پھر مقام ابراہیم، جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں والا پتھر پڑا ہے۔ اس کی طرف جھک گیا اور سجدہ ریز ہو گیا۔

میرے دوستو! کعبہ شریف کے چار کونے ہیں۔ حجرِ اسود۔ رُکنِ شامی۔ رُکنِ غربی۔ رُکنِ بیانی۔ کعبہ نے سجدہ کیا۔ کعبہ سجدے میں گرا تو چار کونوں میں سے کھی کونے کی طرف سجدہ ریز نہیں ہوا۔ سجدہ کیا تو مقامِ ابراہیم کی طرف آنے کیوں؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ مقامِ ابراہیم کے بالکل سامنے حبیب

دو عالم، رحمتِ عالم، سرورِ کونین، دلوں کے چین، سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس گھر تھا۔ مقدس آستانہ تھا۔ جہاں والیٰ رحمت تشریف لایچکے تھے۔ کعبہ مقامِ ابراہیم کو سجدہ نہیں کر رہا تھا بلکہ حضور پاک کو سجدہ کر رہا تھا۔ حضرت عبدالمطلب نے جب کعبہ کو سجدہ کرتے دیکھا تو حیران ہو گئے۔ سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ ہاتھوں کو بلند کر کے کہا۔ اے ربِ جلیل اے کعبہ کے وارث فرمایا کیا بات ہے، عرض کی یہ کعبہ آج سجدے کیوں کر رہا ہے۔ فرمایا مجھ سے کیوں پوچھتے ہو، سجدہ کرنے والے سے خود پوچھو۔ عرض کی کعبہ بولے گا۔ فرمایا پہلے تو کیسی نہیں بولا۔ لیکن آج یار کی خوشی میں ضرور بولے گا۔ حضرت عبدالمطلب نے کعبے سے پوچھا اے ابراہیم و اسماعیل کی دعاؤں سے آباد ہونے والے آج کیا وجہ ہے سجدہ ریز کیوں ہو گیا، یہ کس کو سجدے کر رہے ہو۔ کیونکہ ساری دنیا تیرے پیر کاٹتی ہے، ساری دنیا تیرے طواف کرتی ہے، ساری دنیا تجھے کعبہ تصور کرتی ہے۔ کعبہ سے آواز آتی ہے سردارِ مکہ ٹھیک ہے۔ ساری دنیا کا کعبہ میں ہوں، نبیوں کا کعبہ میں، ولیوں کا کعبہ میں، غوثوں قطبوں کا کعبہ میں، ساری نسلِ انسانی کا کعبہ میں، پیر میرا کعبہ آمنہ کالال سبحان اللہ۔ گو یا ساری دنیا کعبے کو سجدے کرتی ہے۔ کعبہ مسلمان تیرے نبی کو سجدے کرتا ہے۔

سے دنیا دا سجدہ ہے کعبے دے وئے
تے کعبے دا سجدہ محمد ^{صلی اللہ علیہ وسلم} دے وئے

امام اہلسنت، کثیر عشق رسالت، تاجدارِ بریلی مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمت اللہ تعالیٰ حج کرنے گئے تو کعبہ کا طواف کیا۔ صفا مروہ پر دوڑ لگائی حج کے ارکان پورے گئے، حج کر کے قافلے مدینہ پاک کی جانب چلے تو مولانا احمد رضا

خاں چوک پر کھڑے ہو گئے لوگوں نے کہا احمد رضا کیا بات ہے۔ کیوں کھڑے ہو فرمایا میں حاجیوں کو ایک پیغام دینا چاہتا ہوں پوچھا کون سا تو آپ نے فرمایا کہ نہ۔

سے حاجیوں آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
اسے کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو
آبِ زم زم تو پیا خوب بھائی پیاسیں !
آؤ جو شاہِ کوثر کا بھی دریا دیکھو ! !

پوری نعت پڑھی، ہر مصرعہ بے مثال، ہر لفظ پر حاجی جھوٹے آخر میں جو مصرعہ فرمایا تو حد کر دی فرمایا۔

سے غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے میرے بیابانے کا روضہ دیکھو
سُنیوں کا امام کیا کہہ رہا ہے۔ سرکار کعبے کے بھی کعبہ ہیں۔ مکہ شریف
جب فتح ہوا نماز ظہر کا وقت آگیا۔ میرے آقا نے فرمایا بلال، عرض کی جی آقا۔
فرمایا اذان دو۔ عرض کی آقا کس مقام پر کھڑا ہو کر اذان دوں۔ فرمایا کعبہ
کی چھت پر بلال کعبہ کی چھت پر چڑھ گئے۔ البدایہ والنہایہ جلد ۴ ص ۳۰۳
عرض کی آقا اب اذان دینے وقت چہرہ کس طرف کروں؟ کیونکہ میں نے
مدینہ شریف اذان دی منہ کعبہ کی طرف کیا۔ بدر میں اذان دی چہرہ کعبہ
کی طرف کیا۔ حنین میں اذان دی چہرہ کعبہ کی طرف کیا۔ جنگوں میں اذانیں
دیں چہرہ کعبہ کی طرف کیا۔ سفر میں اذان دی چہرہ کعبہ کی طرف کیا۔ لیکن
اے سلطانِ کائنات آج آپ نے بلال کو کعبہ کی چھت پر چڑھا دیا ہے۔

آج چہرہ کس طرف کروں۔ میرے نبی مسکرا پڑے۔ فرمایا بلال پہلے جہاں بھی
 اذان دی چہرہ کعبے کی طرف کیا۔ آج کعبہ پر کھڑے ہو کر اذان دے رہے ہو۔
 چہرہ میں محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف کر لو۔ سبحان اللہ۔ گویا پہلے
 چہرہ کعبے کی طرف کرتے تھے۔ اب چہرہ کعبہ کے کعبہ محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وآلہ وسلم کی طرف کر لو۔ سرکار کعبے کے بھی کعبہ ہیں۔ ساری دنیا چاہتی
 ہے کبھی اللہ تعالیٰ موقعہ دیتا۔ کبھی نصیب جاگتا تو میں کعبہ کی زیارت کرتا۔
 میں کعبہ شریف کی چوکھٹ کو بوسے دیتا لیکن کعبہ ترستلہ ہے۔ میں کائنات
 کے سردار اللہ تعالیٰ کے محبوب جناب محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی خدمت
 میں حاضری دیتا۔ حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ
 تفسیر عزیزی میں یہ بات درج فرماتے ہیں کہ سرکار مدینہ سرور قلب سینہ
 مجسمہ رحمت سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 کے جلیل القدر صحابی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے
 ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میرے صحابہ عرض کی جی آتا
 فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا محشر برپا ہوگی۔ ساری نسل انسانی اللہ
 تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوگی تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے چند
 مقدس فرشتے کعبہ معظمہ کے پاس آئیں گے۔ کعبہ شریف کو ایسے سجائیں گے
 ایسے بنائیں گے جیسے پہلی رات کی دلہن کو بنایا سجایا اور سنوارا جاتا ہے پھر
 فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کعبہ شریف کو کہیں گے۔ اے کعبہ چل، کعبہ شریف
 کہے گا کہاں چلوں فرشتے کہیں گے میدان محشر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ
 میں کعبہ چل پڑے گا۔ راستے میں کعبہ شریف فرشتوں سے کہے گا کہ

اے مقدس ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مجھے حاضر کرنے سے پہلے دربارِ
مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لے چلو۔ فرشتے کہیں گے کیوں کعبہ کہے گا،
میں مزارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دے کر بارگاہِ نبوت
میں سلام کے سحرے درود کی لڑیاں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ فرشتے کعبہ شریف
کو سرکار کی بارگاہ میں لے کر مدینہ شریف آئیں گے۔ کعبہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے دربارِ پاک پر حاضر ہوگا تو با آواز بلند زور سے کہے گا۔ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، اے اللہ تعالیٰ کے مقدس مطہر منور رسول تجھ
پر میرا سلام ہو۔ میرے آقا فرماتے ہیں میں اپنی قبر پاک میں سے آواز دوں گا۔
وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ يَا بَيْتُ اللَّهِ، اے کعبہ، اے اللہ تعالیٰ کے پیارے
گھر تجھ پر بھی میرا سلام ہو، قربان جاؤں۔ نبی پاک کے علم غیب پر جو کام
قیامت کو ہونے والا ہے وہ کام میرا نبی اپنے صحابہ کی محفل میں بیٹھ کر آج
سے سینکڑوں سال پہلے بتا رہا ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز میں
گئے۔ اے کعبہ اب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جا رہے ہو۔ وہاں جا کر میری امت
کے ساتھ کیا سلوک کرو گے۔ شکوے کرو گے یا شفاعت کرو گے۔ قربان پیارے
محبوب تیری فکرامت پر نسل انسانی کے ہر فرد کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔ پر میرے
نبی کو اپنی امت کی فکر پڑی ہوگی۔ کعبہ عرض کرے گا آقا آپ فکر نہ کریں۔
گھبراؤ نہیں، پریشان نہ ہوں آپ کا جو امتی اپنی پوری زندگی میں میرے
پاس ایک مرتبہ آیا اس کی میں شفاعت کروں گا۔ اس کی میں بخشش
کراؤں گا۔ اس کو میں جنت میں ساتھ لے جاؤں گا۔ جو مجھ تک نہیں پہنچا
اس کا ہاتھ آپ تمام کر جنت میں آجانا۔ اللہ اکبر۔ اگر حاجی جنت میں

جاتے بغیر نہیں رہے گا تو وہ کیسے رہ سکتا ہے۔ جس کی شفاعت میرا
آپ نبی کرے گا۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہم سے راضی ہو
جائے اگر وہ راضی تو بیڑا پارا اگر اللہ نہ کرے وہ ناراض تو بیڑا برباد
کیوں کہ:-

سے پڑھ پڑھ عالم فاضل ہو یوں تے نام رکھایا قاضی
تھے واری توں کج دی کیتی تے نام رکھایا حاجی
پھڑ تلوار بہادر ہو یوں تے نام رکھایا غازی
احمد دیناں کچھ نہ کھٹیا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو یا راضی
الترغیب والترہیب۔ تفسیری عزیزی ۱/ ص ۷۸۱

ہاں تو عرض یہ کر رہا تھا حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں۔ جب
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوتے تو کعبہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی طرف سجدہ ریز ہو گیا۔ میں نے کہا اے کعبہ آج تو کیوں خوش۔ آج تجھے
کیا خوشی مل گئی ہے کہ جھوم رہا رقص کر رہا ہے۔ سجدے کر رہا ہے۔
مولد العروس ص ۳۱۔

کعبہ شریف سے آواز آتی 'اے سردارِ مکہ میں کیوں نہ خوشیاں
مناؤں، میں کیوں نہ جھوموں میں کیوں نہ رقص کروں۔

بے شک آج آمنہ بی بی کے گھر
آج آمنہ بی بی کے دیہڑے آج
تیری بہو کی گوری میں محمد عربی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو تشریف

اِنَّ اٰمِنَةَ قَدْ وُلِدَتْ
مُحَمَّدًا۔

لا چکے ہیں پھر کعبہ باواز بلند پکار کر کہنے لگا۔

اللَّهُمَّ أَكْبَرُ، اللَّهُمَّ
أَكْبَرُ

اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے۔ اللہ
تعالیٰ کی ذات سب سے بڑی
ہے۔

رَبِّ مُحَمَّدٍ نِ امُصْطَفَى

اللہ تعالیٰ وہ ہے جو محمد مصطفیٰ اصل
اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پالنے والا ہے۔
اب مجھے پاک کرے گا میرا رب
بتوں کی پلیدی اور مشرکوں کی
نجاست سے۔

الْوَالِدِ قَدْ طَهَّرَنِي
رَبِّي مِنْ اِنْجَاسِ الْاَصْنَامِ
وَاَرْجَا مِنْ اِمْتِشَارِ حَيْنِ

اللہ تعالیٰ اب مجھے اپنے نپے نپے کے صدقے ہر پلیدی سے پاک کرے گا۔
مطہر کرے گا۔ سنیوں کے امام اسی بات کی ترجمانی کرتے ہوئے بولے کہ:-
سہ جن کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
ان بھڑوں کی لطافت پہ لاکھوں سلام
جب ہوا ضو نکلن دین و دنیا کا چاند
آیا خلوت سے جلوت میں اسری کا چاند
نکلا جس وقت مسعود بطحا کا چاند
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اسن دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ بان رحمت پہ لاکھوں سلام
حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوتے تو اس وقت کعبہ شریف کے اندر کعبہ کے گھرے میں تین سو ساٹھ بُت پڑے تھے۔ جن کو کفارِ مکہ پوجتے تھے۔ جن کے دن رات عبادت کی جاتی تھی کوئی لکڑی کا تھا کوئی لوہے کا کوئی بینیل کا تھا تو کوئی چاندی کا، کوئی سونے کا تھا تو کوئی ہیرے جو اہرات کا ان تمام بتوں میں سے سب بڑا بُت جو تھا اُس کا نام تھا حُجُبیل یہ سونے سے بنا ہوا تھا۔ اس پر ہیرے جو اہرات لگے ہوتے تھے۔ کافروں کا دل غریبہ بُت تھا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی خبر سُن کر تمام بُت منہ کے بل گر پڑے حُجُبیل بُت کو میں نے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بولنے لگا۔ اس میں سے آواز آئی کہ:-

أَلَا وَقَدْ وَكَدَ النَّبِيُّ
آخِرَ الزَّمَانِ -

اے عبدالمطلب مبارک خبردار ہو جا
آگاہ ہو جا تجھے خوشخبری ہو کہ محمد
کریم نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم تیرے گھر میں تشریف

لاچکے ہیں۔ اللہ اکبر۔

اعلیٰ حضرت تاجدارِ اہلسنت فاضل بریلوی بولے کہ:-

تیری آمد تھی کہ بیتُ اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بُت تخرقہ کرا کر گر گیا

حضرت عبدالمطلب نے فرمایا اے حُجُبیل اس محمد کریم علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی آمد پر تو بھی بول پڑا۔ وہ اتنا عظیم ہے بت میں سے آواز
آئی ہاں عبدالمطلب بڑی شان والا ہے بڑا عظیم ہے کیونکہ:-

وَلَوَّزْنَا نُوْرَهُ اِلَى الْمَشَارِقِ
وَالْمَغَارِبِ۔

اس کا نور مشرق میں بھی پھیلے گا مغرب
میں بھی پھیلے گا۔

پوری کائنات میں لوگ اس کے دیوانے متانے ہوں گے۔ قیامت
تک اس کی عظمت کے ترانے گائینگے۔ ہے بت ہے جان ہے جہنم کا
ابتدین لیکن میرے نبی کے انوار کے گیت گارہا ہے۔ میرے نبی کے نور
کو تسلیم کر کے سجدے کر رہا ہے۔ میرے نبی کی خوشی میں ترانے گارہا
ہے، کتنے بد نصیب ہیں وہ لوگ کتنے کم طرف ہیں وہ بندے جو کلمے
بھی پڑھتے ہیں۔ نبی کی نورانیت کے بھی منکر ہیں نبی کے انوار و تجلیات
کے ذریعے ہیں۔ شواہد النبوة مدارج النبوة جلد دوم۔ معارج النبوت،
نزیہۃ المجالس ۱۹۳۳، جامع معجزات ص ۳۰۶۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دادا جان فرماتے ہیں۔ میں کعبے
کے سجدے دیکھ کر اور بنوں کی آوازیں سن کر خوشی خوشی گھر کی طرف
دوڑا کہ دیکھو تو سہی وہ کون سا ایسا بچہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے گھر بھیجا ہے
جس کی آمد پر کائنات کا درہ کائنات کی ہر چیز جھوم رہی ہے۔ حضرت
عبدالطلب فرماتے ہیں۔ جب میں گھر کی جانب چلا تو صفا مروہ کے پاس
چند فرشتوں نے مجھ کہا عبدالطلب مبارک ہو میں نے کہا کس بات
کی فرشتوں نے کہا۔

قَدْ جَاءَكَ رَسُوْلٌ
اَللّٰہ۔

تیرے گھر اللہ تعالیٰ کے مقدس
رسول تشریف لائے ہیں۔

میں حیران ہوں گیا کہ میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں۔ میں نے ہاتھ آنکھوں پر ملے

کہ یہ خواب دیکھ رہا ہوں یا بیداری کا منظر ہے۔ فرشتوں نے مسکرا کر کہا عبدالمطلب یہ خواب نہیں ہے یہ بیداری ہے۔ ذرا آسمان کی طرف نظر اٹھا۔ تمہیں ہر طرف فرشتے ہی فرشتے نظر آئیں گے۔ حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں۔ میں نے نگاہ اٹھائی تو ہر طرف اللہ تعالیٰ کے معصوم فرشتے چکر لگا رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

صبح طیبہ میں ہوتی بتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا
باغ طیبہ میں سہانا بھول بھولا نور کا
مست بوحیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا
بارہویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ بروجوں سے جھکا اک اک ستارہ نور کا
ناریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا
تجھ کو دیکھا ہو گیا مٹھٹا کلیجہ نور کا

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں۔ جب میں اپنے مکان کے قریب گیا۔ تو میں نے کیا دیکھا کچھ پرندے میرے گھر کے ارد گرد چکر کاٹ رہے ہیں۔ میرے مکان سے کستوری اور عنبر کی خوشبو آرہی ہے اور ایک منور چہرے والا انسان ہاتھ میں تلوار لے کر میرے گھر کے دروازے کے سامنے کھڑا پہرہ سے رہا ہے۔ میں بڑا حیران ہوا یہ پہرہ دار کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ کیوں کھڑا ہے؟ حضرت عبدالمطلب نے اس پہرہ دار سے پوچھا۔

مَنْ أَنْتَ

جناب من آپ کون ہیں؟

میرے گھر پہرے کیوں دے رہے ہیں؟ اس پہرے دار نے آگے سے جواب دیا۔ بابا جی آپ کون ہیں۔ مجھ سے سوال کرنے والے آپ نے فرمایا میں اس گھر کا مالک ہوں۔ میرا نام عبدالمطلب ہے۔ میں مکہ کا سردار ہوں۔ پہریدار مسکرا پڑا کہنے لگا اچھا آپ ہیں عبدالمطلب فرمایا ہاں اچھا آپ کون ہیں۔ پہریدار نے جواب دیا۔

أَنَا مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

حضور میں اللہ تعالیٰ کے مقدس

فرشتوں میں ایک فرشتہ ہوں۔

آسمانوں کا باسی ہوں، آسمانوں کا مکین ہوں۔ خالق کائنات نے میری ڈیوٹی لگائی ہے کہ میں آپ کے مکان کا پہرہ دوں تاکہ کوئی عام انسان اندر نہ چلا جائے۔ فرمایا کیوں فرشتے نے فرمایا۔ اس لئے کہ آج آپ کے گھر آپ کے دیہڑے رب عزوجل کا ماہی، سردہ کارہی، ابراہیم علیہ السلام کی دعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت تشریف لاجھی ہے۔ آسمانوں کے فرشتے رب کائنات کے ماہی کی زیارت کر رہے ہیں۔ ادھر فرشتے زیارت کر رہے ہیں۔ ادھر آوازیں آ رہی تھیں۔ کون سی آوازیں شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمۃ نے ترجمہ پیش کیا کہ :-

سے ندا آئی درپکے کھول دو ایوانِ قدرت کے

نظارہ خود کرے گی قدرت شانِ قدیم کے

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں۔ جب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی زیارت کرنے کے لئے مکان میں داخل ہوا تو سرکارِ ریشمی لباس میں ملیں

تھے۔ چہرے سے انوارِ الہی کے تجلیات پھوٹ رہے تھے۔ فرشتے زیارت کے لئے آ رہے تھے جا رہے تھے میں گنتی نہیں کر سکتا۔

جامع معجزات ص ۳۰۶، ۳۰۷۔ مولد العروس نصرت الواعظین ص ۱۵۸
 میں قربان جاؤں اس کچی کٹی پر، اس کچے کھرے پر، جس کھرے میں جس
 کٹی میں دونوں جہانوں کا والی تشریف لایا۔ جس گھر میں میرے آقا تشریف
 لاتے۔ اس کی دیوار میں بھی کچی، اس کا صحن بھی کچا۔ اس کی چھت بھی کچی۔
 لیکن سرکار کی آمد سے اس گھر کو بھاگ لگ گئے۔ اس کی نعمت بھاگ گئی،
 کہ کعبہ بھی اُسے جھک جھک کر سلام کر رہا تھا عرش کی بلندیوں بھی اُسے
 سلامیاں دے رہی تھیں۔ آسمانوں کے نالے بھی جھک رہے تھے تمام ملائکہ
 بھی درود کی لڑیاں سچاؤ کر رہے تھے پورے مکہ میں سرکار کی ولادت کی
 خبر پھیل گئی کہ عبدالمطلب کے مرحوم کے بیٹے جناب عبداللہ کے ہاں بڑا
 حسین و جمیل بچہ پیدا ہوا ہے۔ لوگوں کو پتہ چلا تو پورے مکہ کے لوگ
 مبارکبادیاں دینے آ رہے تھے۔ ہر بندہ مبارک دیتا۔ کہنا اے سردارِ مکہ
 بڑی خوشی ہوتی ہے۔ بڑی مسرت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چاند
 جیسا حسین و جمیل پوتا عطا فرمایا ہے۔ جناب عبدالمطلب تمام لوگوں
 کی مبارکبادیاں وصول کر کے شکر یہ ادا کر رہے تھے۔ مرد حضرات تو باہر
 سے مبارک لے کر جا رہے تھے۔ لیکن مکہ کی قریش زادیاں، امیرزادیاں
 جمع ہو کر بن اسنور کر، حضرت آمتہ کو مبارک دینے گھر آئیں، جب گھر
 میں پہنچیں تو حضرت آمتہ چار پائی پر لٹی ہوئی ہیں کائنات کے والی دونوں
 جہانوں کا سردار ایک بہترین لباس میں ملبوس آرام فرما رہے ہیں۔ تمام عورتوں

نے جب سرکار کا چہرہ والضحیٰ دیکھا مازغ کی آنکھوں پر نظر ٹپری۔ بد اللہ کے
گوئے گوئے ہاتھ دیکھے سو جان سے قربان ہو گئیں دیکھ لیا کہ آنے والا لڑکا
ہے، بیٹلہ ہے اور بیٹا بھی چاند سے حسین کائنات کو شرنانے والا پھر بھی ماں
کی مات کو آزمانے کے لئے امتحان کے لئے حضرت سیدہ آمنہ سے پوچھنے
لگیں، آمنہ کیا حال ہے۔ فرمایا خدا کا شکر ہے۔ جس نے میری گودی کو
اولاد کی نعمت سے مالا مال کیا ہے قریشی عورتوں نے کہا آمنہ اللہ تعالیٰ
نے تمہیں کس نعمت سے نوازا ہے؟ لڑکا یا لڑکی؟ حضرت آمنہ مسکرائی
اور بڑا پیارا جواب دیا، یہ نہیں فرمایا، بیٹا پیدا ہوا، لڑکا تشریف لایا ہے۔
یہ نہیں فرمایا۔ چاند کا ٹکڑا آیا ہے۔ یہ نہیں فرمایا، ہیرا آیا ہے۔ بلکہ فرمایا۔

خَرَجَ مِنِّي نُوْرٌ
میرے بطن سے میرے پیٹ سے
نور نکلا ہے۔

دنیا جیران ہے کہ سرکار کی والدہ نے اپنے لختِ جگر کو، اپنی آنکھوں کی ٹھنڈ
کو چاند نہیں کہا، ہیرا نہیں کہا کیوں؟
میرے دوستو یاد رکھو میرے آقا کی والدہ جانتی تھی یہ آنے والا وہ
عظیم بچہ ہے کہ اشارہ کرے گا تو چاند کے دو ٹکڑے کرے گا۔ اشارے
سے سورج کو پھیرے گا۔ کائنات کے ہیرے جواہرات موتی اس کے قدموں
میں ہوں گے۔ مکہ کی امیرزادیوں نے پوچھا۔ آمنہ تیرے ماں کیا پیدا ہوا
ہے۔ تو حضرت آمنہ نے کیا جواب دیا۔

خَرَجَ مِنِّي نُوْرٌ
أَضَاءَ لَكَ قُصُوْرٌ
مجھ سے نور نکلا ہے۔
جس کی برکت سے میں نے مکہ میں

بیٹھے بیٹھے شام کے محلات دیکھ
لئے۔

حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۲۷۔ طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۲۶۔ الوفا ص ۵۲
مواہب لدنیہ جلد اول ص ۱۲۳۔

۵۔ وقت تولد صبح سے اندر تے آیا نبی سوھاارا
چانن نور نبی سے کولوں تے نکلی گیا چمکارا
شام ملک سب نظری آیا حضرت آمنہ تائیں
ہر ہر شہر جو شام زمینے ہر دسٹی ہر جا میں !
میرے دوستو! ذرا توجہ فرماؤ حضرت آمنہ کیا فرماتی ہیں۔
میرے بطن سے نور نکلا؟ کیا نکلا نور؟ پھر ہوا کیا اس کی برکت سے
میں نے شام کے محلات دیکھ لئے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ مکہ شریف
سے شام کتنی دُور ہے؟ سینکڑوں میل دُور ہے خیال کرو جب حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کی برکت سے حضرت آمنہ مکہ شریف میں بیٹھ کر
سینکڑوں میل دور محلات دیکھ سکتی ہیں تو اس مجسمہ نور نبی کی اپنی نگاہ
کا کیا عالم ہوگا؟ کیا وہ نبی مدینہ شریف میں اپنی قبر پاک میں آرام فرما ہو
کر پاکستان والوں کو نہیں دیکھ سکتا؟ ضرور دیکھ سکتا ہے اور انشاء اللہ
قیامت تک دیکھتا ہے گا۔ تو حضرت آمنہ کیا فرماتی ہیں۔ میرے بطن سے نور
نکلا، یہ آمنہ کون ہے، سرکار کی والدہ ماجدہ پیدا کرنے والی جنم دینے
والی کہتی ہے میں نے نور جنم دیا۔ اب آئیے اس آقا سے پوچھتے ہیں جو دنیا
میں تشریف لاتے۔ کیا بن کے آئے۔ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ صحابہ کرام بھی سرکار کی خدمت پاک میں بیٹھے

ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کی آقا دین کے مسئلے تو بڑے بتاتے ہیں، ذرا

ہمیں اپنی ذات کے بارے اپنی
حقیقت میں بھی کچھ فرمائیے۔

أَخْبِرْنَا عَنْ نَفْسِكَ

میرے پاک نبی نے فرمایا:-

أَنَا دَعْوَةٌ أُرِي إِبْرَاهِيمَ

میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام
کی وہ دعا ہوں، جو انہوں نے

کعبہ شریف کی تعمیر کی تکمیل کے بعد مانگی تھی۔

اے ہمارے رب بھیج ان میں
ایک عظمت والا شان والا
مقام والا رسول۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ
رَسُولًا - پ آخری رکوع سے

پہلی آیت

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی بشارت ہوں۔

وَبَشِّرِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ

جو انہوں نے مجھ سے پہلے اپنی قوم کو سنائی تھی۔

اے میری قوم میں تمہیں اس رسول
کی خوشخبری سناتا ہوں جو میرے
بعد دنیا میں تشریف لاتے گا۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي
مِن بَعْدِي اسْمُهُ
أَحْمَدُ -

جس کا نام احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم ہوگا۔

سورۃ صف ۲۸

اور جب میری والدہ مجھ سے حاملہ

وَرَأَتْ أَهْمِي حِينَ حَمَلْتُهُ

ہوتیں۔

تو انہوں نے دیکھا کیا کہ :-
 أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ
 أَضَاءَتْ لَهُ قُصُورُ
 الشَّامِ۔

ایک نور ان سے نکلا ہے جس سے
 ان پر شام کے محلات بھی روشن ہو
 گئے ہیں وہ نور ہوں۔

مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۳۔ دلائل النبوت ص ۱۲۶۔ دارمی شریف خصائص کبریٰ
 اول ص ۲۲ تفسیر ابن کثیر جلد ۲۔ زرقانی شریف، البدایہ والنہایہ، سیرت
 حلبیہ، مواہب لدنیہ اول ص ۱۲۳۔

حضرات توجہ فرمائیں۔ حضرت سیدہ آمنہ کے بطن سے جنم لینے والے
 پیدا ہونے والے تمہا سے میرے نبی کیا فرماتے ہیں کہ میں نور ہوں۔ اب آئیے
 بھیجئے والے خالق کائنات سے پوچھتے ہیں کہ اے خالق ارض و سما اے
 مالک و ملک تیرے نبی کی حقیقت کیا ہے۔ خالق کائنات نے ارشاد
 فرمایا۔

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ
 نُورٌ۔

بیشک تمہا سے پاس آگیا اللہ تعالیٰ
 کی طرف سے نور۔

تمام مفسرین کرام کی تفسیر میں پڑھ کے دیکھو ہر مفسر نے اس آیت کریمہ
 کے تحت ہی لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے نور میں
 اللہ اکبر۔

میرے دوستو! ذرا خیال کرو۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ میرے
 بطن سے نور نکلا سرکار فرماتے ہیں۔ میں نور ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لے دنیا والو میرا یار نور ہے نور۔ ملاں ہوش کر تجھ کیوں پڑ گیا ہے فتور
حضرت سیدہ آمنہ فرماتی ہیں۔ میرا بیٹا نور کا پیکر تھا۔ آنکھیں بھی نور لب
بھی نور، ہونٹ بھی نور، آنکھیں بھی نور، چہرہ بھی نور، پیر بھی نور، تلیاں
بھی نور، جسم بھی نور، نور علی نور، اسی واسطے ہم کہتے ہیں کہ۔

بشری لباس وچہ نور ہے آیاتے دسی صاف قرآن نے گلے
انہوں اپنے درگاتوں کھلیا آنکھیں تے کیوں دماغ گیا ای ہلے
بخار کم من اللہ نور دی آیت نے تے کر دتا مسئلہ حلے
اس نورے صدقے آمنہ بی بی تے ڈٹھے تمام دے ملک محلے
پڑھ پڑھ علم ہزار کتاباں تے تیری عقل تیسے نوں مارے
رب نور فرماتے نبی نور آکھتے پڑھ ویکھ قرآن پیارے
باہجوں حب نبی دے نہ آندی بخاری تے باہجوں اُفت چڑھے بخارے
مالی چاہے ساری کائنات نہ منے تاں وی نور خدا دایارے

میرے دوستو جب سرکارِ مدینہ سرور
قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

نام مبارک

وسلم دنیا میں تشریف لائے تو میرے بنی کے پورے خاندان کو بڑی
خوشی ہوئی۔ سرکار کے خاندان کا ہر فرد خوشی میں معمور تھا۔ لیکن سب
سے زیادہ خوشی میرے پاک بنی کے محترم و مکرم دادا کو ہوئی حضرت
عبدالمطلب نے ایک منادی کو بلایا اور فرمایا کہ جاؤ۔ پورے مکہ میں ہر محلہ
میں، ہر گلی میں، ہر بازار میں ندا کر دو، اعلان کر دو کہ تمام مکہ والے تین دن
تک اپنے گھروں میں کھانا نہیں پکائیں گے۔ بلکہ تیس مکہ، سردار مکہ

عبدالمطلب کے گھرتھہارا۔ کھانا ہوگا۔ کوئی پوچھے تو بتا دینا کہ یہ کھانا عبداللہ کے بیٹے اور عبدالمطلب کے پوتے کی ولادت کی خوشی میں پکایا جا رہا ہے۔ ادھر متادی اعلان کر رہا ہے۔ ادھر جناب عبدالمطلب تے ایک اور آدمی کو فرمایا کہ تم جاؤ حرم پاک میں اعلان کرو کعبہ شریف کے پاس کھڑے ہو کر ندا کر دو۔ پوری دنیا سے جتنے بھی یہاں کعبہ شریف کی زیارت کے لئے آئے ہوتے ہیں وہ بھی عبدالمطلب کے یہاں ہوں گے۔ سبحان اللہ۔ پھر کیا ہوا۔ اونٹ، بیل، بکرے ذبح ہونے شروع ہو گئے۔ پھر کئی لگے پوری دنیا سے آئے ہوتے یہاں اور مکہ کا ہر فرد سرکار کی ولادت کی خوشی میں کھانا کھا رہا تھا اور جشن ولادت کی خوشی منا رہا تھا۔

(دلائل النبوت ص ۱۲۷)

تین دن کے بعد حضرت عبدالمطلب گھر تشریف لائے سرکار دو جہاں کہ اپنے سینے سے لگا یا سُرْمُنہ اور ماتھا چوم کر کہا بیٹا آج اگر تمہارے والد حیات ہوتے تو دیکھتے کہ ہم نے اس کے بیٹے کا کتنا جشن منایا ہے کتنی خوشی مچی ہے۔ حضرت سیدہ آمنہ بولیں بابا اپنے پوتے کا نام بھی کوئی تجویز کیا ہے۔ فرمایا بیٹا ہاں نام تجویز کر لیا ہے بابا کون سا، فرمایا بیٹا میرا پر و گرام ہے میں پوتے کا نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رکھوں کیا ہے؟ پسند ہے یا کوئی تمہارے ذہن میں اور ہے؟ عرض کی بابا جان بہت ہی اچھا ہے یہی رکھنا چاہیے تھا۔ فرمایا بیٹا کیوں عرض کی بابا جان ابھی میرا بیٹا آپ کا پوتا دنیا میں جلوہ گر نہیں ہوا تھا۔ مجھے چھٹا ہینہ تھا۔ رات کو میں سوئی ہوئی تھی کہ اچانک میرے پاس ایک نورانی چہرے والا انسان تشریف لایا۔

اُس نے کہا اے نبی بی آپ کو مبارک ہو، آپ کے پیٹ میں خیر العالمین تشریف لائے ہیں۔ جب یہ رحمتوں والا، عظمتوں والا بچہ دنیا میں تشریف لائے تو اس کا نام محمد رکھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، میں نے کہا آپ کو میں نے پہچانا نہیں آپ کون ہیں؟ اس نے کہا نبی بی میں اللہ تعالیٰ کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کے پاس آیا ہوں۔ مواہب لدنیہ اول ص ۱۴۰۔

حضرت عبدالمطلب اپنے پوتے کو اٹھاتے ہوئے سینے سے لگاتے ہوئے باہر تشریف لائے پھر کعبہ تشریف کی حاضری دی سرکارِ دو جہاں کو ہاتھوں میں اٹھا کر ہاتھ بلند کر کے خالق کائنات کا شکر ادا کیا۔ اے رب کائنات تیرا لاکھ لاکھ بار شکر ہے۔ تو نے ہمیں بے مثل پوتا عطا فرمایا ہے۔ پھر گھر تشریف لائے۔ مکہ والوں نے سوال کیا حضور بیٹے کا نام کیا رکھا ہے فرمایا میں نے اس کا نام محمد رکھا ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سائے نگر والے حیران کہا حضور ہمارے پورے علاقے آپ کے پورے خاندان میں کسی بچے کا نام محمد نہیں تھا۔ آپ کو یہ نام کیسے پسند آیا۔ کیسے خیال آیا۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شفیع و ادا مسکر پڑے فرمایا جانتے ہو میں نے یہ نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیوں رکھا ہے۔ حضور پتہ نہیں آپ ہی بتائیے فرمایا میں چاہتا ہوں۔ میرے اس بچے کی قیامت تک تعریف ثنا ہوتی ہے زمین والے اس کی شان بیان کریں۔ آسمان والے اس کے گیت گائیں۔ مشرق والے اس کی توصیف کریں۔ مغرب والے اس کے چرچے کریں۔

انسان اس کے ترانے گائیں، جنات اس کی نعتیں پڑھیں۔ کائنات کا ذرہ ذرہ بیتہ بیتہ میرے محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان کرتا ہے نہیں نہیں سچ پوچھو مخلوق تو ایک طرف مملوک تو ایک طرف مقدر تو ایک طرف میرے پوتے کی خود خالق مالک قادر بھی تعریف کرے سبحان اللہ خصائص کبریٰ اول ص ۱۲۸-۱۲۷۔ رحمت للعالمین اول ص ۱۷۱۔

میرے دوستو! حضرت عبدالمطلب نے جو سوچا تھا جو کہا تھا اللہ تعالیٰ نے پورا کر دکھایا۔ آج دیکھ لو میرے مدنی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا سے پردہ فرمائے چودہ سو سال بیت چکے ہیں۔ ان چودہ سو سالوں میں کئی وزیر آتے سفیر آتے سلطان آتے جابر آتے حاکم آتے ان کا نام مٹ گیا۔ ان کے چہرے ختم ہو گئے۔ ان کے چاہنے والے نہ رہے۔ لیکن زبان جاؤں سنائے پیغمبر پر صدقے جاؤں۔ شان مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آپ کا چہرہ آپ کی تعریف آپکی عظمت آپکے چہرے ختم نہیں ہوتے بلکہ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے چہرے بڑھتے جاتے ہیں شان بلند ہو رہی ہے دنیا قبر میں جاتی ہے ذکر ختم ہوتا ہے۔ میرا نبی روضے میں گیا شان بلند ہوتی جاتی ہے کیوں؟ اس لئے کہ یہ کھلی والے سے خود خالق کائنات کا وعدہ ہے محبوب جوں جوں وقت گزرتا جائے گا ہم تیری شان کے بھنڈے بلند کرتے جائیں گے۔

اے میرے محبوب ہر آنے والی
گھڑی آپ کے لئے پہلی گھڑی
سے بدرجہا بہتر ہوگی۔

وَلَا خَيْرَ لَكَ
مِنَ الْوَالِي -
پہلی سورۃ والضحیٰ

ذَكَرْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

پا سورة الانشراح

ہم نے بلند کر دیا ہے آپ کی
خاطر آپ کے ذکر کو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذَكَرْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ہم نے بلند کیا ہے تیرے ذکر کو خیال
کر و ذَكَرْنَا ماضی کا صیغہ فرمایا مضارع کا صیغہ نہیں فرمایا یہ نہیں فرمایا
محبوب اب ہم تیرا ذکر بلند کریں گے یا کرتے ہیں بلکہ ماضی کا صیغہ استعمال
کیا ماضی کا معنی ہے ذکر بلند کر دیا۔ کب کیا کب سے کیا یہ نہیں بتایا۔
بلکہ مطلق فرمایا ذکر بلند کر دیا اس وقت کیا جب نہ زمین تھی نہ آسمان
تھا نہ فرش تھا نہ عرش تھا نہ جن تھا نہ ملک تھا کائنات کی کوئی چیز
نہ تھی کھلی والے کا ذکر اس وقت بھی بلند تھا اسی بات کو تاجدار بریلی
نے یوں پیش کیا کہ :-

ذَكَرْنَا لَكَ ذِكْرَكَ گاہے سا یہ سمجھو میرے

ذکر اونچا ہے تیرا بول ہے بالاتیرا

مِرٹ گئے ملتے ہیں مٹ جائیں گے اعداد تیرے

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چیر چاتیرا

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا

بعب بڑھائے نتجے اللہ تعالیٰ تیرا

میرے دوستو! یاد رکھو سرکار کے دو ذاتی نام ہیں۔ محمد، احمد

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے علاوہ بہت سے صفاتی نام

بھی ہیں۔ جیسے رحیم، کریم، شافع، قاسم، بشیر، نذیر، خبیر، علامہ اسماعیل

حقّی حنفی علیہ الرحمہ نے تفسیر روح البیان ۳/۲ ص ۳۵۵ میں لکھا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن پاک میں اپنے محبوب کے چار ہزار صفاتی نام ذکر کئے ہیں۔ کچھ صراحتہً کچھ کنایتہً تو عرض کیا کر رہا تھا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لائے تو پورے مکے والوں نے سرکار کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا ادھر سرکار کی آمد پر مکہ شریف میں خوشیاں ہو رہی تھیں ادھر مکلی والے کی ولادت پر ساتوں آسمانوں کے فرشتے خوشیاں منا رہے تھے۔ ایک دوسرے کو مبارکبادیاں دے رہے تھے مبارک ہو رحمت عالم آگے کوئی کہہ رہا تھا کہ عظیم نبی آگے کوئی کہہ رہا تھا فاتح رسول آگے کوئی کہہ رہا تھا شاگرد نبی آگے کوئی کہہ رہا تھا۔ المولد العروس ص ۲۔

اے نبی اچھیاں شانان والا اے
جس رکیتا جگ اُجالا اے
اُو رحمت دا دوشالا اے
پڑھو لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
جبرئیل جہندا دربان ہووے
اُتے عاشق خود رحمان ہووے
سائقوں صفت کیہہ اُس دی بیان ہووے
پڑھو لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

سامعین کرام! مکلی والے کی آمد پر فرشتوں نے خوشی کی سرکار کا تو بہت بڑا مقام ہے کیونکہ آپ باعث ایجاد و دو عالم ہیں۔ آپ حدیث پاک کا مطالعہ کریں۔ سرکار کے صدقے قیامت

تک ہر مومن کی ولادت پر ہر مسلمان کے مولود پر فرشتے خوشیاں مناتے
 رہیں گے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب
 میری امت میں سے کوئی ایمان دار بچہ پیدا ہوتا ہے تو فرشتے
 اس بچے کی ولادت پر خوشیاں مناتے ہیں ایک دوسرے کو مبارکباد
 دیتے ہیں کہ وہ دیکھو سرکارِ مدینہ کا فرمانبردار، ایماندار امتی بچہ دنیا میں
 تشریف لے آیا ہے۔ سبحان اللہ شرح البیان ۲۵ ص ۳۱۶۔

جب امتی کی ولادت پر فرشتے خوشیاں کرتے ہیں۔ تو سوچو
 امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت پر فرشتے کتنے خوش ہوئے
 ہوں گے۔ پوری کائنات کے فرشتے سرکار کی آمد پر بہت ہی خوش ہیں۔
 خالق کائنات نے آواز دی۔ جبریل عرض کی اے ربِّ جلیل فرمایا یہ سارے
 فرشتے کیوں خوش ہیں؟ مولا کریم تو عظیم بذات الصدور ہے تو خود
 ہی جانتا ہے تیرے محبوب کی آمد پر خوشیاں منا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا۔ جبریل جب دنیا میں کسی انسان کے ماں پہلے بچے کی ولادت
 ہوتی ہے تو وہ کیسے خوشیاں کرتے ہیں۔ عرض کی مولا کریم ایک دوسرے
 کو مبارکبادیاں دیتے ہیں۔ مسرت کا اظہار کرتے ہیں ہر آدمی اپنی حیثیت
 کے مطابق شہینہ کا انتظام کرتا ہے کوئی لڑو بانٹتا ہے۔ کوئی دیگیں
 پکاتا ہے۔ کوئی مٹھائی تقسیم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محبوب
 کی آمد پر خوشی بھی ہو رہی ہے مبارکبادیاں بھی ہو رہی ہیں۔ لیکن یا
 کی خوشی بن کوئی چیز تقسیم نہیں کی وہ بھی کہہ دیا اللہ عزوجل کون سی
 چیز تقسیم کی۔ مٹھائی۔ لڈو۔ بریانی۔ فروٹ۔ میٹھا۔ نمکین۔ خالق کائنات

نے فرمایا یہ چیزیں تو وقتی ہیں تھوڑی دیر میں ختم ہو جائے گی۔ کوئی ایسی چیز تقسیم کر دو جو کچھ عرصہ باقی بھی رہے۔ عرض کی مولا کریم پھر تو ہی بتا کیا تقسیم کروں فرمایا ایسے کر یا رکی خوشی میں محبوب کی ولادت پر پوری دنیا میں جس عورت کے ماں بچہ ہونے والا ہے لڑکے تقسیم کر دے تاکہ دنیا والوں کو پتہ چل جائے اللہ تعالیٰ نے یا رکی ولادت کی خوشی میں لڑو نہیں لڑکے تقسیم کئے تھے علامہ امام نبھانی انوار محمدیہ ص ۳۸ میں علامہ

امام حلبی علیہ الرحمۃ سیرت حلبیہ ص ۷۷ میں علامہ امام قسطلانی نے مواہب

لدنیہ میں علامہ امام زرقانی شریف میں یہی بات لکھتے ہوئے تحریر فرمائی

اللہ تعالیٰ نے یا رکی ولادت کی

خوشی میں پوری دنیا کی عورتوں

میں آنے والے بچوں کو حکم دیا

وَأَزَّتْ لِنِسَاءِ الدُّنْيَا
تِلْكَ السَّنَّةَ۔

کون سا۔

أَنْ يُحْمِلْنَ الذَّكَوْرَا

کہ اس سال ہر عورت کے گھر لڑکا
ہی پیدا ہو۔

کیوں؟

بِكْرَامَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

تاکہ محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم کی عزت عظمت اور بزرگی
ظاہر ہو جائے۔

ساری عمر اولاداں کا رن تے آہی طلب جنہاں نوں
بختے رب طفیل محمد خوش فرزند او نہاں نوں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہ آیا جس کے آنے سے یہ قانونِ جہاں بدلا
 زمین بدلی زماں بدلا مکین بدلے مکاں بدلا
 حضرت جبرئیل نے عرض کی مولا کریم یہ لڑکے تقسیم کرنے کا حکم کیوں
 دے رہا ہے فرمایا جبرئیل یہ عرب کے لوگ بڑے سنگدل ہیں۔ بڑے ظالم
 ہیں، بڑے قاتل اور جلاد ہیں یہ بیٹیاں پیدا ہوتے ہی مار کر قبروں میں
 دبا دیتے ہیں یہ بچیوں کو زندہ درگور کرنے والے ہیں۔ یہ بیٹیوں کے
 قاتل ہیں آج میرے یار کی ولادت کا جشن ہے آج رحمت للعالمین
 دنیا میں تشریف لا چکا ہے۔ آج سینے میں ٹھنڈک دینے والا محبوب
 آچکا ہے۔ آج اگر کسی کے ماں بچی پیدا ہوئی تو اس نے بیٹی کو مار کر
 قبر میں دفن کر دینا ہے میں نہیں چاہتا کوئی بیٹی کو قتل کر کے بیٹی کو مار
 کے میرے یار کی رحمت والی چادر پر دھت لگائے جبرئیل لہذا جا آج
 یار کی رحمت کے صدقے یار کے قدموں کی برکت سے جہاں جہاں بچہ
 پیدا ہوتا ہے کسی کو بیٹی نہیں دینی ساری ماؤں کو بیٹے تقسیم کرنے۔
 اللہ اکبر۔ پھر کیوں نہ ہم کہیں کہ۔

یہ بارہ نہ ہوتی تو کچھ بھی نہ ہوتا
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا
 دو عالم کی بستی بسی اس کے صدقے
 گلوں کو ملی تازگی اس کے صدقے
 ولی اس کے صدقے نبی اس کے صدقے
 یہ بارہ نہ ہوتی تو کچھ بھی نہ ہوتا

یہ محفل ہے نعتیں سنانے کی محفل
یہ محفل ہے آت کے آنے کی محفل
یہ محفل ہے خوشیاں منانے کی محفل
یہ محفل ہے قسمت بنانے کی محفل
یہ بارہ نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

شیطان کی آہ وزاری

ادھر ساری مخلوق سانسے
فرشتے ساری دنیا نہیں

بلکہ خود مالک خالق رازق یار کی آمد پر محبوب کی ولادت پر خوشیاں منا
رہے ہیں ادھر شیطان ابلیس پوری زمین پر دوڑتا پھرتا ہے روتا ہے
واویلا کرتا ہے سوچتا ہے ہاتے ہاتے کرتا پھرتا ہے۔ پوری زمین کا چکر
کاٹ کر مکہ شریف میں ایک پہاڑ ہے ابی قبیس اس پر بیٹھ کر روتے لگا
اس کی چیخ و پکار سن کر دنیا کے تمام شیاطین جمع ہو گئے اور شیطان سے
پوچھنے لگے۔

مَا الَّذِي أَصَابَكَ | اے گرو، اے استاد محترم اے

ہمارے سردار کیا بات ہے آپ

رو کیوں رہے ہیں آج تک ساری کائنات کو ہم نے تیرے حکم سے رلاتا
ہے اور آج تم خود رو رہے ہو، کیا وجہ ہے کیا بات ہے ہمیں بھی
تو بیت چلے شیطان نے کہا اب میں رو رہا ہوں میری بات سنو گے
تو تم بھی روو گے پیچو گے شیطان کی اولاد نے کہا استاد محترم بتاؤ تو

سہی وجہ کیا ہے؟ شیطان نے کہا میں اس لئے روتا ہوں کہ محمد
کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام آج دنیا میں تشریف لے چکے ہیں۔ اللہ اکبر
پتہ چلا جس دن میرے اور آپ کے آقا دنیا میں تشریف لائے تھے
اُس دن ساری کائنات خوش تھی شیطان روتا تھا۔

سے نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں کبھی تو خوشیاں منائے ہیں
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ میری ولادت کے
وقت شیطان جتنا رو یا اور پریشان ہوا تھا اتنا پہلے کبھی نہیں ہوا
تھا بلکہ یہ قیامت تک پریشان ہوتا رہے گا۔ یہی وجہ ہے جب
بھی سرکار کے غلام مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیوانے مٹانے
سرکار کی آمد پر خوشی کرتے ہیں۔ جشن مناتے ہیں۔ جلوس نکالتے ہیں
تو شیطان اور شیطان کی جماعت مسلمانوں پر فتوؤں کی بارش کر دیتی
ہے یہ بدعت ہے۔ یہ شرک ہے یہ حرام ہے۔ یہ ناجائز ہے یہ اسراف
ہے یہ فضول خرچی ہے۔ میرے دوستو تم ان کے فتوؤں سے نہ ڈرو
بلکہ عشقِ جلیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد تازہ کرتے رہو کیونکہ۔

میلادِ داموم آئے ہر پاسے رحمت چھائی اے
شیطان نے ساتھیوں نے اونہاں نونِ رواؤں گچِ وج کے
سرکار دی آمد آمد سی جبر تیلِ نداواں کردا سی !
اے رحمتِ عالم نورِ خدا جلوہ فرماؤ گچِ وج کے

ایہہ شمع نیٹیں فانوس نیٹیں قسمت دے تارے چمکے نے
 کر کے چراغاں گھر گھر وچہ قسمت جگا و گج و نچ کے
 میرے دوستو! یاد رکھو محفل میلاد کرنا یہ محبت رسول علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کی دلیل ہے۔ جس کو محبت ہوگی۔ سرکار کی خوشی کرے گا۔
 جس کو نہیں وہ نہیں کرے گا۔ دیوبندیوں کے امام اقل بانی دیوبند
 مولوی قاسم نانوتوی محفل میلاد نہیں مناتے تھے۔ لیکن ان کے استاد
 بھائی پیر بھائی علامہ عبدالسمیع علیہ الرحمۃ ہر سال محفل میلاد مناتے
 تھے کسی آدمی نے جب یہ منظر دیکھا تو بڑا حیران ہوا کہ ایک مولوی
 صاحب محفل میلاد کرتے ہیں۔ ایک نہیں کرتے وہ دوڑتا ہوا مولوی
 قاسم نانوتوی کے پاس آیا اور سوال کیا یا حضرت یہ کیا وجہ ہے۔ مولوی
 عبدالسمیع صاحب تو مولود شریف کرتے ہیں۔ لیکن آپ کیوں نہیں
 کرتے فرمایا بھائی انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ محبت
 علوم ہوتی ہے۔ اس لئے دعا کرو مجھے بھی اللہ تعالیٰ محبت رسول
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نصیب کرے۔ قصص الاکابر ص ۶۳۔ پتہ چلا کہ
 جشن میلاد اللہ تعالیٰ نے محبت والوں کے حصے لکھ دیا ہے۔ خیر
 و عرض کیا کہ رہا تھا کہ سرکار کی ولادت پر کھلی والے کی آمد پر شیطان
 بڑا رویا۔ شیطان کی نسل نے شیطان کی اولاد نے پوچھا تو کہا،
 سے کہن لگا ہن بیدا ہو یا تے ذات مبارک عالی
 روز ازل توں رب نے بخشی تے جہنوں کنجی جنت والی
 مولد العروس ص ۲۔ معارج النبوت اول ص ۴۳۔ شواہد النبوة ص ۵

نعمت کبریٰ ص ۲۲ - البدایہ والنہایہ دوم ص ۵۷ -

شیطان جب رویا تو اس کی نسل نے دلا سے دیا کہ اساد محترم
 خاموش ہو جاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ گجھرا نہیں فکر نہ کرہ پریشان نہ
 ہو۔ پھر کہنے لگے اے ہمارے سردار ہم تو سمجھتے تھے تو بڑا بہادر ہے
 بڑا دلیر ہے بڑا طاقتور ہے پر آج پتہ چلا کہ تو بزدل ہے۔ شیطان
 نے کہا اے میری نسل میں بزدل نہیں ہیں تو بڑا بہادر ہوں اگر میری
 بہادری پوچھنی ہے تو آدم علیہ السلام سے پوچھو، میں نے آدم کو جنت
 سے نکلوا یا ان کے بیٹوں کو آپس میں لڑوا یا۔ نوح کے بیٹے کو ان سے
 جدا کرایا۔ موسیٰ کی قوم کو میں نے گمراہ کرایا۔ شیطان کی نسل نے کہا، اے
 ہمارے سردار پھر اس نبی سے کیوں پریشان ہو۔ شیطان نے کہا تمہیں
 کیا پتہ یہ اور نبی ہے وہ اور نبی تھے وہ کلیم تھے یہ جلیب ہے یہ اب
 نبی ہے جو بتوں کو توڑے گا۔ مشرکانہ رسموں کو ختم کرے گا۔ شراب
 جوتے کو حرام کرے گا۔ ظلم و ستم کو ختم کرے گا یہ کفر و شرک کو مٹائے گا
 توحید و رسالت کے ڈنکے بجائے گا۔ پتھروں اور کنکروں سے اپنے
 گلے پڑھائے گا۔

اے گنگیاں تمہیں گٹاں کرا جان دا اے

اے ان بولیاں نوں بلا جان دا اے

ایہہ سڑیاں کھجوریاں اگا جان دا اے

اے پتھراں تمہیں گلے پڑھا جان دا اے

محمد ﷺ وا رتبر خدا جان والے
 خدا دی قدر مصطفیٰ جان والے
 پڑھا بے زبانوں نے کلمہ تمہارا
 ہے سنگ و شجر میں بھی چہرچا تمہارا
 اذانوں میں خطبوں میں شادی و غم میں
 غرض ذکر ہوتا ہے ہر جا تمہارا
 فَتَرْضَىٰ كِي يَهِيَ بِسَارِي سَارِي صَدَلِي
 کہ ہوگا قیامت میں چاہا تمہارا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد پر ساری کائنات خوش
 خدا کی خدائی خوش۔ لیکن شیطان اور شیطان کے چاہنے والے
 پریشان۔ ادھر شیطان پریشان تھا ادھر کافر اللہ تعالیٰ کے منکر
 پریشان تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے قبل پوری دنیا
 میں دو سپر طاقتیں تھیں۔ قیصر اور کسریٰ۔ جیسے آج کل سمجھ لو امریکہ
 اور روس اللہ تعالیٰ نے روس کا نو بیڑا غرق کر دیا ہے۔ انشا اللہ
 امریکہ کا بیڑا بھی تباہ کرے گا۔ قیصر روم اٹلی عرب کے علاقے اور
 دیگر علاقے اس میں شامل تھے۔ اس کو قیصر کہتے تھے۔ اس علاقے
 کے بادشاہ کا نام بھی قیصر ہوتا تھا۔ کسریٰ ایران عراق افغانستان
 بلوچستان یہ سارے علاقے کو کسریٰ کہتے تھے۔ اس علاقے کا بادشاہ
 بھی کسریٰ ہوتا تھا۔ بغداد شریف سے تین سو میل دور ایک بہت
 بڑی عمارت تھی۔ جس پر کروڑوں اربوں روپیہ لگا ہوا تھا۔

اور بڑے بڑے مینار تھے۔ اس کو ایوانِ کسریٰ کہتے تھے۔ قیصر کے علاقے کے لوگ اکثر عیسائی تھے۔ کسریٰ کے اکثر لوگ مجوسی آگ کو پوجنے والے تھے۔ جب میرے اور آپ کے آثارِ رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو سرکار کی آمد کی ہیبت سے ایوانِ کسریٰ پھٹ گیا اور اس کے جو بڑے بڑے مینار اور کنگرے تھے جن کی تعداد چودہ تھی زمین پر گر پڑے۔

ان میناروں کا گرنے سے اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ چودہ بادشاہوں کے بعد یہ علاقہ اسلام میں داخل ہو جائے گا۔

اِنشِقَّ اَيُّوَانُ كِسْرِي
وَسَقَطَ مِنْهُ اَدْبَعُ عَشْرَ
شَرَاثِنَهٗ۔

پھر اسلام کی تاریخ بڑھ کر دیکھیں یہ سارا علاقہ سیدنا و مولانا امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں دورِ خلافت میں فتح ہو کر اسلام کی سرحدوں میں داخل ہو گیا۔ ہمدان اور قم یہ ایران کے علاقے ہیں ان کے درمیان ایک بہت بڑا تالاب بنا ہوا تھا۔ جو چھ میل لمبا تھا اور چھ میل چوڑا تھا۔ اس کے ارد گرد کناروں پر بڑے بڑے بُت خانے گرجے یکے نبے ہوتے تھے یہ تالاب کئی صدیوں سے ہمیشہ بھرا رہتا تھا لوگ بتوں کی پوجا کرتے دن رات شرک کفر کا مظاہرہ کرتے صبح شام اللہ تعالیٰ کا ذوق کھا کر اس کی ناشکری کرتے کھاتے رُب کا پیتے وحدہ لا شریک کا لیکن گیت گاتے بتوں کے سر بھکاتے، پتھروں کے سامنے قربان جاتے۔ اس کا بے پرواہی پر

پھر بھی ان کے رزق میں صحت میں دولت میں کچھ فرق نہ آتا۔

۷۔ ثنا گو پتہ پتہ ہے خدایا دم بدم تیرا
یہ زمین و آسماں تیرے ہیں موجود و آدم تیرا
جو دنیا میں کھا کر کرے شکوہ تیرا یا رت
تعجب ہے کہ ان پر بھی ہو لطف و کرم تیرا

یہ تالاب پانی سے ہمیشہ بھرا رہتا جس کی وجہ سے اس پاس
کا علاقہ بڑا شاداب اور ہر ا بھرا تھا۔ لوگ بڑے خوش دن رات بند
پادری اپنے اپنے مذہب کے لوگوں میں اپنے ملک کی ترویج کرتے
جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لاتے تو اچانک
وہ تالاب خشک ہو گیا۔ ساری رونقیں اس تالاب سے تھیں وہ
بھی ختم ہو گئیں۔ محوسی لوگ آگ کے پجاری تھے۔ ان کا ایک بہت
بڑا آتشکدہ تھا جس میں برابر دن رات چوبیس گھنٹے آگ جلتی رہتی
تھی کبھی نہ بجھی۔ ایک ہزار سال سے آگ کے پجاری اس کو روشن
کر کے اس کی پوجا کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جب رحمت عالم کو
دنیا میں بھیجا سرکار کی برکت سے آگ اسی وقت ٹھنڈی بالکل
بچھ گئی۔ مجوسیوں نے بڑی کوشش کی لیکن آگ جلنے کا نام نہیں لیتی
تھی۔ زرقانی شریف۔ خصائص کبریٰ۔ سیرت الرسول عربی ص ۴۵
مدارج النبوت دوم ص ۲۲۔ انوار محمدیہ ص ۲۶۔ سیرت حلبیہ
وہ آگ ایسی بجھی کہ جلی نہیں، بجھتی بھی کیوں نہ جس رحمت للعالمین نے
شیعہ المتذنبین نے قیامت کے دن جہنم کی آگ کے شعلے ٹھنڈے

کرنے ہیں وہ اپنی ولادت کے موقع پر فارس کو آگ کیسے نہ ٹھنڈی
فرماتے۔

۴ دو جگہ وچہ ہوتے اُجالے آئے محمد ﷺ رحمتاں والے
رحمتاں والے برکتاں والے آئے محمد ﷺ رحمتاں والے
تعجب کی جاہے کہ فردوسِ اعلیٰ بنائے خدا اور یسائے محمد ﷺ
تماشا تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش لگائے خدا اور سجائے محمد ﷺ
الحمد لله فقیر نے اپنی استطاعت کے مطابق سرکارِ دو عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پاک کے چند موتی آپ کی خدمت میں پیش
کئے اللہ تعالیٰ قبول فرما کر ہمیں دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال کرے۔

(آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ



بِسْمِ الشَّهِدِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

جشن میلاد کا جواز

تیسرا وعظ مبارک

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَمْحَاقِهِ
أَجْمَعِينَ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَأَذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ مَدَقَّ اللَّهُ
مَوْلَانَا الْعَظِيمِ وَبَلَّغَتْ رِسُولُهُ النَّبِيَّ
الْكَرِيمِ

وَأَذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ط

(پک - سورۃ آل عمران رکوع ۲۴)

ترجمہ :- اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت جو اس نے تم پر
فرمائی،

حمد و صلوات کے بعد قرآن مجید فرقان حمید کی ایک آیت کریمہ کے چند الفاظ حصول برکت کی خاطر آپ حضرات کی خدمت میں تلاوت کئے ہیں۔ انشاء اللہ آج کی اس نورانی، روحانی، وجدانی بلکہ لائٹانی محفل میں یہ عرض کر دوں گا کہ میلاد مصطفیٰ علیہ التمجید و الثناء کے موقعہ پر جشن منانا، خوشی کرنا، مسرت کا اظہار کرنا یہ کس کا طریقہ ہے۔ یہ کس کی سنت ہے۔ یہ کس کی ایجاد ہے؟ دعا کرو رب کائنات مجھے صحیح صحیح بیان کرنے اور سن کرنے پر عمل کرنے اور استقامت رکھنے کی توفیق عطا فرماتے آمین ثم آمین۔

میرے دوستو! ہم بجز اللہ سنتی حنفی بریلوی
اہلسنت کا طریقہ
 ہر سال جشن میلاد مناتے ہیں اور انشاء اللہ

تاقیامت تا حیات مناتے رہیں گے۔ ہم ہر سال جشن میلاد منا کر اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہمارے بیٹے بنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خالق نہیں مخلوق ہیں، رازق نہیں مرزوق ہیں۔ معبود نہیں عابد ہیں۔ اگر ہم نبی کو خالق مانتے تو اپنے نبی کا کبھی بھی جشن میلاد نہ مناتے ہم ہر سال جشن میلاد منا کر شرک کی بڑی کاٹتے ہیں۔ شرک کی دیواریں گراتے ہیں۔ ہم اس لئے جشن مناتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا لادلا نبی پیارا جلیب محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں عطا کر کے ہم پر احسان فرمایا ہے ہمیں اپنی قسمت پر ناز ہے کہ خالق کائنات نے ہمیں یار کی غلامی کے لئے یار کی محبت کے لئے چن لیا ہے۔ کسی عاشق نے بڑی ہی پیاری بات فرمائی کہ۔

عزوجل سے خدا کی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی مہربانی
ہمارے حصے میں آئی ہے صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا خانی
بنی کو نور کہنا یہ ادنیٰ سی عقیدت ہے
جہاں پہ ذکر ہو اُن کا وہ ساری بزم نورانی
میرے دوستو! یاد رکھو ذکر بنی کی محفلیں سجانا، کھلی والے کا ذکر
کرنا یہ خود خالق کائنات کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:-
وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ | یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو
یا اللہ عزوجل کون سی نعمت کو فرمایا۔ عَلَیْكُمْ بِجُودِ نِعْمَتِہُمْ نَمَّ بِہِ
فرمائی۔ حضرات محترم! اللہ تعالیٰ کے فرمان پاک پر توجہ کرو۔ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے نعمت یاد کرو کون سی نعمت؟ خالق کائنات نے اپنی نعمت
کا نام نہیں لیا کیوں؟ اس لئے کہ اس کی نعمتیں بے شمار ہیں گنتی سے باہر
ہیں، کوئی گنتی کرنا چاہے کوئی شمار کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ
خود فرماتا ہے۔

اور اگر تم گننا چاہو اللہ تعالیٰ کی
نعمتوں کو تو نہیں شمار کر سکتے۔

وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ
اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا۔

(پا)

پتہ چلا اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت زیادہ نعمتیں عطا فرمائیں جن کا شمار نہیں
ہو سکتا۔ لیکن قرآن پڑھ کے دیکھو نعمتیں دینے والا نعمتیں دیتا رہا۔ لیکن
کہیں یہ نہیں فرمایا۔ اے انسان فلاں فلاں نعمت میں نے دے کر تجھ پر
بڑا احسان کیا۔ میری نعمت ہر وقت یاد کرتا رہ نہ نہ کہیں یہ بات نہیں فرمائی

لیکن یہاں اس مقام پر اس آیت میں فرمایا جا رہا ہے یاد کرو آخر کوئی وجہ تو ہوگی کوئی حکمت تو ہوگی جس کی وجہ سے اس نعمت کو یاد دلایا جا رہا ہے وہ وجہ کیا ہے وہ حکمت کیا ہے یہ خود خالق کائنات نے بیان فرما دی کیوں یاد کرو کہ

اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءُ

جب تم تھے ایس میں دشمن

پھر اس نے پیار پیدا کر دیا تمہارے دلوں میں۔

فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ

پھر بن گئے تم اس نعمت کے صدقے بھائی بھائی۔ اللہ اکبر۔ اور تم کھڑے تھے دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر،

فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ اِخْوَانًا

وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ
فَاَنْقَذَكُمْ مِنْهَا

پھر بچا لیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس نعمت کے صدقے اس میں گرنے سے۔ (پک رکوع ۲)

یہ نعمت کون سی نعمت تھی جس کے صدقے سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو بھائی بھائی بنایا۔ جہنم کے شعلوں سے بچا یا۔ تمام مفسرین کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس نعمت سے مراد سید الانبیاء، حبیب کبریا، فخر دو عالم نور مجسم سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی ذات پاک مراد ہے۔ جس کے صدقے سے پوری دنیا میں انقلاب آگیا ایک دوسرے کے

دشمن ایک دوسرے کے بھائی بن گئے۔ ہمیشہ لڑنے والے ہمیشہ کے
 غیر خواہ بن گئے۔ خون کے دشمن خون کے محافظ بن گئے۔ عداوت کی جگہ
 محبت آگئی وحشت کی جگہ پیار آگیا۔ انتقام کی جگہ معافی کا جذبہ پیدا ہو گیا
 خود غرضی کی جگہ اخلاص اور ایثار نے جگہ لے لی۔ غرور و تکبر کی جگہ عاجزی
 انکاری آگئی۔ یہ وہ انقلاب تھا جس نے پوری دنیا خاص کر عرب کا لایا
 پلٹ دی۔ سرکار کی آیت کائنات کے لئے رحمتِ خداوندی بن کر برسی
 اسی لئے تو ڈاکٹر اقبال بولے کہ

ہ جس طرف چشم محمد ﷺ کے اشارے ہو گئے

جتنے ذرے سامنے آتے سب سارے ہو گئے

قرآن مجید کی اس آیت کریمہ سے پتہ چلا سرکارِ مدینہ سرور و قلب
 مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ میرے اور آپ
 کے نبی کائنات کے لئے نعمت بن کے تشریف لائے۔ اب قرآن ہی سے
 پوچھتے ہیں کہ اے لاریب کتاب اے سچی کتاب اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب
 جب اللہ تعالیٰ نعمت عطا فرمائے تو کیا کرنا چاہیے۔ خوشی کرنی چاہیے یا
 نہیں؟ مسرت کا اظہار کرنا چاہیے یا نہیں؟ تو خالق کائنات کی پاک
 کتاب نے ہمیں بتایا کہ،

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ
 فَحَدِّثْ (پ)

اے مسلمانوں، اے میرے حبیب
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں
 اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا
 کرو۔

ایک ہوتا ہے اظہارِ نعمت ایک ہوتا ہے پرچارِ نعمت، اظہار اور پرچار میں فرق ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے تجھے مال دیا ہے۔ خیرات کر صدقہ کر یہ خیرات کرنا یہ صدقہ کرنا اظہار ہوگا۔ لیکن آگے بیان کرنے کی اجازت نہیں بتانے کی ضرورت نہیں ہے نہ ہو جہاں بیٹھے کہتا پھرے کہ میں نے غریبوں مسکینوں فقروں کو مال دیا ہے، لباس پہنایا ہے اس کی اجازت نہیں کیونکہ یہ دکھلا دیا ہے یہ ہے اور پرچار کا مطلب یہ ہے کہ گلی گلی تھاں تھاں، شہر شہر، گاؤں گاؤں جہاں جہاں جائے اعلان کرنا جا یہ ہے پرچار تو اللہ تعالیٰ نے یا رکونعمت فرمایا۔ نعمت فرما کر پرچار کہنے کا حکم دیا۔ اسی لئے سنی بنی کی آمد پر جگہ جگہ پرچار کرتے پھرتے ہیں اور کہتے پھرتے ہیں کہ :-

آیا سوہنا عربی ماہی تے مہک پیاں گلزاراں
دنیا دے ہر گلشن اندرتے آیاں ہین مہساراں
آتشکدیاں دے وچہ ہویاں تے مٹھنڈیاں ساریاں ناراں
آمنہ دے مقصود توں ویکھن تے آیاں حوراں بنھ قطاراں
اب دیکھنا یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پرچار سرکار کی شان کتنی بیان کرنی چاہیے۔ اس کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں کوئی حد نہیں بتائی کوئی لکیر نہیں بتائی۔ بلکہ مطلقاً فرمایا پرچار کرو۔

اللہ غنی

آج سے آٹھ سو سال پہلے ایک فارسی نے یہی بات پڑھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا

امام بوسیری علیہ الرحمۃ

ہے۔ میرے محبوب کی آمد پر خوب پرہ چار کر و کتنا کریں، کہاں تک کریں یہ سمجھ نہیں آتا۔ مسجد سے اٹھا زمانے کے امام علامہ ابوہیرری علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں آیا کون ابوہیرری زمانے کا بہت بڑا علامہ ولی کامل فنا فی الرسول، کشتہ عشق رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سرکار کے سچے عاشق، دنیا میں بڑے بڑے عاشق آتے لیکن ابوہیرری کے عشق پر قربان جلیے ساری زندگی سرکار کی غلامی میں گزار دی۔ آپ پر ایک مرتبہ فالج کا حملہ ہوا آدھا حصہ سخم ہو گیا۔ آدھا جسم بیکار ہو گیا بڑے بڑے ڈاکٹروں طبیعوں حکیموں سے علاج کرایا لیکن بجائے صحت کے مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی حالت یہ ہو گئی کہ زندگی سے مایوس ہو گئے۔ ڈاکٹروں نے آپ کو لا علاج قرار دیا کہ اب ابوہیرری کا بچنا محال ہے بارہ سال تک اس مرض میں مبتلا رہے۔ ہاتھوں سے پانی کا بیالہ نہیں پکڑ سکتے۔ روٹی کا ٹکڑا نہیں توڑ سکتے آپ کے گھر والے آپ کو ہسپتال سے گھر لے آئے وہ پڑے امام ابوہیرری نے فرمایا کیوں رہتے ہو گھر والوں نے کہا کہ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ اب آپ کا بچنا محال ہے۔ آپ مسکرا بیٹھے فرمایا پیدا کر نیوالے نے تو نہیں جواب دیا۔ زندگی موت میرے پاک مالک کے پاس ہے گبھراؤ نہیں وہ کریم وہ رحیم کرم اور رحم فرمائے گا۔ شام ہوتی پھر رات ہوتی ساری دنیا سو گئی۔ لیکن امام ابو عبد اللہ شرف الدین ابوہیرری کو کہاں نیند آئے۔ منہ کیا، بینہ پاک کی طرف دل سے آہ نکلی پھر آنکھوں سے محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چشمے چھوٹ پڑے رو کر کہا آقا آپ اللہ تعالیٰ کی عطا سے جانتے ہیں۔

بارہ سال سے بیمار ہوں آج ڈاکٹروں نے لا علاج کر کے ہسپتال سے فارغ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساری کائنات کے لئے علیم اور حکیم بنا کر بھیجا ہے۔

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
 آپ معلم بھی ہیں حکیم بھی ہیں علم
 سکھانے والے بھی ہیں حکمت
 کرنے والے بھی ہیں۔

آقا اب آخری تیری امید ہے۔ تیری آس رہ گئی ہے۔ آج اگر تو نے بھی علاج سے جواب دے دیا تو دنیا طعنے دے گی۔ دیکھو نبی پاک کا عاشق نبی پاک کا ثنا خوان نبی پاک کے قصیدے پڑھنے والا نبی پاک کی نعتیں پڑھنے والا علاج ہو کے دنیا سے چلا گیا ہے۔ اب آپ ہی اس اپنے غلام کا علاج کیجئے پھر آپ نے فی البدیہہ اسی وقت سرکار کی بارگاہ میں ایک عربی نعتیہ قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا۔ آپ روتے بھی رہے اور نعت بھی پڑھتے رہے۔ تقریباً اسی وقت ایک سو اکسٹھ اشعار سرکار کی بارگاہ میں قصیدے کے پیش کئے وہ قصیدہ کیا تھا محبت کی مالا تھی۔ عشق کے موتی تھے، آہوں کی لڑیاں تھیں دوچار اشعار تبرک کیلئے پیش کرتا ہوں۔ سنئے اور ایمان تازہ کیجئے پہلا شعر یہ تھا۔

مِنْ تَذَكُّرِ حَيَاتٍ بَدِيٍّ سَلَمٍ
 مَذْجَتِ وَمَعَا جَرِيٍّ مِنْ مَقْلَةٍ بَدَامٍ

کیا ہمایوں کی یاد سے جو ذی سلم تھے تیری آنکھوں سے خون آلودہ آنسو جاری ہیں۔ ذی سلم جہاں کثرت سے درخت ہوں یہ اشارہ تھا

مدینہ پاک کی طرف کیونکہ وہاں کثرت سے کھجوروں کے درخت تھے
پھر آگے یوں عرض کرتے ہیں۔

سَ مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ
وَ الْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَ مِنْ عَجَمٍ

محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ساری کائنات کے سردار ہیں،
اور ماویٰ و بلجام ہیں دنیا آخرت کے جن اور انس کے اور دونوں
جماعتوں کے عرب سے اور عجم سے۔

سَ هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ
بِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْأَهْوَالِ مُقْتَحِمٌ

وہ ہی حبیب بلیب ہیں کہ امید کی گئی ان کی شفاعت کی ہر شدت و
مصیبت میں شدتوں اور مصیبتوں سے جو سختی کے ساتھ ان کے غلاموں
پر نازل ہو چکی ہیں۔ آگے عرض کرتے ہیں۔

سَ مَا سَأَمَنِي الدَّهْرُ فِيمَا وَاسْتَجَرْتُ بِهِ
إِلَّا وَنِلْتُ جِوَادَ مِنْهُ لَوْ يُضْمَرُ

جب کبھی زمانہ نے مجھے تکلیف تو میں نے حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی حمایت حاصل کر لی اور ظلم زمانہ سے محفوظ رہا۔

كَمْ أَنْبَرَاتٍ وَصَبًا بِاللَّسِ رَاحَتُهُ

وَ أَطْلَقْتُ أَرْبَابًا مِنْ رَبِّقِهِ اللَّسَمُ

بارہا اچھے ہو گئے بیمار ان کی ہتھیلی پاک کے چھونے سے اور آزاد ہو گئے،
حاجت مند جنوں سے آخر میں یوں کہا کہ۔

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِي مِثَ الْوُذِيِّ
سَوَاكَ عِنْدَ حُلُولِ الْحَاوِثِ الْعَمِيمِ

اے بہترین کریم عالم آپ کے سوا میرے لئے کوئی جگہ نہیں جہاں پناہ لوں،
مصیبتوں کے عام نزول کے وقت۔ اللہ اکبر۔

جب سارا قصیدہ پڑھ لیا تو ساری نعت دربار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
میں پیش کر لی تو آپ کو قدرتی سکون آ گیا۔ دل میں عجیب کیفیت پیدا ہو گئی۔
پھر باد صبا چلی۔ ٹھنڈی ہواؤں کے تھونکے چلے حضرت امام بو صیری کی
آنکھ لگتی سر کی آنکھیں بند ہو گئیں دل کی آنکھیں کھل گئیں، نصیب جاگ
گیا۔ مقدر کا ستارہ چمک پڑا، سوئے بھاگ بیدار ہو گئے پھر کیا ہوا
مصر کے شہر بو صیر میں سرکار عینہ، سرور و قلب و سینہ، بے سہاروں
کا سہارا، بے بسوں کے بس، بیکوں کے کس، عزیزوں کے ماویٰ و ملجا جنا
محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امام شرف الدین کو زیارت ہو
گئی۔ قربان جاؤں شرف الدین تیرے سچے عشق پر کہ ایک ہی صدا ماری
کھلی والا تیرے وہیڑے آ گیا۔ تیرے اُجڑے گھر کو گلشن بنانے آ گیا۔ عاشقوں
کے پیشوا، عارفوں کے بادشاہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو علیہ الرحمۃ
مدینہ شریف کی طرف منہ کر کے رو کر کہنے لگے، اے عبد القادر جیلانی کو زیارت
کرانے والے محبوب، اے شرف الدین کو شفا دینے والے مدنی ماہی کبھی مجھے بھی
دیدار کرا جا، کبھی مجھے بھی اپنی زیارت سے گرا جا۔ پھر خود ہی کہنے لگے کہ
میں اس قابل کہاں کہ وہ سلطان کائنات میرے گھر آئے۔

کیونکہ:-

میں کو بھی میرا دلبر سوہناتے میں کیونکہ اُس نون بھاواں ہو
 ویہڑے ساٹے ڈرانا ہیں پٹی لکھ و کیلے پاواں ہو
 نہ میں سوہنی نہ ذریعے میں کیونکہ یار مناواں ہو
 ایہہ دکھ ہمیشہ رہی حضرت باہو میں روندی ہی مر جاواں ہو
 امام شرف الدین کو خواب میں اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کی زیارت ہو گئی۔ امام بو صیری نے خواب میں سرکار کے قدموں کو
 بوسہ دیا۔ ہاتھوں کو چومنا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ بو صیری
 عرض کی جی آقا۔ فرمایا کھڑا ہو جا۔ وہ بو صیری جو بارہ سال تک دوائیوں سے
 نہیں اٹھ سکا۔ میرے نبی کریم کی ایک صدا پر اٹھ کے کھڑا ہو گیا۔ سرکار بیٹھ
 گئے بو صیری نے دیکھا کھلی والے کے ارد گرد اور بھی اللہ تعالیٰ کے ولی موجود
 ہیں۔ میرے نبی نے فرمایا۔ بو صیری، عرض کی جی آقا، فرمایا مجھے میری نعت تو
 سناؤ۔ قربان جاؤں بو صیری تیری قسمت پر کہ تجھے نعت سنانے کی فرمائش
 کھلی والا آپ فرما رہے ہے۔ دیکھو ناں آج میں بات کروں آپ کو اچھی لگے
 تو آپ فرمائش کریں گے کہ دوبارہ کر نعت خواں نعت کو پڑھے کسی کو شعر
 پسند آجاتے تو لوگ کہیں گے دوبارہ پڑھ۔ لیکن امام بو صیری کو فرمائش
 کرنے والا کوئی عام انسان نہیں، کوئی ملک نہیں، کوئی وزیر نہیں، کوئی سفیر
 نہیں بلکہ اللہ عزوجل کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ سبحان اللہ۔
 میرے نبی نے فرمایا بو صیری نعت سناؤ، بو صیری نے دست بستہ عرض کی
 آقا میں نے تو آپ کی شان میں بڑی نعتیں لکھی ہیں کون سی سناؤں۔
 اللہ اکبر۔

میرے دوستو! امام بوسیری کے عقیدے کو دیکھو آپ سرکار کی وفات شریف کے بعد ۶۰۸ھ میں پیدا ہوتے ۶۹۴ھ میں فوت ہوئے گویا کھلی والے کی وفات شریف کے چھ سو سال بعد دنیا میں تشریف لاتے لیکن عقیدہ کیا ہے کہ میں نے جتنی بھی آج تک نعتیں لکھی یا پڑھی ہیں۔ میرے نبی اگرچہ جسمانی طور پر مدینہ شریف میں رہتے ہیں لیکن باذن الہی اللہ تعالیٰ کی عطا سے جلتے ہیں۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ ہمیں بھی بوسیری والا عقیدہ عطا فرمائے۔ امام بوسیری کی بات سن کر میرے نبی نے یہ نہیں فرمایا۔ بوسیری مجھے نہیں پتہ تم نے کون سی نعت لکھی ہے۔ تم سب نعتیں بتاؤ جو زیادہ اچھی ہو وہ تمہیں سنانے کا حکم دوں گا۔ نانا۔ ایسی بات نہیں جب بوسیری نے پوچھا آقا کون سی نعت پڑھوں میرے نبی نے مسکرا کر فرمایا وہ نعت سناؤ جو ابھی ابھی ہماری شان میں ہماری تعریف میں پڑھ رہے تھے۔ بوسیری نے نعت پڑھا شروع کر دی۔ میرے آقا سنتے بھی جلتے ہیں خوش بھی ہوتے جاتے ہیں کہ بوسیری کا کتنا پیارا عقیدہ ہے۔ ہلکے باکے جب قصیدہ ختم ہوا نعت مکمل ہو گئی۔ میرے نبی نے فرمایا۔ بوسیری عرض کی جی آقا فرمایا تم نے میری نعت پڑھی ہے۔ میرا قصیدہ پڑھا ہے۔ تجھے انعام نہ دیں۔ سبحان اللہ۔ آقا فروری ہے۔ فرمایا ہاں تاکہ پتہ چل جاتے۔ میرے نعت خوانوں کو میرے گیت گانے والوں کو میری شان بیان کرنے والوں کو میری عظمت کے جھنڈے بلند کرنے والوں کو انعام دینا خوش کرنا یہ میں محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے اللہ اکبر، بوسیری نے عرض کی آقا اگر کرم کرنا ہی ہے۔ انعام دینا ہی ہے تو مجھے صحت تندرستی انعام عطا کر دو۔ میرے پاک نبی نے فرمایا میں چاہتا

ہوں۔ اپنی منزل والی چادر نہ خفہ ہیں، دونوں اپنا ٹھیک ہے۔ تمہاری مرضی
 صحت لینا ہے۔ یا چادر لینی ہے امام بو صیری نے عرض کیا کہ اسے سلطانیوں کے سلطان
 اے مختار کائنات صحت یرا مرضی پر ہے، دو چادر اپنی مرضی پر ہے دو۔ میرے
 آقا کے را پٹے دعا کو ملنے کا طریقہ یہ تھا، آتا، بوجھتا، یہاں بیٹا کچھ نہیں
 قصور ان کا نہیں، کیونکہ انہیں مانگنے کا ڈر نہ تھا۔ نہیں آتا۔ اللہ الہی ہی دیکھتا ہے
 لیکن کبھی براہ راست کبھی وسائل کے ساتھ۔ میرے آقا نے بڑا اللہ والے گوئے
 گوئے ہاتھ اٹھائے بو صیرا کے اس حصے پر پیر۔ جہاں بیماری تھی، جہاں
 فالج تھا۔ بو صیری فرماتے ہیں ادھر میرے نبی کے ہاتھ جا رہے تھے۔ ادھر بیماری
 جا رہی تھی۔ سبحان اللہ۔

سے وہ کہہ کہ اکھیاں دا پانہ تے دل وچہ ہون ہنیرے
 مرد ملے ٹاواں ٹاواں تے لیتے جوگی پھرن بہیرے
 میرا عمر دی کھل کھائی آقا دی گلہاں تے، ہن پھیرے
 مل ی یار ظہوری تینوں تے کہی آواز تے مارا دیرے۔
 بو صیری کو شفا مل گئی، بیماری جاتی رہی پھر کریم آقا نے اپنے کندھے
 والی چادر اتار دی۔ اور بو صیرا کو عطا فرما کر فرمایا یہ لو وہ روحانی انعام تھا۔
 جسے جہاں انعام ہے۔ وہ باطنی انعام تھا یہ ظاہری انعام ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحت سے کہہ چادر عطا کر کے آنکھوں سے غائب ہو گئے۔
 بو صیرا کی آنکھ کھل گئی جسم بالکل ٹھیک۔ تنہا کوئی بیمار نہ تھا وہ چادر پاک
 بھی سر لانے کے پاس موجود تھی جو عالم خواب میں سرکار نے عطا فرمائی تھی۔ بو صیرا
 آنکھیں بند کرتے ہیں پھر کھولتے ہیں کبھی پارہا پارہا پر لیٹتے ہیں، جسم ہلاتے ہیں۔

کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا۔ لیکن یقین ہو گیا۔ خواب نہیں بیداری ہے
پھر سرکار کی حدیث یاد آگئی۔ میرے پاک بنانے فرمایا کہ۔

مَنْ وَافِيَ فِي الْمَنَامِ | جس نے خواب میں نبی دیکھا اسے
فَقَدْ وَافِيَ | نے خواب میں مجھے ہی دیکھا ہے۔

بخاری شریف: لم شریف: مشکوٰۃ شریف۔

پھر امام بو صیری نے چادر مبارک کو اٹھا کر سر پر رکھ لیا پھر آنکھوں سے
لگایا پھر عوم کر سینے سے لگایا بو صیری تیرے متذکرہ یہ قربان تاجدارِ رب
مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمۃ تو سرکار کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں
اے بو صیری! کو چادر بنے دارِ محبوب ہم تو یہ کہتے ہیں کہ۔

سے سر پر رکھنے کو ذیل پائتیں غسلِ پاک عنود۔

پھر کہیں کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں!

امام بو صیری اٹھے وضو کیا شکرانے کے نفل ادا کئے۔ تہجد پڑھی

صبح کی اذان ہوئی بو صیری نے کاندھے پر سرکار کی چادر پاک رکھی اور جب
میں باجماعت نماز پڑھنے چلے جماعت کھڑی ہوئی نماز باجماعت ادا کی،

لوگ حیران تھے کہ بیار شرف الدین جو اٹھ کے چل پھر نہیں سکتا تھا کیسے جسبک
ہو گیا دنیا سوت رہی لیکن بو صیری اللہ تعالیٰ کی یاد میں مست ہے۔ نماز پڑھ

کے چادر مبارک کاندھے پر رکھ کر گھڑی طرف چل پڑے راستے میں ایک

زمانے کے ولی حضرت ابوالرحمن الصدیق علیہ السلام کیا سلام کے ابد حضرت

ابوالرحمن الصدیق نے فرمایا۔ مولوی جی اپنا قصیدہ تو سناؤ جو سرکار کی

تعریف میں لکھا ہے۔ امام بو صیری نے کہا حضور کون سا قصیدہ کون سی

نعت میں۔ تو سرکار کی شان میں بڑے قصیدے بڑی نعتیں لکھی ہیں۔
حضرت ابوالترجیب صدیق نے فرمایا وہ قصیدہ سناؤ جو رات کو کھلی والے کی
خدمت میں سنا رہے تھے۔ سرکار نے خوش ہو کر تہہ ہیں صحت بھی دی اور
یہ چادر جو کندھے پر رکھی ہے یہ بھی عطا کی ہے۔ اللہ اکبر۔ بوسیری حیران
میں نے یہ خواب ابھی تک کسی کو بتایا نہیں یہ قصیدہ کسی کو سنایا نہیں، ان
کو کیسے پتہ چل گیا عرض کی حضور آپ کو اس قصیدے کا کیسے پتہ چل گیا۔
حضرت ابوالترجیب نے فرمایا مولوی صاحب!

لَقَدْ سَمِعْتُمَا | یہ میں نے خود سنا ہے۔

بوصیر اور حیران ہو گئے حضور کہاں سے سنا ہے۔ فرمایا تمہاری زبان
سے؟ فرمایا جب رات کو نوم میرے آقا کو یہ قصیدہ سنا ہے تھے سرکار
سُن کر بھوم رہے تھے پھر چادر پاک بھی عطا فرمائی تو فقیر بھی سرکار کی محفل
میں موجود تھا۔ امام بوصیری نے سارا قصیدہ سنایا بلکہ لکھ کر پیش فرمایا یہ آتے
پورے مہر میں پھیل گئی اس وقت مہر کے جو حاکم تھے، سلطان تھے ان کا
نام تھا بہ ساؤ الدین، ان کے وزیر اعظم کا نام تھا سعد الدین فاروقی وہ
نابینا تھے یہ وزیر رات کو سوئے تو خواب میں کسی نے انہیں کہا کہ اے سعد الدین
اگر آنکھوں کا نور چاہئے ہو تو شرف الدین سے قصیدہ لے کر اپنی آنکھوں پر
لگاؤ ٹھیک ہو جاؤ گے۔ اس وزیر نے وہ قصیدہ لے کر آنکھوں سے لگایا
پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اس قصیدے کی برکت سے ان کی آنکھیں ٹھیک کر دیں
پھر اس وزیر نے پورے مہر میں اعلان کر دیا کہ بوزی بیمار ہو وہ ہمارے پاس
آئے۔ مریض آنے لگے وہ وزیر قصیدہ لے کر بیمار کے لئے پڑ گاتا اللہ تعالیٰ

ہر مریض کو شفا دے دیتا۔ سبحان اللہ۔ شرح قصیدہ بردہ شریف ص ۲۲-۲۳
دلائل الخیرات ص ۲۶۷۔ نشر الطیب ص ۳۲۶-۳۲۵۔

قرآن جاذب اُن لوگوں کے پاک عقائد پر وادرسی حاصل کی تو کہاں
سے سرکار کے نام پاک سے، اگر سات سو سال وفات شریف کے بعد سرکار
بوصیری کی بگڑی بنا سکتے ہیں تو انشاء اللہ آج بھی سرکار اپنے علاموں کی
بگڑی بنا سکتے ہیں۔ اسی واسطے تو سنی کہتے ہیں کہ:-

سوسنا بنی محمد ^{صلی اللہ علیہ وسلم} میراتے بدل دیوے تقدیراں
اک اک تائے دے وچہ چکن تے اوس دیاں تو پراں
اُس دانام لیاں ٹٹ جاون تے غم دیاں سب زنجیراں
راہ مقصود اوسے دا دستیا تے سداے پچیاں پیراں

میرے دوستو عرض کیا کہ رہا تھا ایک قاری
صاحب امام بوصیری کی خدمت میں حاضر

بنی کی شان

ہوتے عرض کیا حضور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری نعمت کے ملنے پر پہ چارہ کرو
اور ہمارے بنی ہیں نعمت صرف نعمت ہی نہیں نعمت عظمیٰ ہیں اب کھلی
والے کا کتنا پر چار کرنا چاہیے۔ کتنی شان بیان کرنی چاہیے۔ کتنی عظمت
بیان کرنی چاہیے تو امام بوصیری نے اسی قصیدے کا ایک شعر پڑھ کر اس
کو سنایا کہ:-

دَعُ مَا دَعَاكَ النَّصَارَىٰ فِي نَبِيِّهِمْ

اے مسلمان تو اپنے بنی کے بارے وہ بات نہ کہہ جو عیسائیوں نے

عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہی۔ کون سی بات۔ نعوذ باللہ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا بھی ہیں اور خدا کے بیٹے بھی ہیں۔

وَاحْكُم بِمَا شِئْتُمْ مَدْحًا فِيهِ وَاِنتَكُمْ

باقی جو کچھ تو اپنے نبی کی شان میں کہنا چاہے جتنی تعریف کرنا چاہے

کرتا جا۔

بس کھلی والے کو نہ خدا کہہ نہ خدا کا بیٹا۔ باقی جو القاب دے جائے

انہیں خلیفۃ اللہ کہو۔ مالک ارض و سما کہو۔ ساقی کو شر کہو۔ شافع محشر کہو۔

مالک کو نبی کہو۔ قاسم جنت کہو۔ جو بھی کہو جائے۔ اسی شعر کی ترجمانی

تاجدار اہلسنت امام احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمۃ نے یوں فرمائی

کہ آقا۔

سرور کہوں کہ مالک کہوں تجھے

باغِ خلیل کا گلیٰ زریبا کہوں تجھے

تیرے تو وصفِ عیب تھا ہی سے ہیں بری

حیران ہوں میرے شہا کیا کیا کہوں تجھے

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کی شان تو گنتی

میں نہیں آتی سرور کہوں، سردار کہوں۔ مختار کہوں۔ مولا کہوں۔

لجپال کہوں۔ سدرہ کا دار ہا کہوں۔ ربِّ عزوجل کا ماہی کہوں۔ آمنہ

کا چاند کہوں۔ دکھیا کا سجن کہوں۔ اُمت کا غنچوار کہوں۔ بیبیوں کا سردار۔

کہوں۔ منزل والا کہوں۔ مدثر والا کہوں۔ الم نشرح کے سینے والا کہوں

ید اللہ کے ہاتھوں والا کہوں۔ دُجہ اللہ کے چہرے والا کہوں۔ مصطفیٰ

کہوں۔ مجتبیٰ کہوں یا محبوبِ خدا کہوں۔ حیران ہوں آقا کیا کیا کہوں تجھے۔

آخر میں فرماتے ہیں کہ۔

لیکن رضا نے ختم سخن اس پر کر دیا
خالق کا بندہ خَلْقُ کا مولا کہوں سبے
سُبحان اللہ کیسی عطر و کلاب سے دھلی ہوئی زبان سے اشعار
پڑھتے ہیں کہ آقا مجھے تو سمجھ ہی نہیں آتی۔ کیا کیا القاب عرض کروں۔
نقشبندیوں کے سرور فنا فی الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام مولانا عبدالرحمن
جامی علیہ الرحمۃ بہت بڑے علامہ بہت بڑے فارسی کے شاعر عالم
محقق محدث کسی مرید نے کہا حضور سرکار کی شان تو سناؤ تو آپ نے اپنا
ایک شعر پڑھا اور خاموش ہو گئے کون سا۔

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و کلاب،
ہنوز نام تو گنتن کمال بے ادبی است

فرماتے ہیں اگر میں ہزار بار اپنے مُسنہ کو مشک اور گلاب کے پانی
سے دھوں تو پھر بھی میرا منہ اس قابل نہیں کہ میں تعریف تو درکنار
ان کا نام بھی زبان پر لانا بے ادبی سمجھتا ہوں۔ افسد اکبر۔ اتنا بڑا امام سرکار
کا نام زبان پر نہیں لانا کہیں بے ادبی نہ ہو جیسے۔ لیکن پاکستان کا فسادی ملاں
سرکار چھوٹا بھائی بن کے سرکار کی مثل بنا پھرتا ہے۔ استغفر اللہ۔

میاں سرکار کی شان پوچھنی ہے تو ان ملاؤں نہ پوچھو اللہ عزوجل
والوں سے پوچھو، دانا علی، ہجویری سے پوچھو، خواجہ اجیری سے پوچھو، غوث
جلی سے پوچھو، مولا علی سے پوچھو، مہر علی سے پوچھو، کھڑکی کے قلند سے
پوچھو، میاں صاحب سیدنا الملوک لکھنوی سے پوچھو۔ کسی نے کہا سرکار کیا

لکھ رہے ہو فرمایا سیف الملوک کا قصہ لکھ رہا ہوں۔ عرض کی حضور اپنے نبی کی شان میں بھی کچھ لکھو میاں صاحب رو پڑے اور فرمایا کہ:-

ہے لکھ داری عطر گلابوں تے دھویئے نت زبانوں
 نام انہاں دے لائق ناہیں تے کی قلمے دا کانا !
 نعت انہاں دی لائق پاکی تے کہ اسان ناداناں !
 میں بلیت ندی وچہ وڑیا تے پاک کرے تن جاناں
 کیونکہ:-

اوہ محبوب جلیب رباناں تے حامی روزِ حشر دا
 آپ یتیم یتیمیاں تائیں تے ہتھ سرے تے دھر دا
 تو عرض یہ کر رہا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَإِنَّمَا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ
 فَحَدِّثْ۔

اپنے رب کی نعمت کا خوب چہرچا
 کرو تو،

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت پتہ چلا سرکار کی
 آمد پر پرچار کرنا، خوب خوشیاں کرنا یہ ربِّ کائنات کا حکم ہے۔

ایک دوسرے مقام پر خالق کائنات ایمان والوں
 کو شکر کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے۔

شکر کرو

وَاشْكُرُوا لِنِعْمَتِ اللَّهِ
 شکر ادا کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت
 کا۔

اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ لِعِبَادُونَ
 اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

سورۃ نمل ۱۴
 ۶

اگر تم اس کی پوجا کرتے ہو اگر تم اس کو معبود مانتے ہو۔ ہم نے سوال کیا۔
یا اللہ عزوجل تیرا شکر کیوں کریں؟ اس کا فائدہ کیا ہے؟ اگر نہ کریں تو
نقصان کیا ہے تو مالکِ کُل نے فرمایا:-

اگر تم ہماری نعمتوں پر ہمارے احباب
لَسِنَّ شَكَرْتُمْ وَلَا زَيْدٌ مِّنْكُمْ

اگر تم ہمارے نعمتوں پر ہمارے احباب
پر شکر ادا کرو گے تو میں اپنے
احسانات میں اور زیادہ اضافہ کر
دوں گا۔

اگر تم نے ناشکری کی تو پھر یقین
کر لو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

لَسِنَّ كَفَرْتُمْ
عَذَابٌ لَّشَدِيدٌ

سورۃ ابراہیم ۱۳

میرے دوستو! ان دو آیاتِ کریمہ سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر
بجالانے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ اپنی کرم نوازیاں بندے پر اور زیادہ
فرماتا ہے۔ اگر کوئی اس کی نعمت کی ناشکری کرے قدر نہ کرے تو اللہ تعالیٰ
پھر اپنی ناراضگی کا اظہار بھی فرماتا ہے اور اپنے سخت عذاب کی خبر بھی دیتا
ہے۔ اب دیکھتے یہ پانی، یہ ہوا، یہ روشنی، یہ طرح طرح کے فروٹ، ہمارا جسم،
ہماری صحت، یہ خوشحالی یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں کہ نہیں؟ بالکل ہیں
یہ نعمتیں عارضی ہیں لیکن ان پر بھی شکر کرنا واجب ہے۔ جب عارضی نعمتوں پر
فانی نعمتوں پر شکر کرنا لازمی ہے، واجب ہے تو خود بتائیے، خود سوچیے،
غور فرمائیے اس محسنِ انسانیت، رحمتِ دو عالم نورِ مجسم جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر شکر کرنا واجب نہیں، لازم نہیں، ضروری نہیں،

جس نے بندے کو اپنے رب عزوجل سے ملایا جس نے بگڑے مقدر کو سنوارا۔
 جس نے پوری کائنات کو اپنی دعاؤں سے نوازا جس نے بھٹکے ہوئے لوگوں کو
 سیدھا راستہ بتایا۔ جس نے رو کر گناہ گاروں کو بخشوایا۔ جب عارفی نعمت
 پر شکر نہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق ہے تو جو اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظمیٰ
 پر شکر نہ کرے بلکہ لوگوں کو بھی شکر ادا نہ کرنے دے بتائیے وہ خالق کائنات
 کا کتنا بڑا مجرم ہے، کتنا بڑا ناشکرا ہے۔ یہ بات تمام دنیا جانتی ہے کہ سرکارِ مدینہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظیمہ ہیں۔ لیکن افسوس کچھ
 لوگ جان پہچان کر بھی شکر نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم مؤحد ہیں۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ
 کو صحیح ماننے والے ہیں ہاقی سب مشرک ہیں کافر ہیں حالانکہ قرآن یہ بتاتا ہے کہ
 جو کھلی ولے کو اللہ تعالیٰ کی نعمت نہیں مانتا یا مان کر شکر ادا نہیں کرتا وہی مُنکر
 ہے وہی کافر ہے۔ سنئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ
 یہ کفار مکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو
 پہچانتے ہیں۔

شُكْرُكُمْ وَنَهَا
 لیکن پھر اس کا انکار کرتے ہیں۔

یعنی شکر خداوندی نہیں بجالاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے گھبراؤ نہیں میں بتاتا
 ہوں یہ کون ہیں یا اللہ عزوجل یہ کون ہیں فرمایا۔

وَ أَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ
 اور ان میں اکثر کافر ہیں۔
 پچاسورۃ نمل

حضرت امام مسدیدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت سے مراد
 حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور انکار کرنے والے بے ایمان

کافر ہیں۔ تفسیر کنز الایمان ص ۳۳۳ پتہ چلا جو سرکارِ مدینہ کا انکار کرتا ہے۔ سرکارِ
دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر جسے خوشی نہیں ہوتی وہ اپنے ایمان
کی جانچ پڑتال کریں، کہیں ان کا رابطہ کفارِ مکہ سے تو نہیں ملتا کیونکہ سرکار کی
آمد پر کافروں کو تکلیف ہوتی تھی۔ کافر ہی بیتاب ہوتے تھے۔ کافر ہی پریشان
تھے۔ انہوں نے ہی سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کیا تھا۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا
آپ نے ان لوگوں کو نہ دیکھا۔
جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو
ناشکری سے بدل دیا۔
اور اتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر
دورخ میں۔

الَّذِينَ كَفَرُوا

بَدَلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ
كُفْرًا
وَاحْتَلَوْا قُومَهُمْ
وَالْبُؤَارِ

اس آیت کریمہ کی تفسیر حضرت ابن عباس اور حضرت عمرو بن دینار کرتے ہوئے
فرماتے ہیں۔

امام الانبیاء حبیبِ کبریٰ علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے صحابی حضرت ابن عباس

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ الَّذِينَ
بَدَلُوا نِعْمَتَهُ اللَّهُ كُفْرًا

اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

خدا کی قسم اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بدلنے
والے قریش کافر تھے۔

وَقَالَ وَاللَّهِ كُفْرًا قُرَيْشٍ

اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کون تھے۔

وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

وَاللَّهُ وَسَلَّمَ نِعْمَةً اللَّهُ

فرماتے ہیں نِعْمَتُ اللَّهِ سے مراد جناب
محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کی ذاتِ کریمہ مراد ہے۔

بخاری شریف دوم ص ۵۶۶

یہی بات سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی کہ سرکارِ
مدینہ اللہ تعالیٰ کی نعمت بن کر دنیا میں تشریف لاتے۔

(تفسیر مظہری جلد ۶ ص ۳۰۶)

جب سرکارِ مدینہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے تو پھر شکر کرو، خوشی
کا اظہار کرو۔ کلمی والے کی آمد پر خوب محبتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے گیت گاؤ تاکہ پتہ چل جائے ان پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا ہے اللہ تعالیٰ
کا فضل ہوا ہے۔ ایسی خوشی کرو کہ رُبِّ عَزَّوَجَلَّ بھی خوش ہو۔ مدینہ کا
سُلطان بھی خوش ہو ایسی خوشی کرو کہ پتہ چلے یہ انعام ولے ہیں کیوں؟
اس لئے کہ میرے پاک بنی نے فرمایا۔

بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو
بڑا پسند فرماتا ہے کہ اُس کی نعمت
کا اثر اس کے بندے سے ظاہر ہو۔

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُحِبُّ
أَنْ يُرَى أَشْرَفِ نِعْمَتِهِ
عَلَى عَبْدِهِ۔

بیہقی شریف جلد ۳ ص ۲۶۱ مشکوٰۃ شریف ص ۳۷۵

الحمد لله! اسی نعمت کے اظہار کے لئے سنی حنفی بریلوی بارہ ربیع الاول
شریف کو سرکار کی آمد پر جلوس نکالتے ہیں، جلے کرتے ہیں، نعتیں پڑھتے
ہیں۔ خوشی کا اظہار کرتے ہیں تاکہ پتہ چل جائے اللہ تعالیٰ نے انہی لوگوں کو پنا

جب سب سلا فرمایا انہی لوگوں کو اپنا یار عطا فرمایا۔ انہی لوگوں کو نعمتِ عظمیٰ سے مالا مال فرمایا۔ یہی لوگ سرکار کے سچے شیدائی ہیں۔ انہی لوگوں کو محبوب کی آمد پر زیادہ خوشی ہے۔ یہی لوگ سرکار کے سچے غلام ہیں۔ بارگاہِ ربیع الاول کو ہر سنی سرکار کے تلنے کا تاہوا بھی کہتا ہے کہ۔

سے آجا عرب دیا سلطانا تیسری دیدنوں اکھیاں ترس گئیاں

آجا ہن نے اکھیاں سے دچوں ساون دیاں بدلیاں برس گئیاں

تیرے ناں دیاں دُھماں عرشاں تے تیرے ناں دیاں دُھماں فرش پٹیاں

دکھائے دور نواز دے ہن میرے دل دیاں ہاواں کہن پٹیاں

وہی آپ نبیاں نو کریں، غور فرمائیں سوچیں تو سہی اللہ تعالیٰ نے جتنے

احکامات کا بھی حکم دیا ہر عبادت کا ایک وقت مقرر فرمایا، ٹائم مقرر

کیا مسئلہ انہ کو ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ذَٰلِكَ الْمَثَلُ الَّذِي كَانَتْ عَلَىٰ

الْمَكْرِ نَبِيًّا كَرِيْمًا مَّوْقُوْتًا

رَبِّ عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ

عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ

عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ

عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ

عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ

عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ

عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ

عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ

عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ

عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ

عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ عَرْشِ

بے شک ہر نماز ایمان والوں

پر فرض ہے۔ اپنے وقت پر ظہر

کی نماز کے وقت نہیں پڑھ سکتے۔

عشاء کی صبح کے وقت نہیں ادا ہو سکتی۔

صبح کی صبح کے وقت ادا نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح ہر نماز کی رکعات بھی

مقرر ہیں۔ ہر ظہر کی چار منرب کی تین عشاء کی چار، صبح کی دو، حج ہر اللہ

سنان پر فرض ہے پر اس کے لئے بھی سال میں ایک وقت مقرر ہے یہ

نہی، جب باوجود حج کر کے آجاؤ۔ اسی طرح روزے رکھنے کا حکم ہے اس

کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے رمضان شریف کا مہینہ مقرر فرمایا آگے پیچھے

نہیں رکھ سکتے۔ فرضیکہ جتنے بھی احکامات ہیں ان کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ ہر عمل کے لئے ایک ٹائم مقرر ہے پر کھلی والے کے ذکر کے لئے نہ کوئی وقت مقرر ہے نہ دن کا تعین ہے نہ مہینہ کی پابندی ہے نہ سال کی تاریخ لازمی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے سبحان ہر عبادت کے لئے وقت مقرر ہوگا مقرر، مہینہ مقرر، پرتیری شان بیان کرنے کے لئے نہ جگہ مخصوص نہ ٹائم محدود جب بھی جس وقت بھی تیری یاد کے کوئی چراغ جلائے گا۔ تجھ پر درود و سلام کے گجرے پیش کرے گا۔ تیرا میلاد بیان کرے گا۔ ہماری رحمتیں ہماری کرم نوازیوں اس کا استقبال کریں گی۔ تو عرض کیا کہ رہا تھا کہ سرکار کی آمد پر خوشیاں کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ یہی بات خالق کائنات نے قرآن پاک کے ایک اور مقام پر فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

خوب خوشی کرو

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ لَئِ

میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ فرمادیتے تھے۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کے ملنے پر،

خوب خوشیاں مناؤ۔

پس یہ خوشیاں منانا بہتر ہے اس سے جن کو وہ اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہیں۔

فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا
هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ
(پ سورۃ یونس آیت ۵۸)

میرے دوستو! خالق کائنات نے اس آیت کہ یہ میں ایمان والوں کو خوشیاں منانے کا حکم دیا۔ کب جب اللہ تعالیٰ کا فضل ملے اور اس کی

رحمت ملے۔

محترم سامعین کرام! قرآن حکیم کی اس آیت کہ میرے شروع لفظ پر غور فرماؤ خالق کائنات فرما رہا ہے۔ قُلْ اے محبوب تو فرما دے۔ آپ قرآن پاک کا مطالعہ کر کے دیکھیں خالق کائنات جب اپنے بندوں سے مخاطب ہونا چاہتا ہے تو اس کے خطاب کے مختلف انداز ہیں۔ مختلف طریقے ہیں کہیں تو فرماتا ہے۔

مِاٰیٰتِہَا النَّاسُ | اے لوگو میری بات توجہ سے
سنو!

کہیں خطاب اس انداز میں فرمایا۔

مِاٰیٰتِہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا | اے میرے محبوب کا کلمہ پڑھو کے

میری توجید اور یار کی رسالت کا اقرار کرنے والے مومنو، لیکن یہاں فرما رہا ہے۔ قُلْ اے محبوب تو کہہ دے جب اپنی عبادت کا حکم دیا تو فرمایا قُلْ اے میرے حبیب آپ فرمادیں۔

اِنَّ صَلٰوَتِیْ | بے شک میری نمازیں،

وَنُسُکِیْ | میری قربانیاں

وَمَحِیَاۤیِ | اور میری زندگی

وَمَمَاتِیْ | اور میری موت

لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ | اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو سارے

جہانوں کا پالنے والا ہے۔

پہ سورۃ انعام جب یار کی غلامی کا حکم دیا تو فرمایا۔ قُلْ اے سبحان تو فرما دے۔

اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو
میری غلامی میں آ جاؤ۔

اللہ تعالیٰ میری غلامی کے صدقے
تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔ جب

اپنی توحید کے اعلان کا وقت آیا تو فرمایا۔ قُلْ اے محبوب آپ فرمادیں۔

هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ | اللہ تعالیٰ ایک ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جہاں دوسرے مقامات
پر براہ راست خطاب فرما کر لوگوں کو اپنی ذات کی طرف متوجہ کیا۔ یہاں یار
کی زبان سے یہ باتیں کیوں کہلائی ہیں۔ یا اللہ عز و جل توحید تیری ہے تو خود
براہ راست اپنے بندوں کو کیوں نہیں اپنی وحدانیت کا سبق دیتا۔ یار کی زبان
سے یہ باتیں کیوں کہلوا رہی ہیں؟ خالق کائنات نے گو یا جواب دیا کہ اس
کی دُورِ وجوہ ہیں۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ کائناتِ ارض و سما کی جو نعمتیں
اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی ہیں یہ سب صدقہ ہے۔ آمنہ کے لال کا صدیق
کے یار کا مولا علی کے ویرے کا فاطمہ کے بابے کا حسین کریمین کے نانے کا اگر وہ
نہ آتا تو کائنات کی کوئی چیز معرضِ وجود میں نہ آتی۔ اب میں چاہتا ہوں جس
کے صدقے دنیا والوں کو نعمتیں ملی ہیں۔ وہ محبوب خود زبان سے میری
وحدانیت میری محبت اپنی غلامی کا ذکر فرمائے۔ دوسری وجہ یہ ہے
کہ محبوب ہم چاہتے ہیں توحید میری ہو، زبان تیری ہو، کلام میرا ہو،
پڑھنے والا تو ہو نشان میری ہو بیان کرنے والا تو ہو۔ قرآن میرا ہو پرتلاوت
کرنے والا تو ہو۔ یہی بات ایک عاشق نے کہی کہ۔

ہ اُوسندی شان نہ کوئی تولے !
کیہڑا اُوسندی ریس کرے جہندے منہ دچوں کرب بولے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خوشی کرو کب ؛ فرمایا جب میرا فضل اور میری
رحمت تمہیں نصیب ہو اب دیکھنا یہ ہے کہ اس فضل اور رحمت سے کونسا
فضل کون سی رحمت مراد ہے ؛ یہ بات ، یہ مسئلہ قرآن حکیم نے خود بیان فرما
دی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ
وَرَحْمَتُهُ

اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس
کی رحمت نہ ہوتی تو انجام کیا ہوتا

نتیجہ کیا نکلتا فرمایا:-

تم سب شیطان کے غلام ہو جاتے
سولتے چندا فراد کے۔

لَا تَبْعُوا الشَّيْطَانَ إِلَّا
قَلِيلًا

پے ، سورۃ نسا

اب دیکھنا یہ ہے یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے
کون سا فضل اور رحمت مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وضاحت نہیں فرمائی، تعالین
نہیں فرمایا، البتہ مفسرین کرام علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کے فضل اور
رحمت کی تقسیم فرمائی کہ فضل ربی، رحمت ربی سے مراد کیا ہے۔ قاضی ثناء اللہ
پانی پتی نے تفسیر مظہری جلد ۳ ص ۱۷۹ پر علامہ نعیم الدین مراد آبادی نے تفسیر
کنز الایمان ص ۱۰۸ عارف باللہ علامہ امام علاؤ الدین خازن نے تفسیر خازن
جلد ۱ ص ۲۰۷، امام المفسرین علامہ امام رازی علیہ الرحمۃ نے تفسیر کبیر جلد ۱
ص ۳۰۸۔ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ فضل ربی سے امام الانبیاء

حبیب کبریٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک مراد ہے اور رحمت سے مراد قرآن حکیم ہے۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خان گجراتی علیہ الرحمۃ نے تفسیر نعیمی پ ۳۰۳ پر اس آئیہ کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ بعض مفسرین کرام علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں کہ فضل ربی سے مراد بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ہے اور رحمت ربی سے مراد بھی کھلی والے کی ذات مراد ہے۔ اللہ اکبر۔ مہر حال یہ بات تو یقینی ہو گئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا میں اس زمین پر اس آسمان کے نیچے اللہ تعالیٰ کا فضل بن کر تشریف لائے۔ صرف فضل ہی نہیں فضل تو اور بھی اللہ تعالیٰ کے ہم پر بے شمار ہیں۔ سرکار فضل عظیم یعنی سب سے بڑا فضل بن کر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر یاد کی عظمت بیان فرمائی۔

وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

پک سورة انبیاء

اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم نے آپ کو کائنات کے ذرے ذرے کے لئے رحمت بنا کے بھیجا۔

میرے دوستو! پتہ چلا سرکار اللہ تعالیٰ کا فضل بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے۔ اگر میرا تم پر فضل نہ ہوتا میری رحمت نہ ہوتی تو کیا ہوتا ساری خدائی، ساری نسل انسانی، سارے بنی آدم اس کے انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کے پیروکار بن جاتے۔ اللہ تعالیٰ کو سچے کرنے کی بجائے بتوں کو پوجتے۔ جنت کی بجائے جہنم کا ایندھن بنتے اگر ہمیں خدا کا پتہ چلا ہے اگر ہمیں اللہ تعالیٰ کی پہچان ہوئی ہے تو آمنہ کے لال

کے صدقے ہوتی یہی بات ایک دیوانے نے کہی کہ :-

سینے وچہ حضور دا نور دستے بناں نور نہ قلب سلیم ہونے
 جے نہ نور ہوندا نہ ظہور ہوندا نہ شفا ہوندی نہ حکیم ہونے
 ابراہیم خلیل نہ نوح ہوندے تے نہ عیسیٰ تے موسیٰ کلیم ہونے
 نہ دیوانیہ اللہ دانان ہوندا جے نہ پیدا رسول کریم ہونے
 ہاں تو اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے خوشی کرو ؟ کب جب میرا فضل اور رحمت ملے
 تو قرآن یہ بتاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار فضل عطا فرماتے بے شمار رحمتیں
 عطا فرمائیں ۔ لیکن سب سے بڑا فضل سب سے بڑی رحمت جس کے صدقے
 سارے فضل ساری رحمتیں ملیں وہ سرکارِ مدینہ سرورِ قلبِ سینہ جناب محمد
 مصطفیٰ اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مراد ہے ۔ سبحان اللہ
 توجسٹن میلاد کے جواز کا مسئلہ قرآن مجید سے ثابت ہوا ۔ بشرطیکہ ایمان داری
 سے پڑھا جائے سرکار کی محبت سینے میں رکھ کر پڑھا جائے ۔ عشق کی عینک
 لگا کر پڑھا جائے ۔ پتہ چلا سرکار کی آمد پر خوشی کرنا جشن منانا یہ بدعت
 نہیں شرک نہیں ، بلکہ خالق کائنات کا حکم ہے اب کھل ولے کی آمد پر کتنا جشن
 منانا چاہیے ۔ کتنی خوشی کرنی چاہیے ۔ یہ اللہ تعالیٰ نے حد نہیں لگائی ۔ طریقہ
 نہیں بتایا خوشی کرنے کے بڑے طریقے ہیں ۔ خوشی کا اظہار اللہ تعالیٰ کے حضور
 سجدے کر کے بھی کیا جا سکتا ہے روزے رکھ کر بھی خوشی ہو سکتی ہے صدقاً
 خیرات کر کے بھی خوشی منائی جا سکتی ہے ۔ چراغاں کر کے بھی خوشی کی جا سکتی
 ہے ۔ جلے جلوس کر کے بھی خوشی ہو سکتی ہے ۔ اب کیسے خوشی کریں ؟ خالق کائنات
 فرماتا ہے :-

فَلْيُفْرِحُوا - اس کے فضل اور رحمت پر خوشی کرو۔

یا اللہ عزوجل کیسے کریں۔ سجدے کر کے کریں۔ روزے رکھ کے کریں صدقات خیرات کر کے کریں۔ چراغاں کر کے کریں۔ جھنڈیاں جھنڈے لگا کے کریں۔ راتے سجا کے کریں۔ محفلیں سجا کے کریں۔ جلسے جلوس کر کے کریں۔ خالق کائنات نے فرمایا جو حیثیت ہے کرتے جاؤ جو شریعت میں جائز ہے کرتے جاؤ۔ جب میں نے قید نہیں لگائی تو تم کیوں لگاتے ہو۔ یا اللہ عزوجل قید کیوں نہیں لگائی خالق کائنات نے فرمایا اگر میں قید لگا دیتا، پابندی عائد کر دیتا تو تم مجبور ہو جاتے پابند ہو جاتے۔ مجھے پتہ تھا، پتہ ہے جوں جوں وقت گزرتا جاتے گا، خوشی کے انداز بدلتے جاتیں گے۔ اگر قید لگا دی، اگر پابندی لگا دی یا رکے اُمتی پریشان نہ ہو جائیں۔ محبوب کے جشن میں کمی نہ آجائے۔ فرمایا خوشی کا حکم میں نے دے دیا ہے۔ اب ہر جائز خوشی تم کرتے جاؤ، کرم میں کرتا جاؤں گا۔ سبحان اللہ۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

خوشی کرو		فَلْيُفْرِحُوا
سجدے کرو		فَلْيُسْجُدُوا
عبادت کرو		فَلْيَعْبُدُوا
خسرو کرو		فَلْيَنْفَقُوا

نہیں فرمایا۔

نہیں فرمایا۔ فرمایا تو خَلِيْفٌ رَّحِيْبٌ اُفْرَايَا كِيُوں ؟

اس لئے کہ یار کا میلاد یار کی خوشی، محبوب کا جشن صرف سجدوں تک محدود نہ رہے۔ نمازوں تک پابند نہ ہو۔ کھانے پکڑنے تک محدود نہ رہے بلکہ جس کی جتنی حیثیت ہے۔ جتنی طاقت ہو وہ یار کے میلاد کا جائز طریقے سے جشن منانا جائے، خوشی کرتا جائے۔ میری بارگاہ سے رحمتوں کی جھولیاں بھرتا جائے اللہ اکبر۔ فَلْيَفْرَحُوا بِأَمْرٍ كَاصِيغَةٍ ہے اور امر میں وجوب کا معنی ہے پایا جاتا ہے پتہ چلا سرکار کا میلاد منانا خوشی کرتا واجب ہے۔ اور یہ امر جمع غائب ہے اس لئے قیامت تک کے ہر مسلمان پر عید میلاد منانا واجب ہے۔ فتاویٰ نعیمیہ جلد سوم ص ۱۸۔

اس آیت کرمیہ کے آخری جملوں پر غور فرماتیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
 هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ | خوشی منانا جشن میلاد منانا یہ بہتر ہے اس چیز سے جو وہ جمع کر کے رکھتے ہیں۔

جمع کیا چیز ہو سکتی ہے؟ دنیا یا دین۔ دنیا میں مال، دولت، کوٹھیاں، مریجے کارخانے وغیرہ جمع ہو سکتے ہیں۔ دین میں نیک اعمال مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقات، خیرات وغیرہ جمع کئے جاسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس جملے نہ مال اور دولت کو خاص فرمایا نہ اعمال صالح اور تقویٰ کی طرف اشارہ فرمایا بلکہ مطلقاً فرمایا۔ مِمَّا اس میں دوسری میم اور الف جو کہ ما بنتے ہیں یہ عام ہے جو کہ دنیا اور دین دونوں کی طرف اشارہ ہے دونوں کو حاوی ہے اس ما کے عموم کو دیکھا جائے تو گویا خالق کائنات اس بات کی طرف اشارہ

فرما رہا ہے۔ اے میرے محبوب کا کلمہ پڑھنے والو بے شک تم دنیا جمع کرو۔
 مال بناؤ، کوٹھیاں کاریں سجاؤ مڑے فیکٹریاں چلاؤ لیکن اس تمام مال کے
 ذخیرے سے ان تمام دنیا کی دولت سے بہتر یہ ہے کہ تم یار کی آمد کی خوشی مناؤ
 اگر میرے جیب کی آمد پر تمہارا مال، تمہارا پیسہ تمہاری دولت خرچ نہ ہوئی تو
 وہ دولت تمہاری نظروں میں کاگر ہوگی۔ تمہارے لئے تو ابھی ہوگی لیکن
 ہماری بارگاہ میں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں، کوئی وقعت نہیں، کوئی
 حیثیت نہیں، کیونکہ وہ یار کی آمد پر محبوب کے میلاد پر، جو خرچ نہ ہوئی
 اگر اس مال کو قیمتی بنانا چاہتے ہو، برکتیں لینا چاہتے ہو تو اس فانی دولت کو
 یار کی آمد کی خوشی میں لٹا دو پھر دیکھنا ہمارا کتنا کرم کتنی مہربانی ہوتی ہے۔
 اللہ غنی۔ یہی بات ہم کہتے ہیں۔ کیوں

سہ کیوں نہ دین ایمان تے جان سب کچھ اوں شاہ لولاک توں وار دیواں
 لے کے دوہاں جہاناں وی شان شوکت اوہدی ساری پوشاک توں وار دیواں
 بینوں ملے جے جگ دی بادشاہی اوہدے قداں دی خاک توں وار دیواں
 او دیوانیہ عرش عظیم نوں لے کے تے سوہنے روضے پاک توں وار دیواں
 اب اگر دوسری طرف دیکھا جلتے تو گو یا خالق کائنات نے اشارہ فرما دیا
 کہ بے شک نیک اعمال ضرور کرو اس کے بغیر چارہ نہیں نیکیوں کا ذخیرہ کر بو
 سجدوں کے ڈھیر لگا لو، رکوعوں کو جمع کر لو، قیام و قعود کے ذخائر کر لو غریب
 ہر نیکی کو جمع کر لو لیکن یار کی آمد پر جشن بھی ضرور مناؤ۔ محبوب کی ولادت
 پر خوشی بھی ضرور کرو کیونکہ یہ خوشی منانا سارے دنیوی اور دینی اعمال کے
 ذخائر سے زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ اگر تمہیں دنیا ملی تو یار کے صدقے، دین ملا

محبوب کے صدقہ نماز، زکوٰۃ، حج، صدقات کی توفیق ملی تو کھلی دالے کے صدقے
قرآن پلا تو یار کے صدقے، رمضان پلا تو اسی کے صدقے، ایمان پلا تو محبوب
کے صدقے، نہیں نہیں بلکہ رب رحمان پلا تو میرے جلیب کے صدقے، اسی
واسطے سستی کہتے ہیں کہ:

سہ جاواں صدقے دینے سے سلطان توں
دو جہاں جس دی خاطر بنائے گئے
کھلی دالے دی آند توں شرابان میں
بے کساں سے نصیبہ جگائے گئے
درتے دربان جب سہیل درگے کھڑے
گونجے پھتران نے، دی ادبے کلمے پڑھے
ادبے مرعی جے ہوئے تے دن نہ چڑھے
شہنشاہ ادبے درتے بھلائے گئے

محترم سامعین کرام! ان چار آیات کرمیہ سے پتہ چلا کہ سرکار کی آند
پر کھلی دالے کی ولادت پر جشن منانا خوشیاں کرنا اللہ تعالیٰ کے حضور شکر
کرنایہ خالق کائنات کا حکم ہے اور ہر مسلمان پر، ہر مومن پر ضروری ہے۔
اللہ اکبر۔ میرے دوستو جس کھلی دالے کی آمد پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں جشن منانے
کا حکم دیا ہے، وہ نبی ایسا پیارا نبی ہے کہ وہ صرف ہمارا ہی رسول نہیں، ہمارا
ہی رب نہیں، ہمارا ہی مطلوب نہیں بلکہ خالق کائنات کا بھی رسول ہے محبوب
ہے۔ مطلوب ہے میں نے عالم تصورات میں، عالم تجزئات میں عرض کی لے
خالق کائنات لے ساری کائنات کے پالنے والے یار کی آمد پر، یار کی ولادت

پر ہمیں خوشیاں منانے کا حکم دے رہا ہے۔ ہمیں جشن منانے کا حکم دے رہا ہے۔ ہم اپنی طاقت کے مطابق ساری زندگی تیرے یار کا جشن مناتے رہیں گے۔ پر وہ بنی صرف ہمارا ہی محبوب نہیں تیرا بھی تو محبوب ہے۔ تیرا بھی جلیب ہے تیرا بھی پیارا ہے کیا تو نے بھی یار کی آمد پر جشن منایا خوشی فرمائی۔ خالق کائنات نے فرمایا اے مولوی تو تو سال کے بعد ایک دن یار کا جشن مناتا ہے خوشی کرتا ہے۔ میں نے یار کی آمد پر محبوب کا ولادت پر پورا سال یار کا والدہ کے بطن میں آنے سے ولادت تک، جشن منایا پورا سال خوشی منائی کیسے خوشی کی تو سینے۔

میلادِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اہتمامِ الہیہ عزوجل

امام الحدیثین حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے خصائص کبریٰ جلد ۴۷ میں علامہ امام جلیب علیہ الرحمۃ نے سیرت جلیب جلد ۷ ص ۷۸ میں یہ بات درج فرماتے ہیں کہ جس سال امام الانبیاء جلیب کیریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور پاک سیدہ طیہہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک، میں تشریف لایا وہ پورا سال اللہ تعالیٰ نے کامیابی کا مرانی خوشحالی کا سال بنا دیا۔

فَاتَّ قُرَيْشٌ كَانَتْ
قَبْلُ ذَلِكَ فِي جَدِّ
وَصَبِيٍّ عَظِيمٍ

حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا والدہ پاک کے بطن میں تشریف
لانے سے پہلے اہل قریش سخت
بد حال تھے اور قحط سالی میں مبتلا

تھے اور سخت تنگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یار کی آمد کی برکت سے اس سال خوب بارشیں برسائیں جس کی وجہ سے سوکھے درخت ہرے بھرے ہو گئے زمین فصل اگانے لگی۔ ہر طرف ہریالی ہی ہریالی ہو گئی۔ باغوں میں پھل اور پھول لگنے لگے۔ قریشیوں کی ساری پریشانیاں اور تنگیاں مکملی والے کے مدد سے دور ہو گئیں۔ سبحان اللہ قربان جاؤں اے خالق کائنات تیری عطا پر یار کے مدد سے تو نے عرب والوں پر کتنا کرم فرمایا اس جلیب پاک کی برکت سے ہم پر بھی کرم فرما دے کھڑی کے قلندر حضرت میاں محمد علیہ الرحمۃ نے جب یہ بات پڑھی تو رو پڑے اور رو کر کہا کہ:-

سے رحمت را مینماید پانصدایاتے باغ سکا کہ ہریا
 بوٹا آس امید میری دانتے کر دے میوے بھریا
 مٹھا میوہ بخش اجیہاتے قدرت دی گھت شیری
 جو کھاوے روگ اس دا جاوے تے دور ہووے دگیری

یہ تو سال بھر کی بات تھی۔ اب آیتے یہ دیکھتے ہیں کہ خالق کائنات نے یار کی ولادت پر کیا جشن منایا کیسے خوشی کی امام المحققین حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کون شاہ عبدالحقؒ جس کو ہر روز جاکتے ہوتے دہلی میں کھلی والے کی زیارت ہوتی تھی۔ میرۃ النبی بعد وصال النبی جلد اول ص ۲۳۸۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب سرکار مدینہ سرور قلب و سینہ احمد مختار علی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کا وقت قریب آیا تو خالق کائنات نے تمام فرشتوں کو آواز دی کہ دریں شب در ملک و ملکوت ندا دند کہ عالم را باخوار قدس منور

سازندہ۔ تاریخ النبوت، جلد ۲ فارسی مک اردو ص ۱۲۰۔ جب آواز دی
فرشتوں نے کہا جی۔ بیجا بیل ہم حاضر ہیں کیا حکم ہے۔ فرمایا اے جہان
کو۔ نہیں نہیں بلکہ فرش سے عرش تک، آسمانوں سے زمین تک پوری
کائنات کو مقدس انوار سے نور کی تجلیوں سے منور کرو، ہر طرف نور ہی
نور ہو جائے، ہر طرف روشنی ہی روشنی ہو جائے یا اللہ عز و جل تیرا حکم
پورا ہو گیا۔ پورا جہاں نور سے منور ہو گیا اور حکم فرمایا۔ و ملائکة زمین و
آسمان و راہتزاز و ابواب آندند۔ زمین اور آسمان کے تمام فرشتوں کو میرا
حکم ہے کہ مسرت اور خوشی کا خوب اظہار کرو۔ جشن منا و خوشیاں
کرو۔ اللہ تعالیٰ کا حکم سنتے ہی تمام فرشتوں نے، تمام جنتی حوروں نے
تمام غلامان بہشت نے خوشیاں منانا شروع کر دیں یہی بات سرکار کھڑی
نے فرمائی کہ۔

سے نتے سنگار کیتے کل حوراں تے سہرے گاؤں پٹیاں
ویکھ جمال حبیب میرے داتے صدقے ہو ہو گئیاں
جب سارا جہان منور ہو گیا۔ تمام کائنات کے فرشتے جشن منانے
لگے تو اب اللہ تعالیٰ نے جنت کے سردار فرشتے کو حکم دیا کہ وہ خازن
بہشت امرشد کہ فرودس اعلیٰ بکشاند۔ کہ اے خازن جنت میں عرض کی
جی مولا کریم فرمایا فرودس اعلیٰ کے دروازے کھول دے۔ اللہ ان
کے حکم سے جنت کے دروازے کھل گئے۔ عرض کی، مولا کریم جنت کے
دروازے کھل گئے یہاں۔ اب کیا حکم ہے فرمایا۔ و عالم را بنواج روح
معطر گرداند۔ جنت کی خوشبو سے سارے جہان کو منور کرو۔ ہر طرف

جنت کی خوشبو ہی خوشبو کر دو۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
 آخر میں فرماتے ہیں کہ، مگر آنکہ روشن گشت و نہ بیچ ہکانے نگر در
 آدا اور نور، سرکار کی ولادت کی رات کوئی گھر کوئی مکان دنیا میں ایسا نہ
 تھا جو کملی والے کی برکت سے روشن اور منور نہ ہوا تھا۔ اللہ اکبر۔ سارا
 جہان منور ہو گیا۔ جنت کے دروازے کھل گئے۔ ساری دنیا میں جنت کی
 خوشبو پھیل گئی۔ ہر مکان نور سے منور ہو گیا۔ فرشتوں نے کہا، مولا کریم تمام
 احکامات پر عمل ہو گیا ہے۔ فرمایا اچھا اب پہاڑوں کو حکم دے دو فخر سے سر
 بلند کر لیں۔ سمندروں کو کہو کہ اپنی روانی تیز کر لیں۔ فرشتوں کو کہو کہ وہ
 زمین پر اتر جائیں ایک دوسرے کو مبارکبادیاں دیں۔ ستر ہزار حوروں کو
 بنا سنوار کر زمین کی طرف بھیج دیا جائے۔ ہر آسمان پر ایک زبرد اور یا قوت
 کا ستون بنایا جائے۔ سورج کو ایک نور کی چادر اور اڑا دی جائے۔ ستاروں
 کو کہو کہ آسمان چھوڑ کر زمین کی طرف جھک جائیں۔ حوض کوثر کے کنارے
 کستوری کے ستر ہزار درخت لگا دیئے جائیں۔ نصاب قص کبریٰ جلد ۱ ص ۲۷
 فرشتوں نے عرض کی مولا کریم تمام انتظامات مکمل ہو گئے ہیں۔ فرمایا ٹھیک
 ہے۔ فرشتوں نے عرض کی مولا کریم اگر حکم ہو تو ایک سوال کر لیں۔ فرمایا کرو
 عرض کی یہ تمام احکامات کیوں صادر فرماتے؟ یہ تمام انتظامات کیوں کر لائے
 گئے۔ فرمایا فرشتو یہ تمام انتظامات اس لئے کرانے گئے ہیں کہ میرا محبوب
 میرا بار ختم نبوت کا تاج پہن کر دنیا میں جلوہ گر ہو رہا ہے۔ یہی بات کسی
 عاشق نے یوں بیان کی کہ :-

سے امیہ کی گل بنی تاکہ بھک گئے نی کیوں کہیے نوں خم آگیاے
 لے ہوا لڑیاں کیوں پون لگی تے آتشکدوں دی کون بچا گیاے
 سروں باغاں لے وچہ پتے جھومن تے نشے انہاں نوں کون پلا گیاے
 ساکے کہندے گھر عبداللہ لے تے سوہنا پاک محمد ﷺ آگیاے !

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت پاک ہوئی تو ستارے زمین کی
 طرف جھک گئے۔ حضرت عثمان بن ابی العاص فرماتے ہیں کہ میری والدہ فاطمہ
 بنت عبداللہ فرماتی ہیں کہ جب سرکارِ مدینہ پیدا ہوتے تو میں کھلی دلے کے گھر
 میں ولادت کے وقت موجود تھیں۔ میں نے اس وقت جس چیز کی طرف دیکھا
 وہاں انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی تھی۔ ہر طرف نور ہی نور تھا۔ پھر میں نے
 آسمانوں کی طرف دیکھا تو کیا ہوا کہ۔

میری نظر ستاروں پر پڑی۔

وہ میرے قریب ہو گئے۔

حتیٰ کہ میں نے گمان کر لیا کہ ستارے

مجھ پر گر پڑیں گے۔

إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى النُّجُومِ
 مَتَدَلِّي

حَتَّى قُلْتُ لَتَقَعَنَّ عَلَيَّ

ولات النبوه ص ۱۲۲۔ خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۷۷۔ زرقانی شریف جلد ۱ ص ۱۸۱ ہیرت
 حلیہ جلد ۱ ص ۹۲۔ حضرت فاطمہ جب ڈریں تو ستارے خدا کی قدرت سے
 گویا مسکرا پڑے۔ فرمایا فاطمہ ہماری طرف سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہم
 تجھ پر گرنے کے لئے نہیں جھک رہے بلکہ کھلی والے کی آمد کی خوشی میں جھک رہے
 ہیں اور جھک کر چہرہ والضحیٰ کی زیارت کر رہے ہیں۔ اللہ اکبر۔ ادھر حضرت
 فاطمہ یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔ ادھر حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ جب بنی کریم علیہ الصلوٰۃ

والتلام پیدا ہوئے تو میں نے تین بھنڈے دیکھے ایک مشرق میں، ایک مغرب میں، ایک کعبہ کی چھت پر۔ مدارج النبوت ص ۱۱۰۔ انوار محمدیہ ص ۳۳۔ سیرت جلیہ جلد ۱ ص ۱۰۹۔ سیرت نبویہ جلد ۱ ص ۳۹۔ علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ اپنی شہرت یافتہ کتاب بیان المیلاد والنبی ص ۵۔ مولد العروس ص ۱۱ میں تحریر فرماتے ہیں جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لاتے تو،

پوری دنیا کا ذرہ ذرہ آپ کے
حسن و جمال کو دیکھ کر مسکرا پڑا
عرش والے خوش ہیں فرش والے
سرور ہیں۔

وَكُلُّ اِمْبِیَحٍ بِجَمَالِ
طَلْعَتِهِ فَرِحًا مَسْرُورًا

زمین و آسمان اپنے نبی کی آمد پر باغ باغ ہورہے ہیں۔

اور پوری کائنات کھلی والے کی ولادت
پر رقص کرنے لگی لڑکیاں مائے لگی
ناچنے لگی مسرت اور خوشی کا اظہار
کرنے لگی۔

وَرَقَصَتْ اَلْكُوْنُ فَرِحًا
وَمَا تَ هَرِحًا۔

سرکارِ مدینہ کی ولادت پر اللہ
تعالیٰ کا عرش بھی خوشی میں ہلنے لگا

وَمَا تَ اَلْعَرْشُ لَيْلَةً
بِیْنَ مَلَاوِدِهِ۔

جیسے سرکار کے قدموں کی برکت سے اُحد پہاڑ ہلنے لگا تھا۔ میرے نبی نے فرمایا
تھا۔ اُحد تک جا ساکن ہو جا تیرے سینے پر ایک نبی ایک صدیق اور دو
شہید موجود ہیں۔ بخاری شریف مدارج النبوت۔

وَتَجَلَّىٰ الْحَقُّ عَلَىٰ
عِبَادِهِ -

اللہ تعالیٰ نے یارہ کی ولادت کی
خوشی میں اپنے بندوں پر جلوہ دار
کی انوار کی بارشیں برساتیں۔

وَاعْتَنَىٰ فَقِيرًا -

اور محبوب کے مدد سے عزیز ہونا کو
فقیروں کو رعنی اور مالدار بنادیا۔

حوریں جنت سے نکل کر عطر و گلاب چھڑک رہی تھیں۔ فرشتے سیدہ آمنہ
کے ارد گرد کھڑے پڑ پھیلانے خوشی اور مسرت کا اظہار کر رہے تھے۔
میرے دوستو! علامہ سیوطی، علامہ حلبی، علامہ وحلان، علامہ ابن جوزی،
علامہ شاہ عبدالحق، علامہ نبھانی، علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ کے ارشادات
سے نتیجہ کیا نکلا؟

نتیجہ یہ نکلا کہ سرکارِ مدینہ راحت قلب و سینہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت

نتیجہ کیا نکلا

کے موقع پر خود خالق کائنات نے عرب کو خوشحال کر دیا۔ پریشانیوں اور
تکلیفوں کو دور کر دیا۔ فرشتوں اور حوروں کو زمین پر اتارا۔ جنت کے
دروازے کھول دیئے۔ سائے جہانوں میں چراغاں کا بندوبست فرمایا۔ ساری
کائنات کو روشن اور منور فرمایا۔ خوشبوؤں سے جہان کو معطر بنایا۔ آسمانی
ستاروں نے جھک کر سلامی دی۔ نور کے جھنڈے لہرائے۔ جنتی شہزادے
سرکار کی والدہ کو پلایا۔ سرکار کی آمد پر پوری دنیا میں لڑکے تقسیم کئے۔
فرشتوں نے صلوٰۃ و سلام کے نغمے گائے۔ غرضیکہ خالق کائنات نے یارہ کی
آمد سے پہلے اور یارہ کی ولادت کے دن خوب خوب خوشی کرنے کا فرشتوں

کو حکم دیا تاکہ ثابت ہو جائے محبوب کی آمد پر سرکار کی ولادت پر خوشی کا
 اظہار کرتا یہ بدعتِ شرک نہیں۔ بلکہ خالق کائنات کی اور اللہ تعالیٰ کے
 فرشتوں کی سنت ہے۔

الحمد للہ! اسی لئے سنتی میلاد بھی کرتا ہے اور منکر بن میلاد
 کو یہ بھی کہتا ہے کہ :-

سدا میلاد مناؤ کھلی والے وا
 رل مل سہرا گار کھلی والے وا
 ایہ میلاد نبی سرور وا
 ساکے نبیاں سے افر وا
 ورد درود وئی پاؤ !
 سدا میلاد مناؤ کھلی والے وا
 حوراں رل مل سہرا گاؤن !
 جمن نبی سے جشن منادوں
 تسبی بھی جشن مناؤ !
 سدا میلاد مناؤ کھلی والے وا
 میلاد منانا حکم خدا سے
 اس سے صدقے ہر نوں شفا سے
 سنباں وی گل من جاد !
 سدا میلاد مناؤ کھلی والے وا

میرے دوستو! ان تمام روایات سے پتہ چلا کہ سرکارِ مدینہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد منانا خوشیوں کا اظہار کرنا یہ خالق کائنات کی بھی سنت ہے اور اللہ تعالیٰ کے معصوم فرشتوں کی بھی۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمت سے ذرا ایمان کی نگاہ سے دیکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد منانا یہ تو تاجدار مدینہ کی بھی سنت ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر پیر کو ہر سووار کو باقاعدگی سے روزہ رکھا کرتے تھے۔ ایک دن میرے آقا کے ایک صحابی ایک غلام نے عرض کی آقا آپ ہر پیر کو روزہ رکھتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا حکمت ہے؟ کیا فلسفہ ہے؟ کیا راز ہے؟ خالق کائنات کا یار مسکرا پڑا۔ سرکار نے مسکرا کر فرمایا کہ میں پیر والے دن روزہ اس لئے رکھتا ہوں کہ۔

<p>میں محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیر والے دن دنیا میں آیا ہوں۔</p>	<p>فِيهِ وُلِدْتُ وَفِيهِ أُنزِلَ عَلَيَّ۔</p> <p>مسلم شریف ص ۱۶۹ مشکوٰۃ شریف ۱۶۹</p>
---	--

اور پہلی وحی، پہلی قرآن مجید کی آیت بھی پیر والے دن نازل ہوئی ہے۔ یعنی پیر والے دن اللہ تعالیٰ نے دو انعام فرمائے۔ ایک تو مجھے رحمت کی چادر پہنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا دوسرا اپنا قرآن نازل فرمایا۔ سبحان اللہ، پتہ چلا کہ سرکار کی آمد سرکار کی ولادت پر اظہار شکر کرنا یہ خود رحیم کریم نبی کی سنت مبارک ہے۔ میاں ہم تو سال بعد جشن ولادت مناتے ہیں۔ میرے نبی نے ہر ہفتہ اپنا جشن میلاد منایا تاکہ پتہ چلے کہ پتہ چلے۔

کام بدعت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت مبارکہ ہے۔ حضرت علامہ شیخ محمد علوی مالکی مقدمہ المورد والروی میں اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ سرکار نے اپنا یوم میلاد خود منایا اور اس کی عظمت کا اظہار فرمایا۔ مسلمانوں کے محفل میلاد میں یہی ہوتا ہے اگرچہ صورت مختلف ہوتی ہے۔ مگر معنوی طور پر ایک ہی چیز ہے چاہے روزہ رکھ کر خوشی کی جائے یا کھانا کھلا کر چاہے مجلس ذکر کا اہتمام کر کے یا درود و سلام پڑھ کے خوشی کی جائے یہ تمام باتیں اسی حدیث سے ثابت ہوتی ہیں۔ مقدمہ المورد والروی ص ۹۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے یہ حدیث مبارکہ صحیح ہے۔ سرکار نے اپنی آمد کی خوشی پر پیسہ کو روزہ نہ بنا کر سنی حلقی بریلوی بجاتے روزہ رکھنے کے ویسے پکاتے ہو، کھانا پکا کر کھاتے کھلاتے ہو یہ کہاں کی سنت ہوئی تم نے یہ سارے کام کھانے پینے کے لئے کئے ہوتے ہیں۔

میرے دوستو! الحمد للہ سرکار کے میلاد شریف کا کھانا گیارہویں شریف کا حلوہ میرا اللہ تعالیٰ نے اہل سنت کے ہی حصہ میں لکھا ہے۔ انشاء اللہ تازہ زندگی بلکہ قیامت تک اہل سنت و جماعت پکاتے رہیں گے، کھاتے کھلاتے رہیں گے۔ یہ اپنا اپنا متاثر ہے۔ یہ اپنے اپنے نصیب کی بات ہے۔ کسی کے حصے میں اللہ تعالیٰ نے میلاد شریف کا پاک کھانا گیارہویں شریف کا متبرک حلوہ لکھ دیا ہے اور کسی منکر کے حصے کو اہل سنتوں کے گھر کا کھانا، ہندوؤں کی سوڈوالی کمائی کے پیسے سے سبیل کا پانی لکھ دیا ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۹۶، ۵۹۵، ۵۹۶ جناب

صائم چشتی نے بڑا پیارا اس منام پر یہ شعر فرمایا کہ :-
 ۱۔ حلوہ شبرات توں پکایتے تے بدعت اے
 گیارہویں دا ختم جے دلایتے تے بدعت اے
 سلام جے حضور نوں پچایتے تے بدعت اے
 کھانے تے قرآن پڑھ کھایتے تے بدعت اے
 کاں کھانے جیز تے بھتی کانواں دے شکاریوں !
 بے او توجید دے وڈیو پکباریوں !
 سلطان الوداعین مولانا محمد بشیر سیالکوٹی اپنی اکثر تقریروں میں یہ شعر
 پڑھتے تھے کہ :-

۲۔ یہ گھی اور سوچی کا مُدہ نوالہ
 وہی کھاتے جو ہوسے ایمان والا !
 اللہ تعالیٰ کا شکر ہے پاکیزہ کھانے کھاتے ہیں پاک نبی کے گیت
 گاتے ہیں ان چیزوں کو حرام کہنے والوں دماغیوں غیر مقلدین اہل حدیث
 کی غذا میں کون سی ہیں۔ گوہ کھانی حلال ہے۔ تفسیر ستاری ص ۲۶۶۔ کچھوا
 کھانا حلال ہے۔ فتویٰ ثنائیہ جلد اول ص ۵۵۶۔ پچھو کھانا حلال ہے۔
 عرف المجادی ص ۳۲۵۔ فتویٰ ستاریہ جلد دوم ص ۲۔
 اسی بات کو جناب صائم چشتی نے اشار میں پیش فرمایا

۳۔ حلوا بھی طیب اے سیویاں بھی طیب نے
 سب کھانے جائز نے سائے کھانے طیب نے

بکرے پھترے طیب نے سب کھانے جاڑنے
تسین و سو کوٹے کچھوے کے کتھوں پتے کھانے او
جھوٹھو و ہا بیو حدیثاں پھڈی جانڈے او
جھوٹھا لیبیل لا کے اینویں اہلحدیث کھانے او
جیسا منہ ویسی غذا خیر تو سرکار نے ہر پیر کو ہر سو موار کو روزہ
رکھ کر اپنا جشن میلاد منایا۔ اپنی آمد کی خوشی منائی۔ میرے دوستوں اگر
سرکار کی محبت والی عینک سے کتب کا مطالعہ کیا جائے تو بکرے ذبح
کر کے کھانا، پکا کے کھانا اور جشن آمد رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام منانا
یہ بھی سرکار مدینہ سرور قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت
مبارکہ ہے۔ جب سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ شریف سے
ہجرت فرما کر مدینہ شریف تشریف لائے، شرب سے مدینۃ المنورہ بنا
تو میرے آقائے ایک دن چند بکرے خرید فرماتے ان کو اپنے مبارک
ہاتھوں سے ذبح فرمایا پھر باورچی کو بلایا۔ فرمایا ان کو دو گیلوں میں پکاؤ
بکرے پکینے شروع ہو گئے۔ سرکار نے کھانا بکھوایا و یگیں تیار کرائیں۔ پھر
میرے آقائے حضرت بلال کو فرمایا۔ بلال جی آقا، فرمایا جاؤ مدینہ شریف
میں مناویا کر دو۔ آج کھانا کھلی والے کے گھر ہے۔ مدینہ شریف کے تمام
مسکین، صحابہ غریب صحابہ کھانے کے وقت جمع ہو گئے۔ سرکار نے تمام صحابہ
کو خوب خوب کھانا کھلوا یا۔ صحابہ کھانا بھی کھاتے جاتے اور پوچھتے بھی جاتے
آقا یہ دیکھیں کس خوشی میں یہ کھانا کیوں کھلایا جا رہا ہے۔ میرے آقائے فرمایا
میرے صحابہ عرض کی جی حضور فرمایا یہ کھانا یہ تنگہ میں محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

اپنی ولادت کی خوشی میں اپنے آنے کی خوشی میں پکا کر تمہیں کھلا رہا ہوں اور اس خالق کائنات کا شکر بجالا رہا ہوں۔ جس نے مجھے اپنا نبی بنا کر اپنا رسول بنا کر ختم نبوت کا تاج پہنا کر تمام نبیوں کا امام بنا کر اس آسمان کے نیچے اس زمین پر مبعوث فرمایا ہے۔ سبحان اللہ، بعض لوگ کہتے ہیں کہ سرکار نے اپنا میلاد نہیں منایا اپنی آمد کی خوشی نہیں منائی بلکہ سرکار نے اپنا عقیدہ کیا تھا۔ امام المحدثین فنا فی الرسول حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اس بات کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ عقیدہ نہیں تھا بلکہ سرکار کے میلاد کی خوشی تھی۔ فرماتے ہیں کھلی والے آقا کا عقیدہ تو مکہ شریف میں ولادت کے ساتویں دن بعد آپ کے پیارے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود اپنے لامحتوں سے کر دیا تھا۔

والحقیقة لا تعارصدة
ثانبة

عقیدہ زندگی میں دوبارہ نہیں کیا جاتا۔

اس لئے اس حدیث کو اس حقیقت پر محمول کیا جائے گا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کام اظہار شکر کے لئے کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمتہ للعالمین بنایا۔

آخر میں فرماتے ہیں کہ ا۔

فَيَسْتَجِبُ لَنَا أَيْضًا۔

اب یہ بات میلاد شریف کونسا ہے
یہ ہم سب غلاموں کے لئے عاشقانِ
نبی کے لئے مستحب ہے کہ میلاد شریف
منائیں۔

اَظْهَارُ الشُّكْرِ بِتَوَكُّدِهِ - اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
 الحادی للفتاویٰ جلد ۱ ص ۱۹۶ - کی ولادت پاک پر اللہ تعالیٰ کا
 شکر بجا لائیں۔

الحمد للہ اس لئے سنی سرکار کی آمد پر سرکار کی ولادت پر یوں نغمہ سرا
 ہوتے ہیں۔

سے آگیا سوہنا جس سے دردی تے مرسل کرن سلامی
 من واپن اناکے جس سے تے تائے دین سلامی
 اس سے ورت ہین سوان تے کیا خاصی کیا عامی
 آج مقصود جہاں سے سب سے تک گئے دکھ تمامی
 بعقل لوگ ان تمام دلائل کو سننے پڑھنے کے بعد بھی یوں کہتے ہیں کہ کیا تم زیادہ
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق ہو، جشن مناتے ہو، میلاد مناتے ہو
 اگر یہی عشق کی دلیل ہے تو کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کے سچے عاشق نہیں تھے؟ محبت نہیں تھے؟ اگر تھے تو انہوں
 نے جشن میلاد منایا؟ سرکار کے میلاد شریف کے جلسے کئے؟ اگر جشن میلاد
 منایا تو ثبوت دہاگر نہیں منایا تو اس بدعت کو چھوڑ دو۔

میرے دوستو! یہ تمام باتیں کم عقلی اور جہالت کی باتیں ہیں، کیسے
 تو سنیتے ان لوگوں سے آپ پوچھیں کہ جب سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لاتے تو کیا اس وقت صحابہ کرام موجود تھے؟
 نہیں تھے کیوں؟ اس لئے کہ صحابی کی تعریف یہ ہے کہ جو ایمان کی نگاہ سے
 نبی پاک کی زیارت کرے۔ جس زمانے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

نے دنیا میں قدم پاک رکھا وہ زمانہ وہ دور باسکن بازیگہ کا دور تھا اس دور میں تو لوگ اللہ تعالیٰ کو بھی نہیں مانتے تھے پہچانتے تھے صحابی کیسے بن جاتے چالیس سال میرے آقا نے ان لوگوں میں اپنی پاکیزہ زندگی گزار لی چالیس سال بعد خالق کائنات نے فرمایا میرے حبیب، عرض کی جی رب بھیل فرمایا محبوب اب میری وحدانیت اور اپنی رسالت کا اعلان کر دو۔ جب میرے آقا نے نبوت کا اعلان فرمایا تو وہی لوگ جو آپ کو امین صادق پاکباز کے القاب سے یاد کرتے تھے اب انہوں نے ہی میرے آقا کو کاذب اور کفار کہا شروع کر دیا۔ نفوز باللہ کہے میں کھل کر عبادت نہ کرنے دیتے۔ جب تک میرے نبی مکہ شریف میں ہے وہ آپ کو نہ مانتے ہے۔ گالیاں دیتے ہے، پتھر مارتے ہے، جو بندہ کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو جانا اس کا بھی حشر بڑا برا ہوتا۔ جو صحابہ کعبہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کر سکتے تھے وہ سرکار کا میلاد کیسے مناتے؟ وہ سرکار کے جشن کیسے مناتے۔ دوستو جشن منایا جاتا ہے امن میں سکون میں جب سکون ہی نہ ہو امن ہی نہ ہو تو جشن سمجھتے نہیں۔ ہاں جب میرے آقا اپنے غلاموں کو لے کر مکہ چھوڑ کر مدینہ شریف چلے گئے تو وہاں جا کر صحابہ نے اپنے طور طریقے سے جشن میلاد منایا۔ بلکہ صحابہ کرام نے سرکار مدینہ سے اجازت لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے جشن نبی منایا۔ میلاد پاک کی تقریریں کی سرکار سن کر خوش ہوئے کیسے میلاد منایا تو سینے۔

سرکار مدینہ سرور قدس و زین بیان کائنات
غریبوں کے آقا و مولا سیدنا و مورزا حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب فوج ہجری میں غیرت سے ناز ہو کر

نذرانہ عقیدت

سے واپس تشریف لائے۔ مدینہ پاک میں مسجد نبوی شریف میں محفل سچی سرکار کے دیوانے مستانہ سرکار کی بارگاہ میں تشریف فرما ہیں۔ سارا مدینہ خوش ہے کہ آقائے کائنات بحمد اللہ خیریت سے پہنچ گئے ہیں۔ سرکار کے غلام دیدار کی لذت سے لطف اندوز ہو رہے ہیں کہ اچانک نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت عباس بارگاہ نبوی میں کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں۔ آقا اگر اجازت ہو تو تیرا میلاد نہ بیان کروں، تیری شان میں چند اشعار نہ پیش کروں کہ آپ ہم سے پہلے کہاں تھے، کیا تھے کیسے آئے۔ سرکار محفل سچی ہوئی ہے تیرے غلام جمع ہیں بڑا لطف آئے گا، بڑا کیف آئے گا، صدارت تیری ہوگی تقریر میری ہوگی، سننے والے تیرے پروانے ہوں گے، میرے آقا مسکرائے فرمایا چچا ضرور میری شان بیان کر۔ ضرور میرا میلاد بیان کرو۔ چچا تو میلاد بیان کرتا جاتا تو میری شان بیان کرتا چاہیں تیرے لئے دعائیں کرتا جاتا ہوں تاکہ پستہ چل جاتے جو میرا میلاد بیان کرے جو میری شان کے قصیدے پڑھ کے لوگوں کو سنائے اس کے لئے نبی کے ہاتھ اٹھ جاتے ہیں۔ نبی کی دعائیں اس کے ساتھ ہوتی ہیں۔ نبی کی رحمت والا سایہ اس کے سر پر ہوتا ہے سبحان اللہ حضرت عباس نے نعت شروع کی سرکار کا میلاد شروع کیا۔ میرے نبی نے ید اللہ والے ہاتھوں سے حضرت عباس کے دعا کی کہ:-

میرے چچا میری شان بیان کیجئے

اللہ تعالیٰ آپ کی زبان آپ کے

چہرے کو ہمیشہ سلامت

رکھے۔

قُلْ لَا يُفْضِحُنِي اللَّهُ

فَاتٌ -

میرے دستوں پہ چلا جو سرکار کا میلاد بیان کرتا ہے جو نبی کی عظمت کے ڈنکے بجاتا ہے۔ میرے رسول کے قصیدے گاتا ہے۔ اس کی زبان بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجاتی ہے۔ اس کا چہرہ بھی اللہ تعالیٰ کی امان میں آجاتا ہے اور جو منکر میلاد ہیں، جو منکر نشانِ رسول ہیں جنہوں نے دن رات نبی کے گلے کرتے ہیں جو عظمتِ رسول سن کر جل جاتے ہیں ان کی زبانیں ان کے چہرے اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی مسخ فرما دیتا ہے چہرے بگاڑ دیتا ہے۔ چہروں کی زینت ختم ہو جاتی، حالت یہ ہوتی ہے جب مرتے ہیں تو ڈاکٹر ان کی لاش پر لکھ دیتے ہیں اس کی شکل بعض طبی دوا کی بنا پر نہیں دیکھی جاسکتی لیکن جو میرے نبی کے پرولنے ہوتے ہیں۔ بعض وفات کے بھی ان کے چہرے پھولوں کی طرح تازہ ہرے بھرے ہوتے ہیں۔ ایسے لگتا ہے جیسے فوت ہوتے نہیں۔ میرے محسن میرے استادِ مکرم قبلہ قاری فیض احمد سیالوی علیہ الرحمۃ آپ کا جب دھیر و سیال سرگودھا میں دھال ہوا تو پتہ نہیں چل رہا تھا کہ آپ فوت ہوتے ہیں کہ نہیں ڈاکٹر کو بلایا گیا۔ اس نے نبض پر ہاتھ رکھا کہنے لگا۔ نبض بتاتی ہے۔ قاری صاحب علیہ الرحمۃ فوت ہو گئے پر چہرہ بتاتا ہے زندہ ہیں۔ کیونکہ چہرے پر بار بار پسینہ آ رہا ہے جو مر جاتے اس کو پسینہ نہیں آتا۔ شیخ الاسلام والمسلمین عونث زماں حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ڈاکٹر صاحب قاری صاحب بظاہر فوت ہو گئے ہیں لیکن حقیقت میں زندہ ہیں۔ یہ پسینہ رحمت کا پسینہ ہے۔ یہ پسینہ نبی کی محبت کا پسینہ ہے۔ یہ پسینہ قرآن کی خدمت کا پسینہ ہے۔ تو خیر عرض کیا کہ رہا تھا۔ حضرت عباس نے میرے نبی کا میلاد پڑھنا شروع کیا شان بیان کرنا شروع کی کہ :-

ۛ مِنْ قَبْلِهَا طَبْتُ فِي الظَّلَالِ وَ فِي
مُسْتَوْدِعٍ حَيْثُ يَخْصِفُ النُّورُ

اے پیارے آقا آپ زمین پر تشریف لانے سے پہلے جنت کے سایوں میں
خوشحالی اور دلچسپی گاہ یعنی بہشت آدم علیہ السلام میں تھے۔ جب کہ وہ
جنت میں تھے جہاں وہ درختوں کے پتے نیچے اُوپر چوڑ کر اپنا جسم ڈھلکتے
تھے۔

ۛ ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ لَا بَشَرًا
أَنْتَ وَلَا مَضْفِيَّةٌ وَلَا عَلَقٌ

پھر آپ نے بلاد یعنی زمین کی طرف نزول فرمایا دیہ حضرت آدم علیہ السلام
کے زمین پر آنے کی طرف اشارہ ہے) کیونکہ آپ ان کی پشت میں پوشیدہ
تھے۔ اس وقت آپ نہ بشر تھے نہ مضعفہ نہ علق تھے۔ بچے کی ولادت
سے پہلے ماں کے پیٹ کی کیفیات کی طرف اشارہ ہے۔

ۛ بَدُّ نُطْفَةٍ شَرَكِبُ السَّفِينِ وَقَدْ
الْجَمْرَ نَسْرًا وَأَعْلَهُ الْغُرُقُ

میرے آقا آپ کا مادہ مائیکہ کشتی نوح علیہ السلام میں سوار تھا جس کی
برکت نوح علیہ السلام کی کشتی تیر رہی تھی اور نسریت اور اس کے ماننے
والے پانی میں غرق ہو رہے تھے۔

اَشَدُّ اكْبَرًا

۷ تَنْقُلُ مِنْ صَالِبِ الْكَرِيمِ
إِذَا مَهْنَى عَالِسُو مَبْدَا طَبَقُ

اسی طرح آپ پاک پشتوں اور پاک رحموں میں یکے بعد دیگرے
مختلف طبقات میں منتقل ہوتے رہے۔

۸ وَرَدَتْ نَارَ الْخَلِيلِ مُسْتَرَا
فِي صَلْبِهِ أَنْتَ كَيْفَ يَخْتَرِقُ

یہاں تک آپ نے نار خلیل علیہ السلام میں ورود فرمایا چونکہ آپ کا
نور ان کی پشت میں پوشیدہ تھا تو وہ کیسے جل سکتے تھے۔

۹ حَتَّىٰ اخْتَوَىٰ بَيْتَكَ الْهَيْمَنُ مِنْ
خَنْدَفٍ عَلَيْهِ تَحْتَهَا النَّطُوقُ

اسی طرح آپ کا نور منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ آپ کے خاندان جو کہ خندف
کی اولاد ہیں کہ وہ شرف اور بلند مقام حاصل ہوا کہ دوسرے لوگ ان کے
نیچے ہیں۔

۱۰ وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدَتْ أَشْرَقَتْ أَلْ
أَوْضُؤُ وَضَاءَتْ بِنُورِكَ الْأُفُقُ

میرے آقا جب آپ پیدا ہوئے تو اس وقت آپ کے نور سے زمین
روشن ہو گئی اور آفاق منور ہو گئے۔

۱۱ فَنَحْنُ فِي ذَلِكَ الْفِيَاءِ وَفِي
النُّورِ وَ سَبِيلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

ہم اسی ضیاء اور اسی نور میں رشد و ہدایت کے راستوں کو قطع کر رہے

ہیں۔ الحبیب ص ۱۲، خصائص اکبری جلد ۱ ص ۹۷۔ مواہب لدنیہ اول
ص ۵۸۵۔ نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ص ۱۲۔

میرے دوستو! توجہ فرماؤ نبی پاک کی صدارت ہے صحابہ کا اجتماع
حضرت عباس میرے نبی کا میلاد بیان کر رہے ہیں۔ میرا عشق کہتا ہے، کہ
حضرت عباس کی اس تقریر پر صحابہ جھوم اٹھے ہوں گے۔ میرے نبی مسکرا
پڑے ہوں گے۔ فرشتے داخسین دے رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں
کا نزول ہو رہا ہوگا۔ حضرت عباس نے میرے نبی کے سامنے کیسے پیارے
انداز سے میلاد شریف بیان کیا کہ آقا آج تو آپ ہمارے سامنے تشریف
فرما ہیں۔ آج تو آپ ہمیں اپنا فیض عطا فرما رہے ہیں۔ میرے آقا ہمارے
پاس آنے سے پہلے آپ نے تمام کائنات کو فیض نبوت عطا فرمایا۔ اگر
آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو تیرے وسیلہ سے نوح کا بیڑا پار
ہوا تو تیرے صدقے سے اگر ابراہیم علیہ السلام پر آگ گل و گلزار ہوئی
تو تیرے طفیل میرے آقا آپ جب دنیا میں تشریف لاتے تو ہر طرف
نور ہی نور ہو گیا۔ اگر ہمیں ہدایت کا راستہ ملا تو تیرے صدقے، سبحان اللہ
کیسا پیارا عقیدہ ہے۔ کیسا پیارا مذہب ہے۔ الحمد للہ الملت و جماعت
حنفی بریلویوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ جب حضرت عباس نے بھری محفل میں
میلاد بیان کیا تو نہ نبی نے اعتراض کیا نہ صحابہ نے پتہ چلا میرے نبی کا بھی
یہی خیال مبارک تھا تمام صحابہ کرام کا بھی یہی عقیدہ تھا سب سے پہلے میرے
نبی کا میلاد حضرت عباس نے سرکار کی موجودگی میں بیان کیا۔ پتہ چلا سرکار کی
موجودگی میں صحابہ نے میلاد کیا، میلاد سنا، میلاد بیان کرنا یہ صحابہ کی سنت

ہے یہ حضرت عباس نبی پاک کے چچا تھے۔ اب آئیے دیکھتے ہیں حضرت عباس کے بیٹے حضرت عبداللہ ابن عباس نے سرکارِ کاکیے میلاد بیان کیا۔

امام المحدثین حضرت علامہ ابوالخطاب عمر بن علی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب التنبیہ فی مولد البشیر

مخبر میلاد

میں یہ روایت بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک دن اپنے محلہ کے لوگوں کو اپنے گھر دعوت پر بلایا۔ حضرت ابن عباس کا گھر مدینہ شریف کے کونے پر تھا۔ تمام محلہ ولے آگئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ جمع ہو گئے۔ حضرت ابن عباس نے تمام ہمانوں کو بٹھانے کے بعد کھانا کھلانے سے پہلے تمام دوستوں کے سامنے اپنے نبی کا میلاد بیان کرنا شروع کر دیا۔ ولادت کے واقعات لوگوں کو سنائے۔ دورانِ تقریر ایسا ذوق پیدا ہوا، ایسا سماں بندھ گیا کہ سرکارِ کاہر صحابی اپنے آقا و مولیٰ کی ولادت کے واقعات سن کر عیش کر اٹھا۔

تمام صحابہ کرام اپنے آقا کی شانِ مہن کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے۔

فِيْ سُبْحٰنِ رُوْتٍ وَّيَحْمَدُوْنَ

کہ مولا کریم تیرا لاکھ لاکھ بار شکر ہے تو نے ایسا نرالا ایسا حسین و جمیل اتنی شان والا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں عطا فرمایا ہے۔

پھر اپنے نبی کی ذات پر درود و سلام پڑھنا شروع کر دیا۔

وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ

سبحان اللہ گویا صحابہ کرام کہہ رہے تھے کہ:-

ۛ اُو جیبِ خدا سرورِ انبیاء
 جس وا صدیاں توسی انتظار آگیا
 کئے ہوئے چمن وچہ بہار آگئی
 روندے ہوئے دلاں نوں قرار آگیا
 جس دی خاطر بچھایا گیا فرش نوں
 جس دی خاطر سجایا گیا عرش نوں
 جس دی خاطر بنائے گئے دو جہاں
 بن کے لولاک دا تاجدار آگیا

ادھر صحابہ کرام سرکارِ مدینہ کا میلاد بیان کر رہے اللہ تعالیٰ کا شکر
 بجالائے ہیں۔ اپنے محبوب کی ذات پر درود و سلام کے موقی پنچا ور کر رہے
 ہیں۔ ادھر کیا ہوا۔

فَاِذَا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ
 تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

اچانک خالقِ کائنات کے ماہی
 سورہ کے راہی، غریبوں کے آقا
 و مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ و آلہ وسلم بھی آگئے۔

سرکار نے دیکھ لیا کانوں سے سن لیا کہ میرے صحابہ میرا میلاد بیان کر رہے ہیں
 مجھ پر صلاۃ و سلام کی لڑیاں پنچا ور کر رہے ہیں۔ میرے آقا کی رحمت جلال میں
 آگئی۔ میرے نبی نے اپنی

مَا يُنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ————— والی زبان سے فرمایا۔

قَالَ خَلَّتْ لَكُمْ شَفَاعَتِي | لے میرا میلاد بیان کرنے والو میرا

ذکر سن کر جھومنے والو میری آمد پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے والو تمہیں مبارک ہو
 آقا کس بات کی فرمایا تم سب پر میری شفاعت واجب ہو گئی اب قیامت کو
 میں نے جنت میں قدم نہیں رکھنا جب تک میرے ساتھ نہیں ہو گے سبحان اللہ
 ہدیۃ الحرمین ص ۲۴۔ رسول الکلام ص ۴۹۔ جشن میلاد النبی کی شرعی حیثیت ص ۱۸۴
 سفینو مبارک ہو سرکار میلاد کرنے والے وہ خوش نصیب ہیں جن کو میرے آقا
 اپنی شفاعت کی خوشخبری سنا ہے ہیں ہو سکتا ہے کبھی ہم پر بھی سرکار کرم فرما
 دیں ہمارے جلسے میلاد پر تشریف لے آئیں اور ہمیں بھی اپنی رحمت والی زبان
 سے فرمادیں۔ پاکستانیو تمہیں مبارک ہو میلاد کی برکت سے تم پر میری شفاعت
 واجب ہو گئی تو ہماری بگڑی بن جائے گی۔ ہم بھی جھوم کر کہیں کہ۔

مرحبا مرحبا آگے مصطفیٰ جد ہیاں را ہواں بڑے دیکھو رہ گئے
 گودی چکیا جلمہ نے سرکار نوں نازاں والے کھڑے دیکھو رہ گئے
 کھلی والے دی نسبت ظہوری ملی تشر نوں لاج میری جی نے دکھ لئی
 میرے سنجواں دی جس ویلے قیمت پئی ہیرے موتی بہڑے دیکھو رہ گئے

اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ سبل المہدی فی مولد المصطفیٰ
 میں علامہ ابوالمخاطب علیہ الرحمۃ التتویر فی مولد البشیر میں علامہ عبدالحق الہ آبادی
 ہاجر مکی علیہ الرحمۃ مولد النبی میں علامہ سید دیدار علی رسول الکلام میں فرماتے
 ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت ابودردا
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک دن پیر کا دن تھا میں سرکار مدینہ کی
 بارگاہ عالیہ میں زیارت کے لئے حاضر ہوا میرے آقا مسجد نبوی میں تشریف
 فرما تھے میں نے حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کے بعد زیارت کی تھوڑی

دیر کے بعد میں نے سرکار سے گھر جانے کی اجازت مانگی۔ میرے آقا نے فرمایا
 ابوورد کوئی جلدی تو نہیں؟ آقا نے حکم فرمایا آج میرا پروگرام ہے کہ ذرا مینے
 کی گلیوں میں گھومیں، آقا میں حاضر ہوں، حضرت ابوورد فرماتے ہیں سرکار
 اٹھ کر آگے چل پڑے میں پیچھے پیچھے چل پڑا۔ سرکار مدینہ شریف کے بازاروں
 سے ہوتے ہوتے مدینہ شریف کی گلیوں سے پھرتے پھرتے حضرت عامر
 انصاری کے مکان کے پاس سے گزے تو ہم نے کیا دیکھا حضرت عامر اپنے
 گھر میں اپنے تمام خاندان والوں کے ساتھ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے ہمراہ
 محفل میلاد صحابہ بیٹھے ہیں تمام لوگ بڑے باادب طریقے سے سر جھکائے
 اپنے نبی کا میلاد سن رہے تھے۔ سرکار کا صحابی میلاد شریف بیان کر رہا ہے
 کہ کیسے ہمارے آقا کا نور حضرت آدم علیہ السلام سے چلتے چلتے حضرت سیدہ آمنہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن میں تشریف لایا اور پھر کیسے سرکار دنیا میں تشریف
 لاتے قربان جاؤں اس محفل میلاد پر بیان کرنے والے بھی صحابی میلاد سننے
 والے بھی صحابی اور حقیقت میں جیسے میرے آقا کی شان کو صحابہ نے سمجھا ہے
 کوئی سمجھ سکتا ہی نہیں، اسی لئے تو کھڑکی کے قندریاں محمد علیہ الرحمۃ فرما
 گئے کہ :-

قدر نبی دا ایہہ کی جانن دنیا دار کھینے
 قدر نبی دا جانن والے سوں گئے نی وچہ دینے
 قدر پانی دا پھلی جانے یا جانے مرغابی
 قدر نبی دا میرا اللہ عزوجل جانے یا جانن اصحابی
 قدر نبی دا ایہہ کی جانن بخدی لوگ کھینے
 قدر نبی دا سنی جانن تے صاف بھنا ندے سینے

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت عامر انصاری اپنے تمام خاندان میں کھڑے

ہو کر آتے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد بیان کر رہے تھے۔

وَيَقُولُ هَذَا الْيَوْمَ هَذَا
لِيَوْمِ

آج کا دن تھا۔ آج کا روز تھا۔
حسن دن ہمارے نبی دنیا میں

جلوہ افروز ہوتے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنے
صحابی کو اپنا میلاد بیان کرتے دیکھا تو فرمایا عامر عرض کی جی آقا فرمایا مبارک
ہو عرض کی آقا کس بات کی فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ فَتَحَ لَكَ
أَبْوَابَ الرَّحْمَةِ۔

تمہارے اس عمل کو دیکھ کر تمہاری
محفل میلاد کو دیکھ کر اللہ پاک
نے تیرے لئے اپنی رحمت کے
دروازے کھول دیئے ہیں۔

وَالْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ
يَسْتَغْفِرُونَ لَكَ۔

اور تمام فرشتے تیرے لئے بخشش
کی دعائیں مانگ رہے ہیں۔

حضرت عامر نے عرض کی آقا صرف میرے لئے، میرے نبی نے مسکرا

کر فرمایا نہیں نہیں بلکہ

مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ

قیامت تک جو بھی تیری طرح

محفل میلاد سجاتے گا۔ اس کو بھی

ایسا ہی ثواب ملے گا جتنا اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا فرمایا ہے۔

ہدیتہ الحرمین ص ۲۱-۲۲

میرے دوستو پیہ چلا کہ سرکارِ میلاد منانا بدعت نہیں بلکہ خالقِ کائنات

کی رحمت لینے کا ایک بہانہ ہے۔ فرشتے ایسے آدمی کے لئے بخشش کی دعائیں کرتے رہتے ہیں اس لئے کسی عاشق نے کہا کہ :-

قسمت نوں جگانڈے نے
بہترے آقا دامیلاؤ مناندے نے

میرے دوستو! ان روایات سے پتہ چلا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں صحابہ کرام جشن میلاد کے جلے کرتے تھے اور آج ہم بھی کرتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ اس وقت خوشی اس دور کے مطابق ہوتی تھی آج خوشی اس دور کے مطابق ہوتی ہے۔ خوشی وہی ہے صرف طریقہ کار میں فرق آگیا ہے طریقہ بدل جاتے تو چیز نا جائز نہیں ہو جاتی مثلاً آج پہلے لوگ بھی کرتے تھے آج بھی کرتے جاتے ہیں پہلے لوگ پیدل چل کر گھوڑوں پر اونٹوں پر سوار ہو کر سفر کرتے تھے۔ لیکن آج کل ہوائی جہاز پر سفر کیا جاتا ہے، حج وہی ہے لیکن آنے جانے کا سامان سفر بدل گیا۔ اسی طرح محفل میلاد کی خوشی وہی ہے۔ انداز اور طریقے بدل گئے۔ اللہ اکبر یہ تو تھی بات سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور کی۔ اب آیتے میں آپ کو سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد کی بات بتاؤں کہ صحابہ کرام کیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد میلاد شریف سنتے سنا تے تھے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات
شریف کے بعد اور صدیق اکبر کی خلافت

حضرت کعب کا وعظ

کے بعد جب سیدنا خادق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المؤمنین بنے تو حضرت عمر کبھی کبھی وقت نکال کر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے

جاتے اور فرماتے کعب مجھے سرکارِ مدینہ کے وہ فضائل سناؤ جو ولادت شریف سے پہلے کے ہیں۔ مجھے وہ کمالات بتاؤ جو سرکار کی آمد سے پہلے ظاہر ہوئے کیونکہ حضرت کعب تورات و انجیل کے عالم تھے۔ اس لئے حضرت عمرؓ ان سے سرکار کا میلاد شریف سنتے ایک دن حضرت عمرؓ حضرت کعب کے پاس تشریف لائے۔ فرمایا کعب، عرض کی جی امیر المؤمنین فرمایا سرکار کی شان اور کمالات نہیں سناؤ گے جو تم نے پہلی کتابوں میں پڑھے ہیں۔ عرض کی حضور آپ تشریف رکھیں میں ابھی آپ کو سرکار کے فضائل سناتا ہوں۔ حضرت عمرؓ بیٹھ گئے۔ اب حضرت کعب نے کھلی والے کی شان بیان کرنا شروع کر دی۔ میرے نبی کی ولادت سے پہلے کے حالات بیان کرنا شروع کر دیئے۔ سبحان اللہ! کیا شان ہے میرے نبی کی حضرت کعب نے تقریر شروع کر دی۔ حضرت عمرؓ اور دیگر لوگ محفل میں بیٹھے ہیں۔ محفل سچی ہوئی ہے۔ رنگ چڑھا ہوا ہے رنگ کیوں نہ چڑھتا میاں جس محفل میں ایک مردِ فلندہ ہو وہ محفل رنگ والی مقبولیت والی بن جاتی ہے تو جس محفل میں میرے آقا کے صحابہ تشریف فرما ہوں کون صحابہ؟ جن کے بائے میرا اللہ عزوجل آپ فرماتا ہے محبوب میں تیرے صحابہ سے راضی ہوں تو ان کو فرمادے یہ بھی اپنے اللہ عزوجل سے راضی ہو جائیں۔ وہ محفل میلاد کتنی رنگ والی تھی کتنی مقبولیت والی تھی۔ حضرت کعب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا اے میرے نبی کے صحابہ! میرے محبوب کے غلاموں میں نے کھلی کتابوں میں اپنے نبی کی شان کی یہ روایت پڑھی ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا دور تھا آپ تبلیغ کے سلسلے میں کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ کا

گنہگار ایک پہاڑ کے پاس سے ہوا۔ اس پہاڑ میں آپ کو ایک پتھر نظر آیا۔ جس پر چار سطروں میں ایک عبارت لکھی ہوئی تھی۔ آپ نے وہ پتھر اٹھایا اور اس عبارت کو پڑھا۔ پہلی سطر میں یہ عبارت تھی کہ میں ہی اللہ عزوجل ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے انسانوں بس میری ہی عبارت کرو۔ دوسری سطر میں لکھا ہوا تھا۔ بے شک میں ہی اللہ عزوجل ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے رسول ہیں۔ خوشخبری ہے اس کے لئے مبارک ہو اسے جو میرے حبیب پر ایمان لایا اور میرے محبوب کی غلامی کی۔ سبحان اللہ۔ تیسری سطر میں لکھا تھا میں ہی اللہ عزوجل ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ جس نے مجھے سچے ایمان سے مان لیا۔ مجھے تمام لیا وہ دین دنیا میں کامیاب ہو گیا۔ چوتھی سطر میں لکھا تھا کہ میں اللہ عزوجل ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں حرم میرا ہے۔ کعبہ میرا گھر ہے جو میرے گھر میں آ گیا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہو گیا۔ خصائص کبریٰ اول ص ۹۷ حضرت کعب کی تقریر پر صحابہ کرام جھوم رہے ہیں۔ اپنے نبی کی عظمت سن کر اپنے نبی کا میلاد سن کر ولادت سے قبل کے واقعات سن کر صحابہ سبحان اللہ فرما رہے ہیں کہ کتنے خوش نصیب ہیں ہم کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ رسول عطا فرمایا جس کی نبوت کی گواہیاں پتھر بھی دے رہے ہیں۔ قربان جاؤں صحابہ پر جنہوں نے میرے نبی کی محفلیں سجائیں اسی لئے تو رستی صحابہ پر قربان ہوتے ہیں کہ انہوں نے نبی سے پیار ایسا کیا جیسے حق تھا اور ہم بھی ان کے قدموں پر صدمتے ہو رہے ہیں اور کہتے ہیں۔

سب صحابہ نبی دے سوہنے تے سب دی شان اُچیری

نبی دے یاراں اتوں صدمتے سو واری جنت میری

ناں مقصود اصحاب دا کردار تے روشن رات ہنیری
 یار بنیں اصحاب دا بُند یا جے ہے قسمت جنگی تیری
 پتہ چلا کہ سرکار کے میلاد کی محفلیں سبانا یہ بدعت نہیں نا جانہ
 نہیں حرام نہیں بلکہ سیدنا فاروق اعظم سیدنا کعب اور دیگر صحابہ کرام
 علیہم الرضوان کی سنت ہے۔ منکر و اگر نام سپاہ صحابہ رکھا ہے تو تم
 بھی صحابہ والے کام کر لیا کرو یہ شرف الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے علامان رسول
 علیہ الصلوٰۃ والسلام سنی حنفی بریلویوں کو بخشا ہے یہ صحابہ کرام تھے۔ اب عرض
 کرتا ہوں کہ تابعی حضرات سرکار کا میلاد کیسے سنتے سنتے ہیں۔

حضرت عطا بن یسار رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ مشہور تابعی ہیں

حضرت عبداللہ کا وعظ

حضرت ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزادہ کمریہ غلام
 بھی ہیں۔ بڑے عالم متقی بہت بڑے محدث تھے۔ آپ حضرت عبداللہ
 بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ سرکار کے صحابی تھے۔ ان کی خدمت
 میں اکثر حاضری دیا کرتے تھے۔ اپنے آقا کی شان اپنے آقا کا میلاد سنتے
 تھے حضرت عطا فرماتے ہیں۔ ایک دن میں حضرت عبداللہ کی خدمت میں
 حاضر ہوا۔ میری آپ سے ملاقات ہوئی۔ زیارت کے بعد میں نے عرض
 کی حضور آپ قرآن کے بھی قاری ہیں، عالم ہیں سرکار سے سن کر آپ نے
 قرآن یاد کیا ہے۔ تفسیر پڑھی ہے اور ماشاء اللہ آپ توریت و انجیل
 کے بھی ماہر ہیں اس کا علم بھی کافی رکھتے ہیں۔ فرمایا بالکل میں توریت و
 انجیل کا بھی عالم ہوں۔ عرض کی حضور قرآن تو قرآن ہے وہ تو ہے ہی سارا

میرے نبی کی شان سارا قرآن میرے نبی کی صفت میرے نبی کی نعت مجھے سرکار کی وہ شان سناؤ وہ بات سناؤ جو اللہ تعالیٰ نے توریت میں میرے نبی کی شان بیان فرمائی ہے۔ حضرت عطا فرماتے ہیں۔

میں نے عرض کی مجھے وہ نعت سناؤ وہ بات سناؤ جو توریت میں موجود ہے۔

قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي
التَّوْرَةِ۔

حضرت عبداللہ نے سن کر فرمایا۔

ہاں اللہ تعالیٰ کی قسم توریت میں بھی بعض صفات میرے نبی کی موجود ہیں۔ جو قرآن پاک میں بھی موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے توریت میں بھی

قَالَ أَحْبَلُ وَاللَّهِ إِنَّهُ
لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَةِ
بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي
الْقُرْآنِ۔

اپنے محبوب کی یہ شان بیان کی کہ اے غیب کی نغمہیں دینے والے محبوب ہم نے آپ کو حاضر و ناظر بنا کر دنیا میں بھیجا جنت کی بشارت دینے والا جہنم سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ان پڑھوں کو حفاظت کرنیوالا بنا کر بھیجا۔ اے میرے جلیب تم میرے بندے اور رسول ہو میں نے دنیا میں تیسرا نام متوکل اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والا رکھنا تو سخت دل ہے نہ زبان راز نہ بازاروں میں شور کرنے والا محبوب تم اتنے کریم ہو اگر تم سے کوئی برائی کرے تم بدلہ نیکی میں دیتے ہو اور برائی کرنے والے کو اپنے رب عزوجل کے نام پر معاف کر دیتے ہو اللہ تعالیٰ یار کو وفات عطا نہ کرے گا۔ جب

تک اس کے ذریعے ٹیڑھے دین کو سیدھا نہ کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ محبوب کے
 صدقے لوگوں کو ایمان نصیب کرے گا ہر طرف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا پرچار ہو جائے
 گا۔ بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف۔ باب فضائل سید المرسلین، سبحان اللہ
 میرے دوستو کتنا پیارا میلاد نبی پاک کا صحابی بیان فرما رہے ہے سرکار کے صحابی کی
 تقریر سن کر تابعی جھوم رہے ہیں کہ ہمارا نبی ایسا ممتاز نبی ہے۔ ایسا عالم گیر رسول
 ہے کہ قرآن تو قرآن پچھلی کتابیں بھی ہمارے نبی کا میلاد بیان کر رہی ہیں۔ ہمارے
 نبی کی عظمت بیان کر رہی ہیں۔ جب پچھلی کتابوں میں سرکار کے ترانے موجود
 ہیں جب توریت و انجیل میرے نبی کا میلاد بیان کر رہی ہیں تو پھر ہم کیوں نہ
 میلاد بیان کریں، کیوں نہ سرکار کے نغمے گائیں کیوں نہ جشن میلاد کے جلسے
 کریں کیوں نہ محبوب کے ترانے گائیں کیوں نہ یوں کہیں کہ :-

عرب شریف دے چن درگا پیدا صاحب جمال نہیں ہو سکا
 بلکہ سارے زبانی دے شاعراں دا ایڈا سوہنا خیال نہیں ہو سکا
 ادب اثنائی ایس کائنات اندر کوئی مائی دلال نہیں ہو سکا
 ناصر اوہدی شان تے اک پاسے پیدا دو جا بلال نہیں ہو سکا
 میرے دوستوان تمام روایات سے پتہ چلا کہ سرکار کا میلاد پاک
 صحابہ کرام نے منایا۔ تابعیوں نے منایا جیسے کتے سرکار کی عظمت بیان کی۔
 محلی ولے کے کمالات دوستوں کو سناتے اب بھی کوئی نہ مانے تو اس کا اپنا
 نصیب۔ اتنے دلائل سننے کے بعد چند دوست کہتے ہیں یا رکمال ہے۔
 آج تک ہم نے یہ باتیں نہیں سنی تھیں۔ اگر واقعی یہ باتیں صحیح ہیں تو پھر

تو ضرور کھلی والے کے میلاد کے جلسے کرنے چاہیے۔ عظمت نبی کے ترانے
بجانے چاہیے۔ لیکن یہ جو تم جلوس نکالتے ہو نعرے بازی کرتے ہو، گلیاں
سجاتے ہو۔ بازار سجاتے ہو، محلے سجاتے ہو، یا رسول اللہ کے نعرے
لگاتے ہو یہ تو کم از کم جائز نہیں؟

سامعین کرام! الحمد للہ اگر منکرین جلسے میلاد کے منانے کے قائل
ہو جائیں تو انشاء اللہ ہم جلوس کا ثبوت محلے گلیاں سجانے کا ثبوت یا رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت بھی دکھائیں گے۔ آئیے ہم دیکھتے
ہیں کہ یہ تمام باتیں بھی جائز ہیں کہ نہیں۔

پیغمبر بادشاہ | امام الانبیاء، حبیب کبریا، فخر و وعالم، نور مجسم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پاک

سے ایک ہزار سال پہلے ایک بادشاہ گذرا ہے جس کا نام حمیر بن درود
اور اس کا لقب تھا تبع۔ بہت ذہین اور باکمال انسان تھا۔ اللہ تعالیٰ
نے اسے پوری رشتے زمین کی سلطنت عطا فرمائی تھی۔ اس کا دار الخلافہ یمن
تھا قرآن مجید میں دو جگہ تبع اور اس کی قوم کا ذکر خالق کائنات نے فرمایا پہلی
مرتبہ ۲۵ سورہ دھان آیت ۳۷۔ اَهُلْ حِمْيَرٍ اُمَّ قَوْمٍ مُّتَّبِعٍ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے۔ اے لوگو سوچو کیا یہ لوگ بہتر ہیں یا تبع کی قوم۔ دوسری مرتبہ ۲۶
سورہ ق آیت ۱۴۔

وَأَمْحِبُّ الَّذِينَ
قَوْمٌ مُّتَّبِعِينَ

اور آنکھ والوں نے اور تبع کی قوم
نے۔

ایک مرتبہ یہی تبع بادشاہ پوری رشتے زمین کا دورہ کرنے کے لئے یمن

سے چلا جب یہ دورے کے لئے نکلا ہو گا۔ اس کی کتنی مٹھا مٹھا باٹھ ہو گی ؟
 کتابوں میں یہ بات موجود ہے کہ تاج نے ایک لاکھ تیس ہزار فوجی اسلحے سے
 بیس سواریوں پر سوار کرائے اور آگے پیچھے پہرہ دیتے جاتے ایک لاکھ تیرہ ہزار
 فوجی مسلح پیدل بادشاہ کے پیچھے جا رہے تھے چار سو علماء جو توریث زبور کے جید
 عالم تھے وہ بھی رہنمائی کے لئے ساتھ تھے۔

میرے دوستو، پہلے زمانے کے سلطان جب بھی دوروں پر جاتے تو
 علمائے ربانین کو ساتھ رکھتے تاکہ ان کی رہنمائی میں صراطِ مستقیم والستہ
 رہیں اور آج کل کے بادشاہ جب دوروں پر جاتے ہیں تو سیاسی لیڈروں کو
 قوم کا خون چوسنے والے بے رحم ظالموں کو قوم کو دھوکہ دینے والے چوروں کو قلمی
 میرا بیٹوں کو ساتھ لے جاتے ہیں۔ پھر ان کا جو حال ہوتا ہے وہ دنیا جانتی ہے
 خیر تو تاج بادشاہ دو لاکھ تیس ہزار فوجی چار سو علماء کی معیت میں دورے پر نکلا
 دورہ کرتے کرتے وہ جہاں بھی جاتا لوگ اس کا پرہوش استقبال کرتے۔
 اس کی آمد پر نعرے لگاتے ہر علاقے کے وزیر سفیر اس کا شایانِ شان استقبال
 کرتے اس کی اور اس کے ساتھیوں کی خدمت کرتے بادشاہ خوش ہو کر وہاں
 سے آگے چلا جاتا۔ تاج دورے کرتا کرتا مکہ شریف پہنچا تو مکہ شریف کے کسی آدمی
 نے بادشاہ کا استقبال نہ کیا نہ نعرے لگاتے نہ حوصلہ افزائی کی۔ تاج بڑا حیران ہوا
 کہ کمال ہے میں جہاں بھی گیا ہوں لوگوں نے مجھے عزت دی میرا شاندار استقبال
 کیا۔ لیکن اس شہر میں سے کسی کو توفیق نہیں ہوئی آخر وجہ کیا ہے؟ تاج نے
 ایک وزیر کو بلا کر سب بات پوچھی تو وزیر نے کہا اے سلطان زمانہ بات
 یہ ہے کہ مکہ کے لوگ بڑے مغرور اور منکبر ہیں یہ کسی آدمی کو اپنے برابر نہیں

سمجھتے تھے نے کہا آخر کیا بات ہے، وزیر نے کہا سرکار یہاں بیت اللہ شریف ہے جسے یہ لوگ خانہ خدا کہتے ہیں جس کی زیارت کیلئے لوگ دور دراز سے یہاں آتے ہیں۔ کعبہ شریف کی زیارت کے ساتھ ان کی بھی بڑی خدمت ہوتی ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ اگر یہ بات ہے تو میں کعبہ کو گرا دوں گا۔ نہ یہ رہے گا نہ یہ ایسے مغرور بن کے رہیں گے۔ وزیر بات سن کر باہر آیا۔ بادشاہ نے کعبہ شریف کو گرانے کا حکم دینے کیلئے اٹھا تو اللہ تعالیٰ کا غضب جلال میں آگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس کے سر میں درد پیدا کر دیا جس کی وجہ سے وہ ایک قدم بھی باہر نہ نکال سکا۔ درد اتنا شدید تھا کہ سنبھلے نہ سنبھالا گیا فوراً ڈاکٹروں، طبیبوں کو بلا گیا لیکن فرق ہونے کی بجائے درد بڑھتا گیا حالت یہ ہو گئی کہ بادشاہ نے سمجھا کہ اب میں زندہ نہیں رہ سکتا بادشاہ کے لشکر میں ایک روحانی طبیب بھی تھا وہ بھی بادشاہ کو دیکھنے کے لئے آیا۔ جب بادشاہ کو دیکھا تو کہنے لگا کہ مرض آسمانی ہے علاج زمین کے ہو رہے ہیں۔ اس روحانی طبیب نے کہا بادشاہ ایک بات پوچھوں ناراض تو نہیں ہو گے۔ بادشاہ نے کہا نہیں، اس نے کہا کہ تم نے کہیں کعبہ شریف کو گرانے کا پروگرام تو نہیں بنایا۔ اس نے کہا بالکل روحانی طبیب نے کہا اے تیغ کعبہ شریف کا مالک کوئی انسان نہیں بلکہ خالق کائنات ہے جو زمین و آسمان کا پروردگار ہے۔ ایک عام انسان اپنے گھر کو نہیں گرنے دیتا وہ خالق کل کیسے اپنے گھر کو گرتا برداشت کر سکتا ہے۔ اگر غیرت چاہتے ہو اگر صحت چاہتے ہو تو فوراً توبہ کرو کعبہ شریف کو گرانے کا خیال دل سے نکال دو، دوائی کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ بغیر دوائی کے سفار عطا فرمادے گا۔ روحانی طبیب یہ بات کر کے اٹھا بادشاہ کی آنکھوں میں آنسو

جاری ہو گئے۔ سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ عرض کی اے رب کائنات میں بھول گیا ہوں۔ مجھے پتہ نہیں تھا یا اللہ تجھے اپنی عزت جلال کی قسم مجھے معاف کر دے جب یہ بات کہیں تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرمادی۔ سر درد ٹھیک ہو گیا۔ خون آنا بند ہو گیا۔ بیماری چلی گئی۔ ایسے لگتا تھا بیماری آتی نہیں سبحان اللہ مالک خالق جو ہوا بے پردہ جو ہوا۔ اسی لئے تو کھٹری کے قلندر کہتے کہتے دنیا سے پردہ فرما گئے کہ :-

نطف کریداتے کرم فرمیداتے ہرے کم سنوارے
 سب خلقت دا رکھا اوہی تے مجیدہ پچھانے سارے
 ہر عاجز تے اور حمت کر داتے کرے قبول دُعائیں
 بن منگے او لکھ دیون والاتے محرم دل دا سائیں
 تبع کو جب اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی وہ بڑا خوش ہوا۔ اپنا پرانا مذہب چھوڑ کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دین کو قبول کر لیا۔ ملت ابراہیمی کا پیروانہ بن گیا۔ کعبہ شریف کا طواف کیا۔ اس زمانے میں کعبہ پر غلاف نہیں ہوتا تھا۔ تبع نے بیماری سے شفا ملنے کی خوشی میں سب سے پہلے کعبہ شریف پر غلاف چڑھایا جو آج تک چلا آرہا ہے پھر حج کی سعادت حاصل کی۔ پورے مکہ والوں کی دعوت کی، کعبہ سے سارے بتوں کو صاف کر لیا۔ ناپاک عورتوں کا داخلہ بند کر دیا۔ کعبہ شریف کا اس دور میں کوئی دروازہ نہیں تھا۔ دروازہ بنا کر کعبہ شریف کو تالا لگا کر چابی مجاور کو دی تاکہ ہر بندہ کعبہ شریف کے اندر جا کر بے حرمتی نہ کرنا ہے۔ چند دن کے بعد مکہ شریف سے پھر دورہ کرنے کے لئے نکلا، فوج بھی ساتھ ہے، علماء بھی ساتھ ہیں چلتے چلتے وہاں پہنچا جہاں

آج مدینہ پاک موجود ہے۔ مدینہ پاک میں چند دن گزارے۔ چند دن کے بعد فوج کو حکم دیا کہ چلو تیار ہی کرو فوج تیار ہو گئی۔ لیکن علامہ نے تیار ہی نہ کی بادشاہ چار سو یا چار ہزار علامہ کے پاس آیا اور کہا کہ کیا بات ہے آپ حضرات تیار کیوں نہیں ہوتے ان علامہ کے سپاہیوں سے بڑے سردار شامل نے فرمایا بادشاہ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو آپ ہمیں اجازت دیں ہم ہمیشہ کے لئے یہاں ڈیسے لگائیں۔ بادشاہ بڑا حیران ہوا اور مسکرا کر کہا حضرت صاحب آپ جیسے علامہ بڑے سیدھے اور بھولے ہوتے ہیں۔ شامل نے کہا وہ کیسے تو جمع نے کہا کہ ہم نے پوری زمین پورے علاقے کا پوری سلطنت کا دورہ کیا ہے۔ بڑے بڑے حسین و جمیل شہر آئے پیارے پیارے سرسبز شاداب علاقے آتے آپ نہیں لگے تو ان علاقوں میں ان شہروں میں نہیں لگے اور اگر لگے پر آگے ہیں تو اس جنگل میں پروگرام بن گیا ہے۔ جمع کی بات سن کر علامہ کے سردار شامل بولے اے بادشاہ آپ کو کیا خبر اس جنگل کی شان کا آپ کو کیا پتہ اس علاقے کا اگر آپ کو پتہ ہوتا آپ کو خبر ہوتی تو آپ کبھی ایسی بات نہ کرتے۔ جمع بات سن کر حیران ہو گیا کہ واقعی کوئی بات ہے تو تبھی چار ہزار علامہ کرام اس جنگل میں ہمیشہ رہنے کا پروگرام بنا رہے ہیں پوچھا مولانا آخر اس جنگل میں رہنے کا مقصد کیا ہے؟ عالم ربانی نے فرمایا دنیا کی خاطر نہیں دولت کی خاطر نہیں، زر زمین کی خاطر نہیں، سلطنت اور بادشاہی کی خاطر نہیں بلکہ صرف اور صرف نبی آخر الزمان امام الانبیاء جلیل کبریاء لک اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے۔ بادشاہ نے کہا آپ کو کیسے پتہ چلا کہ اس جنگل میں نبی آخر الزمان تشریف لائیں گے۔ تو

عالم ربانی نے فرمایا کہ ہم نے تو ریت اور زبور میں پڑھا ہے۔ اے بادشاہ اب تو تمہیں یہ جنگل نظر آرہا ہے۔ لیکن ایک وقت آئے گا یہ جنگل منگل بن جائے گا۔ یہ دیہات یہ قصبہ کائنات کے لئے مرکز ہدایت بن جائے گا۔ سرکارِ آخر الزمان پیدا ہو کر شریف میں ہوں گے۔ اپنی زندگی کے ماون برس وہیں گزارا دیں گے۔ لیکن زندگی کے آخری دس برس یہاں آکر گزاریں گے۔ اسلام کا بھنڈا بلند کریں گے۔ بت پرستوں کو خدا پرست بنائیں گے۔ پتھروں کے سامنے جھکنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکائیں گے۔ پھر یہیں آپ کا وصال ہو گا یہیں آپ کا روضہ انور بنے گا اسی روضے پر ستر ہزار شام کو اللہ تعالیٰ کے معصوم فرشتے نازل ہوا کریں گے۔ اسی مدینہ کی گلیوں کی چوکیداری فرشتے کیا کریں۔ سرکار کے روضہ پر دنیا بھر کے مسلمان آئیں گے۔ غوثِ قطب ابدال یہیں سے آکر فیض لیا کریں گے۔

میرے دوستو دیکھو لو آج میرے آقا کے روضے پر کائنات کا ہر مسلمان جانے کے لئے بیتاب ہے، سب جانے کے لئے بیقرار ہیں جو ایک مرتبہ جاتا ہے کہتا مولا کریم ہر سال یار کے در کی حاضری نصیب فرمانا لیکن بخدا نہیں جاتے نہ مسلمانوں کو جانے دیتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ حج کرنے جاؤ تو حج کر کے گھروں کو چلے جاؤ۔ مدینے شریف جانے کی ضرورت نہیں وہاں کیا رکھا ہے اگر جانا ہی ہے تو سرکار کے روضے کی نیت سے نہ جاؤ صرف مسجد نبوی کی حاضری کی نیت سے جاؤ۔ یہ مسئلہ اہل حدیث اور غلام خانوں دلو بندوں کا ہے۔ فقہ محمدیہ کلاں ص ۱۰۵۔ فتح المجید شرح کتاب التوحید۔ مسئلہ زیارت نبوی ص ۱۸۔ فتویٰ ثنائیہ اول ص ۷۸۔ مقیاس و ہدایت ص ۲۴۲-۲۴۳۔ حج و زیارت ص ۱۹

یہ بدنصیب نہ خود درپاک پر جاتے ہیں نہ جانے دیتے ہیں یہ حالانکہ میرے

کھلی دلے نے فرمایا۔

جس میرے اُمّتی نے کعبہ شریف کا
طواف کیا۔ حج کی دولت سے مالامال

مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ -

ہوا۔ لیکن یہ۔

حج کے بعد میری زیارت نہ کی تو
اس نے میرے ساتھ زیادتی کی۔

فَلَوْ يَزُرُنِي فَقَدْ
جَفَانِي -

صحابہ نے عرض کی آقا آپ کی زیارت کا فائدہ کیا ہوگا۔ حج تو ہو گیا میرے آقا
نے فرمایا میری زیارت کے میرے اُمّتی کو دو فائدے ہوں گے۔ آقا کون کون سے
فرمایا پہلا فائدہ یہ کہ یہ۔

جس میرے اُمّتی نے مکہ شریف کا
حج کیا۔

مَنْ حَجَّ إِلَى مَكَّةَ

پھر وہاں سے میری زیارت کا
پروگرام بنایا۔ میری مسجد میں،

ثُمَّ قَصَدَنِي فِي
مَسْجِدِي -

اللہ تعالیٰ اس کو دو مقبول حجوں کا
ثواب عطا فرمائے گا۔

كُتِبَتْ لَهُ حَجَّتَانِ
مَبْرُورَاتَانِ -

سبحان اللہ کیا شان ہے میرے آقا کے دیدار کا سرکار نے فرمایا۔

میرے غلاموں اگر کعبہ تک تمہاری حاضری محدود رہی تو صرف ایک حج
ہوگا۔ پتہ نہیں وہ بھی قبول ہوتا ہے کہ نہیں لیکن میری زیارت کا یہ فائدہ ہو
گا کہ ایک نہیں دو حج کا ثواب تمہارے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ اور وہ

بھی مقبول حج اسی لئے تو محمد اعظم چشتی ساری عمر کہتے رہے کہ

یا رب ہو نہ منگاں قیظوں تے مینوں یار دے دیں پچا دے

جنتے بھاڑو دین فرشتے اوہ سوہنا شہر و کھائے !

جہناں گلیاں وچہ پھریا سوہنا اونہاں گلیاں دی خاک بنا دے

اعظم تے جے کرم کھاویں اینہوں یار دی دید کر دے

دوسرا فائدہ کیا ہوگا۔ میرے آقائے فرمایا۔

مَنْ جَاءَنِي زَيْدًا

جو صرف اور صرف مدینہ شریف

میں میری زیارت کو آئے۔ میرے

دیدار کے لئے آئے اور کوئی مقصد نہ ہو اور کوئی عرض نہ ہو تو پھر کیا ہوگا۔

فرمایا:۔

كَانَ حَتَّىٰ عَلَيَّ

أَنْ أَكُونَ لَهُ شَفِيعًا

يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

پھر مجھ پر میرے اُمّتی کا حق ہے کہ

میں قیامت والے دن اس کی شفا

کر کے اپنے ساتھ جنت میں لے

جاؤں۔ سبحان اللہ۔

جس کی شفاعت میرے آقائے کر دی اس کے تو وارے نیا لے ہوں گے۔ وہ تو

نعرے لگاتا ہوا جنت میں جاتے گا۔ صحابہ نے عرض کی آقا یہ تو زندگی کی بات

ہے۔ یہ تو آپ کی ظاہری حیات کاملہ ہے۔ جب آپ دنیا سے پردہ فرما جائیں

گے۔ پھر حاجی کیا کریں آپ کی کیسے زیارت کریں۔ کیونکہ آپ تو قبرِ انور میں

تشریف لے جائیں گے۔ میرے آقائے فرمایا پھر بھی میرے اُمّتی حج کے بعد

میری زیارت کو آئیں۔ میری قبر کو دیکھیں یہاں بیٹھ کر ایسے زیارت کریں جیسے

زندہ آدمی کی زیارت کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ،

جس نے حج کیا اور میری وفات کے
بعد میری قبر کی زیارت کی تو
وہ ایسے سمجھے کہ میں نے زندہ نبی
کی زندگی میں زیارت کی۔

مَنْ حَجَّ فَرَأَى قُبْرِي
بَعْدَ وَفَاتِي -
كَأَنَّ كَبْرِي زَارْتِي فِي
حَيَاتِي

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہر نبی بعد وفات کے زندہ ہوتا ہے۔ تو میں بھی بعد
وفات کے زندہ رہوں گا آقا جو آپ کی قبر انور کی زیارت کرے گا۔ اس کو
بھی کوئی فائدہ ہوگا میرے آقا مسکرا پڑے فرمایا ضرور ہوگا آقا کون سا فائدہ
فرمایا یہ۔

جس میرے اُمّتی نے میری قبر انور
کی زیارت کی۔

مَنْ زَارَ قُبْرِي

قیامت والے دن میں خالق کائنات
کی بارگاہ اس اُمّتی کے ایمان کی
اور اپنے در پر حاضری کی گواہی دینگا

كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا شَهِيدًا

پھر شفاعت کر کے اس کو جنت کا مستحق بنا دوں گا۔ اللہ اکبر۔ جذبِ انقلوب
۲۰۳-۲۰۴۔ پتہ چلا جو حج کرنے جائے وہ مدینہ شریف ضرور جاتے پر نجدی
لوگ نہیں جاتے کیوں نہیں جاتے اس لئے کہ مدینہ کے آقا ان بد نصیبوں کو
اپنے در پر آنے ہی نہیں دیتے در رسول پر قسمت والے جاتے ہیں نصیب
والے جاتے ہیں۔ عاشق جاتے ہیں محبت والے جاتے ہیں جب جاتے ہیں
سرکار کا در نظر آتا ہے۔ سرکار کی قبر پاک دیکھتے ہیں تو بے ہاختہ یوں پکار کر کہ

کہتے ہیں۔

تیسری خیر ہودے پہرے دارا
 روضے دی جالی چم لین دے
 اساں دیکھنا اے رب دا نظارہ
 روضے دی جالی چم لین دے
 نہ اودہ طور نہ عرش معلیٰ
 اوتھے ہر ویلے رب دی تجسلی
 ایہہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دا پاک دوارہ
 روضے دی جالی چم لین دے
 ساڈے سوا نے ایہہ دن دکھائے
 آئے تیرے عزیزاں نے لائے
 ایچھے تیری دا جیب پیارا لے
 روضے دی جالی چم لین دے

بخاری کہتے ہیں مدینے شریفہ نہ جاؤ۔

عاشقوں کا حج

کیا ضرورت ہے۔ وہاں کیا رکھا ہے۔ وہاں جانے

لا کوئی فائدہ نہیں بس حج کرنا تھا کر لیا۔ فرض ادا ہو گیا۔ پر عاشقوں سے پوچھو
 غلامان رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھو حج کدو کے مدینہ شریف جانا چاہیے
 کہ نہیں قلندر گولڑہ غوث زمان سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑہ وی جنتی سب لوی
 علیہ الرحمۃ ہر سال حج کرنے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ حج کدو کے مدینہ شریف سرکار
 کے دریا پاک پر حاضری کے لئے پہنچے تو کسی جلنے والے نے اپنے ساتھی سے کہا

دیکھو بہ پیر علی شاہ ہیں۔ اکثر حج کرنے آتے ہیں۔ کتنا عشق ہے۔ ان کو کعبہ شریف سے کتنا پیار ہے۔ ان کو حج سے آپ نے سنا تو مسکرا کر فرمایا بھائی آپ کی محبت کا شکر یہ آپ نے اندازہ صحیح نہیں لگایا۔ اُس نے عرض کیا حضور کیوں؟ آپ حج کرنے نہیں آتے؟ کعبہ شریف کا طواف کرنے نہیں آتے۔ حجر اسود کے بوسے لینے صفا مروہ پر دوڑ لگانے نہیں آتے۔ آپ نے فرمایا یہ سب بہانے ہیں۔ حقیقت ہمارے آنے کی کچھ اور ہے حضور حقیقت کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ۔

کوئی پانی ہے بھر آئیاں

حج دا بہانہ اے دیکھن مدنی دا گسرا آئیاں

بے مثل خزینہ اے

لو کالہ دیاں لکھ مٹھاراں ساڑی مٹھارہ مدینہ اے

مدینہ شریف کی قدر پوچھنی ہے تو محبت ان رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام

سے پوچھو ان نہ شک اور بخدی ملاؤں کو کیا نہبر مولانا عبدالرحمن جامی علیہ الرحمۃ

بہت بڑے نقشبندی عالم فاضل ولی کامل تھے۔ آپ حج کرنے کے لئے

ایران سے مکہ شریف تشریف لائے قافلہ بھی ساتھ ہے۔ حج کرنے کے بعد

آپ کا قافلہ مدینہ شریف کی طرف روانہ ہوا۔ آپ اپنے گھر کی طرف روانہ ہو پڑے

ساتھیوں نے کہا جامی صاحب مدینہ شریف چلو سرکار کی زیارت کے لئے

چلو کیونکہ ہمارے بنی پاک نے فرمایا جس نے حج کی اور میری زیارت نہیں کی

اُس نے میرے ساتھ ظلم کیا مولانا عبدالرحمن جامی نے فرمایا میں نے بھی یہ حدیث

پاک پڑھی ہے پڑھی ہی نہیں بلکہ کئی لوگوں کو پڑھائی ہے۔ لوگوں نے کہا پھر

کیوں نہیں مدینہ شریف جاتے فرمایا اس لئے کہ اگر میں چلا گیا تو سرکار مدینہ

فرمائیں گے۔ جاتی جج کے بہانے ہمیں ملنے آتے ہو؟ اگر پوچھ لیا تو کیا جواب دوں گا۔ اب جانا ہوں گھر پھرو ہاں۔ سے اپنے آقا کے روضے کی نیت سے چلوں گا اور درِ انور پر حاضری دوں گا۔ درِ رسول کی حاضری ملا سیرت الہی بعد وصال النبی دوم ص ۲۰۸۔ الشداکبر۔

اسی لئے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ

فرماتے ہیں کہ :-

ان کی طفیل جج بھی خدا نے کرا دیئے
اصل مراد حاضری اُس پاک در کی ہے
سُبْحَانَ اللَّهِ! کیا پیارے خیالات ہیں۔ اعلیٰ حضرت جب مدینے پاک
پہنچتے ہیں سرکارِ انور بھرا مینارِ نظر آتا ہے۔ پھر قبرِ پاک پر حاضری ہوتی ہے
تو آنکھوں سے بے اختیار آنسو آجاتے ہیں۔ پھر رو کر کہتے ہیں آقا شریعت
اجازت نہیں دیتی۔ آقا تیرا فرمان اجازت نہیں دیتا نہیں تو آپ کا در ہوتا
احمد رضا کا سر ہوتا۔ پھر بیتاب ہو کر عرض کرتے ہیں۔

اے شوقِ دل یہ سجدہ گمراہ کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجیے کہ سر کو خبر نہ ہو
ان کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں
گزرا کرے پسر پہ پدیر کو خبر نہ ہو
مختم سامعین باتِ دُور چلی گئی عرض یہ کر رہا تھا کہ تبع نے کہا
اے علماء کی جماعت کیا بات ہے اس جنگل میں اس دیہات میں اس گاؤں
میں رہنے کا اچانک کیوں پروگرام بن گیا ہے تو علمائے ربانین کے سردارِ عالم

شامل تھے فرمایا اس لئے کہ یہاں نبی آخر الزمان تشریف لائیں گے اور یہی ان کا آستانہ عالیہ بنے گا ہم اس لئے یہاں رہ رہیں ہیں ہو سکتا ہے۔ اس محبوب کی زیارت ہو جائے ہمارا بیڑا پار ہو جائے جب بادشاہ نے یہ سنا سرکار کی عظمت اور آپ کی شان سنی تو وہ بھی میرے کھلے دلے پر عاشق ہو گیا کہ وہ نبی کتنی شانوں کا مالک ہوگا۔ جس کے قصیدے اللہ تعالیٰ نے توریت زبور میں بھی بیان فرمائے ہیں بادشاہ نے بھی فی الحال آگے جانے کا پروگرام ملتوی کر دیا ان علماء کی رہائش کے لئے ایک بہترین کالونی بنوائی جس میں چار سو یا چار ہزار مکانات تعمیر کرائے پھر ان علماء کو بھوی بچوں سمیت ان مکانوں میں مٹھرایا پھر ایک سال تک وہ بھی نبی آخر الزمان کی آمد کا انتظار کرتا رہا۔ ایک سال کے بعد اس نے اس کالونی میں ایک عالیشان ڈیل سٹوری مکان بنوایا۔ علماء نے جب دیکھا تو سمجھے کہ شاید بادشاہ کا بھی پروگرام یہیں رہنے کا ہے جب مکان بن گیا تو تیغ نے اس کو بند کرا کے اس کو تالا لگا دیا پھر اپنے منشی کو اپنے سیکرٹری کو بلایا اور حکم دیا کہ ایک خط لکھو خط کیا تھا؟

إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ نَبِيِّ اللَّهِ
وَرَسُولِهِ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَرَسُولِ

یہ خط تیغ اول حمیر بن درود کی طرف سے محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں جو اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں اور آخری

رَبِّ الْعَالَمِينَ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
مِنْ تَبِعِ الدَّوَلِ -

نبی ہیں اور خاتمی کائنات کے پیغمبر ہیں۔ اے میرے آقا آپ کی خدمت میں تیغ

کا سلام عرض ہو اور

إِنِّي آمَنْتُ

میں آپ کا کلمہ پڑھ سکے آپ پر

آج سے ایمان لایا چکا ہوں اور میں اسی دین کو اپنا دین تسلیم کرتا ہوں جو آپ دنیا میں لے کر آئیں گے۔ میں آپ کے مالک و خالق کو بھی دل و جان سے مانتا ہوں۔ اسلام کے تمام احکامات کو میں قبول کرتا ہوں پھر اُس نے عربی میں یوں اشعار لکھوائے کہ۔

شَهِدْتُ عَلَى أَحْمَدَ أَنَّهُ

رَسُولٌ مِنَ اللَّهِ بَارِيكَ النَّسَمِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جو تمام روجوں کو پیدا کرنے والا ہے۔

فَلَوْ مَدَّ عُنُقِي إِلَى عُمَرَةَ

كُنْتُ وَزِيرًا لَهُ وَابْنُ عَسْوَرِ

اگر میں ان کی ولادت تک زندہ رہتا تو میں ان کا مددگار بنوں گا۔ ان کی محبت میں گم ہو کر انہیں میں سے ہو جاتا گا۔

پھر لکھا آقا اگر میں آپ کی زیارت نہ کر سکا تو مجھے بھول نہ جانا بلکہ،

فَاشْفَعْ لِي

قیامت والے دن کہہ اپنا غلام سمجھ

کر اپنا امتی سمجھ کہ میری شفاعت کرنا

بیچ نے جب خط لکھو الیا تو آخر میں اپنی سونے کی بنی ہوتی ہر لکھو کر نیچے اپنے دستخط کر دیتے پھر وہ خط اور مکان کی چابیاں علمائے ربانین کے سردار جناب شامول کے حوالے کیں۔ بادشاہ نے فرمایا مولانا صاحب اگر آپ کی زندگی میں

حضرت اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئیں تو یہ خط بھی پیش کرنا اور یہ ہاتھس کے لئے مکان کا تحفہ بھی میری طرف سے پیش کرنا اگر آپ کے زمانے میں بنی آخر الزمان تشریف نہ لائیں تو اپنی اولاد میں سے کسی نیک بچے کو یہ چیزیں دینا۔ ان کو بھی یہی وصیت کرنا حتیٰ کہ میرا یہ تحفہ میرے نبی تک پہنچ جائے۔ جناب شامول نے فرمایا حضور آپ فکر نہ کریں انشاء اللہ آپ کی یہ امانت سرکار کی بارگاہ تک ضرور پہنچے گی۔ اب بادشاہ وہاں سے رخصت ہونے لگا دوبارہ علامہ کرام کا امتحان لینے کے لئے کہ یہ بنی آخر الزمان کے عشق میں کتنے سچے ہیں کہنے لگا کہ یہ جنگل ہے پتہ نہیں سرکار کب تشریف لائیں اب بھی وقت ہے چلو میرے ساتھ تو علامہ رہائیں نے فرمایا کہ بادشاہ صاحب۔

دبرے دروازے اُتے تھے بچیاں لائے جھوکاں
 نوین نوین نہ یار بنا یسے تے وانگ کہنے لوکاں !
 بادشاہ سکرا پڑا جب جانے لگا تو بار بار مدینہ شریف کو دیکھتا
 ہے کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا محبوب تشریف لائے گا قسمت
 والے زیارت کریں گے۔ قسمت والے اُن کی دید کریں گے کتنی خوش بخت
 یہ جگہ ہے۔ جہاں والی دو جہاں کی آمد ہوگی۔ پھر گو یا کہنے لگا۔ جس کا ترجمہ
 اعلیٰ حضرت بریلی نے کھینچا کہ۔

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
 غریبوں فقیروں کو ٹھہرانے والے
 چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
 میرا دل بھی چمکا دے بھلنے والے !

بادشاہ مدینہ شریف چھوڑ کر ہندوستان کے دورے کی طرف روانہ ہوا۔ جب ہندوستان کے شہر یقستان میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی قبر پر کرپڑے رحمتوں کا نزول فرماتے۔ تب سے گاؤہ خط شامل سے چلتا چلتا حضرت ابو ایوب انصاری جن کا اصل نام تھا خالد بن زید کے پاس پہنچا یہ جناب شامل کے اکیسویں بیٹے تھے۔ اللہ اکبر۔

حضرت ابو ایوب انصاری نے وہ خط اپنے خاص غلام ابو یعلیٰ کو دیا ہوا تھا۔ کہ اسے سنبھال کے رکھنا جب نبی آخر الزمان تشریف لائیں گے میں واپس لے لوں گا۔ معارج النبوت دوم ص ۳۹ - ۴۳۔ مدارج النبوت اول ص ۲۴۔ تفسیر خازن جلد ۲ ص ۱۱۵۔ تفسیر روح البیان ۲۵۔ زرقانی شریف جلد ۱ ص ۳۵۔ وفار الوفا جلد ۱ ص ۱۳۳۔

حضرت یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے ٹھیک ایک ہزار سال بعد سرکار مدینہ سرور قلب سب سے میری اور ساری کائنات کی جان جناب سیدنا مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ شریف میں پیدا ہوئے میرے آقائے چالیس سال کی عمر پاک میں نبوت کا اعلان فرمایا۔ تقریباً بارہ سال تک میرے بچنے مکہ شریف میں اسلام کی احیاء کی خاطر اللہ تعالیٰ کے دین کا خاطر تبلیغ فرمائی۔ کفار مکہ نے بارہ سال میں میرے رسول کو اتنی تکلیفیں دیں۔ جن کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ انہوں نے کھلی دالے کو جمنوں کہا۔ مجذوب کہا، دیوانہ کہا، طرح طرح کی گستاخیاں کیں۔ پتھر مارے، راستے میں کوٹے پھینکے گالیاں دیں پر صدقے جاؤں اخلاق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر میرا پیغمبر گالیاں سن کے، پتھر کھا کے بھی ان کے لئے ہدایت کی دعا فرماتا۔ بارہ سال

اللہ تعالیٰ نے بارہ کا اور بارہ کے غلاموں کا رہن کی خاطر استنان لیا۔ جب بارہ سال بیت گئے۔ خالق کائنات نے فرمایا، سبحان، عرض کی جی مولا کہیم فرمایا تو اور تیرے ساتھی دین کے پیروں میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ لہذا اب مکہ چھوڑ کر اپنے بچپن کے ساتھی صدیق اکبر کو ساتھ لے کر مدینہ شریف چلے جاؤ صحابہ کو بھی حکم لے دو وہ بھی مدینہ شریف پہنچ جائیں میرے کئی والے نے اعلان عام فرما دیا ساجے صحابہ مدینہ شریف چلے گئے۔ ایک رات میرے نبی بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت صدیق اکبر کو ساتھ لے کر مدینہ شریف کی طرف ہجرت فرما گئے کفار مکہ دیکھتے رہے پر سرکار نظر نہ آتے۔

صبح کفار مکہ کو پتہ چلا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مکہ شریف چھوڑ کر مدینہ شریف

بریدہ کی قسمت

چلے گئے ہیں۔ انہیں بڑا افسوس ہوا سرکار کو بڑا تلاش کیا۔ لیکن میرے نبی کو تلاش نہ کر سکے۔ آخر کار انہوں نے اعلان کر دیا جو بندہ مسلمانوں کے نبی کو قتل کرے یا قید کرے ہمارے پاس لائے گا اس کو سرخ رنگ کے تنو اونٹ انعام دیتے جائیں گے۔ اس اعلان کو سن کر بڑے بڑے پہلو ان بڑے بڑے بہادر اپنے ساتھیوں کو لے کر کھلی والے کی تلاش میں نکلے کہ کسی طرح وہ نبی مل جائے اور قید کر کے لائیں اور انعام حاصل کریں۔ ان تلاش کرنے والے بہادروں میں سے ایک بہادر تھے بریدہ بن الخضیب سلمی جو ستر آدمیوں کو ساتھ لے کر سرکار مدینہ کو تلاش کرنے نکلے کسی نے بتایا کہ مسلمانوں کا نبی اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ شرب جا رہا ہے۔ بریدہ نے ساتھیوں سمیت گھوڑے دوڑائے اور مدینہ شریف سے کچھ فاصلے پر آکر انہوں نے سرکار کا محاصرہ

کہ لیا۔ اس کے ساتھی محاصرہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ بریدہ میرے کھلی والے آقا کے پاس آیا۔ سرکار نے جب بریدہ کو ساتھیوں سمیت دیکھا گھبراتے نہیں پریشان نہیں ہوتے بلکہ مسکرا کر بریدہ سے پوچھا کہ میاں کیا نام ہے تمہارا؟ بریدہ نے جواب دیا کہ میرا نام بریدہ ہے۔ میرے آقا نے نام سن کر فرمایا صدیق عرض کی جی فرمایا یہ تو ہمیں گرفتار کرنے آیا ہے۔ لیکن اس کا نام بتاتا ہے یہ ہمیں گرفتار نہیں کر سکتا بلکہ یہ ہماری محبت میں گرفتار ہو جائے گا۔

قَدْ بَدَا أَمْرًا وَ
صَلَحَ - | ہمارا کام اچھا ہے اور اس کا آخر
صلح ہے۔

فرمایا بریدہ کس خاندان سے، کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟ بریدہ نے کہا قبیلہ بنی اسلم سے میرے آقا نے فرمایا صدیق جی آقا فرمایا سَلَمًا قَبِيلَهُ مِنْ أَرْضِ سَلَامَتِي أَوْ زَجِيرِهِ۔ سبحان اللہ۔ میرے آقا نے فرمایا قبیلہ اسلم تو بہت بڑا ہے اس کی تو بڑی شاخیں ہیں۔ تم کس شاخ سے تعلق رکھتے ہو؟ بریدہ نے کہا کہ بنی سحم سے میرے آقا نے فرمایا بریدہ مبارک ہو کہہا کس بات کی قسم لیا۔
أَهْبَتَ سَوْمِكْ | تو نے اپنا حصہ پالیا ہے۔

میرے دوستو! تاریخ اسلام یہ بتاتی ہے کہ بریدہ میرے نبی کی بیٹی اور پیاری گفتگو سن کہہ بڑا متاثر ہوا۔ آیا تھا گرفتار کرنے پر ہو گا۔ قتا گیا آیا تھا قید کرنے پر نہ لے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خود قیدی بن گیا۔ میرے نبی کی پیاری باتیں سن کر بریدہ نے پوچھا اے ماہ جہیں لے حسن و جمال کے پیکر، لے دوں میں پیار گھول دینے والے پیارے تو کون ہے؟ تیرا نام کیا ہے؟ میرے آقا نے مسکرا کر فرمایا۔

اَنَا مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ
اللّٰهُ عَلَيَّ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

اے بریدہ میں اللہ تعالیٰ کا آخری
رسول ہوں۔

جب سرکار کا نام سنتا تو مچھرا گیا ہوا کہ :-

سہ لگ گئی چوٹ محبت والی تے عشق نشے وچہ آیا
تن من دی رہی خبر نہ کائی تے ایسا عشق نے تیر چلا یا
گنڈن زلف سیاہ سخن دے تاب جھلے ہن کیہڑا
انہاں نبناں وچہ نبناں پا کے تے لٹ کھڑیا دل میرا
جب بریدہ نے میرے نبی کا نام سنا تو قسمت جاگ گئی۔ مقدر کا ستارہ
چمک گیا۔ بریدہ رحمت عالم کے قدموں میں گر پڑا اور عرض کی سرکار مجھے کلمہ
پڑھائیے۔ جب ساتھیوں نے دیکھا بریدہ نے کلمہ پڑھ لیا ہے تو پوچھا بریدہ یہ کیا
تو نبی کو گرفتار کر کے سنو اونٹ انعام لینے کے لئے گھر سے نکلا تھا۔ بریدہ نے کہا
ساتھیوں کیا تاؤں نکلا تو اسی ارادے سے تھا پر سودا اب بھی گھائے میں نہیں
سودا پہلے سے بھی بہت اونچا ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا وہ کیسے فرمایا اگر
سرکار کو گرفتار کرتا تو قسمت میں سنو اونٹ ہوتے۔ اب خود سرکار کی زلف
کا قیدی بن گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جنت انعام میں دے دی ہے جب ساتھیوں
نے یہ منظر دیکھا تو وہ بھی کلمہ پڑھ کے میرے محبوب کے غلام بن گئے۔

معارف النبوت جلد ۳ ص ۲۲۔ مدارج النبوت جلد ۲ ص ۱۰۵۔ سیرت جلیہ جلد ۲

ص ۵۵۔

اب سرکار بریدہ کو اور اس کے ساتھیوں کو کلمہ پڑھا کر آگے چلنے لگے تو

حضرت بریدہ اور دوسرے شتر صحابہ بھی ساتھ چل پڑے۔ میرے آقا نے فرمایا۔ بریدہ اپنے ساتھیوں کو لے کر گھر جاؤ۔ عرض کی آقا کون سا گھر؟ اب تو ہمارا گھر وہی ہوگا جو آپ کا ہوگا۔ آقا جدھر آپ جائیں گے۔ اُدھر یہ غلام بھی ساتھ ہوں گے آقا کریم سینے سے لگا کر گھر سے نکالا نہیں کرتے۔ اپنی ذات سے دور نہیں کیا کرتے۔ اگر آپ اجازت فرمائیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ چلیں۔ میرے نبی نے فرمایا۔ میں تو شرب جا رہا ہوں۔ عرض کی حضور ہم بھی آپ کے ساتھ چلیں گے۔ فرمایا کیا کر دے آقا آپ آگے آگے ہمارے قائد بن کے چلیں گے ہم آپ کے پیچھے غلام بن کے چلیں گے۔ جلوس نکال کر آپ کے نعرے لگاتے چلیں گے۔ جھنڈا بلند کرتے اور آپ کی عظمت کے ڈنکے بجاتے چلیں گے۔ فرمایا تمہاری مرضی۔ میرے نبی نے ایک اپنے غلام اوس بن حجر اور مسعود بن حنیدہ کو فرمایا کہ تم دونوں ساتھی تیز تیز شرب جاؤ اور ان کو جا کر بتاؤ کہ چند دنوں کے بعد محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھیوں سمیت تمہارے پاس پہنچ رہے ہیں میرا انتظار کرو۔ جب مدینہ شریف میں سرکار کی آمد کی خبر پہنچی تو ہر گھر میں خوشی کے ترانے بجنے لگے۔ ہر صحابی مسرت میں بھوم گیا۔ ہر غلام نے سرکار کی آمد پر تیاری شروع کر دی اپنے رواج کے مطابق اپنی حیثیت کے مطابق جیسے آج کوئی معزز ہستی ہمارے علاقے میں تشریف لائے کوئی دلی کامل کوئی سنی حنفی بریلوی عالم بائبل ہمارے علاقے میں آئے تو علاقے کے لوگ گلیاں سجاتے ہیں۔ مسجدوں میں جھنڈیاں لگاتے ہیں۔ طرح طرح کی لائینگ کرتے ہیں۔ خوش آمدید اور مرحبا اہلاً سہلاً کے استقبال سے ہمیں لگواتے ہیں۔ مریدین چاہنے والے لوگ قطاریں بنا کر استقبال کرتے ہیں نعرے لگاتے ہیں کیوں؟ اس لئے کہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ

کا ولی آرہا ہے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سچا عاشق آرہا ہے۔ خیال کرو جب تم اللہ تعالیٰ کے ولی کی آمد پر سرکار کے سچے عاشق پر اتنی خوشیاں مناتے ہو تو اس وقت ان لوگوں کی خوشیوں کی کیا کیفیت ہوگی۔ جہاں ولی نہیں نبی تشریف لا رہے تھے۔ خادم نہیں مخدوم آرہے تھے۔ غلام نہیں آقا تشریف لا رہے تھے۔ انصارِ مدینہ۔ کون انصارِ مدینہ جنہوں نے اپنی جان اپنا مال اپنی اولاد اپنی زمین سرکار کے قدموں پر پھینکا کر دی۔

میرے دوستو! میرے آقا کے تمام صحابہ شان والے ہیں عظمت والے ہیں، کمال والے ہیں۔ ہر صحابی ایک عظمت کا مینار رکھتا ہے۔ ہر صحابی کے لئے میرے خالق کا بیان ہے۔

محبوب تیرے تمام صحابہ سے میں راضی ہوں وہ مجھ سے راضی ہیں۔

پرانصارِ مدینہ کی شان میرے نبی نے کچھ انوکھی بیان فرمائی میرے آقا نے فرمایا۔

میرے انصار ہی صحابی کی محبت ایمان کی نشانی ہے۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
وَرَضُوا عَنْهُ

حُبُّ الدُّنْصَارِ آيَةُ
الدِّيْمَانِ -

مسلم شریف جلد ۱ ص ۶

منافق کی نشانی یہ ہے کہ وہ انصاری صحابی سے بغضِ عداوت دشمنی رکھے گا۔

اور
آيَةُ الْمُنَافِقِ بُغْضُ
الدُّنْصَارِ

کیوں اس لئے کہ :-

بس جس نے میرے انصار صحابہ سے
محبت کی۔

حقیقت میں اُس نے اللہ تعالیٰ سے
محبت کی۔

اور جس نے میرے انصار سے عداوت
کی بغض رکھا۔

اس نے حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے
عداوت کی۔

فَمَنْ أَحَبَّهُمْ

أَحَبَّهُ اللَّهُ

وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ

أَبْغَضَهُ اللَّهُ

بخاری شریف - مسلم شریف

میرے دوستو! یہ میرے آقائے انصار یوں کہے بائے اس لئے فرمایا کہ
اُن کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول دل و جان سے پیارے تھے وہ سرکار مدینہ کے
بغیر ایک لمحہ بھی زندگی گزارنا پسند نہیں کرتے تھے۔ صحیح مسلم شریف جلد ۲ ص ۱۰۳
میں یہ حدیث پاک موجود ہے۔ جب میرے آقائے مکہ شریف فتح فرمایا تو میرے
آقائے تمام دشمنوں پر مہربانی فرماتے ہوئے اعلان فرما دیا تھا کہ جو ہتھیار پھینک دے
گا وہ ہماری امان میں آجائے گا جو گھر کا دروازہ بند کر لے گا۔ اس کو بھی معاف
کر دیا جائے گا۔ جو ابوسفیان سردار مکہ کے گھر پناہ لے گا وہ بھی امن پا جائے
گا۔ جب میرے آقائے یہ اعلان فرمایا تو بعض انصار صحابہ نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ
سرکار کو خاندان کی محبت نے جکڑ لیا ہے ہو سکتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
اب کہیں مکہ شریف ہی نہ دوبارہ مہر جائیں ادھر انہوں نے یہ کہا کہ ادھر خالق
کائنات نے فرمایا۔ میرے جلیب عرض کی جی رب جلیل فرمایا تیرے انصار صحابہ تیرے
اخلاق کریمانہ کو دیکھ کر شک میں پڑ گئے کہ کہیں ہمارا نبی مکہ ہی میں قیام نہ کرے۔

محبوب یا یہ تو تیرے بغیر مر جائیں گے ان دیوانوں مستانوں کو تسلی دے۔ میرے آقا نے تمام انصار صحابہ کو جمع فرمایا اور پوچھا میں کون ہوں؟ انصار یوں نے کہا آقا آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ میرے محبوب نے فرمایا انصار عرض کی جی حضور فرمایا جانتے ہو میں نے ہجرت کدھر کی ہے؟ آقا آپ ہی جانتے ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف اور تمہاری طرف پھر میرے حضور نے فرمایا تم شک میں پڑ گئے ہو کہہیں ہمارا رسول مکہ میں ہی دوبارہ نہ آباد ہو جائے سنو۔

اگر میری زندگی گزے گی تو تمہارے ساتھ گزے گی۔

فَالْمَحْيَا مَعِيَ كُور

اگر مجھے موت آئے گی تو تمہارے پاس آئے گی۔

وَالْمَمَاتُ مِمَّا تَكُور

میرے صحابہ پریشان نہ ہوں گے اور انہیں میرا جینا میرا مرنا اب تمہارے ساتھ ہے دنیا ادھر کی ادھر ہو سکتی ہے پر تمہارا نبی تم سے جدا نہیں ہو سکتا۔ انصار کی چنجیں نکل گئیں۔ جذبات پر قابو نہ رکھ سکے۔ عرض کی آقا یہ بعض بچوں نے کلمات کہے ہیں ناراض نہ ہونا اور وہ بھی صرف اور صرف آپ کی محبت میں ڈوب کر ہیں میرے کریم آقا نے فرمایا۔

میرے انصار پریشان نہ رہنے کی بات نہیں تمہاری بات کی اللہ تعالیٰ بھی تصدیق کرتا ہے۔ اور اس کا رسول

اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ
يُصَدِّقُ كِتَابَكَ

بھی کہ تم واقعی سچے ہو میرے آقا نے فرمایا اے انصار مدینہ عرض کی جی آقا فرمایا تمہیں ایک بات نہ بتا دوں عرض کی آقا حکم ہو فرمایا تم تو یونہی پریشان ہو

رہے ہو میں تو ازلوں سے تمہارے مقدر میں لکھا گیا ہوں آقا وہ کیسے فرمایا۔

اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت
کا حکم نہ ہوتا تو میں پیدا ہی انصار
میں ہوتا۔ اللہ اکبر۔

وَلَوْلَا اَلْهَجْرَةُ لَكُنْتُ

اِمْرَاَتًا اَلْاُنْصَارِ۔

بخاری شریف جلد ۱ ص ۵۳۳

تو عرض کر دیا تھا کہ انصار مدینہ نے سرکار کی
آمد کی خبر سن کر بڑی خوشی محسوس کی مدینہ شریف

سرکار کا انتظار

کے راستے سچ گئے۔ گلیاں سنور گئیں سارا مدینہ شریف آقا کی آمد کا منتظر ہر روز
صحابہ کرام سرکار کی راہ دیکھنے کے لئے مدینہ شریف سے دور پہاڑوں پر چڑھ
جاتے اور راہ تکتے رہتے پیراٹھا کے کبھی دور دیکھتے، کبھی پہاڑوں کی اوٹ
میں سے دیکھتے جب اچھی طرح دھوپ چڑھ جاتی پھر مایوس ہو کر واپس
گھروں میں آجاتے روزانہ کا یہی معمول تھا۔ کسری کے قلندر حضرت میاں محمد
علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ان کا حال سرو کے بوٹے کی طرح تھا۔ سرو کا بوٹا آپ نے
دیکھا ہوگا۔ باغوں میں ہوتا ہے۔ بالکل سیدھا ایسے لگتا ہے جیسے حیران ہے کسی
کا راستہ دیکھ رہا ہے۔ کسی کا انتظار کر رہا ہے۔ کسی نے میاں صاحب سے پوچھا
کہ یا حضرت یہ درخت بالکل سیدھا کیوں جانتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ اس کا
مطلب کیا ہے۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ آپ نے اس کا مطلب بیان
کرتے ہوئے فرمایا۔

سرو آزاد حیران کھلوتانے پیر زمینے گڈے

اچھا ہو ہو رستہ دیکھتے یار کدوں میر کڈتے

تو انصار مدینہ کا بھی یہی حال تھا۔ ہر روز آتے سرکار کا رستہ دیکھتے

رہتے جب مایوس ہو جاتے تو کہتے کہ یہ

چمڑھ وے چناں کر روشن خانے تے ہوں دور اندھیرے

وچہ اڈیکاں راہواں تکن تے شوق جہناں نوں تیرے

آقا کب آؤ گے کب قدم مبارک ٹکاؤ گے کب بھلک دکھاؤ گے کیوں کہ

ہر گھر آپ و آپ تیاری کیتی تے سو نہیا کل امیراں

مناں او دلبر ایدھراؤ تے روشن بدر منیراں

ایک دن انصار مدینہ سرکار کا راستہ دیکھ واپس جا رہے تھے کہ ادھر

سلطان کائنات کی آمد ہو گئی۔ کسی صحابی کو پتہ نہ چلا ایک یہودی ایک پہاڑی

پر کھڑا بکریاں چرا رہا تھا۔ اس کی نظر پڑھی کہ سرکار کائنات آگے آگے

ہیں۔ حضرت برید نے ہاتھ میں جھنڈا پکڑا ہوا ہے۔ تنو کے قریب صحابہ

کرام ساتھ ساتھ جلوس کی شکل میں نعرے لگاتے چلے آتے ہیں۔ میرے آقا

نے سفید لباس زیب تن فرمایا ہوا ہے۔ چہرے سے نور کے فوارے نکل رہے

تھے اس یہودی نے جب یہ منظر دیکھا تو زور سے کہنے لگا۔ اے اپنے نبی

کا انتظار کرنے والو!

هَذَا صَاحِبُكُمْ
الَّذِي تَنْظُرُونَ

یہ ہے تمہارا آقا و مولا۔

جس کا تم ہر روز انتظار کرتے رہے

ہو۔

معارج النبوت جلد ۳ ص ۲۴۷۔ سبل الہدی والرشاد ۳۷۷

جب انصار مدینہ نے یہ آواز سنی تو صحابہ کرام کے جذبات محبت قابو

سے باہر ہو گئے۔ ہر صحابی نے سرکار کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

وہ دیکھو اللہ تعالیٰ کا پیارا رسول آگیا
ہے۔

جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ

وہ دیکھو اللہ تعالیٰ کے نبی تشریف
لا رہے ہیں۔

جَاءَ نَبِيُّ اللَّهِ

ہر صحابی کہہ رہا تھا کہ:-

آج ہو گیا کم سوکھا لاجے او آگیا کھلی والا جے
او اچیاں تھاناں والا جے پڑھو لا الہ الا اللہ پاک محمد صلی علی
جب سرکار مدینہ تشریف لائے تو پانچ سو صحابہ کرام نے تلواریں گلے
میں لٹکالیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے، نعرے لگاتے ہوئے جلوس کی
شکل میں سرکار کے استقبال کے لئے سرکار کی طرف دوڑے ان کے پاس یہی
تلواریں تھیں۔ بندوقیں نہ تھیں تو پیں نہ تھیں۔ وگرنہ وہ تو پوں کی سلامی دیتے
ہوئی جہاز نہ تھے وگرنہ وہ جہاز سے اپنے آقا پر پھولوں کی پتیاں پھادر کرتے
کاریں نہ تھیں۔ وگرنہ کاروں سکورٹوں بسوں کا جلوس ساتھ لے کر جاتے جنور
پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیرولے دن مدینہ شریف سے تین میل دور
ایک بستی قبا شریف تھی وہاں تشریف لائے۔ آپ دس دن یا چودہ دن قبا میں
جلوہ فرما ہوئے چودہ دن کے بعد آپ قبا والوں کو دعائیں دیتے ہوئے مدینہ شریف
کی طرف چلے۔

ادھر مدینہ شریف میں اعلان ہو گیا لوگو غنقریب
امام الانبیاء، جلیب کبریا، مالک ارض و سما،

سرکار مدینہ میں

شافع روز جزا، خاتم الانبیاء، علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ شہر میں تشریف لائے

ہیں۔ جب مدینہ پاک کے شہریوں نے یہ اعلان سنا تو دیوانہ وار سرکار کے استقبال کے لئے سڑکوں پر نکل آئے۔ ہر شہری سرکار کی آمد پر خوشی کے نعرے لگا رہا تھا۔ خوبصورت لباس جسم پیراؤں اور اس دور کا اسلحہ لیس کیا ہوا۔ سرکار کی آمد کا منتظر مدینہ پاک کے بچے ہاتھوں میں دف لے کر سرکار کی آمد کی خوشی میں ترانے گانے لگے عورتیں سرکار کے دیدار کے لئے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئیں۔ مدینہ پاک کے حبشی مسلمان سڑکوں پر نکل کر جموں پر ہتھیار سجا کر جنگی کرتب دکھا کر خوشی کرنے لگے نوجوان اور بزرگ انصار صحابہ سرکار کی آمد پر اپنی آنکھیں بچھانے لگے غرض کہ ہر طرف جشن ہی جشن، خوشیاں ہی خوشیاں سرکار کی آمد پر پورا مدینہ جھوم جھوم کر کہہ رہا تھا۔ آمدِ مصطفیٰ۔ مرحبا مرحبا۔ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ شریف کے قریب پہنچے تو مدینہ پاک کی معصوم بچیوں نے انصار مدینہ کی باعزت پاک بیبیوں نے یوں کہنا شروع کیا کہ۔

س طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا

مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوِدَاعِ

دیکھوانے کائنات والو ہم پر وداع کی گھاٹیوں سے چودھویں کا چاند طلوع ہوا ہے۔

س وَجِبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا

مَا دَعَا لِلَّهِ دَاعٍ

ہم پر شکر واجب ہے اس دعوت دینے والے آقا کی دعوت پر

س أَيُّهَا الْمُبْعُوثُ فِينَا

جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمَطَاعِ

اے ہمارے پاس نبی بن کر تشریف لانے والے آپ کے ہر حکم کی اطاعت کی جائے گی۔

جوں جوں سرکارِ مدینہ پاک کے قریب آتے جا رہے تھے۔ صحابہ کرام کا جذبہ محبت توں توں جوش میں آتا جا رہا تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جب ہم مدینہ شریف پہنچے تو لوگ سڑکوں پر نکلی آئے اور مکانوں کی پھتوں پر چڑھ گئے۔ مدینہ شریف کے پکے اور خادم یہ نعرے لگا رہے تھے اللہ اکبر جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ۔ اللہ اکبر رسول اللہ تشریف لائے ہیں۔

اللہ اکبر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
تشریف لائے ہیں۔

سیرت نبویہ جلد ۲ ص ۲۶۸

اللَّهُ أَكْبَرُ جَاءَ مُحَمَّدٌ

حضرت براہین عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری صحابی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے بچپن سے لے کر بڑھاپے تک ساری زندگی مدینہ شریف میں گزاری ہے میں نے ساری زندگی میں مدینہ وادوں کو ایک مرتبہ جتنا خوش ہوتے دیکھا ہے اتنا کبھی نہیں، لوگوں نے پوچھا حضور وہ موقع کون سا تھا۔ جس میں سلسلے مدینہ شریف کے لوگ بھر پور خوشیاں منا رہے تھے فرمایا۔

یہ وہ موقع تھا جب میرے آقا جناب
محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
مدینہ شریف میں تشریف لائے تھے
سل الہدیٰ والرشاد جلد ۳ ص ۳۸۶

مَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ
فَرِحُوا بِشَيْءٍ فَرِحَهُ
بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جس روز مہنور علیہ الصلوٰۃ

والسلام مدینہ شریف تشریف لائے

فَلَمَّا رَأَىٰ مَا أَحْسَنَ

مَنْهُ وَلَا أَضْوَأَ

میں نے اس دن سے زیادہ حسین و
جمیل اور روشن دن نہیں دیکھا۔

ولآل النبوة جلد ۲ ص ۵۰۸

کیوں؟ اس لئے کہ سرکار کی آمد پر مدینہ شریف کی ہر چیز منور ہو گئی ہر

شئی منور ہو گئی ہوتی بھی کیوں نہ؟ آقائے کائنات جو تشریف لاتے تھے۔

محبوب خدا جو تشریف لاتے تھے۔ نبیوں کے پیشوا جو آتے تھے۔ وہ محبوب

آتے تھے جس کے حسن کی خبرات اللہ تعالیٰ نے سورج کو دی چاند کو عطا فرمائی

ستاروں کو روشنی۔ جس کے صدقے پوری کائنات میں نور پھیلا۔ جس کے جلوے

کی تاب حضرت یوسف علیہ السلام بھی برداشت نہ کر سکے۔ جس کے حسن و

جمال کی تعریف کھڑکی کے قلندر نے کی۔

۷ لال گلابی مکھڑے اُتے گیسو کالے کالے

سورج رات بھر تے چائی کوئی دیکھ کر ماں والے

آگے فرماتے ہیں کہ :-

۸ توں نیتیں تکیا محبوب میراتے جہنوں دیکھ کے چن شرماوے

اُدھی راتیں دن چڑھ آئے جدوں رُخ توں نقاب اٹھائے

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جب محبوب

خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ پاک میں تشریف لائے تو انصار مدینہ نے

اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا اور سرکار کی بارگاہ میں یوں عرض کیا۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ نَا
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَ
آلِهِ وَسَلَّمَ

او کھلی والیا، او اللہ تعالیٰ کے محبوباً
اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلے سے
آپ کے ذریعے سے ہم مدینہ والوں
پر بڑا احسان کیا ہے۔

البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۱۹۹۔

سبحان اللہ جب سرکار مدینہ پاک میں تشریف لے گئے۔ مدینہ والوں
نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ جب ربیع الاول میں سرکار کی دنیا میں آمد ہوئی
اس دن سستی بھی اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے۔ سرکار کی بارگاہ میں عرض
کرنے ہیں آقا شکر ہے اس خالق کائنات کا جس نے ہمیں آپ کا امتی بنا یا۔

شکرِ خدا محمدی ہم کو بنا یا امتی
کس کو بلا یہ مرتبہ صَلَّی عَلَیْ مُحَمَّدٍ
سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ شریف کے بازاروں
میں داخل ہوئے تو ہجوم کی وجہ سے راستہ تنگ ہو گیا۔ سرکار کے دیدار کے ستارے
صحیح طریقے سے چہرہ والضحیٰ دیکھ نہ سکے۔ والیل نہ لہنوں کی نہ یارت نہ کر سکے تو
مکانوں کی پھتوں پر چڑھ گئے۔ مسلم شریف جلد ۲ ص ۲۱۹۔

صالح ستہ کی معتبر حدیث پاک کا مطالعہ کر کے دیکھیں۔ حضرت برا
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فَصَعِدَ الرَّجَالُ وَالنِّسَاءُ
فَوْقَ الْبُيُوتِ
وَتَضَرَّقَ الْغُلَامَانُ فِي

مدینہ شریف کے مرد اور عورتیں
مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔
لڑکے اور غلام راستوں میں لڑے

الطَّرِيقِ - لگا ہے تھے کون سے ،
 كَيْنَا دُونَ يَا مُحَمَّدُ يَا
 رَسُولَ اللَّهِ - یا رسول اللہ یا محمد صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وآلہ وسلم -

پتہ چلا یا رسول اللہ کے نعرے لگانا بدعت نہیں، شرک نہیں نا جائز نہیں
 بلکہ انصارہ مدینہ کی صحابہ کرام کی سنت ہے۔ اب جو کہے کہ میں سپاہ صحابہ ہوں
 صحابی کا سپاہی ہوں اور یہ نعرہ نہ لگائے تو سمجھ لبتا وہ اپنے دعوے میں سچا
 نہیں لگتے تمہیں مبارک ہو تیرا عقیدہ تیرا نعرہ وہی ہے جو صحابہ کرام کا تھا
 غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تھا۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں۔
 یا رسول اللہ کے نعرے سے ہم کو پیار ہے
 جس تے یہ نعرہ لگایے اس کا بیڑا پار ہے

ادھر میرے آقا دولہا بن کے اونٹنی پر سوار ہو کے صحابہ کے جلو سے
 میں تشریف لے جا رہے ہیں۔ ادھر لوہے مدینہ میں یا رسول اللہ یا حبیب اللہ
 کے نعروں کی گونج میں ہوائیں معطر ہو رہی ہیں۔ جنہوں نے ابھی تک سرکار کی
 زیارت نہیں کی تھی وہ ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے یاروں وہ کھلی والا
 وہ خطہ کے چہرے والا۔ مازنگ کے سرے والا جھیبیو کے کنڈا والا۔
 یوحی کے کب والا۔ یسین کے دانتوں والا۔ اَلنُّشْرُوحِ کی چھاتی
 والا۔ بَدُّ اللہ کے گوئے ہاتھوں والا کہاں ہے۔ ہمیں بھی دکھاؤ۔ سرکار کے
 صحابہ کی بیویاں بھی ایک دوسرے سے پوچھتی تھیں فی بہنوں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کی سواری کہاں ہے۔ میں بھی زیارت کرنا چاہتی ہوں۔ کیونکہ آج تک
 ایسا حسین و جمیل منزل ہم نے نہیں دیکھا۔ سرکار مسکراتے جاتے ہیں۔ اپنے غلاموں

کے نعرے بھی سنتے جاتے ہیں۔ اب سرکار کے ہر صحابی کی ہر غلام کی تمنا تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے جہان بنیں میرے گھر میں قدم رنجہ فرمائیں۔ میرے گھر کو اپنی ذات سے منور فرمائیں۔ مدینہ شریف کے سرداروں رئیسوں نوابوں بلکہ ہر دیوانے کی خواہش تھی اللہ تعالیٰ کا بار میرا مہمان بن کر میرے مقدر سناوے۔ سرکار کی سواری جا رہی ہے۔ جب قبیلہ بنو حارث کے محلے سے گزرنے لگی تو حضرت سعد بن زید اور آپ کے ساتھیوں نے میرے آقا کی ڈاچی کا راستہ روک لیا۔ پھر بڑے پیار سے، بڑی محبت سے، بڑی عقیدت سے ہاتھ جوڑ کر عرض کی اے جانِ جہاں اے دلبر کائنات ہمیں خدمت کا موقع دیں۔ ہمارے ہاں قیام فرمائیں۔ آقا ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا بہت کچھ ہے ہماری برادری بھی بہت ہے، ہمارے پاس اسلحہ کے بھی انبار لگے ہوئے ہیں۔ ہم اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ پر تیری ذات پر کوئی آہنج نہیں آنے دیں گے۔ میرا محبوب مسکرا پڑا فرمایا:-

حَزَاكَ اللهُ اللهُ تَعَالَىٰ بِهَيْبَتِ مَجْتِ كَا بَدَلَهُ عَطَا فَرِيَا تَعَالَىٰ مَبْرَارِ اسْتَه
چھوڑ دو میری اونٹنی کی نہار کو بھی بھجور دو، آقا کیوں؟ فرمایا:-

فَقَالَ دَعُوا النَّاقَةَ
فَانْتَهَا مَا مَوْرَةَ

اس کا راستہ چھوڑ دو یہ اپنی منزل
مقصود کو جانتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ
کی عطا سے جانتی ہے۔ میں نے اس کا
جہان بنا ہے کس کا پر دہنا بنا ہے۔

اللہ اکبر۔ سیرت ابن ہشام جلد ۱ ص ۴۹۵۔

میرے دوستو خیال کرو اونٹنی جانور ہے اُسے کیا پتہ کہ میں نے کہاں

جانا ہے اور پھر پہلی مرتبہ مدینہ شریف آئی ہے۔ لیکن میرے بنی فرماتے ہیں۔
 اسے میرے ٹھہرنے کی جگہ کا پتہ ہے اس کو کیسے پتہ چل گیا یاد رکھو یہ اونٹنی کا
 کمال نہیں تھا بلکہ نسبت بنی کا کمال تھا چونکہ اس کے سینے سے میرے بنی کے
 قدم مبارک لگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یاس کے قدموں کی برکت سے اونٹنی کو
 بھی علم عطا فرما دیا کہ فلاں جگہ کھلی والے نے قیام فرمانا ہے خیال کرو۔ جب
 میرے بنی کی سواری کے علم کا یہ مقام ہے تو سوار ہونے والے آقا امام الانبیاء
 کے علم کا کیا مقام ہوگا۔ سبحان اللہ۔

بنو حارث نے جب کھلی والے کا فرمان سنا تو راستہ چھوڑ دیا۔ گریز میں جھکا
 کر عرض کرنے لگے آقا جیسے آپ کا حکم۔ میرے آقا کی سواری آگے چل پڑی۔ اب
 تمام صحابہ سوہج میں بیٹھ گئے کہ سرکار کس کے ہیمان بنیں گے کہ وہ خوش نصیب
 ہوگا۔ جس کے گھر میرا بنی پر رہنا ہے گا کیونکہ ہر پرانے کی تمنا ہے۔ ان پرانوں
 میں سے ایک پروانہ ایک دیوانہ جس کا نام تھا حضرت خالد بن زید المعروف
 ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی دل میں سوچ رہے تھے کہ پتہ نہیں
 میرا بنی کس کے ہاں قیام فرماتا ہے۔ حضرت خالد کی بیوی نے کہا ابو ایوب تم بھی کوشش
 کرو سرکار کو اپنے گھر بلانے کی دولت دیں۔ شاید سرکار تیرے گھر کا مقدر سنوار دیں۔
 حضرت ابو ایوب کی آنکھوں میں آنسو آگئے فرمایا اے مہربان رفیقہ حیات دل تو میرا
 بھی کرتا ہے۔ لیکن جب میں اپنے گھر کی طرف نظر کرتا ہوں تو اپنا گھر سرکار کے قابل
 نہیں پایا۔ میرے گھر میں کوئی اعلیٰ بستر نہیں جو سرکار کے لئے بچاؤں کوئی پتنگ
 نہیں جو خدمت کے لئے پیش کروں کوئی جگہ نہیں جو سرکار کی شایان شان ہو
 کیا کروں نہ مال ہے نہ دولت سوچ رہا ہوں۔ پھر آنکھوں میں آنسو آگئے ہاتھ

اٹھا کر خالق کائنات کی بارگاہ میں ڈعا کی، اے رب کائنات تو اچھی طرح جانتا ہے میرے سینے میں تیرے محبوب کا کتنا پیار ہے کتنا عشق ہے پر مجبور ہوں۔ دعوتِ دوں تو کیسے دوں تو ہی کوئی سبب پیدا فرما وگرنہ میرے بس کی بات نہیں ادھر حضرت ابو ایوب رو رہے ہیں۔ ادھر میرے آقا کی سواری جا رہی ہے میرے آقا کی سواری قبیلہ بنو میاندھ کے پاس سے گزری انہوں نے بھی سرکار کی بارگاہ میں خدمت کی عرض کی۔ میرے آقا نے ان کو بھی وہی جواب دیا جو پہلے غلاموں کو دیا۔ پھر میرے رسول کی سواری بنو ساعدہ کے پاس سے گزری۔ انہوں نے بھی پیام کی دعوت دی۔ بہانہ نوازی کے لئے عرض کیا۔ میرے آقا نے ان کو بھی وہی جواب دیا جو پہلوں کو دے چکے تھے۔ پھر میرے آقا کی سواری قبیلہ بنو ہاشم کے ملے سے گزری یہ وہی قبیلہ ہے جو میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت سلمیٰ بنت عمرو کا بیٹا تھا۔ رشتے کے لحاظ سے میرے آقا کے وہ تمام خاندان والے مامول لگتے تھے۔ سرکار سب اس قبیلے میں سے گزرنے لگے تو تمام قبیلے کی معصوم بچیوں نے میرے نبی کے ارد گرد گھیرا ڈال لیا اور میرے نبی کی شان میں ترانے پڑھنے شروع کر دیئے۔ میرے محبوب نے جب ان بچیوں کو خوشی سے گاتے ہوئے جھومتے ہوئے دیکھا تو فرمایا بیٹا تم کون ہو؟ یہ خوشیاں کیوں کر رہی ہو تو مدینہ شریف کی ان بچیوں نے جواب دیا۔

ہم ہیں بچیاں نجات کے عالی گھرانے کی
اور خوشی ہے آمت کے لال کے تشریف لانے کی

مسلمانوں کے نیچے بچیاں سرورِ حقہ سارے
گلی کوچے خدا کی حمد سے سرورِ حقہ سارے
نبوت کی سواری جس طرف سے ہوتی جاتی تھی
درود و نعت کے نغمات کی آواز آتی تھی
ہر اک مشتاق تھا پیارے نبی کی ہمانی کا
تمنا تھی شرف بخشیں مجھی کو میزبانی کا!
نَحْنُ جَوَارِدٌ مِنْ بَيْتِ النَّجَارِ
يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ

اے اللہ تعالیٰ کے حبیب ہم بنی نجار کی بچیاں ہیں ہم خوش نصیب

ہیں کہ آپ ہمیں کتنے اچھے ہمارے اور بڑی سی ملے ہیں۔

بنی نجار کی بچیوں کی یہ بات سن کر میرے آقا مسکرا پڑے اور ان

بچیوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ۔

اَتَعْبُوْنِي | اے بچیوں کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟

بچیوں نے سنا تو والہانہ انداز میں پیار بھری الفاظ میں عرض کی۔

اَيُّ دَالِدٍ يَارَسُوْلَ | ہاں ہاں اللہ تعالیٰ کی قسم ہم آپ

اللہ۔ | سے محبت کرتی ہیں۔ میرے کریم

آقا کا دربارے رحمت جوش میں آگیا اور تین مرتبہ فرمایا۔

قَالَ اَمَّا وَاللّٰهُ اُحِبُّكُمْ | اے بچیوں اللہ تعالیٰ کی قسم میں محمد

کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تم سے بڑی

محبت کرتا ہوں۔ سبحان اللہ۔

بچٹیوں نے محبت کا اظہار کیسے کیا۔ سرکار کی آمد پر جشن منا کر تو میرے آقا نے ان کا جشن دیکھ کر قسم کھا کر کہا اگر تمہیں میرے ساتھ پیار ہے تو میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں۔ پتہ چلا جو سرکار کی آمد پر خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ میرا بی اس سے پیار کرتا ہے۔ سنی تمہیں مبارک ہو اللہ تعالیٰ کا محبوب تیرے بھی جشن میلاد کو دیکھ کر ضرور کہتا ہوگا۔ میرے غلاموں،

اَنَا وَاللّٰهُ اَحِبُّكُمْ
اے میرا جشن منانے والے مجھے تم سے
محبت ہے۔ اللہ اکبر۔

بنی نجار کے سردار حضرت علیط بن قیس اپنے ساتھیوں کو لے کر سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی آقا ہم آپ کے رشتے میں ماموں بھی لگنے ہیں اور پورے مدینہ شریف میں ہماری برادری بھی بڑی بھیلی ہوئی ہے۔ آپ کی حفاظت کرنے کی قوت بھی، اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے۔ لہذا ہم انی کا شرف ہمیں عطا فرمایا جاتے۔ میرے نبی مسکرا کر فرماتے لگے تمہاری عقیدت کا شکریہ آج میرا راستہ چھوڑ دو جس کے دروازے کے سامنے میری اونٹنی بیٹھی گی میں اس کا ہمان بنوں گا۔ بنی نجار نے بھی سرکار کے حکم پر لبیک کہنے ہوئے راستہ چھوڑ دیا۔ اب سرکار کی سواری پھل پڑی خانی کائنات نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام کی جی رتبہ بدین فرمایا میرے بارہ کی نکتہ دیکھو۔ سورہ مولا کہ ہم دیکھو۔ ہوں گے والے پتھر پڑنے سے، گالیاں دیتے تھے۔ برا بھلا کہتے تھے۔ پر مدینہ کے لوگ اپنی جانیں اپنی آنکھیں میرے محبوب کے قدموں میں بچھا رہے ہیں۔ عرض کی اے رتبہ کائنات یہ سب تیرے حکم پر ہو رہا ہے۔ خانی کائنات نے فرمایا اے جبرئیل عرض کی بی رتبہ جلیل فرمایا جا جا کے اونٹنی کے کان میں کہہ

دے کہ اب ابو ایوب انصاری کے مکان کے سامنے بیٹھ جا۔ عرض کی مولا کریم
 وہ کیوں پار کور تھیوں کا سرداروں کا نوابوں کا ہمان نہیں بنایا۔ ابو ایوب
 کا ہمان کیوں بنا رہا ہے فرمایا میں بتانا چاہتا ہوں جب آسمانوں کا سورج
 طلوع ہوتا ہے پہلے اونچوں کو چمکاتا ہے لیکن آفتاب کا چاند جب طلوع
 ہوتا ہے پہلے غریبوں کو چمکاتا ہے۔ آفتاب کا ثنات کی سواری پھلتی چلتی
 وہاں پہنچی جہاں آج مسجد نبوی ہے سامنے حضرت ابو ایوب انصاری کا
 گھر تھا وہاں آکر بیٹھ گئی۔ میرے نبی اترے نہیں ڈاچی پر بیٹھے رہے جب
 سرکار نہیں اترے ڈاچی پھر کھڑی ہو گئی پھر چند قدم آگے چلی مڑ کے پھر اسی جگہ
 بیٹھ گئی۔ پھر بان سے بڑ بڑانے لگی۔ میرے نبی مسکرا پڑے نیچے اتر آئے۔
 صحابہ نے عرض کی آقا یہ کیا کہتی ہے۔ کہوں بولی ہے جانوروں کی بولیاں جاننے
 والا نبی بولا کہ یہ کہتی ہے۔ آقا اتر جائیے اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے۔ سرکار اتر آئے
 ادھر ابو ایوب کی بیوی نے کہا اے ابو ایوب وہ دیکھ سرکار ہمارے گھر کے
 سامنے اونٹنی سے نیچے اتر آئے ہیں۔ حضرت ابو ایوب کو صحابہ نے مبارک باد
 دی فرمایا۔ ابو ایوب مبارک ہو مکملی والا تیرا ہمان بن گیا ہے۔ تو ابو ایوب
 کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ کسی صحابہ نے پوچھا ابو ایوب روتے کیوں ہو؟
 فرمایا کہ:-

۱۔ کیڈی قسمت چنگی میری تے محبوب میرے گھر آیا

مدتاں دے ایس اجڑے گھرنوں پل وچہ باغ بنایا

کھڑی کا قلندر بولا اور فرمایا:-

۲۔ نیک نسیب جنہا ندے ہوں تے بن ویندے نیک سبب لے

جھکی دل نون کرے بندیا مستان نختے رب لے

حضرت ابو ایوب سرکار کی آمد دیکھ کر بولے کہ :-

ۛ او جلیبِ خدا سرورِ انبیاء
جس دا صدیاں توں سی انتظار آ گیا

ٹکے ہوئے چمن وچہ بہار آ گئی
روندے ہوئے دلاں نوں قرار آ گیا

ایں دنیا دی توقیر نوں کی کراں

ایں دنیا دی جاگیر نوں کیہہ کراں

میرے اُتے خدا دا کرم ہو گیا

میرے حقے محمد صلی اللہ علیہ وسلم دا پیار آ گیا

میرے جگراتیاں دا صلہ مل گیا :

رذنا غلام میرا میرے کم آ گیا

ناز کیوں نہ کراں اپنی نفسہ نے

وچہ غلاماں دے میرا شہانہ آ گیا

دلائل النبوة - مدارج النبوة - سبل الهدى - سیرت رسول جلد ۵ صفحہ ۶۱۲

اسد الغابہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۹ - ۱۱۰

حضرت ابو ایوب نے اپنے غلام ابو یعلیٰ کو آواز دی، عرض کی جی حضور

فرمایا جلدی کرو، وہ سارے جو منور چہرے والا مسافر اوٹھنی سے اترے اس کا

سامان اٹھا کر گھر لے آؤ۔ عرض کی بہت اچھا ابو یعلیٰ بھی دوڑا حضرت ابو ایوب

بھی دوڑے، اتم ایوب بھی دوڑیں کہ سرکار کائنات کا سامان اٹھا کر گھر لے آئیں

حضرت ابو ایوب انصاری اور آپ کی بیوی سامان اٹھا کر اٹھا کر بڑے فخر سے

لا رہی ہیں۔ سرکار کھڑے سُکراتے رہے۔ جب حضرت ابو ایوب کا غلام سامان اٹھانے لگا تو میرے نبی نے اس کا بازو بکڑ بھا اور سُکرا کر اس سے پوچھا کہ۔

أَنْتَ أَبُو عَلِيٍّ | کہا تمہارا نام ابو علی ہے۔

یہ سن کر ابو ایوب حیران ہو گیا۔ سرکار دینہ کو پہچان نہ سکا۔ عرض کرنے لگا سرکار میں نے آپ کو نہیں پہچانا۔ آپ کون ہیں۔ میرا نام کیسے پہچانتے ہو۔ زندگی میں پہلی ملاقات ہے۔ میرے کریم آتا ہے فرمایا تم نہیں جانتے تو کیا ہوا میں جو تمہیں جانتا ہوں تم وہی نہیں ہو جس کے پاس بیعت بارشہاہ کا خط بطور امانت محفوظ ہے۔ ابو علی اور حیران ہوا عرض کی حضور واقعی لیکن آپ کون ہیں؟ فرمایا:-

أَنَا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ | میں ہی اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ جا پہلے وہ خط لے آسامان بعد میں اٹھانا۔ قربان جاؤں کھلی والے کے علم غیب پر ہزار سال پہلے کا خط لکھا ہوا میرے نبی سے پوشیدہ نہیں۔ پھر یہ بھی جانتے ہیں کہ خط بھی اس کے پاس موجود ہے۔ ابو ایوب سے نہیں پوچھتے۔ اس کی بیوی سے نہیں پوچھنے، کسی اور صحابی سے نہیں پوچھتے، پوچھتے ہیں تو اسی سے پوچھتے ہیں جس کے پاس وہ خط تھا۔

میرے دستوں انبال کر دو اگر سرکار کی ولادت سے ہزار سال پہلے کا خط نہیں بھولا جس کے پاس ہے اس کو نہیں بھولے تو کیا وفات شریف کے بعد اپنی قبر پاک میں اپنی اُمت کو بھول سکتے ہیں؟ منہیں نہیں ہرگز منہیں ابو علی نے وہ خط میرے آقا کی خدمت میں پیش کیا۔ سرکار نے خط لے کر حضرت علی کو دیا فرمایا علی عرض کی جی آفا فرمایا اسے پڑھو حضرت علی پڑھتے جاتے ہیں میرے

بنی مسکرانے جلتے ہیں۔ جب خط مکمل پڑھ لیا گیا۔ سرکار نے فرمایا میرے صحابہ تبع میرا غلام ہے۔ اب خبردار اس کو کوئی گالی نہ دے۔ کیونکہ وہ مسلمان تھا۔ مسلمان ہے، قیامت والے دن میری شفاعت کے جھنڈے کے نیچے ہوگا۔ تفسیر در البیان تفسیر خازن۔ تفسیر نسفی۔ تفسیر بر صیقا القرآن جلد ۱ ص ۶۶۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سامان سفر تہ ابو ابوبہ۔ انصاری ص ۱۰۰۔ آپ کے گھر والے اٹھا کر لے گئے۔ اب سرکار بھی تشریف لے آئے۔ سرکار نے مکان دیکھا فرمایا ابو ابوبہ، یہ پیارا مکان ہے۔ حضرت ابو ابوبہ نے مکان کی چابیاں سرکار کی خدمت میں پیش کیں۔ عرض کی آقا شرط دانا امانت پہلے آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں اور یہ مکان والی امانت ہے یہ بھی سنبھال لیں۔ آقا یہ مکان میرا نہیں یہ تو آپ کا ہے جو بادشاہ نے آپ کی خاطر بنوایا تھا۔ میرے آقا مسکر پڑے فرمایا نہیں تم بھی رہو میں بھی رہوں گا۔

ذرقانی شریف جلد ۱ ص ۳۵۔ وفار الوفا جلد ۱ ص ۱۳۳۔

میرے دوستو! ان تمام ولاتل سے ثابت ہوا کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر صحابہ کرام نے جلوس نکالا۔ صحابہ نے جلوس میں سرکنے کی میرے آقا نے خود زیادت فرمائی۔ صحابہ کرام نے خوشی کا اظہار کیا۔ سرکار کی آمد پر نعین پڑھی گئیں۔ اللہ اکبر اور یا رسول اللہ کے نعرے بلند کئے گئے۔ صحابہ کرام نے خوشی میں کرنب اور کعبیل پیش کئے اس دور کے اسلحے کی نمائش کی گئی اب بتائیے آج کل جو بارہ ربیع الاول کو سرکار کی آمد پر جلوس نکالا جاتا ہے کیا یہ اس جلوس کا نقشہ نہیں ہونا اگر نہیں تو بتائیے؟ اگر وہی طریقہ ہوتا ہے تو آپ کیوں گھبراتے ہیں۔ آپ بھی اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اپنے

نبی کی عظمت دارے جلوں میں شامل ہو کر یا رسول اللہ اور اللہ اکبر کے نورے لگا کر صحابہ کرام کی سنت پر عمل پیرا ہو جائیں۔ انشاء اللہ دین دنیا سنور جلے گی۔
حضرات محترم! اگر ایمان داری سے ان تمام روایت کو ٹپھا رہتے تو پتہ چلتا ہے۔ ہمارے کھلی دارے کا جشن میلاد سرکار کی ولادت سے پہلے ہی عاشقان نبی مناتے آئے ہیں۔ خود میرے آفاقیہ جشن منایا صحابہ کرام نے منایا لیکن بعض لوگ جو جشن میلاد سے چڑتے ہیں وہ کوئی نہ کوئی عذر پیش کر دیتے ہیں۔ جی بھگ ہے لیکن کیا ہی لیکن! جی یہ روایت کمزور ہے صغیف ہے ہم نہیں مانتے اب نہ ماننے کا علاج تو کوئی نہیں۔

بقول ان کے | چلو بقول ان کے صحابہ نے جشن نہیں منایا مان لیتے ہیں! کیا صحابہ نے جشن میلاد سے کہیں منع

بھی کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو دلائل سے ثابت کریں انشاء اللہ ہم بھی نہیں منائیں گے پر قیامت آسکتی ہے یہ دلائل نہیں دکھا سکتے۔ دکھائیں بھی کیسے جب خود انہوں نے سرکار کی آمد کی خوشی کی ہے۔ غیر تو چلو جی صحابہ کرام نے جشن میلاد نہیں منایا، کیوں نہیں منایا تو اس کی کئی وجوہات بھی ہو سکتی ہیں۔

۱۔ پہلی وجہ یہ کہ ابھی اسلام کے ابتدائی دور تھے۔

۲۔ دوسری وجہ دن رات دینی کاموں میں مصروفیات۔

۳۔ جہادات میں مصروفیات۔

۴۔ اسلام کی سر بلندی کی خاطر کوشش۔

۵۔ کافروں کو اسلام کی طرف راغب کرنے کی دوڑ دھوپ وغیرہ۔

جب یہ باتیں کی جائیں تو کہتے ہیں دیکھو نا جی جب صحابہ نے نہیں کیا

تو لازمی طور پر یہ جشن میلاد صحابہ کی زندگی کے بعد ہوا اور سرکار کا فرمان ہے جو میرے اور میرے صحابہ کے دور میں کام نہیں ہوا وہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور بدعتی جہنمی ہے۔ اللہ اکبر۔

میرے دوستو! اگر یہ قانون ہر جگہ لاگو کیا جائے تو پھر تو اسلام کے اکثر کام بدعات میں شامل ہو جائیں مثلاً سرکار کے زمانے صحابہ کے دور میں پختی مساجد نہیں تھیں۔ اب پوری دنیا میں پختی اور طرح طرح کے خوبصورت ڈیزائن کی مساجد ہیں۔ سرکار کے زمانے میں قرآن مجید کے مختلف پارے نہیں تھے قرآن ایسی صورت میں نہیں تھا۔ زبیر بن زبیر تمام اعرابات نہیں نچھڑے لیکن اب قرآن مجید کی بڑی بڑی خوبصورت جلدیں ہیں۔ مختلف پارے ہیں ہر حرف پر اعراب ہیں۔ میرے نبی کے زمانے میں صحابہ کے دور میں بخاری مسلم زوائد نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد، مشکوٰۃ، مولانا امام مالک وغیرہ مدینہ منورہ کے کتابیں نہیں تھیں اب ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام صحابہ کے دور میں بہ فقہ کی کتابیں، یہ فقہی مسائل پر عمل نہیں تھا۔ لیکن اب یہ سب پڑھ لکھ رہے ہیں۔ سرکار کے دور میں صحابہ کے زمانے میں جمعہ پر خطبہ میں صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کا نام نہیں لیا جاتا تھا۔ لیکن اب ہر مسجد میں جمعہ کے خطبے میں صحابہ کرام خلفائے راشدین، اہلبیت کرام کا نام لیا جاتا ہے تو کیا یہ تمام کام بدعت ہیں؟ اگر بدعت ہیں تو سکاؤ فنڈ! اگر بدعت ہیں تو یہ سارے کام تم بھی کرتے ہو، بتاؤ اپنے باپے تمہارا کیا خیال ہے تم جہنمی ہو کہ نہیں؟ اگر ان تمام باتوں پر بدعت کا فتویٰ نہیں لگانے شرک نہیں کہتے نا جانتے نہیں کہنے حالانکہ تمام کام صحابہ کے دور کے بعد ہوئے تو کیا جشن میلاد سے اتنی تکلیف

ہے۔ اتنا دکھ ہے، اتنا ڈیر ہے کہ جشن میلاد کرنے والے تمہارے فتوؤں کی
زور میں آگے ہیں۔ کچھ سوچو، کچھ غور کرو، کچھ شرم نہی کرو۔

میرے دوستو! یاد رکھو حقیقت یہ ہے جو کام دور نبوت میں نہ ہو
سکا وہ دور صحابہ میں ہوا، جو کام صحابہ کے دور میں نہیں ہوا وہ مجتہدین نے کیا
جو کام مجتہدین کے زمانے میں نہ ہوا، وہ محدثین نے کیا اسی طرح انشاء اللہ
قیامت تک اسلام کی شان میں ترقی میں ہے۔ اسلام تو ایسا شجر ہے ایسا پودا
ہے جو طیب بھی ہے اور پاک بھی یاد رکھو درخت ایک دور میں کبھی مکمل
نہیں ہو جاتا بلکہ آہستہ آہستہ اپنی منزل کی طرف جاتا ہے۔ انشاء اللہ اسی
طرح اسلام بھی قیامت تک کامیابی کی طرف گامزن رہے گا۔ جو لوگ ہر بات
میں دور صحابہ سے ثبوت ثبوت کی رٹ لگاتے ہیں۔ ان کا اپنا کوئی کام صحابہ
کے دور کے مطابق نہیں۔

میرے دوستو! یہ جشن میلاد جو منایا جاتا ہے جو اس میں شامل ہوتے
وہ سرکار کی محبت کی خاطر سرکار کے پیار کی خاطر اس میں شامل ہوتے ہیں ہر
وہ کام جو مجتہدین رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاطر کیا جائے اور بظاہر
شرعیہ اس کام کو منع نہ کرے وہ جائز ہے چاہے وہ کام صحابہ نے کیا ہو
یا نہ کیا ہو۔ بزرگوں نے کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

دیکھو جب سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
وصال مبارک ہوا تو مسلمہ کذاب نے بڑے

محبت کا کام

زور شور کے ساتھ نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ صدیق اکبر کو پتہ چلا آپ نے اس
بے ایمان کو جہنم رسید کرنے کے لئے ایک شکر تبار اس کے مقابلے میں بھیجا۔

لڑائی ہوئی مسلمانوں کی اور مسلمہ کذاب کے ساتھیوں میں خوب جنگ ہوئی
یہ جنگ یمامہ کے نام سے اسلام کی تاریخ میں مشہور ہے۔ جب لڑائی ہوئی
تو اللہ تعالیٰ نے سرکار کے غلاموں کو فتح عطا فرمائی۔ مسلمہ کذاب بے ایمان مارا
گیا اور جہنم رسید ہوا۔ لیکن اس جنگ میں مسلمانوں کے سات سو یا اس سے
بھی زیادہ سپاہی شہید ہوئے ان سپاہیوں میں اکثر قرآن پاک کے حافظ
اور قاری تھے جنہوں نے براہ راست سرکار مدینہ سے قرآن سن کر یاد کیا
تھا۔ حضرت فاروق اعظم کو بڑی تشویش ہوئی۔ جب فوج مدینہ شریف پہنچی تو
سیدنا فاروق اعظم نے سیدنا صدیق سے عرض کیا کہ امیر المؤمنین اگر اسی طرح
لڑائیاں ہوتی رہیں قرآن مجید کے قاری اور حافظ شہید ہوتے رہے تو اللہ تعالیٰ
کا قرآن تو دنیا سے غائب ہو جائے گا لہذا میرا مشورہ یہ ہے کہ قرآن کو کتابی شکل
میں جمع کر دیا جائے سیدنا صدیق اکبر نے جب یہ بات سنی تو فرمایا۔

<p>اے عمروہ کام تم کیسے کرو گے جو اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں کیا۔</p>	<p>كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَوْ يَفْعَلُهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ</p>
---	--

سیدنا عمر نے فرمایا۔ امیر المؤمنین آپ کا فرمان بالکل برحق ہے۔ بالکل صحیح

ہے۔ یہ کام سرکار نے نہیں کیا لیکن :-

لیکن اللہ تعالیٰ کی عزت و جلالت
کی قسم یہ کام جو ہم کرنے لگے ہیں ہے

هَذَا وَاللَّهِ خَيْرٌ

تو بہتر ہے تو اچھا ہے تو خوبوں والا سیدنا صدیق اکبر حضرت عمر کی بات کو
سن کر مسکرا پڑے فرمایا عمر تیری بات نے میرے سینے کو کھول دیا ہے۔ تیری

بات واقعی بڑی پائیدار ہے۔ عملی کے قابل ہے۔ سیدنا صدیق اکبر نے اس بات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قرآن مجید کو کتابی شکل میں جمع کرنے کے لئے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور زید سے فرمایا اے زید، عرض کی جی امیر المؤمنین۔ فرمایا میرا پرہیزگراں ہے کہ قرآن مجید جو کہ جگہ جگہ بکھرا ہوا ہے کوئی آیت کسی کے پاس کوئی کسی کے پاس ہے۔ ان سب کو جمع کر کے ایک کتاب کی شکل میں اکٹھا کیا جائے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تم عقلمند ہو۔ نوجوان ہو۔ میرے عملی دلے کے کاتب وحی رہے ہو لہذا تم تمام قرآن مجید کی آیات جمع کر کے ایک کتابی شکل میں قرآن پاک کو محفوظ کرو۔ حضرت زید بن ثابت نے جب یہ بات سنی تو آپ نے بھی عرض کیا کہ:-

اے امیر المؤمنین، اے فاروق اعظم آپ وہ کام کیسے کریں گے جو میرے کھلی والے نے اپنے دور میں اپنی ظاہری زندگی پاک میں نہیں کیا۔

كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا
لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ
مَنْ لِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَ
آلِهِ وَسَلَّمَ

تو سیدنا صدیق اکبر نے آگے سے فرمایا۔ اے زید ٹھیک ہے کھلی والے نے نہیں کیا لیکن،

هَذَا أَمْرٌ مِنَ اللَّهِ خَيْرٌ
| ہے تو یہ کام اچھا

حضرت زید فرماتے ہیں صدیق اکبر کی بات سن کر میں نے قرآن پاک جمع کرنا شروع کر دیا پھر سارا قرآن جمع کر کے سیدنا صدیق اکبر کی باگاہ میں پیش کر دیا۔ بخاری شریف ص ۴۵۵۔ باب اجمع القرآن تفہیم البخاری جلد ۱ ص ۴۳۱۔ میرے دوستو خیال کرو، صحابہ کرام کیا جواب دیتے ہیں۔ ٹھیک ہے یہ

کام کھلی والے نے نہیں کیا لیکن ہے تو اچھا کام اسی طرح ہم کہتے ہیں۔ اسے منکرین جشن میلاد اگرچہ یہ کام سرکار نے نہیں کیا صحابہ کرام نے نہیں کیا ہے تو اچھا کام سبحان اللہ۔ اب دیکھتے جو اچھا کام شروع کرے جو بہترین عمل شروع کرے اس کو فائدہ کیا ہوتا ہے۔ میرے آقا نے فرمایا۔

مَنْ صَوَّبَ فِي الْإِسْلَامِ
مُسْنَدًا حَسَنًا -

جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد
کرے اچھا کام شروع کرے۔

فَلَهُ أَجْرُهَا

اس کو اپنے عمل کا ثواب ملے گا۔

وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا

اور قیامت تک جو بناوہ اس
پر عمل کرے گا اس کا بھی اس کو ثواب

ملے گا۔

جس نے شروع کیا اور کرنیوالے کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں رہے گی۔ مشکوٰۃ شریف کتاب العلم مرآة شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۹۶۔ سبحان اللہ اب دیکھیں میلاد ہے کیا اس میں ہوتا کیا ہے تلاوت کلام ہوتی سرکار کی نعت پڑھی جاتی ہے۔ آقا کی سیرت بیان کی جاتی ہے۔ نبی پاک پر درود و سلام پڑھا جاتا ہے۔ اب بتائیے یہ سارے کام اچھے ہیں کہ نہیں؟ یقیناً ایک غیر آدمی بھی گواہی دے گا اچھا کام ہے تو اب پھر سلام ہو اس کی عظمت کو جس سے یہ جشن میلاد کا جلوس شروع کیا۔ کھلی والے کی آمد کی خوشی کا اہتمام کیا۔ سرکار کی آمد میں اپنے علاقوں کو سجاوہ کیا۔ انشاء اللہ قیامت تک اس کو ثواب قبر میں ملتا ہے گا اور کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے گا۔ اسی لئے سرکار کے دیوانے سرکار کی محفلیں سجاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ

آؤ سجنوں بیلور دل مل کے آج محفل پاک سجالیئے
 یاد بنی وچہ اتھرو کیر کے تے اپنے اپنے گناہ بخشا لیتے
 مکی مدنی مے نام دا ورد کریتے تے ہوتے نصیب جگا لیتے
 ہوراں ول فیضان فیرو کھ لاں گے کھلی والے نوں پہلاں سنالیئے

میداد

میرے دوستو بعض لوگ ہمیں طعنہ دیتے ہیں

کہ تم بڑے بیدرد ہو کیوں؟ کہ بارہ کو سرکار

مدینہ کی وفات شریف ہے اور تم بارہ ربیع الاول کو خوشیاں مناتے ہو
 جشن مناتے ہو، جلوس نکالتے ہو۔ میرے دوستو، یاد رکھو وفات کا غم
 بھی اسی کو ہوتا ہے۔ جسے ولادت کی خوشی ہو جو آنے کی خوشی نہیں کرتا وہ
 جانے کا غم کیسے کرنے گا نہ ان کو آنے کی خوشی ہے نہ جانے کا غم یہ تو صرف سرکار
 کی ولادت پاک کی خوشی روکنے کے لئے یہ جیلے بہانے کرتے ہیں لوگوں کو کہتے
 ہیں یہ بارہ وفات کا دن ہے یہ کوئی خوشی کا دن ہے۔ اگر ان کو زیادہ ہی غم
 ہے تو ایسے کرتے ہیں یہ بارہ ربیع الاول کو غم منالیا کریں ہم خوشی منالیا کریں
 گے یہ بھوڑی بچھا لیا کریں ہم جلوس نکالی لیا کریں گے۔ یہ صرف ماتم بچھا لیا کریں
 ہم جشن کر لیا کریں گے کچھ تو کریں پر ان کو پتہ ہے غم بھی وہ کہے۔ جسے سرکار کے
 آنے کی خوشی ہے۔ ہمارا بنی سے کیا تعلق ہم برائے نام بنی کا نام لیتے ہیں۔ دوسری
 بات یہ ہے کہ ولادت پہلے ہوتی ہے، وفات بعد میں آنا پہلے ہوتا ہے جانا
 بعد میں، زندگی پہلے مرگ بعد میں ہم کہتے ہیں کہ عاشقوں کو، سرکار کے ولیوں
 کو پہلے جی بھر کے حضور پاک کی آمد کی خوشی تو کر لینے دو پھر وفات کی بات بھی
 کریں گے۔ تیسری بات یہ ہے کہ سرکار کی وفات شریف بارہ ربیع الاول

کو نہیں بلکہ ربیع الاول شریف کی دو کوہ یا تین کوہ یا سات کوہ یا نو کوہ بھی ہے۔
 پوچھی بات یہ ہے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ سرکار کو موت آئی لیکن چند لمحوں کے
 لئے چند گھنٹوں کے لئے پھر اللہ تعالیٰ نے یار کو اسی وقت زندہ کر دیا۔
 جیسے چاند ہو چودھویں کا پوری آب و تاب سے چمک رہا ہو، اچانک اس
 پر بادل کا ٹکڑا آجاتے لوگوں کی نگاہوں سے چھپ جاتے لوگ کہیں
 چاند کہاں گیا پھر بادل ہٹ جاتے تو فوراً وہی آب و تاب لوگ کہیں
 وہ دیکھو پھر نکل آیا۔ اسی طرح میرے نبی پر موت کا ہلکا سا بادل آیا معمولی
 سا پردہ آیا پھر اسی طرح حیات طیبہ وہی زندگی پہلے سے بھی بہتر، یہی بات
 میرے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے فرمائی کہ :-

انبیاء کو بھی آجل آتی ہے
 مگر ایسی کہ فقط آتی ہے
 پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
 مثل سابق وہی جسمانی ہے
 یہ ہیں حتیٰ ابدی ان کو رضا
 صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

حیات انبی کا مثل میرے آقا نے اپنی زبان پاک سے خود ہی حل فرما
 دیا سرکار شریف فرما ہیں۔ میرے آقا کے غلام بھی زیارت سے مشرف ہو
 رہے ہیں۔ میرے کھلی دل نے فرمایا میرے صحابہ عرض کی جی آقا فرمایا مجھ پر ہمیشہ
 درود و سلام پڑھا کرو لیکن جب جمعہ کا دن آئے تو کثرت سے زیادہ سے
 زیادہ درود و سلام کا ورد کیا کرو آقا کیوں؟ فرمایا جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ

نے حضرت آدم کو پیدا فرمایا اسی دن آپ کی وفات ہوئی جمعہ کو کثرت کے ساتھ فرشتے آسمانوں سے زمین پر آتے ہیں قیامت بھی جمعہ والے دن آئے گی لہذا یہ دن بڑا بابرکت ہے۔ صحابہ نے عرض کی آقا آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔ لیکن سرکار یہ آپ کی زندگی کا وظیفہ ہے یا آپ کی وفات کے بعد بھی اس پر عمل کریں۔ کیونکہ بعد وفات انسان کی وہ حالت نہیں رہتی جو اس دنیا میں ہوتی ہے۔ انسان کا جسم گل سٹر جاتا ہے۔ ہڈیاں رہ جاتی ہیں ماس گل جاتا ہے انسان کی حالت بدل جاتی ہے۔ میرے آقا نے فرمایا۔ میرے غلاموں یہ حالت عام انسانوں کے ساتھ تو ہو سکتی ہے لیکن میں اللہ تعالیٰ کا بنی ہوں سرکار نبیوں کو کوئی خاص رعایتیں ہوتی ہیں۔ میرے آقا نے فرمایا مان آقا کون سی فرمایا جب اللہ تعالیٰ کے نبی دنیا سے پردہ کرتے ہیں تو خالق کائنات زمین کو حکم دیتا ہے۔ مٹی کو اڑا دیتا ہے۔ اے زمین اے مٹی خیال کرنا یہ آنے والا کوئی عام انسان نہیں بلکہ یہ میرا بنی ہے میرا رسول ہے اس کے جسم کو کھانا تو درکنار اس کو چھونا بھی نہیں۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر یہ بات حرام کر دی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ
عَلَى الْأَرْضِ

کون سی کہ :-

نبیوں کے اجسام کو کھانے آقا جب زمین نبیوں کے جسم کو نہیں کھاتی تو

أَنْ تَشَاكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ

مھمڑا کیا ہے۔ فرمایا ہونا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ہر نبی اپنی اپنی قبر میں

فَنَبِيٌّ لِلَّهِ حَيٌّ

زندہ ہوتا ہے۔ آقا دنیا میں انسان زندہ ہیں پر یہ تو کھاتے بھی ہیں پیتے بھی ہیں۔ میرے آقا مسکرا پڑے فرمایا کیا ہوا۔

حَتَّىٰ يُرْزَقَ
اللہ تعالیٰ کا ہر نبی بھی زندہ رہ کر
اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں کھاتا ہے۔
پیتا بھی ہے۔ سبحان اللہ۔

ابن ماجہ شریف ص ۷۷، مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۱، ابوداؤد شریف، نسائی شریف
منہج کبریٰ۔ ابن شیبہ۔

صحابہ نے کہا آقا اللہ تعالیٰ کے نبی دنیا میں ہر وقت اللہ عزوجل کہتے
ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں کیا بعد وفات کے بھی یہ کام کرتے ہیں۔ میرے آقا نے فرمایا
بیشک کیونکہ

الَّذِينَ آمَنُوا أَحْيَاءُ فِي
قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ
اللہ تعالیٰ کا ہر نبی اپنی قبر میں زندہ
ہے اور اپنی اپنی قبروں میں نماز
بھی پڑھتے ہیں۔

شفاء العظام ص ۱۳۲۔ حیات الانبياء۔ امام بیہقی۔ فتح الباری۔ خصائص کبریٰ
مدارج النبوت۔ نیل الاوطار۔

میرے آقا نے فرمایا۔ میرے صحابہ عرض کی جی حضور فرمایا۔
حَيَاتٍ خَيْرٌ لَّكُمْ
وَمَمَاتٍ خَيْرٌ لَّكُمْ
میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر
ہے۔ میری موت بھی تمہارے لئے بہتر
ہے۔

صحابہ کرام حیران ہو گئے کہ زندگی تو واقعی بہتر ہے پر موت کیسے بہتر

ہوگی۔ سیدنا فاروقِ اعظم نے عرض کی آقا زندگی تو واقعی بہتر ہے۔ آپ کی حیات تو واقعی بڑی اچھی چیز ہے پر موت کیسے اچھی ہوگی۔ وفات کیسے بہتر ہوگی۔ میرے بنی مسکرا پڑے فرمایا کہ میری زندگی تمہارے لئے اس طرح بہتر ہے کہ میں تمہیں حلال حرام کی خبر دیتا ہوں۔ اس کی پہچان بتاتا ہوں اس کی سزا جزا بتاتا ہوں۔ اور میری موت تمہارے لئے یوں بہتر ہوگی کہ:-

تُعْرِضُ عَلَيَّ أَعْمَالَكُمْ

تمہارے تمام اعمال ہر روز میری بارگاہ میں قبر میں میرے روبرو پیش کئے جاتے گئے۔ میں اپنی امت

کے اعمال و افعال دیکھا کروں گا جب تمہاری نیکیاں اچھائیاں تمہارے اچھے کام میں دیکھوں گا تو۔

حَمِدَتُ اللّٰهَ عَلَيْهِ

تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاؤں گا اس کی تعریف کروں گا۔ خالق کائنات

کی تعریف کروں گا کہ شکر ہے میری امت اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کر رہی ہے اور اگر امت کے برے اعمال ان کے گناہ دیکھوں گا، بدیاں اور خطائیں دیکھوں گا تو پھر کیا ہوگا۔

أَسْتَغْفِرُكَ اللّٰهَ لَكُمْ

میں تمہارے لئے بخشش کی دعا کروں گا معافی کے لئے درخواست

کروں گا کہ اے خالق کائنات میری امت کو بخش دے۔

مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۲۴۰۔ بحسب اللہ علی العالمین ص ۴۱۳۔ شواہد الحق ص ۲۶۲
سبجان اللہ کتنا رحیم شفیق نبی ہے ساری دنیا گناہ کر رہی ہے پر وہ بچیاں

رسولِ قبرپاک میں رو رو کر اُمت کے لئے دعائیں فرما رہا ہے۔ پر اُمت میں
چند ایسے بھی بد نصیب ہیں جو اس شافعِ نبی کو زندہ بھی تسلیم نہیں کرتے
تُف ہے ایسی مسلمانوں پر خیر تو سرکار فرماتے ہیں کہ میں قبر میں تمہارے لئے بخشش
کی دُعا کروں گا ادھر اللہ تعالیٰ نے بھی اعلان فرما دیا۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا | لَإِنْسَانٌ أَمْرًا لَّوَدَّعَيْنَاهُمْ |
اے انسان اگر تو اپنی جان پر ظلم
کر بیٹھے تو میرے یار کے دروازے

پر آجاتا تو بھی دعا مانگ میرا محبوب بھی تیرے لئے دعا مانگے گا پھر ہو گا کیا
فرمایا پھر میں نے تیرے گناہ نہیں دیکھے یار کے گورے گورے یہ اللہ والے ہاتھوں
کی برکت سے تیرے گناہوں پر قلم پھیر کر رحمتوں کی برسات کر دوں گا۔

(پ، سجدہ نماز)

پتہ چلا ہم سرکار کا جشن اس لئے مناتے ہیں کہ ہمارا نبی کل بھی زندہ
تھا آج بھی زندہ ہے۔ انشاء اللہ ہمیشہ زندہ ہی رہے گا۔ میرے دوستوں عرض
یہ کر رہا تھا کہ سرکار مدینہ سرور قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کا میلاد پاک حضور پاک کی آمد سے پہلے بھی منایا گیا۔ میرے آقا نے خود بھی منایا
صحابہ کرام نے بھی منایا۔

اور میرے کھلی
والے کی اُمت

میلاد پاک اور اولیاء اُمت

نے منایا اور اولیاء کرام نے بھی منایا اور آج تک سنی مسلمان سرکار کے
میلاد میں شریک ہوتے آتے ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک جشنِ میلاد
میں شریک ہوتے رہیں گے۔ چھٹی صدی کے مجدد بہت بڑے محدث

حضرت علامہ عبدالرحمن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ غوث پاک کے زمانے میں تشریف لاتے اور پھر غوث پاک کے مرید بھی بنے۔ جنہوں نے قرآن و حدیث کی بڑی خدمت کی اپنی زندگی میں ایک ہزار کتابیں لکھی اور دو لاکھ کافروں کو اپنی تبلیغ سے سرکار کا غلام بنا کر مسلمان کیا۔ جن کے ہزاروں شاگرد تھے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ جیسے ولی بھی آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ آپ ایک دن اپنے مدرسہ میں شاگردوں کو قرآن و حدیث کا درس دے رہے تھے۔ فارغ ہو چکے تو ایک آدمی نے کہا حضور اگر اجازت دیں تو ایک مسئلہ نہ پوچھ لوں۔ آپ نے اجازت دی سوالی نے عرض کیا حضور مسئلہ یہ ہے کہ بعض لوگ سرکار کا میلاد مناتے ہیں بعض منع کرتے ہیں۔ اس کے بارے میں وضاحت فرمائیں۔ منانا چاہیے کہ نہیں اور یہ محفل میلاد کا سلسلہ کب سے شروع ہوا ہے۔

میرے دوستو! توجہ کر دو یہ مسئلہ آج سے ایک ہزار سال پہلے پوچھا جا رہا ہے کیونکہ علامہ ابن جوزی کی ولادت ۵۱۱ ہجری اور وفات ۱۲ رمضان شریف ۵۹۷ ہجری کو بغداد شریف میں ہوئی۔ آپ نے جو جواب دیا سنتے، آپ نے فرمایا، میاں سوالی یہ محفل میلاد کا سلسلہ کوئی نیا تو نہیں سرکار کب سے ہے فرمایا۔

یہ میلاد شریف کی محفلیں ہمیشہ سے
یعنی ہماری ولادت سے پہلے تیرے
پیدا ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جب

فَلَا زَالَ أَهْلُ الْحَرَمَيْنِ
الشَّرِيفَيْنِ۔

سے میرے آقا تشریف لاتے ہیں۔ اس وقت سے بلکہ سرکار کی آمد سے

پہلے سے حرمین شریفین کے لوگ یعنی مکہ شریف اور مدینہ

شریف کے لوگ مناتے آ رہے ہیں سرکارِ معروفہ مکہ اور

مدینہ والے محفل میلاد مناتے ہیں فرمایا نہیں نہیں بلکہ

وَالْمُصْرَبَاتُ الْمَنَارِ | مصر والے بھی میرے آقا کا

میلاد مناتے ہیں۔

میں والے بھی سرکار کا جشن مناتے ہیں شام والے بھی حضور کی آمد

کی خوشی کرتے ہیں۔ وَسَائِرِ بِلَادِ الْعَرَبِ صَوْتِ الْمَشْرِقِ

وَالْمَغْرِبِ اور تمام دنیا کے مسلمان چاہے وہ مشرق میں رہتے ہوں

یا مغرب میں تمام کے تمام محفل کا اہتمام کرتے ہیں۔ كَيْفَ تَنْسِلُونَ

بِجَلْسِ مَوْلَانَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَرَاكَ مَوْتِ

سرکارِ مدینہ کی محافل سجاتے ہیں۔ وَيَقْرَهُنَّ وَرَهْلَالِ

شَهْرِ رَجَبِ الْأَوَّلِ جب دنیا میں ربیع الاول کا چاند دکھائی

دیتا ہے تو پوری کائنات کے مسلمان خوشیاں مناتے ہیں۔ سرکار

کیے خوشیاں مناتے ہیں فرمایا۔

وَيَغْتَسِلُونَ وَيَلْبَسُونَ

بِالشِّيَابِ الْفَاخِرَةِ۔

اچھی طرح غسل کرتے ہیں پڑھتے

پیارے پیارے عمدی لباس

قسم کے لباس پہنتے ہیں۔ خوب

بن سنور کر ایک دوسرے پر عطر و گلاب چھڑکتے ہیں۔ پھر سرکار

کی آمد پر جو جس

کے پاس ہوتا ہے دل کھول کر سرکار کی خوشی میں خوش کرتے ہیں یعنی ہر آدمی اپنی طاقت کے مطابق خوشیاں کرتا ہے کوئی مٹھائی بانٹتا ہے کوئی کھانا تقسیم کرتا ہے کوئی دیکھیں پکاتا ہے کوئی نقدی تقسیم کرتا ہے۔ جتنی اللہ تعالیٰ نے جس کو طاقت دی، ہوتی ہے خوشیہ کرتا ہے سرکار کی ولادت کی خوشی کرتا ہے گھر گھر میں میلاد ہوتا ہے علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ یہ ساری تقریر کرنے کے بعد فرماتے ہیں اے سوالی جانتے ہو اس محفل میلاد کا فائدہ کیا ہوتا ہے؟ عرض کی حضور آپ ہی بتائیں فرمایا۔

وَمِمَّا جُرِّبَ عَنْ ذَلِكَ

جہاں جہاں محفل میلاد ہوتی ہے وہاں وہاں تجربہ کیا گیا آزما یا گیا ہے انھوں

سے دیکھا گیا ہے کیا کہ۔۔۔

كَثْرَةُ الْخَيْرِ وَالْبُرْكَهٖ

وہاں اللہ تعالیٰ خوب بخیر و برکت کا نزول فرماتا ہے سلامتی اور عافیت

نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سرکار کے میلاد کے صدقے رزق میں مال میں دولت میں اولاد میں خوب زیادتی فرماتا ہے اور پورا سال جہاں میلاد ہوتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ امن و امان فرماتا ہے اور گھروں میں سکون اور قرار نازل فرماتا ہے کیونکہ فرمایا۔

بِبُرْكَهٖ مَوْلِدِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ

یہ سرکار کے میلاد کی برکت سے۔

المیلاد والنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

۵۷۔ ۵۸

سوال نے عرض کیا حضور جو منع کرے جو بدعت شرک کے فتوے لگاتے اس

کا کیا جواب دیا جلتے فرمایا تم بجاتے جواب دینے کے سرکار کا میلاد مناتے جاؤ
 درود پہنچاتے جاؤ کھلی والے کو خوش کرتے جاؤ۔ انہیں اپنا کام کرنے دو تم اپنا کام
 کرتے جاؤ حضور اگر ہم میلاد کریں تو ہمیں کتنا نفع ہوگا۔ فرمایا میں فتویٰ
 دیتا ہوں جو دنیا میں کھلی والے کا میلاد مناتے۔ اللہ تعالیٰ اس کو تین فائدے
 عطا فرمائے گا۔ دو آخرت میں ایک دنیا میں عرض کی گئی حضور وہ آخرت
 کے کیا فائدے ہیں فرمایا جو میرے نبی کا دنیا میں میلاد شریف مناتے پہلے
 تو وہ جہنم میں انشا اللہ نہیں جلتے گا اگر کسی خطا کی وجہ سے کسی گناہ کی وجہ
 سے وہ جہنم میں چلا گیا تو ہو گا کیا فرمایا:-

حِجَابًا مِّنَ النَّارِ
 وَسِتْرًا

وہ میلاد شریف کی خوشی وہ میلاد
 پر شرح ہونے والا مال دوزخ کے
 سامنے آگ کے سامنے ڈیک بن کر
 پر وہ بن کر کھڑا ہو جلتے گا۔ اس کو

جہنم میں جلتے سے بچانے گا وہ خوشی جہنم کو کہے گی۔ اے دوزخ خیال کرنا یہ وہ
 ہے جس نے دنیا کی زندگی میں حبیبِ خدا سرورِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کا میلاد منایا تھا۔ سبحان اللہ۔ دوسرا فائدہ کیا ہو گا فرمایا:-

وَمَنْ أَنْفَقَ فِي مَوْلِدِهِ
 دَرْهَمًا

جو سرکار کی خوشی میں ایک درہم
 درہم کہتے ہیں چارہ آنے کے سکتے

کو فرمایا چوبیسہ نہیں، پچاس نہیں، سو نہیں، ہزار نہیں، لاکھ نہیں صرف
 ایک پونئی خرچ کرے۔

پھر ہو گا کیا۔

كَانَ الْاِسْتِظْفَالُ صَلَّى اللهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَدُّ شَافِعًا
وَمُشَفَعًا

قیامت والے دن میرا بنی اس میلاد
منانے والے کی شفاعت کر کے اپنے
ساتھ جنت میں لے جائے گا کیونکہ
سرکار کی شفاعت ہی ایسی شفاعت

ہوگی جو ٹھکانی نہیں جائے گی۔ تیسرا فائدہ دنیا میں ہوگا۔ کون سا فرمایا۔

فَاخْلَفَ اللهُ عَلَيْهِ
بِكُلِّ دُرِّهِمْ عَشْرًا

جو سرکار کے میلاد پر ایک درہم خرچ
کرے گا اللہ تعالیٰ اسے دس درہم
زیادہ ثواب عطا کرے گا۔

مولد العروس

میرے دوستو! سرکار کے میلاد شریف کے کتنے فائدے ہیں۔ یہ فائدے

احمد رضا خاں بریلوی نے نہیں بتاتے۔ مولانا سرور احمد فیصل آبادی نے نہیں
بتائے۔ کسی حنفی بریلوی مفتی محدث عالم واعظ نے نہیں بتائے بلکہ یہ فائدے

آج سے ایک ہزار سال پہلے حنبلی مذہب کے چوٹی کے محدث چھٹی صدی
کے مجدد نے بتائے۔ اگر جشن میلاد بدعت ہو، شکر ہو، تو کیا اتنے اللہ تعالیٰ

انعامات فرماتا بدعت شرک کرنے پر انعامات نہیں دیتے بلکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب
ہوتا ہے۔ پراہن جوڑی فرماتے ہیں کہ جس گھر میں میلاد شریف منایا جائے وہاں

خیر و برکت سلامتی و عافیت اور قرار نازل ہوتا ہے۔ میلاد کرنے والا جہنم
سے بچ جائے گا۔ مدنی سرکار کی شفاعت کا مستحق ہوگا۔ دنیا میں رزق میں

اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے گا ہوش کریں وہ لوگ جو کہتے ہیں یہ میلاد بریلویوں
کی ایجاد ہے یہ ہندوستانی رسم ہے۔ عرب شریف میں پوری دنیا میں کہیں

یہ میلاد شریف نہیں ہوتا یہ بدعتیوں نے نیا کام شروع کیا ہے۔ ان نجدی ملاؤں سے پوچھو کہ اے گستاخانِ نبیؐ! ابن جوزی ہندوستان کی بات کر رہے ہیں نہیں، نہیں بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کی بات کر رہے ہیں۔ کب بے تہاری گستاخِ روحیں ابھی والدین کے پشتوں میں بھی نہیں آئی تھیں۔ لہذا اے سنیؐ! یہاں تو مسلمان ان گستاخانِ رسول کی بات نہ مان آسکرار کا میلاد منا اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے مالا مال ہو جا اور کہتا جا کہ ۔

گھر گھر جشنِ نبیؐ وا ہوئے تے تھاں تھاں محفلِ سچ دی
 ساے سال ہینیاں نالوں تے گھڑی اے سوہنی اج دی
 مگھڑا دیکھ جیب بیرے داتے خلقت جاوے زنج دی
 رحمت ہے مقصودِ نبیؐ دی تے سب سے بڑے کج دی
 میرے دوستو! آپ کتابیں پڑھ کر دیکھیں ہر صدی میں مسلمان
 اپنے اپنے دستور کے مطابق اپنے اپنے رسم و رواج کے مطابق سرکاری طور پر
 کا میلاد مناتے آئے اور اسی دور کے محدث اور مفکر ان لوگوں کو ڈانٹتے
 دیتے رہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر اپنی عنایات کی بارشیں برساتا رہا
 وہ بھی اپنی اپنی کتابوں میں ورنج فرماتے رہے نویں صدی کے مجددِ نبیؐ الرسول
 امام المحدثین حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جس
 گھر میں یا مسجد میں نبیؐ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف
 منایا جائے تو اس مسجد کو اور محلے کو اللہ تعالیٰ کے معصوم فرشتے اپنے گھیرے
 جس لے لیتے ہیں اور کیا کہتے ہیں ؟
 فرماتے ہیں :-

وَصَلَّتِ الْمَلَائِكَةُ
عَلَى أَهْلِ ذَلِكَ الْمَكَانِ

فرشتے ان گھر والوں پر نزول رحمت
کی دعا کرتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں کو
اٹھا کر محبوب کا میلاد منانے والوں

کے لئے رحمت و بخشش کی دعائیں کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان فرشتوں
کی دعاؤں پر یار کے ان اُمّتیوں پر رحمتوں کی برسات کر دیتا ہے۔ سبحان اللہ
علامہ سیوطی فرماتے ہیں جہاں کھلی ولے کا میلاد منایا جائے وہاں اللہ تعالیٰ کیا کرم
فرماتا ہے؟ فرماتے ہیں۔

مَا مِتْ مُسْلِمٌ قَرَأَنِي
بَيْتِي مَوْلِي النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ

کہ جس مسلمان کے گھر سرکارِ مدینہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد
شرف بیان کیا جائے۔ جشن میلاد
منایا جائے تو

إِلَّا رَفَعَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ
وَتَعَالَى الْقَطُ وَالْوَبَاءُ
وَالْحُرْقُ وَالْمَغْرَقُ وَ
الذَّفَاتِ وَالْبَلِيَّاتِ
وَالْبُغْضِ وَالْحَسَدِ وَعَيْنِ
السُّوءِ وَاللُّصُوفِ عَن
أَهْلِ ذَلِكَ الْبَيْتِ

اللہ تبارک و تعالیٰ اس گھر سے
قحط کے خطرے کو، و بامر کے خطرے
کو، گھر میں آگ لگنے کے خطرے
کو، مال ضائع ہونے کے خطرے

کو، ہر قسم کی آفتوں اور پریشانیوں
کے خطرات کو اور بغض و حسد کے
خطرے کو بڑی زگاہ اور چوروں کے
خطروں سے پاک کر دیتا ہے۔

اور جب میلاد کرنے والا عاشق

فَاذَامَاتِ هَوْنِ اللَّهِ

رسول مسلمان فوت ہوتا ہے دنیا
سے پردہ کتا ہے قبر میں تشریف
لے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ حساب
لینے والے فرشتوں منکر نیکر سے فرماتا ہے

عَلَيْهِ جَوَابٌ مُنْكَرٍ وَ
نَكِيرٍ۔

خبردار اس بندے سے حساب ذرا محبت کے ساتھ لیتا پیار سے لینا کیونکہ یہ
میرے یار کا میلاد خواں تھا محبوب کی آمد پر جشن منایا کرتا تھا نعمت کبریٰ ﷺ
سبحان اللہ صدقے جاؤں آقا تیرے میلاد پر اسی لئے محمد اکرم دردی صاحب
بولے کہ۔

گل عشق دی مالا پاتے تاں گل بن دی لے
محبوب لے ای سدوائے تاں گل بن دی لے
سب درد و ظیفے چھڈ کے یار لے ناں والا !
بس اکو درد پکائیے تاں گل بن دی لے
جس یار دامتہ دردی نیٹھے کھانے آن
اُس یار دے ای گن گائیے تاں گل بن دی لے

امام المحدثین حضرت علامہ جلال الدین سیوطی

میلاد کی چھٹی

علیہ الرحمۃ نے سرکار مدینہ کے میلاد پاک

پر ایک رسالہ لکھا ہے حَسْبُنَا الْمَقْصِدُ فِي عَمَلِ الْمَوْلَدِ اس کے حوالے
پر لکھتے ہیں کہ ساتویں ہجری کے بہت بڑے محدث حضرت علامہ امام محمد بن
ابراہیم مالکی علیہ الرحمۃ ہر سال بارہ ربیع الاول کو سرکار کا جشن منایا کرتے
تھے۔ حضرت علامہ ناصر الدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ہم اس نہ ملنے میں اس

دور میں مدرسے میں دینی کتابیں پڑھا کرتے تھے۔ دن رات صبح شام درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہتا ہر وقت قرآن و حدیث کی تعلیم ہوتی نماز کی اور کھانے کی چھٹی ہوتی بقایا وقت پڑھائی میں گزرتا ایک دن بارہ ربیع الاول کو ہم کو ہمارے استاد محترم پڑھا ہے تھے کہ ہمارے مدرسے کے پاس سے علامہ محمد بن ابراہیم مالکی علیہ الرحمۃ کا گزر ہوا آپ نے دیکھا کلاس میں لگی ہوئی ہیں۔ تعلیم کا سلسلہ جاری ہے پڑھائی ہو رہی ہے۔ علامہ محمد بن ابراہیم مالکی ہمارے استاد کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:-

<p>اے فقیہ اے قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیم دینے والے استاد محترم آج کا دن تو بڑی خوشی کا دن ہے بڑی</p>	<p>يَا فقيه هذا اليوم سُدُوراً</p>
--	--

مترت کا دن ہے، سرکار کی ولادت کا دن ہے۔ کھلی والے کی آمد آمد کا دن ہے۔ آج تو سرکار کی ولادت کی خوشی میں بچوں کو طالب علموں کو قرآن و حدیث فقہ کی تعلیم حاصل کرنے والوں کو چھٹی دے دو۔ علامہ ناصر الدین فرماتے ہیں، کہ علامہ محمد بن ابراہیم مالکی محدث علیہ الرحمۃ کی بات کو سن کر ہمارے استاد ہم کو سرکار کے جشن کی خوشی میں چھی کر دیتے۔ ہم سب گھروں کو چلے جاتے۔ اللہ اکبر اب سینے گیا رہیں صدی کے مجدد و کشتہ عاشق رسالت حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کیا فرماتے ہیں؟ کون عبدالحق؟ جنہیں ہر روز جلاگتے ہوئے دہلی میں سرکار مدینہ کی زیارت نصیب ہوتی تھی۔ جنہوں نے ہندوستان کی سرزمین پر اللہ تعالیٰ کے پیارے جلیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی احیاء کی خاطر دن رات کام کر کے اسلام کے پرچم کو بلند کیا

جن کی قبر پر آج بھی اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

لَا يَزَالُ أَهْلُ الْإِسْلَامِ
يَحْتَفِلُونَ بِشَهْرِ مَوْلِدِهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

تمام دنیا کے مسلمان ہمیشہ سے ربیع الاول
شریف میں سرکار کا میلاد مناتے آتے
ہیں میلاد کی محفلیں سجاتے آتے ہیں۔
جشن میلاد کرتے آتے ہیں۔

وَيَعْمَلُونَ الْوَلَدِيَّةَ

اور سرکار کی ولادت کی خوشی میں
خوب دعوتوں کا اہتمام کرتے آتے ہیں۔
اور ربیع الاول شریف کی راتوں
میں طرح طرح کے صدقے اور خیرات
کرتے آتے ہیں۔

وَيَتَصَدَّقُونَ فِي لَيْلِيهِ
بِأَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ۔

اور سرکار کی آمد پر خوب خوب خوشیاں
کرتے آتے ہیں۔ جیسے آج کل ربیع الاول
شریف کا چاند نظر آتے ہی ہر سنی کے

وَيُظْهِرُونَ السُّرُورَ

گھر خوشیوں کی بہار آجاتی ہے ہر عاشق کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے کیوں؟ اس
لئے کہ بہار آنا آ رہا ہے۔ ہمارے مولا کی آمد آمد کا موسم آ گیا ہے۔ گناہ گاروں کے شافع
آ رہے ہیں۔ جب ربیع الاول شریف کی یہ سہانی گھڑی آتی ہے تو ہر طرف ایک ہی
آواز گونجتی ہے کون سی کہ۔۔

فلک کے نظارہ زمیں کی بہار و سب عیدیں مناؤ حضور آگئے ہیں
انھو غم کے مارو چلو بے سہار و خبر یہ سناؤ حضور آگئے ہیں!

سماں ہے تھکتے جیبِ خدا کا یہ میلاد ہے سرورِ انبیاء کا
 نبی کے گداؤ سب ایک دوسرے کو گلے سے لگاؤ حضور آگئے ہیں
 کہاں میں ظہوری کہاں اُن کی باتیں کرم ہی کرم ہے یہ دن اور راتیں
 جہاں پہ بھی جاؤ دلوں کو جگاؤ وہی کہتے جاؤ حضور آگئے ہیں !
 ہاں تو عرض یہ کر رہا تھا کہ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب ربیع الاول تشریف
 آتا ہے تو لوگ خوب خوشیاں کرتے ہیں سرکار کا میلاد کر کے خوب نیکیاں کھاتے ہیں
 ہر گھر میں میلاد پڑھا جاتا ہے ہر گھر کو دلہن کی طرح سجایا جاتا ہے۔ میلاد کی برکت
 سے اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتوں کا نزول فرماتا ہے شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

فَرِحُوا لِلَّهِ امْرَأً۔

اللہ تعالیٰ اس آدمی پر اپنی رحمتوں کا
 نزول فرماتے۔

جو میلاد شریف کے مہینہ کی راتوں کو
 عید بنا لے۔

اُس آدمی کی خوشی دیکھ کر جن لوگوں
 کے دلوں میں بغض رسول کی بیماری ہے
 وہ اور بڑھ جاتے۔

اتَّخَذَ لِيَاكِ شَهْرٍ
 مَوْلِدِهِ الْمُبَارَكِ اَعْيَاداً
 لِيَكُونَ اَشَدَّ عِلَّةً عَلٰى
 مَنْ فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَ
 عِنَاؤٌ۔

ما ثبت بالسنة ص ۲۴۔ مواہب لدنیہ جلد ۱ ص ۲۴۔ تاریخ خمین جلد ۱ ص ۲۲۳

میرے دوستو بیتہ چلا جو سرکار کا میلاد
 مناتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا کرم ہوتا

محدث دہلوی کی دعا

ہے اور میلاد نہ کرنے والے میلاد کی محفلیں دیکھ کر میلاد کا جلوس دیکھ کر دل میں
 جلتے رہتے ہیں اور انشاء قیامت تک یہ جلتے ہی رہیں گے۔ اعلیٰ حضرت یہی

تو فرما گئے کہ ۔

سہے گا یونہی اُن کا چسپا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں بجل جانے والے

شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اس فانی دنیا میں پورے ۹۴

سال زندگی گزارے تیرہ سال کی عمر سے آپ نے دین کی خدمت شروع کی پوری

زندگی قرآن و حدیث پڑھتے پڑھتے گزری ایک سو سو^{۱۱۶} مختلف موضوعات پر

کتابیں تحریر فرمائیں۔ کبھی تہجد اور اشراق چاشت کے نوافل بھی نہ چھوڑے

آخر کار موت کا وقت آگیا وہ موت جو کسی کا لحاظ نہیں کرتی۔ امیر غریب کا فرق

نہیں کرتی۔ کیسلی تاریخ ربیع الاول شریف کا مہینہ ۱۰۵۲ ہجری کا سال زمانے

کے محدث قطب زماں کو پتہ چل گیا کہ اب میرا آخری وقت آگیا ہے۔ آپ

نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا مصلے پر بیٹھ کر دعا کی، کون سی دعا کی۔ اے

اللہ عزوجل میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جسے میں آپ کے دربار میں پیش کرنے

کے لائق سمجھوں۔ میرے تمام اعمال میں فساد نیت موجود رہتی ہے۔ اللہ اکبر

ہر روز سرکار کے جلوے دیکھنے والا دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں زندگی

گزارنے والا زمانے کا محدث دیکھو کیا کہہ رہا ہے۔

میرے دوستو! خیال کرو جب ان جیسے بزرگوں کی یہ عاجزی اور انکساری

ہے تو ہم جو دن رات گناہوں میں زندگی بسر کرتے ہیں کس عمل پر ناز کر سکتے ہیں

غیر تو شاہ صاحب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں مولا کریم میرے پاس

کوئی ایسا عمل نہیں جو تیرے دربار میں پیش کر کے اپنی نجات کے لئے دعا کروں۔

آگے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں مولا کریم ہاں مجھ حقیر فقیر کا ایک عمل

بڑا اچھا عمل ہے جو تیری کرم نوازی سے مجھے عنایت ہو اور وہ کون سا وہ یہ کہ میں
 مجلس میلاد کے موقع پر کھڑے ہو کر تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بڑی
 عاجزی اور انکساری کے ساتھ درود و سلام پڑھا کرتا تھا سبحان اللہ سبحان اللہ
 محترم سامعین پتہ چلا کہ یہ کھڑے ہو کر درود و سلام مصطفیٰ جانِ رحمت پر لاکھوں
 سلام اور یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک پڑھنا یہ کوئی نئی بدعت نہیں نیا
 کام نہیں بلکہ یہ تو پرانے بزرگوں کا طریقہ کار چلا آ رہا ہے ہاں تو شاہ صاحب
 عرض کرتے ہیں یا اللہ عزوجل میرے پاس ایک ہی اچھا عمل ہے وہ یہ کہ میلاد
 شریف کے موقع پر کھڑے ہو کر تیرے یا پر درود و سلام کی لڑیاں بچھا کر کیا
 کرتا تھا۔ اے اللہ عزوجل وہ کون سا مقام ہے وہ کون سی جگہ ہے جہاں تیرے
 یار کا میلاد مبارک ہو وہاں تیری رحمت نازل نہ ہوتی ہو؟ نہیں بلکہ اس مقام
 پر سب سے زیادہ تیری خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے۔ اس لئے اے کائنات پر رحم
 فرمے والے مجھے یقیناً یقین ہے میرا یہ عمل کبھی ضائع نہیں جائے گا۔ بلکہ یقیناً تیری
 بارگاہ عالیہ میں قبول ہوگا اور دنیا کا کوئی انسان تیرے یا پر درود و سلام
 پڑھے اور اس کے صدقے اس کے وسیلے سے دعا کرے تو کبھی بھی وہ دعا
 رد نہیں کرتا بلکہ ضرور قبول فرماتا ہے۔ لہذا میری بھی دعاؤں کو قبول فرما
 اپنی رحمتوں میں جگہ عطا فرما۔ اخبار الاخیار ص ۶۲۴۔

میرے دوستو پتہ چلا کہ سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے بھی
 جشن میلاد منایا گیا۔ سرکار نے خود بھی میلاد منایا۔ صحابہ کرام نے بھی منایا اور اولیائے
 امت نے بھی منایا ہر دور کے مسلمان بھی جشن میلاد مناتے آئے۔

ہر دور کے تقاضے

مگر ہر دور کے لوگ اپنے اپنے
رسم کے مطابق رواج کے مطابق

جشن میلاد کرتے رہے کیونکہ ہر دور کے اپنے اپنے تقاضے ہوتے ہیں۔ ایک
ہی عمل مختلف دور میں مختلف شکل اختیار کر لیتا ہے۔ مگر اصل میں اُس عمل
کی روح ایک ہو۔ آگے شکلیں الگ ہو جائیں تو کوئی فرق نہیں پڑھتا۔ چیز
حرام نہیں ہو جاتی وہ کام ناجائز نہیں ہو جاتا کیوں؟ اس لئے کہ اس کی حقیقت
تو ایک ہے دیکھتے قرآن مجید پ سورۃ انفال آیت ص ۶ میں خالق کائنات
ارشاد فرماتا ہے۔

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ
مِنْ قُوَّةٍ۔

اے میرے محبوب کے غلاموں تیار
رکھو ان کے لئے (یعنی کافروں کیلئے)
جتنی استطاعت رکھتے ہو قوت اور
طاقت۔

وَمِنْ زِمَامِ الْخَيْلِ۔
فرمایا!

تاکہ تم ڈرا سکو اپنی جنگی تیاریوں سے
اللہ تعالیٰ کے دشمن کو اور اپنے دشمن
کو۔

تُرْهَبُونَ بِهِ عَدُوُّ
اللَّهِ وَعَدُوُّكُمْ۔

پتہ چلا اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو ہر وقت جہاد کے لئے تیار رہنے
کی اور سامان حرب کی نمائش اور طاقت قوت کے مظاہرے کی اجازت
دیا ہے کیوں تاکہ کافر ہر وقت مسلمانوں سے خوف زدہ رہیں۔ اب دیکھنا یہ

ہے کہ صحابہ کرام نے اور ہمارے اسلاف نے کیسے جہاد کا سامان تیار کیا
 کیسے خوفزدہ کافروں کو کیا تو تاریخ اسلام یہ بتاتی ہے۔ قرآن حدیث گواہ
 ہے کہ صحابہ کرام نے میدانِ جہاد کے لئے تیرکمان، نیزے، بھالے، تلواریں
 برچھے تیار کئے۔ لیکن صحابہ کرام کے دور کے بعد جو بوجوں وقت گزرا تو یہ تمام
 چیزیں ختم ہو گئیں۔ ان کی جگہ توپوں اور بندوقوں نے لے لی۔ پھر وقت آگے
 چلا تو یہ بھی ختم ہو گئیں اس کی جگہ جنگی بیڑے بحریہ کی آبدوزیں، بمبار طیارے
 ایف ۱۶، میزائل ٹینک کلاشنکوفیں ریڈاروں نے لے لی۔ حالانکہ یہ تمام
 جدید آلات استعمال کر رہے ہیں۔ کروڑوں اربوں روپے لگا کر تیار کر رہے
 ہیں اب یہاں کوئی ایسا عالم کھڑا ہو جائے۔ شرک و بدعت کا مخالف کھڑا
 ہو جائے اور یہ کہے کہ یہ تمام چیزیں جو مسلمان تیار کر رہے ہیں یہ بدعت
 ہے کیوں؟ اس لئے کہ یہ سامان حرب سرکار نے نہیں استعمال کئے۔
 صحابہ کرام نے دورانِ جنگ نہیں استعمال کئے۔ ہمارے اسلاف نے نہیں
 بنائے۔ لہذا یہ بدعت ہے اور ہر بدعتی جہنمی ہے تو آپ ایسے آدمی
 کو کیا جواب دیں گے؟ یہی جواب دیں گے مولانا ٹھیک ہے۔ ہمارے
 پیارے نبی نے نہیں استعمال کئے۔ صحابہ کرام اور بزرگوں نے نہیں بنائے
 یہ ہیں تو آلات حرب ہیں تو کافروں کو ڈرانے دھمکانے کے لئے اور اللہ
 تعالیٰ نے مطلقاً فرمایا کہ کافروں کو خوفزدہ کرنے کے لئے اپنی طاقت جمع
 کرو۔ لہذا ہم تو قرآن مجید پر عمل کرتے ہوتے اپنے جدید دور کے مطابق
 اپنی قوت جمع کر رہے ہیں۔ اپنی طاقت کافروں کو دکھا رہے ہیں اگر پھر بھی
 مولانا نہ مانیں تو لازماً آپ کہیں گے اس کا دماغ خراب ہے۔ اس کے دماغ

کا علاج کرایا جائے کوئی مولانا کے کہنے پر یہ آلات چھوڑے گا نہیں! اسی طرح بلا تشبیہ و مثال دور جدید نے اظہارِ مسرت کے طریقے بدل دیئے۔ اگرچہ سرکار نے صحابہ کبار نے ہمارے اسلاف نے اسی طرح جشن نہیں منایا۔ پر منایا تو ہے روح تو ایک ہے پیچھے اصل تو ایک ہے انداز بدل گئے۔ پر حقیقت نہیں بدلی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی واسطے مطلقاً فرمایا۔

فَلْيَفْرَحُوا كَمَا كَانَتْ مِثْلُ فَضْلِ كِي عَطَا بِرِخْوَشِيَا مَنَا وَ اِگْرَچَہ
انداز بدل گئے پر روح حقیقت تو ایک ہی ہے۔ اب مولوی لاکھ زور لگائیں فتوے بازی کریں، مسلمانوں کو مشرک بدعتی کہیں پر مسلمان سرکار کا جشن چھوڑ نہیں سکتے ہر قسمی یہی کہے گا ان مولویوں کا دماغ خراب ہے ان کا علاج کرو کیونکہ یہ ہمیں سرکار کے جشن سے، سرکار کی محبت سے، سرکار کے پیار سے دور کر رہے ہیں۔ کیسی پیاری بات کہی ناصر صاحب نے کہ:

سے جیہڑا کیے حضور توں دور تینوں ایسے پاپی توں چہرہ وٹ کے بہو
جیہڑا رستہ مدینے نوں جاؤنا نہیں ایسے رستے توں ذرا ہٹ کے بہو
جیہڑی تینوں مدینے تک لے چلے امہو جی کوئی کھٹی کھٹ کے بہو
رٹے لائنے چھوڑ دے ہوو ناہر صرف نام حضور دارٹ کے بہو

میرے دوستو! ہوشیار رہو ان لوگوں سے یہ لوگ تمہیں سرکار کی محبت سے خالی کرنا چاہتے ہیں۔ سرکار سے دور کرنا چاہتے ہیں یہ جیب سے پیدا ہوئے ہیں فتوے لگا رہے ہیں اور ہر سال جب بھی ربیع الاول شریف کا چاند طلوع ہوتا ہے یہ سرگرم ہو جاتے ہیں۔ ان کے فتوؤں میں تیزی آجاتی ہے۔

میلاد کے دشمن | تقریباً آج سے سو سال پہلے جب دیوبند

بنا تو پہلے دیوبندیوں کے قطب ربانی

مولوی رشید احمد گنگوہی نے میلاد شریف کے خلاف اپنا منہ کھولا کیا کہا کہ یہ میلاد منانے والے ہندوؤں کی طرح ہر سال میلاد مناتے ہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

”پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں“

فتاویٰ میلاد عرس ص ۱۱۸ براین قاطعہ ص ۱۲۸

اس عبارت کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان بھی اپنے نبی کا یوم ولادت اسی طرح مناتے ہیں جیسے ہندو کنھیا ان کا اوتار تھا اس کا دن مناتے ہیں تو یہ تو یہ کہاں سرکار کی ولادت کہاں ہندوؤں کے جھوٹے خدا کی پیدائش۔ کہاں جا کر ملایا۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں ایک سوال کے جواب میں کہ سوال :- مروجہ مجلس میلاد بدعت ہے یا نہیں ؟

جواب :- مجلس مولود مروجہ بدعت ہے اور بسبب خلط امور مکروہہ کے مکروہ تحریمی ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۵۔

بس یہیں سے تمام دیوبندیوں نے حرام حرام کی رٹ لگانا شروع کر دی جہاں جہاں مولوی رشید کے پیروکار پھیلتے گئے یہ نعرے لگاتے گئے۔ ہمارے پاکستان میں جہاں بھی دیوبندی ہیں یہی نعرے لگاتے ہیں۔ ہمارے یہاں سرگودھا میں ایک خارجی مولوی ہے وہ بھی ہر سال میلاد شریف کے آنے سے پہلے جل کر ایک پمفلٹ شائع کرتا ہے۔ اس میں بھی یہی لکھا

ہوتا ہے کہ میلاد کا جشن کیوں منایا جاتا ہے۔ صحابہ نے منایا۔ صدیق نے منایا،
 عمر نے، عثمان نے، علی نے، عائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے منایا، انہیں منایا
 تو تم کیوں مناتے ہو؟ اور پھر مزے کی بات یہ ہے کہ یہ خارجی مولوی اور
 پنسلٹ کے شروع میں یہ بات بھی لکھتا ہے کہ اس کا جواب ہم دیوبندی ندوی
 علماء سے نہیں صرف بریلوی اور ان کے دوستوں سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ عید
 میلاد النبی۔ علماء کرام سے دست بستہ سوال ص ۲، ص ۳۔ انشاء اللہ مولوی
 صاحب جواب ہم ہی دیں گے کیونکہ نبی جو ہمارا ہی ہوا تم اور تمہارے کارندوں
 کا تو اس کے ساتھ تعلق نہیں، تعلق ہے تو الحمد للہ ہم سنی حنفی بریلوی مسلمانوں
 کا ہے، ہم یہاں بھی اس آقا کے گیت گاتے ہیں۔ قبر میں بھی اس کے گیت گاتیں
 حشر کو بھی اس نبی کے نعرے لگاتے ہوئے پھر اڑتے ہوئے گزریں
 گے۔ اے سنیوں کو میلاد منانے والوں کو مشرک کہنے والو اگر یہ کام بدعت
 ہے شرک ہے حرام ہے ناجائز ہے تو ایمان داری سے یہی فتویٰ سب پر
 لگانا جنہوں نے بھی سرکار کا میلاد منایا ہے تاکہ تمہاری مساوات کا پتہ چل
 جائے تمہاری مسلمان کا پتہ چل جائے۔ آیتیں سنئے تاریخ دیوبند کیا کہتی ہے۔

تمام دیوبندیوں

کا متفقہ پیر حاجی

حاجی امداد اللہ کے گھر محفل میلاد

امداد اللہ مہاجر مکی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ فقیر کا طریقہ کار تو یہ ہے
 کہ محفل میلاد شریف میں شریک ہوتا ہے؛ شریک ہی نہیں بلکہ محفل میلاد
 کو ذریعہ برکات سمجھ کر خود بھی اپنے گھر میں منعقد کرتا ہوں اور قیام (یعنی
 بوقت ولادت کھڑے ہو کر صلوات و سلام پڑھنا) میں لطف و لذت پاتا ہوں۔

کلیات امدادیہ ص ۵۔ سبحان اللہ پیر میلاد میں شریک ہوتا ہے۔ مرید فقے لگاتے ہیں۔ پیر صلوة و سلام پڑھتا ہے مرید نا جائز اور بدعت کہتا جاتا ہے حاجی صاحب فرماتے ہیں مجھے قیام میں بڑا لطف آتا ہے کیوں آتا ہے؟ اس لئے کہ سرکار سے نسبت جو قائم ہے آقا سے تعلق جو قائم ہے ایک مرتبہ سرکار کے ایک دیوانے کے گھر محفل میلاد ہو رہی تھی حضرت علامہ سید دیدار علی شاہ علیہ الرحمۃ خالق کائنات کے جلیب کی ولادت بیان فرماتے تھے ایک جہم غفیر موجود ہے ان لوگوں میں حاجی امداد اللہ ماہاجر مکی بھی تشریف فرما ہیں سرکار کی ولادت پاک کا حال سن رہے ہیں آنکھیں بند ہیں لبوں پر درود و سلام کی لڑیاں، دل میں سرکار کے عشق کی شمع جلاتے بیٹھے ہیں۔ اچانک حاجی صاحب میلاد سننے سنتے کھڑے ہو گئے آپ کی وجہ سے پوری محفل میں وجد کی کیفیت طاری ہو گئی جب محفل میلاد اختتام کو پہنچی تو آپ کے مریدوں نے سوال کیا حضور آپ دورانِ تقریر کھڑے کیوں ہو گئے تھے۔ حالانکہ ابھی درود و سلام پڑھنے کا وقت ہی نہیں آیا تھا ابھی وعظ ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا میرے مرید تمہیں کیا بتاؤں۔ جب شاہ صاحب تقریر فرماتے تھے۔ سرکار کی عظمت بیان فرماتے تھے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا سرکار خود اپنی شان سننے کے لئے ہماری محفل میں تشریف لاتے ہیں میں برواشت نہ کر سکا کہ میرا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور امداد اللہ بیٹھا ہے میں سرکار کی تعظیم کی خاطر کھڑا ہو گیا تھا اور درود و سلام پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ ماہنامہ رضوان لاہور سات اپریل ۱۹۵۲ء۔ شرح حقائق بخشش جلد ۳ ص ۵۔ پتہ چلا جہاں سرکار کا میلاد ہو آقا خود بنفس نفیس تشریف لاتے

یہی پر قوم کو پتہ نہیں چلتا ہاں اگر کوئی اس محفل میں صاحب دل بیٹھا ہو وہ سرکار
کی زیارت ضرور کرتا ہے اسی لئے تو ہم بھی کہتے ہیں کہ۔

سیر محفل کرم اتنا میری سرکار ہو جائے
نگاہیں منتظر رہ جائیں اور دیدار ہو جائے
فنا اتنا تو ہو جاؤں میں تیسری ذات عالی میں
جو مجھ کو دیکھ لے اس کو تیسرا دیدار ہو جائے

حاجی ابداد اللہ علیہ الرحمۃ جب تک ہندوستان میں رہے آپ باقاعدگی
سے میلاد شریف کی محفلوں میں جاتے بھی رہے اور گھر پر بھی محفل میلاد کا اہتمام
کرتے رہے ایک دن ایک مرید نے پوچھا حضور آپ خود بھی میلاد کرتے ہیں
میلاد کی محفلوں میں بھی جاتے ہیں لیکن بعض علماء اس میلاد کو ناجائز کہتے ہیں ؟
آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں مولود شریف سرکار کا اس لئے کرتا ہوں
کہ تمام اہل ترین (مکہ شریف، مدینہ شریف) والے کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے
واسطے حجت کافی ہے اور سرکار کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے البتہ جو زیادتیاں
(مثلاً دُھول گانے خلاف شرع کام) لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ بہا ہیں۔
شام ابداد ص ۸۸-۸۷۔

حاجی ابداد اللہ صاحب پھر مکہ شریف میں چلے گئے وہاں پر بھی آپ
باقاعدگی کے ساتھ محفل میلاد منانے اور لوگوں کے گھروں میں بھی شریف
لے جاتے مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کے افاضات یومیہ جلد ۱۰
ص ۱۱ میں یہ بات موجود ہے کہ ایک مرتبہ مولوی رشید احمد گنگوہی مکہ شریف
گئے تو حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک آدمی آیا جو کہ مکہ شریف

کارہنے والا تھا کہ حضور میرے گھر میں آج سرکار کا میلاد ہے۔ آپ نے ضرور تشریف لانا ہے۔ آپ نے فرمایا ضرور آؤں گا وہ چلا گیا۔ حاجی صاحب جب میلاد شریف کی محفل میں جانے لگے تو رشید احمد سے فرمایا مولوی صاحب محفل میلاد میں چلو گے! تو مولوی رشید احمد دیوبندی نے جواب دیا کہ نا، حضرت میں نہیں جانا کیونکہ میں ہندوستان میں لوگوں کو منع کرتا ہوں اگر یہاں شریک ہو گیا تو وہاں کے لوگ کہیں گے کہ یہاں منع کرتے ہو وہاں شریک ہو گئے تھے۔ حاجی صاحب خود تو چلے گئے پر مولوی جی نہ گئے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے اگر یہ کام ناجائز تھا ہندوؤں اور عیسائیوں کا طریقہ تھا بد تھا تو مولوی رشید کا یہ فرض تھا کہ حاجی صاحب کو بُرے کام سے ناجائز کام سے منع کرتے کہ حضرت شرعاً یہ حکم نہ کریں مولوی جی نے منع نہیں کیا بلکہ جانے کا دل تو کرتا تھا لیکن رک اس لئے گئے کہ لوگ کیا کہیں گے کیا یہی ان کی شریعت ہے؟ کیا یہی ان کی مسلمان فی ہے؟ کیا یہی ان کی ایمان داری ہے؟ اس سے سوال کرو کہ کیا حاجی صاحب ساری زندگی حرام کا ارتکاب کرتے رہے۔ شریعت کے خلاف کرتے رہے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو پوچھیے مولوی رشید مولوی قاسم مولوی اشرف علی تھانوی مولوی خلیل تمام دیوبندی علمائے ایسے خلاف شریعت کام کرنے والے پیر کی بیعت کیوں کی؟ اگر کہو کہ وہ جائز کرتے تھے ٹھیک کرتے تھے تو ان سے پوچھو کہ ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے کیا قصور کیا ہے ہم پر کیوں فتوے لگاتے ہو؟ پتہ چلا شریعت ان کے گھر کی ہے جس پر چاہا حرام کا فتویٰ لگا دیا جو چاہا حلال کر دیا۔ پر الحمد للہ سنی ایسے نہیں ہونے دیں گے۔ شریعت دیوبندیوں

بخدیوں کی نہیں اللہ عزوجل اور ان کے پیلے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی ہے۔ اللہ اکبر۔

میرے دوستو! صرف حاجی امداد اللہ صاحب ہی نہیں آپ دیوبندی
تاریخ کا مطالعہ کریں آپ کو کئی مولوی ملیں گے جو میلاد شریف کیا کرتے
تھے دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے مہتمم حاجی سید عابد حسین جو کہ
دارالعلوم کے بانیوں سے ہیں جب انہوں نے دارالعلوم دیوبند بنا لیا تو
۱۲۸۲ھ میں ان کو خواب میں سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت
ہوتی سرکار نے فرمایا حاجی صاحب مدرسہ تو بنا لیا ہے پر مسجد نہیں بنائی۔
یہاں ایک مسجد بھی بناؤ۔ حاجی صاحب صبح اٹھے سرکار کے حکم پر مدرسہ میں جہاں
آقائے اشارہ فرمایا تھا وہیں مسجد بنوائی پھر ہر جمعہ کو بعد نماز مغرب اسی مسجد میں
میلاد شریف ہوا کرتا تھا جس میں بہت زیادہ پیسے خرچ ہوتے تھے حاجی
صاحب اکتالیس برس تک دارالعلوم کے مہتمم رہے جب تک زندہ رہے میلاد
شریف ہمیشہ کرتے رہے۔ سیرت النبی بعد از وصال جلد ۲ ص ۱۸۱۔

اب پوچھیے ان سے جو میلاد شریف کو حرام کہنے میں کیا دیوبند کے مہتمم
اور بانی اکتالیس برس تک حرام کہتے رہے عیادتوں اور ہندوؤں والا لڑائیہ
اپناتے رہے یا ان کو آپ کے مسئلے کا علم نہیں تھا۔ چلو نہیں تھا تو مولوی قاسم
نالوتوی ہی بتا دیتے کیونکہ وہ سب سے پہلے دیوبند کے شیخ الحدیث تھے کہ
حاجی صاحب یہ بدعت ہے ناجائز ہے ہم تو سال بعد میلاد شریف کی شیرینی
حلوہ مٹھائی تقسیم کرتے ہیں پھر دیوبند کے بانی پورے اکتالیس برس ہر سہفتہ بعد
مغرب میلاد پر کثرت سے پیسے خرچ کرتے رہے، لگاتار فتویٰ کیا کہتے ہیں علمائے

دیوبندان کے بارے ؛ میرے دوستو، محفل میلاد میں شریک ہونا وہاں پر
 تبرک وغیرہ کھانا باعث برکت ہے۔ ہم تو کھاتے ہیں برکت سمجھ کر یہ کھایہ
 بھی جاتے ہیں ناجائز سمجھ کر میلاد کی محفل میں ہم شامل ہوتے ہیں ثواب سمجھ کر
 یہ بھی حاضر ہوتے ہیں تقید کے ساتھ کیسے تو آتے ہم آپ کو دیوبند کے چوٹی
 کے حکیم الامت کی بات بتاتے ہیں۔

اشرف علی تھانوی کا طریقہ واردات

مولوی اشرف علی تھانوی جب دیوبند سے علم دین پڑھ کر فارغ ہوئے
 تو پڑھانے کے لئے جگہ تلاش کرتے رہے کوئی جگہ نہ ملی کیونکہ دیوبند مسلک کے
 مدرسے تھے ہی نہیں اگر کچھ تھے تو بہت ہی تھوڑے مولوی صاحب نے روزی
 کمانے کے لئے سنیوں والا بارہ اوڑھا اور کانپور میں ایک سنی مدرسہ میں سنی
 بن کر پڑھانے لگے۔ اندر اندر سے اپنی دہائیوں والی تبلیغ بھی کرتے رہے لوگوں
 کو اپنا بنوا بھی بناتے رہے ساتھ ساتھ میلاد شریف کی محفل میں جاتے صلوة و
 سلام پڑھتے نتم درود پڑھتے سائے سنیوں والے کام کرتے تاکہ لوگوں کو پتہ
 نہ چلے کہ یہ دہائی ہے اندر سے ان تمام باتوں کو حرام بھی سمجھتے ادھر ان کے استاد
 مولوی رشید احمد گنگوہی کو پتہ چل گیا کہ ہمارا چوٹی کا شاگرد سنیوں کے مدرسہ میں
 سنی بن کر پڑھا بھی رہا ہے اور میلاد شریف پڑھتا ہے قیام میں صلوة و سلام
 بھی پڑھتا ہے فاتحہ قل بھی کرتا ہے بڑا غصہ آیا مولوی رشید نے اشرف علی
 صاحب کو خط لکھا بھتی یہ کیا ہم نے تمہیں کیا پڑھا یا سکھایا تم نے کیا جا کر شروع
 کر دیا ہے۔ مولوی صاحب نے جواب جو دیا وہ تذکرۃ الرشید ص ۱۱۵ میں عربی

عبارت میں موجود ہے ہم اس کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

اشرف علی صاحب نے مولوی رشید احمد کو خط میں یوں لکھا۔

”اے میرے سرور خدا کے لئے میری معذرت قبول

کیجئے اور اپنے خلق عظیم کی وجہ سے مجھے اپنی (دیوبند دہلی)

جماعت سے خارج نہ کیجئے میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت

کے دن بھی آپ کے ساتھ ہوں گا۔ گزارش یہ ہے کہ میں کانپور

کے مدرسہ میں اپنے عقیدے کا کھل کر اظہار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ

میں عوام کی مخالفت برداشت نہیں کر سکتا۔ میں بہتر ہی اسی میں

سمجھتا ہوں اپنا عقیدہ چھپانے رکھوں تاکہ عوام کی طرف سے

نقصان اور تکلیف نہ پہنچے۔ انشاء اللہ ایک وقت آنے گا

اپنے آپ کو ظاہر کر دوں گا۔ اللہ اکبر

میرے دوستو! دیکھو دیوبندیوں کا حکیم الامت کبھی کبھیوں کو دھوکا

دینے کے لئے سنی بن کر میلاد کی ختم درود پڑھنے کے، صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے

بیوقوف بنا رہا ہے۔ اسی اشرف علی تھانوی کی سنت پر عمل کرنے ہونے

کئی دہائیوں میں ان کو اپنے ملک میں مساجد اور مدرسے نہیں ملنے تو سنی منافی

گریویں بن کے ہماری مسجدوں میں آجاتے ہیں اور آہستہ آہستہ لوگوں کو

اندر سے دہائی بناتے رہتے ہیں نتیجہ کیا نکلتا ہے کہ چند سالوں کے بعد وہ

مسجد ہی دہائیوں کے قبضے میں چلی جاتی ہے۔ فقیر الحمد للہ پورے پاکستان

میں تقریریں پر جاتا ہے کئی دوستوں نے بتایا کہ عتیقی صاحب یہ مسجد سنیوں

کی تھی۔ لیکن ایک مولوی دہائی سنی بن کے آیا اس نے چند سال کے بعد تمام

محلے کو دہا بی بنا دیا اب یہ مسجد بھی دہا بیوں کے قبضے میں، ہمارے سرگودھا کے ساتھ تحصیل ساہیوال ہے وہاں ایک دیوبندی مولوی سید عبدالشکور دیوبند کا فارغ بینا سال تک سستی بن کے شاہانی مرکزی مسجد میں جمعہ پڑھانا رہا اندر سے اپنی دہا بیت کی تبلیغ کرتا رہا۔ بیس سال کے بعد اس کا پردہ چاک ہوا لوگوں نے مسجد کے امام جو کہ سید بھی تھے دل کا مل بھی سید منظور شاہ علیہ الرحمۃ نے دھکے دے کر مسجد سے نکال دیا۔ اب اس نے ایک ساہیوال میں دیوبندیت اور دہا بیت کا مرکز بنایا ہوا ہے۔ جس کی شاخیں پورے سرگودھا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ عترتِ اجلِ مجددیوں خاریوں رافضیوں کی دہا بیوں کے محفوظ رکھے آمین۔ تو عرض یہ کر رہا تھا کہ اشرف علی تھانوی نے اپنے استاد کو یہ جواب دیا آگے سے استاد نے پھر کیا کہا۔

”کہ بہر حال یہ کام جائز نہیں“ تو مولوی صاحب نے پھر جواب دیا وہاں کانپور میں بدوں شرکت ان مجاہد (میلاد) کے کن بلرت قیام (رہنا) ممکن نہیں ذرا انکار کیا لوگ دہا بی کہہ دیتے ہیں اور ذیل کرتے ہیں زبان جہانی توہین کرتے ہیں۔ یہ سب بہانہ ہر وقت ممکن نہیں، بعض اوقات ممکن ہے اور انکار کرتا ہوں تو بے فیصد موقع پر عذر کر لیا اور دہا بی جگہ شرکت کرنی۔ تذکرۃ المرشد جلد ۱۱۸۔ محفل میلاد میں شرکت کرتے ہیں اسی صنف پر یہ عبارت ہے۔ بہر حال وہاں بدوں (بغیر) شرکت (مخالف میلاد) کے قیام کرنا (رہنا) قریب بہر حال دیکھا اور منظور تھا وہاں رہنا کیونکہ دنیاوی منفعت (فائدہ) بھی ہے کہ مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے۔ پتہ چلا کہ مولوی اشرف علی تھانوی صرف پیسے کی خاطر محفل میلاد میں جاتے تھے اب بنائیں عاشقانِ دیوبند کیا فتویٰ

گلتا ہے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب پر وہ حرام کرتے رہے یا حلال ان کی مخالفت میں شرکت جائز تھی یا ناجائز ذرا سوچ سمجھ کر قلم اٹھانا کہیں گھر کے چار دیواری سے ہی گھر کو آگ نہ لگے۔ جلتے۔ قربان اعلیٰ حضرت تیرا خیر رہا کیا خوب فرما گئے کہ :-

سب سے مفتر ہیں یہ وہابی
سنتی بن کے رہ جانے بہہ ہیں
سنتی منفی پیشانی بن بن
کے بہکاتے بہہ ہیں !

میرے دوستو! بس نہ چلا جب ان کو دنیاوی مطالب ہوتے ہیں۔
لوگوں سے مفاد لینا ہوتا ہے تو سب کچھ جائز ہو جاتا ہے۔ جب مطالب نکل
گیا تو وہی چیز حرام ہو جاتی ہے۔ آئیے ہم آپ کو پاکستان کی ایک مشہور
مثال بتاتے ہیں۔

عید میلاد کا جلوس اور مفتی محمود کی قیادت

جب ۱۹۷۷ء میں بھٹو کے خلاف تحریک چلی تو تمام پاکستان کی مذہبی
جماعتوں نے اتحاد کر لیا نام رکھا گیا قومی اتحاد اور اس کے صدر بہت مفتی محمود
دہلوی اس اتحاد میں سنی و یونہدی و لابی اہلحدیث رافضی خارجی تمام لوگ شامل
تھے۔ اس اتحاد کے زمانے میں جب ربیع الاول شریف کا جاند طلوع ہوا تو گیارہ
ربیع الاول کو انباروں میں یہ بھر لیگی۔ کون سی سینٹے۔ اسلٹن نوامین کے نفاذ کے
بعد قومی اتحاد کی تحریک کا مثبت منہد حاصل ہو گا۔ مفتی محمود معاشرے کو مکمل

طور پر اسلامی بنانے میں کچھ وقت لگے گا۔ عید میلاد کے موقع پر مفتی محمود کی قیادت میں عظیم الشان جلوس نکالا جائے گا۔ روزنامہ ریٹائرڈ انفروری ۱۹۶۹ء قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود اور نائب صدر نوابزادہ نصر اللہ خان کل یہاں عید میلاد النبی کے جلوس کی قیادت کریں گے یہ جلوس نیلا گنبد سے نکل کر مسجد شہداء لاہور میں ختم ہوگا۔ روزنامہ مشرق کراچی ۱۰ فروری ۱۹۶۹ء۔ جب تک یہ اتحاد رہا تو دیوبندیوں کے پوٹے کے مفتی محمود جمعیت علماء اسلام جلوس کی قیادت کرنے ہے۔ اگر یہ حرام تھا تو مفتی محمود نے یہ حرام کام کیوں کیا۔ حرام کام کرنے کا حکم کیوں دیا۔ بدعت کا حکم کیوں دیا۔ خود بدعتی کیوں بنا۔ اب فیصلہ دیوبندی حضرات پر ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی دیوبندی کہے کہ مفتی محمود نے جلوس کی قیادت نہیں کی تو آج بھی انباروں کو دیکھا جا سکتا ہے نہیں نہیں آپ دور نہ جائیں آپ ربیع الاول شریف میں مفتی محمود کے آبائی شہر ڈیرہ اسماعیل خان میں جائیں تو آپ کو قد آدم بننے اشتہارات دیواروں پر سب سے نظر آئیں گے جس پر سب سے بڑی سُرخی یہ ہوگی عید میلاد النبی کے سلسلے میں جلسے اور جلوس خطبات مولوی فضل الرحمن جو کہ بیٹے ہیں مفتی محمود کے، مولوی عبدالستار تونسوی اور دیگر دیوبندی علماء نیچے لکھا ہوگا۔ منجانب تنظیم اہلسنت و جماعت (دیوبندی) ڈیرہ اسماعیل خان اگر کوئی صاحب اشتہار دیکھنا چاہے تو ہم دکھا سکتے ہیں ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہر سال یہ جلوس نکالا جاتا ہے۔ جب ۱۹۹۹ء میں بارہ ربیع الاول کو یہ جلوس نکالا گیا تو ڈیرہ اسماعیل خان سے ہفت روزہ دوست نکلتا ہے اس نے جو رپورٹ پیش کی وہ پڑھنے کے قابل ہے۔

ڈیرہ اسماعیل خان میں تنظیم اہلسنت وجماعت کی طرف سے نکلے گئے
 میلہ والہی کے جلوس سے مختلف علماء کرام نے خطاب کیا، علماء کرام نے مزید
 بتایا کہ یہ جلوس ہماری مٹی شان و شوکت کا مظہر ہوتا ہے۔ جبکہ دین میں اس
 کا کوئی درجہ نہیں۔ ہم اس جلوس کے ذریعے اپنی یکجہتی اور روافض کا توڑ
 کرتے ہیں۔ ہم مسک میں سلفرت مولانا شہد قاسم نانوتوی۔ رشید احمد گنگوہی
 شیخ الہند مولانا محمود حسن کی روحانی اولاد ہیں۔ ان کی تعلیمات کو اجاگر کرنا ہمارا
 مٹی فریضہ ہے۔ ہفت روزہ دوست۔ ڈیرہ اسماعیل خان یکم اگست
 ماہنامہ رضا، مصطفیٰ شہر ۱۹۹۶ء ص ۱۵۔

میرے دوستو! خیال کرو علماء دیوبند کہا کہتے ہیں۔ اس کو کہتے ہیں،
 چور چوری سے گیا ہیرا پھیری سے نہ گیا، اب ذرا سوال کر دے ان نادان مولویوں
 سے کہ جب یہ جلے جلوس دین کی بات ہی نہیں تو خواہ مخواہ پھر کیوں ذقت
 اور بے سرباد کرتے ہو۔ تم تو رشید احمد گنگوہی کی روحانی اولاد ہو وہ تو
 بے لاد کو ناجائز اور حرام کہہ رہے ہیں تم کیوں حرام اور ناجائز کام کر رہے ہو۔
 پتہ چلا تم یہ سب کام سنیوں کو دعو کہ دینے کے لئے منافقوں والا کردار ادا کر
 رہے ہو۔ لے دیوبند یو ورننگی کو چھوڑ دو۔ شریعت کے ساتھ مذاق نہ بناؤ
 لاہور سے روزنامہ جنگ اخبار چھپتا ہے۔ جو کو میگزین بھی چھپتا ہے جس
 میں اسلامی سوال و جواب کا صفحہ بھی ہوتا ہے ان سوالوں کا جواب بنامواشر فیہ
 لاہور کا شیخ الحدیث مولوی عبدالرحمن اشرفی دیوبند دیتا ہے۔ ۱۹۹۲ء
 اگست میں ایک سوال آیا۔

سوال: جو لوگ عید میلاد النبی مناتے ہیں، جلے جلوس کرتے ہیں کیا شرعاً

اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے ؟

جواب :- یہ تمام چیزیں ایسی ہیں کہ انہیں بطور مصلحت کے جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ دین کا بٹن نہ سمجھ لیا جائے ورنہ بدعت ہو جائے گا۔ دین کے واسطے کوئی عمل کرنا اور پیسہ اور دین کا جُز سمجھ کر کرنا اور پیسہ۔ دونوں کے فرق کو ذہن میں محفوظ رکھنا ضروری ہے۔

دیکھا آپ نے دیوبندی شیخ الحدیث عوام کو چکروں گئے۔ اگر انکار کروں تو سنی علماء کا سامنا ہے۔ اقرار کروں تو انہوں نے نہیں چھوڑنا ایسی بات کہی کہ دونوں گھمراہی ہو جائیں۔ اس کو کہتے ہیں اسکل پچوسے بات کرنا تاکہ کوئی ناراض نہ ہو۔

یہ تو وہی بات ہوئی ہندوستان میں ایک

ہت و پندت

راجہ رہتا تھا اس نے ایک پندت پال رکھا

تھا جو راجہ کو اسکل پچوسے یعنی قیاس سے باتیں بتایا کرتا تھا۔ پندت راجہ کو کبھی کہتا یہ مہینہ تیرے لئے اچھا ثابت ہوگا۔ فلاں مہینہ تیرے لئے منحوس ثابت ہوگا۔ یہ سال تیرے لئے خوشیوں کا سال ہوگا۔ اگلا سال تیرے لئے برا سال ہوگا۔ غرضیکہ اسکل پچوسے باتیں کر کے اپنی روٹیاں کھری کرتا ایک بار ابا ہوا کہ راجہ کی بولی اُبھرتے ہو گئے۔ پچوسے پچوسے ہونے والے تھے۔ راجہ نے پندت صاحب کو بلایا اور کہا کہ پندت صاحب میری بولی تیرے ابجد والی ہو گئی ہے۔ اب آپ بتائیں کہ تیرے گھڑوں لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ پندت صاحب نے جب سنانو پریشان ہو گیا کہ اب کیا جواب دوں لیکن تھا بڑا پالاک جیسے بخدی مولوی چالاک

ہوتے ہیں کہنے لگا کہ دیکھو راجہ صاحب جو آپ کی بیوی کے پیٹ میں اولاد ہے۔ میں اسے جانتا ہوں لیکن میں بتاؤں گا نہیں کیونکہ لوگ آپ کے مخالف بھی ہیں کہیں کوئی جادو وغیرہ نہ کرے۔ میں ایسے کرتا ہوں ایک کاغذ پر لکھ دیتا ہوں آپ چھپا کر رکھ دیں جب آپ کے ماں اولاد ہو تو کاغذ کھول کر دیکھنا وہی ہو گا جو میں نے لکھا ہو گا۔ لیکن دلاوت سے پہلے نہیں کھولنا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ پنڈت نے ایک کاغذ پر لکھا۔ لڑکانہ لڑکی۔ پھر راجہ کو دے دیا کہ اس کو چھپا کر رکھ دو۔ اب پنڈت کی عبارت کا مطلب یہ تھا کہ جب راجہ کے گھر بچہ پیدا ہو گا ہوا لڑکا تو میں کہہ دوں گا کہ دیکھو راجہ میں نے پہلے ہی لکھ دیا تھا کہ لڑکانہ لڑکی۔ اگر ہو گئی لڑکی تو میں کہہ دوں گا کہ راجہ میں نے تو پہلے ہی لکھ دیا کہ لڑکانہ لڑکی یعنی لڑکانہ پر وقف کر کے کہوں گا اور اگر نہ لڑکا ہوا نہ لڑکی درمیانی جنس ہونی تو میں کہہ دوں گا کہ راجہ میں نے پہلے ہی لکھ دیا تھا کہ لڑکانہ لڑکی۔ دونوں نہیں۔ میرے دوستو! اسی طرح مولوی صاحب نے نہ صاف انکار کیا نہ صاف اقرار۔ اگر کسی نے پوچھا مولوی صاحب آپ نے نا جائز کیوں کہا ہے۔ تو میں کہوں گا کیا ناجائز کہا۔ اگر کسی نے کہا کہ یہ کیسے آپ نے جلسے جلوس جائز کر دیئے ہیں تو میں کہوں گا میں نے کب شریعت کی رُو سے جائز کہا ہے۔ جیسے پنڈت نے چال چلی۔ مولوی جی نے بھی چلی پر خدا کی قدرت دیکھتے رہو۔ کی بیوی کے گھر لڑکا اور لڑکی دونوں پیدا ہو گئے۔ راجہ نے پنڈت کو کہا یہ کیا تو کیا کہنا تھا تو نے کیا لکھا تھا۔ ہو کیا گیا ہے۔

میرے دوستو! انشاء اللہ جب تک دنیا قائم ہے گی سرکار کا میلاد ہونا ہے گا یہ بخدی بھی کریں گے پر کریں گے بھی اور حرام بھی کہنے جائیں گے۔

یہ بھی قدرت کا انتقام ہے۔ ہمارے سرگودھ سے فیصل آباد کو جو راستہ جانا ہے۔ اس راستے میں ایک شہر آتا ہے ربوہ۔ اب اس کا نام چناب نگر حکومت نے رکھ دیا ہے۔ کیونکہ یہاں قادیانی کثرت سے رہتے ہیں اور پورے پاکستان میں قادیانیوں کا یہ مرکز ہے۔ آپ بارہ ربیع الاول شریف کو چناب نگر جائیں ہر سال چناب نگر میں دیوبندی دہا بی جلوس سرکار کے میلاد کی خوشی میں نکلتے ہیں۔ جس کی قیادت مولوی منظور احمد دیوبندی چنیوٹی مجلس ختم نبوت کے مرکزی قائد مولوی اللہ وسایا دیوبندی اور ان کی جماعت کے پیر خان محمد کنڈیاں ولے کرتے ہیں اس طرح ہمارے سرگودھا شہر میں چند سال پہلے مفتی محمد شفیع فاضل دارالعلوم دیوبند بلاک ڈاک کے خطیب ہر سال سرکار کی آمد کی خوشی میں جلوس نکالا کرتے تھے۔ مفتی صاحب سرپرگڑھی باندھ کر گھوڑے پر سوار ہو جاتے اور پورے سرگودھے کے بازاروں کا جلوس کی شکل میں چکر لگاتے پھر ان کی موجودگی میں مرقد سید حامد علی شاہ گجراتی علیہ الرحمۃ سرگودھا میں تشریف لائے آپ نے مفتی شفیع صاحب کو لکار کر کہا۔ مفتی صاحب تم جلوس نکالتے ہو لیکن تمہارے بڑوں نے تم جہاں سے پڑھ کے آئے ہو دیوبند نے تو جلوس کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے اگر جلوس میں شامل ہونا ہے تو دیوبند سے رابطہ ختم کر کے اپنے پگے سنی ہونے کا اعلان کرو ورنہ دوغلا پالیسی پھور کر اپنے بزرگوں کے فتویٰ پر عمل کرو۔ اشد اکبر۔ تو مفتی شفیع نے کہا شاہ صاحب آپ سید ہیں اب جلوس کی قیادت آپ سنبھال لیں یہ کام ہمارے بس کا نہیں۔ بتائیے کیا جواب دیا۔ آپ دیکھیں جب محرم شریف کا چاند طلوع ہوتا ہے تو دیوبندی

تنظیم سپاہ صحابہ پورے پاکستان میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر جلوس نکالتی ہے۔ کیا یہ جلوس جانتے ہے اور سرکار کی ولادت پر جلوس نکالنا جانتے ہے۔ اگر نا جانتے ہے تو ایمانداری سے فتویٰ لگائیں کہ جو لوگ بھی جلوس نکالتے ہیں مشرک ہیں بدعتی ہیں۔ علماء دیوبند سے فریاد دیوبند سے ان کا کوئی تعلق نہیں لطف بھی آتے حق پرستی کا۔ پر یاد رکھو یہ شرک بدعت کے فتوے صرف اور صرف تمہارے لئے اپنے جو مرضی کرتے رہیں ان کی توجیہ میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ حق و انصاف کا دامن تھامنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ یہ اوپر سے اور میں اندر سے اور ہیں۔ اس لئے سستی کہتے ہیں۔

ایہ نور نبی کے منکر نے ایمان اپنا دے پلے نے
ایہ اتوں اتوں پکے نے پر وچوں وچوں پلے نے
کتے چمکاں دیکھ نہ بھل جاویں ایہ بالکل جھوٹے تیلے نے
اصغر ایہ اٹل زمانہ میں ہن دودھ دے رکھے پلے نے

بہر حال علمائے دیوبند کی دوغلا پالیسی ہے کہ نا جانتے ہیں کہنے ہیں کرنے بھی جاتے ہیں۔ حرام بھی کہتے ہیں کھاتے بھی جاتے ہیں۔ الحمد للہ سنی باز سمجھ کر جلوس نکالتے ہیں اور حلال سمجھ کر بزرگوں کے تبرک کھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ مسک حق اہلسنت کا دامن نصیب فرمائے۔ آمین۔ پاکستان میں ایک اور جماعت نکل آئی ہے جو اپنے آپ کو اہلحدیث کہلاتے ہیں حقیقت میں یہ غیر مقلدین اور گستاخ لوگوں کا ٹولہ ہے یہ بھی وہی بات کہتے ہیں دیوبندی کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا باپ دادا ایک ہی ہے۔ اہلحدیثوں

کے عقائد اور دیوبندیوں کے عقائد بالکل ایک جیسے ہیں۔ فرق صرف نام کا ہے۔ اور کچھ نہیں۔ تقلید آئمہ یہ عقائد میں داخل نہیں۔ جب ربیع الاول شریف آتا ہے تو یہ بھی وہی کہتے ہیں جو دیوبندی کہتے ہیں۔ کراچی کا ایک بخدی اہلحدیث مولوی عبدالرحمن بعلفی نے میلاد شریف کے خلاف اپنی خباثت کا یوں اظہار کیا۔ یوم پیدائش منانا اسلام میں جائز نہیں۔ بلکہ یہ عیسائیوں کی رسم ہے مسلمانوں کو غیر مسلموں کے کسی فعل کی پیروی یا شا بہت سے منع کیا گیا ہے روزنامہ جنگ بروز اتوار ۲۳ ستمبر ۱۹۹۰ء بتاتی ہے یہ بھی وہی بات کہ گیا جو دیوبندی کہتے ہیں۔ مولوی عبدالرحمن اتنا جاہل ہے کہ اس نے اپنے بزرگوں کی کتابوں کا مطالعہ بھی نہیں کیا اگر کرتا تو یہ حماقت نہ کرتا۔ اہلحدیثوں کے بہت بڑے محدث اور عالم شیخ الاسلام جن کا لقب ہے مولوی صدیق حسن بھوپالی اپنی کتاب اشمامۃ العنبر یہ سلا میں لکھتے ہیں کہ جس کو حضرت (یعنی نبی کریم علیہ السلام) کے میلاد کا حال سن کر فرحت (خوشی) حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔ اہلحدیثوں کا چوٹی کا بزرگ لکھتا ہے کہ جو سرکار کی آمد کی خوشی نہ کرے، سرکار کی آمد پر اللہ تعالیٰ کا شکر نہ بجالائے وہ مسلمان نہیں۔ لیکن آج کل کے بخدی مولوی کہتے ہیں یہ عیسائیوں کی رسم ہے۔ بتاتی صدیق حسن بھوپالی مسلمانوں کے رسم و رواج سے واقف نہیں تھے۔ تم زیادہ دین کے ٹھیکیدار ہو کچھ خوف خدا کرو۔ اسی کتاب میں ایک مقام پر نواب صاحب یوں لکھتے ہیں کہ اس میں کیا بُرائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع (یعنی ہر ہفتہ) یا ہر ماہ میں التزام اس کا کر لیں۔ کسی نہ کسی

دن بیٹھ کر یا وعظ و سیرت یا ولادت و وفات آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وآلہ وسلم کا کریں۔ پھر ماہ ربیع الاول شریف کو بھی خالی نہ چھوڑیں انشاء اللہ
 مدد۔ صدیق حسن صاحب تو فتویٰ دے رہے ہیں کہ سرکار کا ذکر پاک سرکار
 کی ولادت شریف ہر روز زبان کر رہیں تو ہفتہ بعد یا مہینہ میں تو ایک
 مرتبہ لازمی کرو۔ لیکن یہ کیا کہتے ہیں کہ عیسائیوں کی رسم ہے۔ توف ہے ایسی
 مسکانی پر۔ اسی طرح ایک اور جماعت ہے جماعت اسلامی جو دیوبندیوں
 و نابیوں، تبلیغیوں، خارجیوں کا مجموعہ ہے۔ اس جماعت کے بانی تھے۔
 مودودی صاحب وہ میلاد شریف کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ۱۔

سب سے پہلے تو آپ کو
 یہ پوچھنا چاہیے تھا کہ ہر

مودودی اور میلاد شریف

اسلام میں عید میلاد النبی کا تصور بھی ہے یا نہیں اس تہوار کو جسے مادی
 اسلام متی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کیا جاتا ہے۔ حقیقت میں
 اسلامی تہوار ہی نہیں۔ اس کا کوئی ثبوت اسلام میں نہیں ملتا حتیٰ کہ صحابہ کرام
 نے بھی اس دن کو نہیں منایا۔ انوس اس تہوار کو دیوبالی اور دسہرہ کی
 شکل دے دی گئی ہے۔ لاکھوں روپے برباد کر دیئے جاتے ہیں۔
 تدریجی ۳ جولائی ۱۹۶۶ء۔ توضیح البیان ص ۲۹۔ بقول مودودی صاحب
 کے اسلام میں عید میلاد کا تصور ہی نہیں۔ دقت کا ضیاع، پیسہ کا ضیاع
 اگر کوئی میلاد کرے تو وہ اسلام کے خلاف کرے گا وقت اور پیسہ کا ضیاع
 ہوگا۔ پیسہ برباد ہوگا۔

اب آئیے دیکھتے ہیں کہ جماعت اسلامی نے اس فتوے پر عمل کیا ہے

یا نہیں؟ وہ ان سلام کاموں سے ہندوانہ رسموں سے بچیں ہیں کہ نہیں؟
 سنی جماعت اسلامی کا اپنا اخبار روزنامہ جسارت کراچی کی خبر ہے کہ پاکستان
 قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے کہا ہے کہ ملک میں اسلامی قوانین کے
 بعد قومی اتحاد نے وہ مثبت مقصد حاصل کر لیا ہے جس کے لئے اس نے انتھک
 اور مسلسل تحریک چلائی تھی وہ آج یہاں مسجد نبیلا گنبد پر نماز ظہر کے بعد قومی
 اتحاد کے زیر اہتمام عید میلاد النبی کے عظیم الشان جلوس کے شرکاء سے خطاب کہ
 رہے تھے۔ اس موقع پر قومی اتحاد کے نائب صدر نوابزادہ نصر اللہ خان امیر
 جماعت اسلامی پاکستان میاں محمد طفیل ذناتی وزیر قدرتی وسائل چودھری
 رحمت الہی اور مسلم لیگ چھٹے گروپ کے سیکرٹری جنرل ملک محمد قائم نے
 بھی خطاب کیا تقریروں کے بعد مفتی محمود اور دیگر رہنماؤں نے مسجد نبیلا گنبد
 میں ہی نماز عصر ادا کی جس کے بعد ان رہنماؤں کی قیادت میں یہ عظیم الشان
 جلوس مختلف راستوں سے مسجد شہداء پہنچ کر ختم ہوا جہاں شرکاء جلوس
 نے مولانا مفتی محمود کی رفاقت میں نماز مغرب ادا کی۔ روزنامہ جسارت
 ۱۱ فروری ۱۹۶۹ء۔ آگے سنئے۔ جماعت اسلامی کے ہیڈ کوارٹر منصورہ میں
 پہلی مرتبہ ۱۲ ربیع الاول کو جشن عید میلاد النبی منایا گیا۔ اس موقع پر منصورہ
 کے باہر سڑک کے دونوں طرف پراناں کیا گیا تھا۔ فٹ پاتھوں پر جماعت
 کے بندگان نے بھی بڑی تعداد میں نصب کئے گئے تھے منصورہ لاہور کے
 اندر بھی پراناں تھا۔ جب کہ جلے کے اختتام پر لنگر کا اہتمام بھی کیا گیا
 نماز جمعہ پر منصورہ میں نماز عصر کے بعد شروع ہونے والا جلوس مغرب
 اور عشاء کی نمازوں کے وقفے کے ساتھ ساتھ پورے گیارہ بجے تک جاری رہا

عصر سے مغرب تک محفل نعت خوانی میں معروف نعت خوان حضرات نے شرکت کی۔ جلسہ کے دوران نضا میں نعرہ تکبیر کے علاوہ نعرہ رسالت یا رسول اللہ غلام ہیں رسول کے غلام ہیں۔ غلامی رسول میں مومنین نبیوں ہے۔ جو ہونہ عشقِ مصطفیٰ تو زندگی نصول ہے۔ جیسے نعرے بھی گوبختے ہے، روزنامہ نوائے وقت لاہور۔ ۲۰ جولائی ۱۹۹۶ء۔ اب لگائیے نثری تمام جماعت والوں پر یہ بدعتی ہوتے کہ نہیں؟ انہوں نے ہندوؤں والا کام کیا کہ نہیں؟ مودودی صاحب کی روح تڑپی یا نہیں؟ بتائیے ان کے فتوے غلط ہیں یا ان کا کردار غلط ہے؟ فیصلہ عوام پر ہے۔ الحمد للہ جو سنی کرتے ہیں وہ کہتے اور جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ ان کی طرح نہیں کہ ماتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ اللہ تعالیٰ منافقانہ چال سے بچائے آمین۔

میرے دوستو! انشاء اللہ قیامت تک سرکار کے دیوانے مٹانے اپنے آقا کا میلاد مناتے رہے ہیں اور مناتے رہیں گے اپنے تو اپنے، مسلمان تو مسلمان جب ربیع الاول شریف کا چاند طلوع ہوتا ہے غیر مسلم جنہیں اسلام نصیب نہیں ہوا۔ جو سرکار پر ایمان نہیں لائے وہ بھی میلاد شریف کی خوشیوں میں شریک ہوتے ہیں کیونکہ میرا بنی عالمین کے ذرے ذرے کے لئے رحمت ہے۔ جو میرے بنی کے برکات محسوس کرتے ہیں وہ بھی بیتاب ہو کر سرکار کی بارگاہ میں عقیدت کے بھول بچھا در کرتے ہیں، کیسے تو سینے ایک ہندو جگن ناتھ کمال کرتا۔ پوریوں سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے۔

سے ربیع الاول آتے ہی جہاں میں تازگی آئی
گستان تمنا میں بہار سردی آئی !

اسی کی بارہویں شب بھی شبانِ دلبری آئی
 نڈا یہ غیب سے آئی کہ روح زندگی آئی
 مجسم ہو کے نور سردی آیا بشر ہو کر
 جناب آمتہ کی گود میں آیا پسر ہو کر
 ایک غیر مسلم سردار بشن سنگھ بیکل سرکار کی بارگاہ میں یوں عرض کرتا ہے۔
 اک جہالت کی گھٹا تھی چار سو چھائی ہوئی تھی
 ہر طرف خلق خدا پھرتی تھی گھسائی ہوئی
 شاخ دیداری کی تھا بے طرح مرجھائی ہوئی
 لہلہا اٹھی تری جب جلوہ آرائی ہوئی
 تیرے دم سے ہو گئیں تاریکیاں سب منتشر
 پاگنج راست ترے آنے سے چشم منتظر
 کان داس گپتا یوں سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے۔

سنگفت ہے کلی کلی حسین پھول پھول ہے
 یہ روز مے مثال ہے ولادتِ رسول ہے
 نوبت رائے شوخ یوں مدح ثنائی کرتے ہیں۔

سند حبیبِ خدا بن کے آئے
 وہ ہر دل کے دکھ کی دوا بن کے آئے
 شہام سندر باہر کشمیری یوں عرض کرتے ہیں۔

ونیا کو تم نے آکر پُر نور کر دیا
 اور ظلمتوں کو یکسر کافر کر دیا !

چہرہ سرن ناز مانک پوری بھی بولے کہ۔

س جس پر بشر کو ناز ہے ایسا بشر پیدا ہوا

صاحب نذر پیدا ہوا صاحب نظر پیدا ہوا

ضیائے حرم رحمت للعالمین ص ۳۹۵۔ ۳۹۶

غیر مسلم تو سرکار کی بارگاہ میں نذرانے پیش کر رہے ہیں۔ عقیدت کی لڑیاں بچھا کر رہے ہیں پر کلمہ پڑھنے والے مومن کہلانے والے اعتراض کو رد کر رہے ہیں، سوال کر رہے ہیں عموماً آپ نے دیکھا ہوگا۔ جب ربیع الاول شریف آتا ہے سرکار کے غلام میلاد شریف کی محفلیں سجاتے ہیں تو چند سوالات کئے جاتے ہیں ایک سوال یہ ہوتا ہے۔

کہ تم لوگ سرکار کے میلاد پر کہتے ہو ہم عید میلاد النبی
ایک سوال کی خوشی کر رہے ہیں۔ یہ عید کا لفظ کہاں سے

لگا لیا ہے۔ عیدیں تو سال میں صرف دو ہیں۔ عید الفطر یا عید الاضحیٰ یہ تیری عید تم نے کہاں سے بنالی ہے؟ خارجی مولوی اس پر برا شور مچاتے ہیں۔ لوگوں سے کہتے ہیں میلاد منانے والوں سے پوچھو۔

میرے دوستو! جواب عرض کرنے سے پہلے یہ عرض کر
جواب دوں کہ یہ لوگ شور کیوں برپا کرتے ہیں کہ بس جی عیدیں

دکڑ ہی ہیں اور کوئی نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جانتے ہیں کہ ہم جتنا زیادہ شور مچائیں گے ہمیں فطرانہ اور کھالیں اتنی ہی زیادہ ملیں گی۔ عید الفطر پر فطرانہ اور قربانی پر کھالیں۔ عید میلاد النبی کا نام نہیں لیتا کیونکہ اس عید پر ملتا کچھ نہیں بلکہ لوگ کہیں گے مولوی صاحب کچھ آپ بھی حضرت ملا لیں یہ دینے سے

گنہگار ہے۔ اس لئے شور مچاتا ہے حرام ہے نہ حلال کہوں گا نہ کچھ دینا پڑے گا۔ اب آیت لفظ عید کی تحقیق کی طرف۔ عید کا معنی ہے خوشی کا دن۔ میرے دوستوں سرکار کے غلاموں کے نزدیک کملی والے کی ولادت کے دن سے بڑھ کر اور کوئی خوشی کا دن نہیں اور کوئی عید کا دن نہیں۔ یہ کہنا کہ اسلام میں صرف دو عیدیں اور کوئی نہیں یہ جاہلوں والی بات یہ کم عقلی اور دین سے دُوری والی بات ہے۔

آیت ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ عیدیں سال میں دو نہیں، بلکہ دو سے زیادہ ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
يَوْمُ الْجُمُعَةِ عِيدٌ | اے میرے صحابہ جمعہ کا روز عید کا روز ہے۔

لہذا عید کے دن روزہ نہ رکھا کر دو۔ ہاں اگر پہلے یا بعد میں رکھو تو جمعہ کے دن بھی روزہ رکھ لیا کر دو۔ المستدک شریف جلد ۱ ص ۶۰۳۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ عید جمعہ کے دن آگئی۔ جیسے ہمارے دور میں بھی اکثر آتی رہتی ہے۔ بعض لوگ بڑے گھبراتے ہیں کہ دو خطبے اکٹھے ہو جائیں گے یہ عید ہم بھاری ہو جائے گی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے دو خطبے سننے سے اس کی رحمت اور زیادہ ہوگی لیکن جاہل لوگوں نے طرح طرح کی باتیں بنا رکھی ہیں۔ خیر تو حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں جب جمعہ کو عید آئی تو سرکارِ مدینہ لیبہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبے کے درمیان اپنے صحابہ سے فرمایا اے میرے صحابہ عرض کی گئی۔ جی آقا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے آج تمہارے لئے دو
عیدیں جمع فرمادی ہیں۔ ایک
عید اور دوسرا جمعہ ہر جمعہ بھی عید

قَدْ اجْتَمَعُ فِي يَوْمِكُمْ
هَذَا عِيدَانِ

ہم ہے۔ المستدرک شریف۔ کتاب الجمعہ۔

پتہ چلا کہ جمعہ بھی عید ہے۔ اب سرکار فرماتے ہیں کہ جمعہ بھی عید ہے۔ یہ
مولوی کہتے نہیں جی صرف دو عیدیں ہیں۔ اب نتیجہ کیا نکلا کہ عید الفطر ایک
عید الاضحیٰ دوسری عید اور جمعہ تیسری عید اچھا صاحب عید الفطر اور
عید الاضحیٰ تو سال بعد عید آتی ہے، جمعہ کتنے دن بعد آتا ہے۔ آٹھ دن بعد
اب مہینے میں چار جمعے آتے تو سال میں تقریباً باون جمعے آئیں گے تو باون
عیدیں تو یہ ہو گئیں۔ دو پہلے والی چون اسی طرح حج کا دن بھی مسلمانوں کے
لئے عید کا دن ہے۔ حضرت عمار بن ابی عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
ایک دن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی شریف میں
اپنے شاگردوں کو درس قرآن دے رہے تھے بہت ساٹے لوگ یہ درس سننے
کے لئے بیٹھے تھے۔ ان سننے والوں میں ایک یہودی بھی تھا۔ حضرت ابن عباس
نے قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھیں اور ان کا مطلب اور مقصد شاگردوں
کو سمجھایا ان آیتوں میں سے ایک آیت یہ بھی تلاوت کی،

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ
وَيْنَكُمْ

اس کا مطلب شان نزول شاگردوں
کو بتایا وہ یہودی بولنے والے ابن عباس

لَوْ أَنْزَلْتُ هَذِهِ الْآيَةَ عَلَيْنَا أَكْمَرُ عِظْمَتِ وَالِي شَانِ وَالِي آيَتِ
ہمارے نبی سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتی تو لانا لیتا لیوم مہم

عید اے تو ہم یہودی لوگ اس کے نازل ہونے والے دن کو عید بنا لیتے۔
 ترمذی شریف جلد ۲۔ تفسیر سورۃ المائدہ۔ سیدنا ابن عباس نے جب اس
 یہودی کی بات سنی تو فرمایا۔ فَإِنَّهَا نَزَلَتْ فِي يَوْمِ عِيدِ يَهُودِ
 اور یہودی تم تو ایک عید کی بات کرتے ہو جس دن ہمارے آقا پر یہ آیت نازل ہوئی
 تھی اس دن ہماری دو عیدیں جمع تھیں۔ یہودی بولا وہ دو عیدیں کون سی۔
 فرمایا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَيَوْمِ عَرَفَةَ اس دن جمعہ تھا جمعہ بھی
 مسلمانوں کے نزدیک عید ہے اور جمع کا دن تھا۔ جمع کا دن بھی مسلمانوں کے
 نزدیک عید کا دن ہے۔ مولوی کہتا ہے عیدیں صرف دو ہیں۔ سرکار کا
 صحابی فرماتا ہے عرفہ کا دن بھی عید ہے۔ بوہوسنیو وہابی کی بات پر مانیں یا
 صحابی کی؟ ہم تو صحابی کی بات مانیں کیوں؟ اس لئے کہ وہابی جھوٹا فریاد
 اور شاطر ہو سکتا ہے پر میرے بچا کا صحابی ان چیزوں سے پاک ہے۔ کتنی
 عیدیں ہو گئیں پچھن اب پچھن بن پر ہے۔ عید میلاد النبی اگر یہ عید نہ ہوتی اگر
 آمنہ کلال دنیا میں تشریف نہ لاتا تو نہ عید الفطر ملتی نہ عید الاضحیٰ ملتی نہ حج کا
 دن بذاتہ جمعہ کی عید نصیب ہوتی۔ یہ سب عیدیں صدقہ ہے۔ سیدہ آمنہ
 کے لال کا کسی عاشق نے کیا خوب کہا کہ۔

سے ایک پلڑے میں وہ سب اور ایک پلڑے میں یہ ایک
 ساری عیدوں سے نہیں کم عید میلاد رسول
 جس دل میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں ہوتی
 اس پر برسے اشد عزوجل کی رحمت نہیں ہوتی
 یہ میرا عقیدہ ہے کہ اگر ذکر خدا میں !
 یہ نام نہ ہو شامل تو عبادت نہیں ہوتی

پتہ چلا عید صرف دو نہیں سال میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ بہت سی عیدیں نصیب فرماتا ہے۔ عید الفطر، عید الاضحیٰ جمعہ کے علاوہ میرے بچے نے فرمایا ایسا تشریحی کے دن بھی ہمارے نزدیک عید کے دن ہیں۔ آیام تشریحی نو ذوالحجہ سے لے کر تیرہ ذوالحجہ کی عصر تک ہیں ان میں ہر نماز ہی فرض نماز کے بعد تکبیریں پڑھتا ہے۔ المستدرک شریف جلد ۱ ص ۶۰۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے آمین۔ ایک دوسرا سوال کیا جاتا ہے۔

کہ جشن میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جلوس اور اجتماعات صرف پاک و ہند میں

دوسرا سوال

ہی منائے جاتے ہیں اور کسی جگہ پر نہیں۔ مگر شریف مدینہ شریف جہاں سرکار تشریف لائے وہاں نہیں منائے جاتے۔

اس کے بارے گزارش یہ ہے کہ پاک و ہند میں جو جلوس اور اجتماعات کا طریقہ شروع ہوا ہے۔ اس کا آغاز بھی

جواب

مکہ شریف اور مدینہ شریف سے ہی ہوا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ آج کل یہ جشن میلاد نہیں منایا جاتا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ پہلے بھی نہیں ہوا تھا۔ سعودی اور نجدی حکومت سے پہلے جب ترک حکومت تھی اس وقت وہاں جلوس بھی نکلتے اور محافل میلاد بھی ہوتیں۔ ۱۹۲۵ء کو جب نجدیوں نے راتوں رات حملہ کر کے ترکوں سے بزورِ طاقت حکومت چھین لی تو انہوں نے یہ سلسلہ بند کر دیا۔ سعودی اور نجدی حکومت کی آمد سے پہلے آپ تاریخ عرب اور اخبارات کا مطالعہ کریں تو آپ کو پتہ چلے گا عرب کے لوگ کیسے اپنے آقا کا جلوس اور جشن مناتے تھے۔ مکہ شریف سے ایک اخبار عربی میں شائع ہوتا ہے الْقِبْلَةُ

اس اخبار نے ۱۹۱۶ء جنوری میں ترکہ کی حکومت کے دور میں جو جلوس نکلا اس کی آنکھوں دیکھی رپورٹ پیش کی اس کا ترجمہ اور خلاصہ لاہور سے ماہنامہ طریقت رسالہ نکلتا اس نے پیش کی ہم وہی عبارت من وعین پیش کرتے ہیں۔

”گیارہ ہون ریح الاول کو مکہ مکرمہ کے در و دیوار عین اس وقت توپوں کی صدائے بازگشت سے گونج اٹھے۔ جبکہ حرم شریف کے مؤذن نے نماز عصر کے لئے اشد اکبر، اشد اکبر کی صدا بلند کی۔ سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر مبارک باد دینے لگے۔ مغرب کی نماز ایک بڑے مجمع کے ساتھ شریف حسین نے حنفی مٹھی پر ادا کی۔ نماز سے فراغت پانے کے بعد سب سے پہلے قاضی القضاة نے حسب دستور شریف صاحب کو عید میلاد کی مبارک باد دی۔ پھر تمام وزراء اور اہل کان سلطنت ایک عام مجمع کے ساتھ جس میں دیگر اہلیان شہر بھی شامل تھے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام ولادت کی طرف روانہ ہوتے۔ یہ شاندار مجمع نہایت انتظام و احتشام کے ساتھ کے ساتھ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت والی جگہ کی طرف روانہ ہوا۔ قصر سلطنت سے سرکار کی ولادت گاہ تک راستے میں دو روہیہ اعلیٰ درجے کی روشنی کا انتظام تھا۔ اور خاص کر سرکار کی ولادت گاہ تو اپنی رنگ برنگ روشنی سے رشک جنت بنا ہوا تھا۔ زائرین کا یہ مجمع وہاں پہنچ کر موڈ ب کھڑا ہو گیا۔ ایک آدمی نے بڑے پیارے طریقے سے سرکار مدینہ کی سیرت پاک پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد شیخ فواد نائب وزیر خارجہ نے ایک پیاری سی تقریر کی۔ آخر میں ایک نعتیہ قصیدہ پڑھا گیا۔ جس کو سن کر سامعین وجد میں آگئے۔ عید میلاد کی خوشی میں تمام دفاتر، کچھریاں، اور مدارس بارہ ریح الاول

کو ایک دن کے لئے بند کر دیتے گئے اس طرح یہ خوشی اور سرور کا دن ختم ہو گیا۔
 خلا سے دعا ہے کہ وہ اسی سرور اور مسرت کے ساتھ یہ دن پھر نصیب فرمائے
 آمین۔ ماہنامہ طریقت لاہور مارچ ۱۹۱۴ء ص ۲۱-۲۳۔ ضیائے حرم رحمت للعالمین
 نمبر ص ۲۴۹-۲۸۰۔ جشن میلاد البنی کی شرعی حیثیت ص ۲۴۲-۲۴۳۔ اسی
 طرح مدینہ شریف میں بھی سرکار کا میلاد ہوتا تھا۔ حضرت علامہ مفتی عنایت اللہ
 کا کوہ روی تاریخ حبیب الہ ص ۱۵ پر لکھتے ہیں حرمین شریفین اور اکثر بلاد اسلامیہ
 میں عبارت ہے کہ ماہ ربیع الاول میں محفل میلاد شریف کرتے ہیں اور
 تمام مسلمان اکٹھے ہو کر سرکار کا میلاد پڑھتے ہیں اور درود پاک کی کثرت کرتے
 ہیں اور کھانا شربنی تقسیم کرتے ہیں۔ بارہویں ربیع الاول کو مدینہ منورہ
 میں یہ محفل منبرک مسجد نبوی شریف میں ہوتی ہے۔ جشن میلاد البنی کی شرعی
 حیثیت ص ۲۴۳۔ پتہ چلا کہ شریف میں مدینہ شریف میں ہمیشہ میلاد شریف
 ہوتا تھا۔ لیکن جب سے نجدی حکومت حرمین شریفین پر مسلط ہوئی ہے مگر
 طور پر یہ سلسلہ بند کر دیا گیا ہے۔ لیکن آپ ربیع الاول میں مدینہ شریف مکہ شریف
 جاتیں اب بھی جاتیں تو لوگ اپنے اپنے گھروں میں اپنی طاقت کے مطابق
 سرکار کی خوشی مناتے ہیں۔ لیکن ظاہر نہیں کرتے کہیں نجدی حکومت تکلیف
 نہ دے۔ نجدی حکومت ہمیشہ تو نہیں رہے گی۔ انشاء اللہ ایک دن یہ بھی ختم
 ہو جائے گی۔ مگر سرکار کا میلاد قیامت تک ہوتا ہے گا۔ یہ تو موجودی عرب
 کی بات ہے۔ عرب کے دوسرے علاقے مثلاً مصر، یمن، شام میں ہر سال مگر
 طور پر بارہ ربیع الاول کو چھٹی ہوتی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جشن
 میلاد منایا جاتا ہے۔ اسی طرح لیبیا، ایران، جنوبی افریقہ، عراق اور دیگر اسلامی

ممالک میں چلے جائیں۔ بڑی دھوم دھام سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جشن میلاد منایا جاتا ہے۔ میرے دوستوں کوئی منائے یا نہ منائے تو اپنے آقا کا جشن مناتے جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعائیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں لیتے جاؤ یہ جو منع کرتے ہیں ان کو کھلی دالے سے دشمنی ہے یہ اور کاموں سے منع نہیں کرتے۔ لیکن جب سرکار کے پیار کی بات کی جائے فوراً بدعت شرک کے فتوے ان کو یاد آجاتے ہیں۔ دیکھو ناں مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندیوں کا قطب الوقت یہ کیا دشمنی رسول کا مظاہرہ کرتا ہے۔ مولوی رشید احمد صاحب سے کسی نے پوچھا کہ میلاد شریف کی مجلس کذابہ درست ہے کہ نہیں۔ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ انعقاد مجلس مولود بہر حال ناجائز ہے۔ تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۰، ۱۳۱ یہ میلاد شریف کیوں منع کیا گیا کہ سرکار کی آمد کی خوشی میں مسلمان صدقہ خیرات کرتے ہیں۔ سرکار کی سیرت طیبہ کے چلے کرتے ہیں گھروں اور مسجدوں کو سجایا جاتا ہے یہ ہمارے ساتھ دشمنی نہیں بلکہ براہ راست سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دشمنی ہے۔ اچھا صاحب ایک آدمی آیا۔ اس نے سوال کیا کہ حضرت بچوں کی سالگرہ کرنا اور خوشی میں کھانا کھلانا جائز ہے کہ نہیں؟ جواب ملتا ہے۔ سالگرہ یا دوواشت عمر اطفال کے واسطے کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا اور سال کے بعد وجہ اللہ تعالیٰ کھانا کھلانا بھی درست ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۶۸ حد نہیں ہوگئی۔ مولوی صاحب کے دوغلا پاپیسی کی کہ میلاد شریف تو ناجائز ہے اور سالگرہ جائز ہے۔ بلا شریف میں بھی کھانا کھلایا جاتا ہے مکان مسجد سجائی جاتی ہے خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ دوستوں کو بلا کر کھانا کھلایا جاتا ہے۔ وہاں بھی خوشی

یہاں بھی خوشی میلادنا جائزہ سا لگ رہا تھا۔ اگر میلادنا جائزہ ہے کہ سرکار نہیں منایا صحابہ نے نہیں منایا۔ ولیوں نے نہیں منایا۔ تو مولوی صاحب ذرا وہ کتاب ہمیں بھی دکھائیں جس میں یہ بات موجود ہو کہ سرکار نے اپنی سالگرہ مناتی ہو۔ صحابہ نے مناتی ہو اور کیا۔ کرام نے مناتی لیکن کسی کتاب میں یہ مسئلہ موجود نہیں، بلکہ سالگرہ تو عیسائی مناتے ہیں۔ انگریزوں کا طریقہ ہے۔ ہمیں طعنہ دیا جاتا ہے یہ میلاد منانا ہندوؤں اور عیسائیوں کا طریقہ ہے۔ الحمد للہ ہم تو عیسائیوں اور ہندوؤں والا طریقہ نہیں اپناتے۔ یہ بچدلیوں اور دیوتیوں کا طریقہ ہے۔ یہ سب مولوی صاحب نے کیوں لکھا کہ میلادنا جائزہ اور سالگرہ جائز اس لئے کہ یہ اصل میں نبی کے دشمن انگریزوں کے ایجنٹ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سرکار کی کتاب بے ادبی سے محفوظ فرمائے۔ جب تک ہم جتیں تو نبی پاک کے غلام ہو کر جب میں تو سرکار کے غلام ہو کر، حشر میں اٹھیں تو کھلی وارے کے گدا ہو کر زبان پر کلمہ ہو، سینے میں اللہ تعالیٰ اور پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کی شمع ہو پھر سب سنتوں کا بیڑا پار ہو۔ انشاء اللہ۔

وَأَخِرُ وَعَوْنًا إِنَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ

طالبِ دعا

ابوالوفادری فیض المصطفیٰ عتیقی
ہال خطیب جامع مسجد غوثیہ، غوثیہ چوک مقام حیات سرگودھا
۲۸ شوال المکرم بروز ہفتہ ۱۴۲۰ھ

ذوقِ خطیب

(حصہ سوئم)

میرزا شریف پیر انمول تحف

دائے حلیمہ کیے میرے نبی کے کوئے گئے۔ میرے آقائے
کیے حلیمہ کے گھر کو بھاگ لگایا۔ بشریت سے نبی
پر نفیسے بحثے۔ سرکار کے وفاتے اور عام
بندے کے وفاتے پر بحثے۔ حیاتے الہیوں
کے موصوٹ پر دلائلے۔

عربی، فارسی، اردو، پنجابی، ذوق کے لئے
اشعار صفحہ تقریباً ۵۰ پر پڑھیں گے۔

انشاء اللہ ایمان تازہ ہوگا۔

عنقریب آپ کے ہاتھوں میں

مکتبہ زور پیر رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

خطبات شریف اور دعوات کے لیے اصول خزانہ

علامہ قادری نقشبندی مصطفیٰ عثمانی

سلطان کر بلا

مقام اہلبیت - اہلبیت کران
محبت صحابہ و اہلبیت
شان حسین پر مکمل بحث

اول

ولادت حسین - رخصتی مدینہ
ماتم حسین پر نفیس بحث

دوم

امام مسلم کی شہادت بچوں کی
مکہ سے کر بل یوم عاشورا

سوم

شہادت حضرت زہرا، حضرت وہب
حضرت علی اکبر، حضرت عباس، حضرت
شہادت حضرت امام حسین

چهارم

شہادت کے بعد کے واقعات
ابن زیاد کا دربار
یزید کا دربار - واپس

پنجم

قتلان حسین
یزید اپنے آگے
یزید کے حامیوں کا

ششم

فوق خطیب

میلا د شریف کی اہمیت
انگوٹھے چومنے کا جواز
میلا د کے فوائد نور نبی علیہ السلام پر بحث

اول

سرکار کے والدین - ولادت شریف
جشن میلا د کا جواز

دوم

دانی حلیمہ
شریعت مصطفیٰ علیہ السلام پر بحث

سوم

ذکر مصطفیٰ علیہ السلام - وفات مصطفیٰ علیہ السلام
حیات مصطفیٰ علیہ السلام پر نفیس دلائل

چهارم

ماہنامہ الجھیر

شان ولایت - ولی کی تعریف
خواجہ معین الدین چشتی کی سیرت پر مکمل بحث

امام مرتبہ کا حق اور اگر کو ان؟

اہلسنت و جماعت کی نماز کس امام
کے پیچھے ہو سکتی ہے بہترین رسالہ

خطبات شریف | خطبات شریف | سیرت امام عظیم

041-2626046